سیرتِ محمدیہ

ترجمہ

مواہبِ لدنیہ

ترتیب و تدوین جدید مکرم جناب محمد عبدالستار طاہر مسعودی زیدمجدہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

سیرتِ محمدیہ

ترجمہ

مواہبِ لدنیہ اوّل

تصنیف

شیخ المورخین حضرت امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترتیب و تدوینِ جدید

مکرم جناب محمد عبدالستار طاہر مسعودی زید مجدہٗ

تحریک

مولانا محمد منشا تابش قصوری

صدر ادارہ ریاض المصنفین لاہور

ناشر

شبیر برادرز ۰ ۴۰-اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(جملہ حقوق بحق شبیر برادرز محفوظ ہیں)

نام کتاب	....	سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ (اوّل)
تصنیف	....	امام احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ
جدید ترتیب وتدوین	....	محمد عبدالستار طاہر مسعودی
زیر سرپرستی	....	محمد منشا تابش قصوری
اشاعت اوّل	....	اگست 2002ء
تعداد	....	1100
کمپوزنگ	....	words maker Lhr.
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	شبیر برادرز لاہور
قیمت مکمل سیٹ	....	روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

زبیدہ سینٹر 40 اُردو بازار لاہور (پاکستان)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	حالات مصنف ''معارف لدنیہ''	
۲	ابتدائیہ	۱۳
۳	دیباچہ از مصنف	۱۷
۴	رسول اکرم کی طہارت نسب	۳۳
۵	حقیقت محمدی کا ظہور	۳۳
۶	مخلوق کے مقدر پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھے گئے	۳۶
۷	عرش کی پیدائش	۳۶
۸	لوحِ محفوظ کی پیدائش	۳۶
۹	حضرت محمد ﷺ کب سے نبی ہیں؟	۳۷
۱۰	اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام کا حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر عہد	۳۷
۱۱	حضرت محمد ﷺ کی رسالت سب نبیوں اور ان کی امتوں کیلئے	۴۲
۱۲	حضرت محمد ﷺ کی اصل طینت	۴۴
۱۳	حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک آسمان اور زمین والوں کیلئے	۴۵
۱۴	اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بہ اغراض نہیں ہیں	۴۶
۱۵	اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق	۴۶
۱۶	تخلیق کائنات کے دیگر مراحل	۴۷
۱۷	حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان کی سیر	۴۹
۱۸	فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ	۵۰
۱۹	حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کا ظہور	۵۰
۲۰	ابلیس لعین کا حسد و حیلہ اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی جنت بدری	۵۲
۲۱	حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو کس مقام پر اُتارا گیا	۵۳
۲۲	ابلیس لعین اور سانپ کہاں پھینکے گئے	۵۳
۲۳	آدم علیہ السلام جنت میں کتنا عرصہ رہے	۵۳
۲۴	ممنوعہ پھل کی ترغیب دینے پر حضرت حوا کو سزا	۵۳
۲۵	حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ زاری	۵۴
۲۶	حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے آنسوؤں کے ثمرات	۵۴
۲۷	اس ذرا سی بھول سے عبرت پکڑو	۵۴
۲۸	حضرت آدم علیہ السلام کی بھول گناہ صغیرہ تھا	۵۵
۲۹	حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے میں حکمت	۵۵
۳۰	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کیونکہ قبول ہوئی	۵۶
۳۱	حضرت آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے	۵۸
۳۲	حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش	۵۸
۳۳	بنے ہیں کونین مصطفیٰ کے لئے	۶۰
۳۴	حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد	۶۱
۳۵	حضرت محمد ﷺ کے تمام ماں باپ پاک و طاہر ہیں	۶۱
۳۶	حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات سے بہتر اور برگزیدہ ہیں	۶۳
۳۷	حضرت محمد ﷺ کا کوئی بھائی بہن نہ تھے	۶۴
۳۸	رسول اللہ ﷺ آباء کرام میں منتخب ہیں	۶۴
۳۹	تعارف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۴
۴۰	حضرت محمد ﷺ کا نسب مبارک عدنان تک	۶۵
۴۱	حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر نور محمدی کی جھلک	۶۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۲	ابرہہ کے لشکر کی ابابیلوں سے ہلاکت	۶۹
۴۳	زمزم جو حضرت عبدالمطلب نے کھودا	۷۱
۴۴	رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کی قربانی	۷۳
۴۵	ذبیح حضرت اسماعیل ہیں نہ حضرت اسحاق علیہم السلام	۷۴
۴۶	حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی شادی	۷۷
۴۷	رسول کریم ﷺ کے زمانہ حمل میں عجیب وغریب مشاہدات	۷۸
۴۸	رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کا وصال	۸۲
۴۹	والد ماجد کے وصال پر رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک	۸۳
۵۰	حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شوہر کے فراق میں اظہارِ غم	۸۴
۵۱	آپ ﷺ کی ولادت کے وقت حالات	۸۴
۵۲	آپ ﷺ شکم مادر سے دنیا میں کس عالم میں تشریف لائے	۸۸
۵۳	آپ ﷺ کی ولادت پر شام کے محلات روشن ہوگئے	۸۸
۵۴	آپ ﷺ کی ولادت پر یہودیوں کے تاثرات	۹۰
۵۵	آپ ﷺ کی ولادت پر کسریٰ کے محل میں زلزلہ	۹۱
۵۶	آپ کی ولادت پر شیطانوں کو آگ کی مار	۹۱
۵۷	حضرت آدم علیہ السلام سمیت چودہ نبی ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے	۹۲
۵۸	رسول اللہ ﷺ کا ختنہ مبارک	۹۳
۵۹	ختنہ واجب ہے سنت ؟	۹۴
۶۰	ختنہ کرنے میں حکمت	۹۵
۶۱	آپ ﷺ کا سال ولادت	۹۵
۶۲	آپ ﷺ کا ماہِ ولادت	۹۶
۶۳	آپ ﷺ کا یوم ولادت	۹۶
۶۴	آپ کی برکت سے زمان ومکاں کو شرف ہے	۹۷
۶۵	آپ ﷺ کا وقت ولادت	۹۸
۶۶	ایک یہودی کا قول کہ نبی آخرالزماں پیدا ہوئے	۹۸
۶۷	آپ کی ولادت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت	۹۹
۶۸	آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے	۱۰۰
۶۹	رسول اللہ ﷺ کی مدت حمل اور جائے پیدائش	۱۰۱
۷۰	آپ کے میلاد کی خوشی میں دشمن جاں کے عذاب میں کمی	۱۰۲
۷۱	میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منانا	۱۰۲
۷۲	آپ ﷺ کی شیرخوارگی	۱۰۳
۷۳	حلیمہ سعدیہ کی حضور کو لوریاں	۱۰۶
۷۴	سرکار کے بچپن کی باتیں	۱۰۷
۷۵	آپ ﷺ کا شق سینہ مبارک	۱۱۰
۷۴	آپ امت کے ہزار آدمیوں پر بھاری	۱۱۱
۷۵	تابوت سکینہ کی حقیقت	۱۱۲
۷۶	رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت	۱۱۲
۷۷	رسول پاک کی والدہ ماجدہ کا وصال	۱۱۵
۷۸	رسول اکرم ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان لانا	۱۱۷
۷۹	آپ کے باپ دادا مشرک نہیں تھے	۱۲۰
۸۰	زمانہ فترت......	۱۲۳
	(حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کا درمیانی عرصہ)	۱۲۵
۸۱	اہل فترت کی اقسام	۱۲۶
۸۲	ابو طالب...... کفیل رسول اکرم ﷺ	۱۲۹
۸۳	چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر	
۸۴	آپ ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے تجارت، پھر شادی	۱۳۲
۸۵	قریش کے ہمراہ کعبہ کی تعمیر نو	۱۳۴
۸۶	رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ظہور	۱۳۵
۸۷	فرشتے کے تین بار بھینچنے میں حکمت	۱۳۸
۸۸	آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو کیونکر پہچانا	۱۳۸
۸۹	کیا رسول اللہ ﷺ نزول وحی سے ڈر گئے تھے؟	۱۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۹۰	سب سے پہلی وحی ...... مختلف روایات	۱۴۰
۹۱	غارِ حرا کو اور غاروں پر ترجیح کیوں؟	۱۴۰
۹۲	سینۂ مبارک کا تیسری بار چاک (شق صدر)	۱۴۳
۹۳	سلسلۂ وحی رکنے پر آپ کا غم	۱۴۳
۹۴	وحی کے مراتب	۱۴۴
	☆ وحی کا پہلا مرتبہ	۱۴۴
	☆ وحی کا دوسرا مرتبہ	۱۴۵
	☆ وحی کا تیسرا مرتبہ	۱۴۵
	☆ وحی کا چوتھا مرتبہ	۱۴۶
	☆ وحی کا پانچواں مرتبہ	۱۴۶
	☆ وحی کا چھٹا مرتبہ	۱۴۶
	☆ وحی کا ساتواں مرتبہ	۱۴۷
	☆ وحی کا آٹھواں مرتبہ	۱۴۷
۹۵	وحی لانے والے	۱۴۷
۹۶	زمین و آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ وحی	۱۴۷
۹۷	وحی کی حالتیں اور تقاضے	۱۴۸
۹۸	انبیاء کرام پر حضرت جبرئیل کا نزول	۱۴۸
۹۹	رسول اللہ ﷺ کو وضو اور نماز کی تعلیم	۱۴۸
۱۰۰	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر اوّل ایمان لانے والے	۱۵۰
	☆ سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون	۱۵۰
	☆ سب سے پہلے ایمان والے آزاد مرد	۱۵۱
	☆ کم عمری میں سب سے پہلے ایمان لانے والے	۱۵۲
۱۰۱	شانِ ابوبکر صدیق بزبان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۱۵۳
۱۰۲	ورقہ بن نوفل کا ایمان	۱۵۳
۱۰۳	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام	۱۵۳
۱۰۴	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ایمان لانے والی صحابیات	۱۵۴
۱۰۵	نبی اکرم ﷺ کی اپنی قوم کو دعوتِ اسلام	۱۵۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۰۶	دعوتِ اسلام پر اہل قوم کا رویہ	۱۵۵
۱۰۷	فروغ اسلام کے لئے ابوطالب کا کردار	۱۵۵
۱۰۸	بارگاہ رسالت کے اولین گستاخ اور ان کا انجام	۱۵۶
	☆ ولید بن مغیرہ (لعین)	۱۵۷
	☆ عاصی بن وائل (لعین)	۱۵۷
	☆ حارث بن قیس (لعین)	۱۵۷
	☆ اسود بن عبدی غوث (لعین)	۱۵۷
	☆ اسود بن المطلب (لعین)	۱۵۷
۱۰۹	آپ ﷺ کو قریش کی ایذا رسانی	۱۵۷
	☆ ابولہب (لعین)	۱۵۸
	☆ ابولہب کی بیوی (لعین)	۱۵۸
	☆ عقبہ بن ابی معیط (لعین)	۱۵۹
	☆ (عمرو بن ہشام) ابوجہل (لعین)	۱۶۱
	☆ عمارہ بن الولید (لعین)	۱۶۱
	☆ امیہ بن خلف (لعین)	۱۶۱
۱۱۰	سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا	۱۶۲
۱۱۱	آپ ﷺ سے یہودیوں نے روح کی حقیقت پوچھی	۱۶۳
۱۱۲	روح سے کیا مراد ہے؟	۱۶۵
۱۱۳	روح کے بارے میں مختلف آراء	۱۶۶
۱۱۴	اہل ایمان کو قریشی کفار کی ایذا رسانی	۱۶۷
۱۱۵	شانِ بلال رضی اللہ عنہ	۱۶۹
۱۱۶	حبشہ کی طرف پہلی ہجرت	۱۷۰
۱۱۷	مرادِ رسول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام	۱۷۰
۱۱۸	معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) اور شعب ابی طالب	۱۷۲
۱۱۹	سورۂ والنجم اذا ھویٰ کے واقعات	۱۷۳
۱۲۰	حبشہ کی طرف دوسری ہجرت	۱۷۷
۱۲۱	مشرکین کے معاہدہ کا نقض	۱۷۷
۱۲۲	ابوطالب کے اسلام میں اختلاف	۱۷۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۲۳	ابوطالب کی پیشین گوئی	۱۷۸
۱۲۴	آپ ﷺ کے لئے غم کا سال (عام الحزن)	۱۸۱
۱۲۵	طائف کا سفر	۱۸۱
۱۲۶	عداس نصرانی کا قبولِ اسلام	۱۸۳
۱۲۷	جنوں کا واقعہ	۱۸۳
۱۲۸	کیا معراج ربیع الاوّل میں ہوئی؟	۱۸۵
۱۲۹	معراج ہجرت سے کتنا عرصہ پہلے ہوئی؟	۱۸۵
۱۳۰	قبیلہ اوس اور خزرج کا قبولِ اسلام	۱۸۶
۱۳۱	صحابہ کرام کی مدینے کو ہجرت	۱۹۱
۱۳۲	رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کو ہجرت	۱۹۱
۱۳۳	مدینہ کی طرف ہجرت میں حکمت	۱۹۴
۱۳۴	مکہ سے کب 'نکلے' مدینہ کب تشریف لائے	۱۹۴
۱۳۵	ہجرت مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ساتھ	۱۹۵
۱۳۶	قصیدہ بردہ شریف میں واقعہ غارِ ثور کا ذکر	۱۹۹
۱۳۷	حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ایثار و جاں نثاری	۲۰۱
۱۳۸	حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول اکرم ﷺ کے محبوب	۲۰۳
۱۳۹	مکڑی کا تاریخی کردار	۲۰۳
۱۴۰	حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بیٹے اور غلام کی خدمات	۲۰۴
۱۴۱	غارِ ثور سے مدینہ کو روانگی	۲۰۵
۱۴۲	سفر مدینہ میں ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں قیام	۲۰۵
۱۴۳	ام معبد کا حضور ﷺ کے بارے میں اپنے شوہر سے ذکر	۲۰۶
۱۴۴	ایک مومن جن نے آپ کی خبر دی	۲۰۹
۱۴۵	سراقہ سے حسن سلوک	۲۱۰
۱۴۶	سفر مدینہ میں ایک چرواہے کا قبولِ اسلام	۲۱۰
۱۴۷	مقامِ قبا میں تشریف آوری	۲۱۱
	ماہ ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف آوری	۲۱۲
۱۴۸	تاریخ ہجری کا آغاز	۲۱۳
۱۴۹	قبا میں قیام کی مدت	۲۱۳
۱۵۰	مسجد قبا کی بنیاد	۲۱۴
۱۵۱	مسجد جمعہ کی بنیاد	۲۱۴
۱۵۲	مسجد جمعہ سے مدینے کا سفر	۲۱۴
۱۵۳	مدینہ میں آپ کی قیام گاہ	۲۱۵
۱۵۴	حضرت ابوایوب انصاری ؓ والا مکان رسول اللہ ﷺ کا ذاتی مکان ہے	۲۱۷
۱۵۵	مدینہ تشریف لانے پر عورتوں کا اظہارِ مسرت	۲۱۷
۱۵۶	حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اشعار	۲۱۸
۱۵۷	مدینہ کے لئے دعائے رسول ﷺ	۲۱۹
۱۵۸	مدینہ کے لئے دعائے حضرت عمر فاروق ؓ	۲۱۹
۱۵۹	حضرت ابوایوب ؓ کے ہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا	۲۱۹
۱۶۰	ثنیۃ الوداع	۲۱۹
۱۶۱	مسجد نبوی کی تعمیر	۲۲۰
۱۶۲	اصحابِ صفہ	۲۲۲
۱۶۳	منبر رسول اکرم ﷺ	۲۲۲
۱۶۴	انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ (مؤاخات)	۲۲۳
۱۶۵	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی	۲۲۳
۱۶۶	اذان کی ابتدا	۲۲۳
۱۶۷	خواب میں اذان کی تعلیم	۲۲۵
۱۶۸	صحابہ کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کی نماز	۲۲۶
	ہجرت کے بعد نماز میں دو رکعت کا اضافہ	۲۲۷
۱۶۹	علمائے یہود کی رسول دشمنی	۲۲۸
۱۷۰	غزواتِ رسول ﷺ	۲۲۸
۱۷۱	غزواتِ رسول ﷺ کی تعداد	۲۲۹
۱۷۲	حضرت حمزہ ؓ کا لشکر	۲۲۹
۱۷۳	سریہ حضرت عبیدۃ المطلبی ؓ	۲۳۰
۱۷۴	سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ	۲۳۱
۱۷۵	غزوۂ ودان / غزوۂ ابواء	۲۳۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷۶	غزوۂ بواط/ جنگ کید	۲۳۱
۱۷۷	غزوۂ عشیرہ	۲۳۲
۱۷۸	بدر کا پہلا غزوہ	۲۳۲
۱۷۹	سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	۲۳۳
۱۸۰	تحویل قبلہ	۲۳۴
۱۸۱	تحویل قبلہ پر یہود و منافقین کی ہرزہ سرائی	۲۳۵
۱۸۲	رمضان المبارک کی فرضیت	۲۳۶
۱۸۳	غزوۂ بدر عظمیٰ	۲۳۶
☆	شیطان کی شیطانی اور صحابہ کرام کی استقامت	۲۴۰
☆	جنگ کا آغاز	۲۴۰
☆	مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں	۲۴۱
☆	حضرت ابوبکر نے ترک دعا کے لئے کیوں کہا	۲۴۲
☆	غزوۂ بدر میں اللہ کی نصرت	۲۴۴
☆	کیا فرشتوں نے قتال کیا تھا؟	۲۴۵
☆	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر کنکریاں پھینکیں	۲۴۶
☆	غزوۂ بدر میں معجزات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۷
☆	کفار و مشرکین قریش کا انجام	۲۴۸
☆	سماع میت کی تحقیق	۲۴۹
☆	واقعہ بدر نظم میں	۲۵۰
☆	بدر میں قتل ہونے والے کفار کو عذاب	۲۵۳
☆	اسیران بدر	۲۵۴
☆	حضرت عباس بن عبدالمطلب کا قبول اسلام	۲۵۵
☆	قیدیوں کے بارے میں فیصلہ	۲۵۷
۱۸۴	بنت رسول زوجہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتقال	۲۵۸
۱۸۵	ابولہب کا انجام	۲۵۹
۱۸۶	سریہ عمیر رضی اللہ عنہ اور عصما کا قتل	۲۵۹
۱۸۷	غزوۂ ذی قرقرہ	۲۶۰
۱۸۸	سریہ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۰
☆	رسول اللہ کے مقابل مشرکین کی اقسام	۲۶۱
۱۸۹	غزوۂ بنی قینقاع	۲۶۱
۱۹۰	غزوۂ السویق	۲۶۲
۱۹۱	حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شادی	۲۶۳
☆	خطبۂ نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۶۵
۱۹۲	سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	۲۶۷
۱۹۳	غزوۂ غطفان	۲۶۹
۱۹۴	غزوۂ بحران	۲۷۰
۱۹۵	سریہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ	۲۷۰
۱۹۶	غزوۂ احد	۲۷۱
☆	غزوۂ اُحد سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	۲۷۲
☆	جنگ کے لئے تیاری اور روانگی	۲۷۲
☆	تیراندازوں کا تقرر اور انہیں تاکید	۲۷۴
☆	جنگ کا آغاز	۲۷۵
☆	حکم عدولی پر نقصانِ عظیم	۲۷۶
☆	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ	۲۷۷
☆	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ	۲۷۹
☆	جاں نثاروں کی وفا شعاریاں	۲۸۱
☆	غزوۂ اُحد میں معجزات	۲۸۲
☆	آپ کی سلامتی سے مردہ تنوں میں جان آ گئی	۲۸۳
☆	زخم کھا کر دعائیں دیں	۲۸۳
☆	حزب اللہ اور حزب الشیطان	۲۸۳
☆	جنگ کے بعد مشرک عورتوں کا کردار	۲۸۴
☆	رسول کریم کی مرہم پٹی	۲۸۴
☆	زخمیوں اور شہداء کی جستجو	۲۸۵
☆	شہداء سے اللہ کا معاملہ	۲۸۶
☆	جنگ احد میں کتنے شہید اور ہلاک ہوئے	۲۸۸
☆	کفار مدینہ کا رویہ	۲۸۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆ جنگ احد میں رسول اکرم کی ثابت قدمی	۲۸۸
	☆ جنگ احد میں حکمت الٰہی	۲۸۹
۱۹۷	غزوۂ حمراء الاسد	۲۹۰
۱۹۸	شراب کی حرمت	۲۹۰
۱۹۹	سریہ ابی سلمہ عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ	۲۹۱
۲۰۰	سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ	۲۹۱
	سریہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۹۲
۲۰۱	سریہ منذر بن عمر رضی اللہ عنہ/ سریۃ القراء/ سریہ بیر معونہ	۲۹۹
۲۰۲	غزوہ بنی نضیر	۳۰۳
	غزوہ ذات الرقاع	۳۰۶
۲۰۳	غزوہ بدر الاخیرہ	۳۰۷
۲۰۴	غزوہ دومۃ الجندل	۳۰۸
۲۰۵	غزوہ مریسیع/ غزوہ بنی مصطلق	۳۱۰
۲۰۶	غزوۂ خندق/ غزوۂ احزاب	۳۱۱
	☆ بخاری شریف میں غزوۂ خندق کا ذکر	۳۱۳
	☆ غزوۂ خندق میں معجزات	۳۱۴
	☆ خندق کی کھدائی کے بعد صف آرائی	۳۱۴
	☆ بنی قریظہ کی بدعہدی	۳۱۴
	☆ بنی قریظہ کی غداری کی تصدیق	۳۱۵
	☆ منافقین کی راہِ فرار	۳۱۶
	☆ جنگ کا آغاز	۳۱۶
	☆ اللہ کی نصرت	۳۱۷
	☆ رسول اللہ کی دعائیں	۳۱۸
	☆ دورانِ جنگ جو نماز قضا ہوئی	۳۱۹
	☆ صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین میں اختلاف	۳۲۰
	☆ غزوۂ خندق قریش کی آخری جنگ	۳۲۱
۲۰۷	غزوۂ بنی قریظہ	۳۲۲
	☆ رئیس بنی قریظہ کا صلاح مشورہ	۳۲۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆ فرمان نبی میں اضافے پر ابولبابہ کی خود کو سزا	۳۲۴
	☆ آپ کے زمانہ میں صحابہ کرام کا اجتہاد	۳۲۶
	☆ بنی قریظہ کے لئے فیصلہ پر عملدر آمد	۳۲۸
	☆ بی بی ریحانہ سے حضور کا نکاح	۳۲۸
	☆ بنی قریظہ سے مالِ غنیمت	۳۲۸
	☆ حضرت سعد بن معاذ کی شہادت	۳۲۸
	☆ شہادت سعد پر عرش الٰہی کا جھومنا	۳۲۹
	☆ سعد بن معاذ کا حسن عاقبت	۳۳۰
۲۰۸	مشرکین مکہ سے صلح کا عرصہ	۳۳۰
۲۰۹	حج کی فرضیت	۳۳۱
۲۱۰	سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	۳۳۱
۲۱۱	غزوہ بنی لحیان	۳۳۲
۲۱۲	غزوہ الغابہ/ غزوہ ذی قرد	۳۳۳
۲۱۳	سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ/ سریہ الغمر	۳۳۵
۲۱۴	سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ/ سریہ بنی ثعلبہ	۳۳۵
۲۱۵	سریہ زید بن حارث/ سریہ بنی سلیم	۳۳۵
۲۱۶	سریہ زید بن حارث/ سریہ موضع عیص	۳۳۶
۲۱۷	سریہ زید بن حارث/ سریہ طرف	۳۳۶
۲۱۸	سریہ زید بن حارث/ سریہ حسمی	۳۳۷
۲۱۹	سریہ زید بن حارث/ سریہ وادی القریٰ	۳۳۷
۲۲۰	سریہ عبدالرحمٰن بن عوف/ سریہ دومۃ الجندل	۳۳۷
۲۲۱	سریہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ/ سریہ بنی بکر	۳۳۸
	سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ وادی القریٰ	۳۳۸
۲۲۲	سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ	۳۳۹
۲۲۳	سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	۳۴۱
۲۲۴	سریہ کرز ابن جابر الفہری رضی اللہ عنہ/ سریہ عرنیین	۳۴۱
۲۲۵	سریہ عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ	۳۴۲
۲۲۶	صلح حدیبیہ	۳۴۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	مقام حدیبیہ	۳۴۳
☆	ہجرت کے بعد پہلے عمرے کے لئے روانگی	۳۴۳
☆	قریش کے بارے میں خبر	۳۴۴
☆	صحابہ کرام سے مشورہ	۳۴۴
☆	مشیت ایزدی	۳۴۵
☆	حدیبیہ میں معجزہ	۳۴۵
☆	بدیل بن ورقا کی صلح کے لئے کوشش	۳۴۵
☆	عروہ بن مسعود قریش کا سفیر	۳۴۷
☆	صحابہ کرام کی وارفتگی کا عینی شاہد	۳۴۹
☆	بنی کنانہ سے سفیر قریش	۳۵۰
☆	سہیل بن عمرو کی صلح کے لئے آمد	۳۵۱
☆	صلح کی شرائط	۳۵۱
☆	صلح نامہ کی تحریر	۳۵۱
☆	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم رسول	۳۵۲
☆	رسول اکرم کی کتابت کے بارے میں اختلاف	۳۵۳
☆	رسول اکرم کو حروف خط کی معرفت	۳۵۴
☆	صلح میں قریش سے موافقت میں حکمت	۳۵۵
☆	فتح مکہ کے لئے راہ ہموار ہوئی	۳۵۶
☆	ابوجندل رضی اللہ عنہ کا معاملہ	۳۵۷
☆	حضرت عمر فاروق کی شان جلالت	۳۵۹
☆	بیعت رضوان	۳۶۱
☆	سورۂ الفتح کا نزول	۳۶۲
۲۲۷	خمر کی حرمت	۳۶۳
۲۲۸	حشیش (بھنگ) کی حرمت	۳۶۳
☆	حشیش کے نقصانات	۳۶۵
۲۲۹	غزوۂ خیبر	۳۶۷
☆	خیبر میں حدی خوانی	۳۶۷
☆	عامر بن الاکوع کی شہادت کی بشارت	۳۶۸
☆	عامر بن الاکوع کے اشعار کا تجزیہ	۳۶۹
☆	خیبر میں تشریف آوری	۳۷۱
☆	فاتح خیبر	۳۷۱
☆	خیبر کا پہلا شہید	۳۷۲
☆	ایک دوزخی مجاہد	۳۷۳
☆	خیبر کا دروازہ	۳۷۴
☆	حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی	۳۷۴
☆	گدھے کے گوشت کی حرمت	۳۷۶
☆	گھوڑے کے گوشت کی حرمت	۳۷۷
☆	غزوۂ خیبر میں مزید ممنوعات	۳۸۰
☆	ایک یہودیہ نے آپ کو زہر دیا	۳۸۰
☆	خیبر میں آپ کی نماز فجر قضا ہوگئی	۳۸۳
☆	خیبر کی غلبہ سے فتح	۳۸۴
۲۳۰	وادی القریٰ کی فتح	۳۸۴
۲۳۱	سریہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۲	سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۳	سریہ حضرت بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۴	سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	۳۸۵
۲۳۵	سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۸۶
۲۳۶	عمرۃ القضا	۳۸۷
☆	عمرہ کے لئے طریق کار	۳۸۸
☆	ابن رواحہ کے اشعار	۳۸۸
☆	مشرکین کا گمان اور صحابہ کی شان	۳۹۰
☆	سید الشہداء حضرت حمزہ کی بیٹی	۳۹۱
☆	حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح	۳۹۲
۲۳۷	سریہ ابن ابی العوجاء اسلمی رضی اللہ عنہ	۳۹۲
۲۳۸	سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	۳۹۳
۲۳۹	دوسرا سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	۳۹۳

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۴۰	سریہ شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ	۳۹۳
۲۴۱	سریہ کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ عنہ	۳۹۳
۲۴۲	سریہ موتہ	۳۹۳
۲۴۳	سریہ عمرو بن العاصی رضی اللہ عنہ/ غزوہ ذات السلاسل	۳۹۶
۲۴۴	سریہ عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ/ غزوہ سیف البحر	۳۹۷
۲۴۵	سریہ ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۹۹
۲۴۶	دوسرا سریہ ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ عنہ	۳۹۹
۲۴۷	فتح مکہ......ایک پرشکوہ موڑ	۴۰۰
	☆ فتح مکہ کے محرکات	۴۰۰
	☆ فتح مکہ میں رجزیہ اشعار	۴۰۱
	☆ قریش کی تجدید عہد کے لئے کوشش	۴۰۳
	☆ حاطب بن ابی بلتعہ کی اہل مکہ کو اطلاع	۴۰۳
	☆ قریش کے حلیف سے اللہ تعالیٰ کی رعایت	۴۰۴
	☆ حاطب کا خط	۴۰۵
	☆ دوست قبائل سے امداد طلبی	۴۰۵
	☆ لشکر اسلام کی روانگی	۴۰۵
	☆ راستے میں قرابت داروں سے ملاقات	۴۰۵
	☆ اہل اسلام کی پیش قدمی	۴۰۷
	☆ حضرت سعد کی قریش کو للکار	۴۰۸
	☆ قریش کے لئے نرم دلی	۴۰۹
	☆ مکہ شہر میں آمد	۴۱۱
	☆ ابوسفیان بن حرب کا قبول اسلام	۴۱۲
	☆ امان کی ندا	۴۱۴
	☆ جن بدبختوں کو امان نہ ملی	۴۱۴
	☆ فتح مکہ میں اکرام نبی اکرم ﷺ	۴۱۶
	☆ مکہ غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے	۴۱۶
	☆ مکہ میں آپ کے ٹھہرنے کا مقام	۴۱۸
	☆ اِم ہانی کی پناہ میں آنے والے	۴۱۸
	☆ فتح مکہ پر خطبہ	۴۱۹
	☆ یوم فتح پر علامہ اطلیسی کا قصیدہ	۴۲۰
	☆ بیت اللہ کا طواف	۴۲۳
	☆ فضالہ کا دل بدل ڈالا	۴۲۴
	☆ خانہ کعبہ سے بتوں کی صفائی	۴۲۴
	☆ خانہ کعبہ کی کنجی اور کنجی بردار	۴۲۶
	☆ خانہ کعبہ کی کنجی کے بارے میں وحی	۴۲۸
	☆ آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی	۴۲۹
	☆ مکہ میں قیام کی مدت	۴۳۲
۲۴۸	سریہ نخلہ (عزیٰ بت کی مسماری)	۴۳۲
۲۴۹	سریہ عمرو بن العاص (سواع بت کی بیخ کنی)	۴۳۲
۲۵۰	سریہ سعد بن زید الاشہلی (مناۃ بت کی بیخ کنی)	۴۳۳
۲۵۱	سریہ بنی جذیمہ	۴۳۳
۲۵۲	غزوۂ حنین/غزوۂ ہوازن	۴۳۵
	☆ غزوہ کے اسباب	۴۳۵
	☆ مسلمانوں کا لشکر	۴۳۵
	☆ حریفوں کی خبر لانے والے	۴۳۵
	☆ مسلمانوں کی وقتی پسپائی	۴۳۶
	☆ وفا شعاروں کی جاں نثاری	۴۳۶
	☆ مسلمانوں کی یلغار	۴۳۶
	☆ آپ نے دشمنوں پر کنکریاں اور مٹی پھینکی	۴۳۷
	☆ اللہ کی نصرت	۴۳۸
	☆ مسلمانوں کے پیچھے ہٹنے کی وجہ	۴۳۸
	☆ نصرت الٰہی کا یقین کامل	۴۳۹
	☆ نبی پاک پر فرار کی بدگمانی	۴۳۹
	☆ رسول پاک نے شعر نہیں کہا	۴۴۱
	☆ دادا جان سے نسبت کی وجہ	۴۴۱
	☆ بچوں کے قتل کی ممانعت	۴۴۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	بظاہر شکست میں نہاں مشیت ایزدی	۴۴۲
۲۵۳	سریہ ابوعامر الاشعری رضی اللہ عنہ	۴۴۳
۲۵۴	سریہ طفیل بن عمرو الدوسی/ سریہ ذی الکفین	۴۴۵
۲۵۵	غزوۂ طائف	۴۴۵
۲۵۶	سریہ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ	۴۵۰
۲۵۷	سریہ عیینہ بن الحصن الفزاری رضی اللہ عنہ	۴۵۱
۲۵۸	سریہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ	۴۵۲
۲۵۹	سریہ عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ عنہ	۴۵۳
۲۶۰	سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ	۴۵۳
۲۶۱	سریہ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ	۴۵۴
۲۶۲	سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ عنہ	۴۵۴
۲۶۳	سریہ حضرت علی ابن ابی طالب/ غزوہ ذات السلاسل	۴۵۵
۲۶۴	سریہ عکاشہ بن محصن	۴۵۵
۲۶۵	شاعر مشرکین کعب بن زہیر کا ایمان لانا	۴۵۵
۲۶۶	غزوۂ تبوک/ غزوۂ عسرت/ غزوۂ فاضحہ	۴۶۱
☆	لشکر عسرت میں عثمان غنی کی سخاوت	۴۶۲
☆	حضرت علبہ بن زید کا شوقِ جہاد	۴۶۴
☆	جہاد سے گریزاں، عذر کرنے والے	۴۶۴
☆	غزوۂ تبوک میں حضرت علی کی مدینہ میں خلافت	۴۶۵
☆	شہر ثمود میں احتیاط کا حکم	۴۶۶
☆	کم پانی والے چشمہ میں کثرت و برکت	۴۶۷
☆	مواضعات تبوک نے جزیہ دیا	۴۶۷
☆	دومۃ الجندل کی فتح	۴۶۷
☆	ہرقل روم کو دعوتِ اسلام	۴۶۸
☆	تبوک سے واپسی	۴۶۸
☆	مسجد ضرار	۴۶۸
☆	مدینہ میں آمد	۴۶۹
☆	جہاد سے محروم مریضوں کا حال	۴۶۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
☆	حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت	۴۷۰
☆	ہمراہ نہ جانے والوں کا عذر قبول فرما لیا	۴۷۲
☆	ایک اور معاملہ	۴۷۳
۲۶۷	حضرت ابوبکر صدیق امیر حج مقرر ہوئے	۴۷۳
۲۶۸	رئیس المنافقین ابی ابن سلول کی موت	۴۷۵
۲۶۹	ازواج مطہرات سے ایک ماہ علیحدہ رہنے کا عہد	۴۷۵
۲۷۰	حجۃ الوداع سے پہلے ابوموسیٰ الاشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یمن روانگی	۴۷۶
۲۷۱	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نجران روانگی	۴۷۶
۲۷۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یمن روانگی	۴۷۷
۲۷۳	رسول اللہ ﷺ کا آخری حج (حجۃ الوداع)	۴۷۷
۲۷۴	سریہ اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۴۷۸
۲۷۵	رسول کریم ﷺ کا وصال	۴۷۹
۲۷۶	لشکر اسامہ کی روانگی اور فتوحات	۴۸۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

صدیاں بیت گئیں' زمانے بدل گئے ___ وقت ہے کہ گزرتا جا رہا ہے' پانی ہے کہ بہتا جا رہا ہے ___ پھول کھلتے جا رہے ہیں ___ باغ مہکتے جا رہے ہیں ___ آنے والے آ رہے ہیں' جانے والے جا رہے ہیں ___ وہ آئے ہیں نہ جانے کے لئے ___ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے کے لیے ___ وہ ہم سے اوجھل ہیں' آنکھوں والوں سے اوجھل نہیں ___ وہ کسی کے من میں ہیں اور کسی کے درمیان!

ان سے محبت کرنے والے ___ ان کی اداؤں پر مرمٹنے والے ___ ان کے نام پر جان فدا کرنے والے' ہر زمانے میں رہے ہیں ___

☆ ___ ان سے محبت کرنا

☆ ___ ان کی اداؤں پر مرمٹنا

☆ ___ ان کے نام پر جان فدا کرنا

یہ بھی ان کی شان بیان کرنا ہے ___ وفا شعاروں اور جانثاروں کا رنگ ہی جدا ہے۔

ان کی شان لکھنے والے' کہنے والے' سننے والے' پڑھنے والے ہر دور میں رہے ہیں ___ ان کے ذکر اذکار سے کوئی زمانہ خالی نہ رہا اور نہ رہے گا ___ ہر زمانے کے ماتھے ان کی مدحت کا سہرا رہا ہے ___ شان بیان کرنے والے اپنے اپنے رنگ میں ان کی شان بیان کرتے آئے ہیں ___ ہر ایک کا رنگ جدا' انداز جدا! ___ ہر کوئی اپنے اپنے پیار کا رنگ جما رہا ہے ___ ہر کوئی اپنی نسبت پر اِترا رہا ہے' اٹھلا رہا ہے ___ کوئی سفر میں ہے' کوئی منزل پہ ہے ___ کوئی پانے کو ترس رہا ہے' کوئی پا کے تڑپ رہا ہے ۔

جیہڑے محرم راز حقیقت دے' اوہ راز حقیقت کھول دے نئیں
جنہاں ویکھیا نئیں اوہ بولدے نیں' جنہاں ویکھ لیا اوہ بول دے نئیں

اک روح رواں ہے جس کے دم قدم سے سب رونق ہے۔ یہ سب اسی حسن کے جلوے ہیں ۔

تو کائناتِ حسن ہے یا حسن کائنات

اللہ کریم کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کتنی عظیم الشان ہے کہ جسے انہوں نے بھی بیان کیا (یعنی اعتراف کیا) جنہیں آپ کے دامن سے وابستہ ہونے کی توفیق نہ ہوئی ___ ورنہ سرچشمہ حسن و کمال اللہ کریم کی ذات تو شان محبوب کریم بیان کر رہی ہے ۔

Marfat.com

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

(رضا)

دنیا جہان کے تمام درخت قلم ہو جائیں اور سارے سمندروں کا پانی روشنائی ہو جائے' آپ کے اوصاف حمیدہ' اخلاق حسنہ اور سیرت ذیشان کا حق تب بھی نہ ادا ہو پائے۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

○

''مواہب لدنیہ'' سیرت پاک کی ایک معروف کتاب ہے جسے امام الائمہ محدث شیخ احمد بن محمد ابن ابی بکر الخطیب قسطلانی شافعی علیہ الرحمہ نے لکھا ــــــ اس وقت ہمارے پیش نظر جلد اول ہے ــــــ یہ جلد ایک مقصد کو محیط ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبی پاکیزگی سے لے کر آپ کے وصال تک کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔

اس جلد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی میدان کارزار میں گزری ــــــ جب تک آپ مکہ میں رہے' کفار ومشرکین قریش سے نبرد آزما رہے ــــــ جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی دشمنوں سے سامنا ہوا ــــــ اردگرد کے علاقوں سے عمر بھر یلغار رہی ــــــ وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی قوت جیسے جیسے بڑھتی گئی' کفر کی مزاحمت دم توڑتی گئی' تاریکی چھٹتی گئی' روشنی پھیلتی گئی ــــــ

ہوا عبیر فشاں است و ابر گوہر بار
جلوس گل بہ سریر چمن مبارک باد!

(غالب)

ہجرت کے آٹھ سال بعد جس شان وشوکت سے مکہ فتح ہوا' وہ تاریخ اسلام کا ایک پرشکوہ موڑ ہے ــــــ آپ کی رحمتوں کی بارشوں سے جانی دشمن بھی سرفراز ہوئے۔ انہیں بھی دولت ایمان نصیب ہوئی ــــــ سیرت پاک کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فتح مکہ کے بعد قرب و جوار کے علاقوں سے کفر نے سر اٹھایا ــــــ اور مزاحمت متواتر رہی ــــــ جب آپ نے ظاہری طور پر دنیا سے پردہ فرمایا تو اس وقت بھی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں لشکر اسلام تیار کھڑا تھا ــــــ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر اسلام کا نور چھا گیا۔

سیل انوارِ رحمت رواں جو ہوا — نور ہی نور تھا جس طرف دیکھیے
دیدۂ و دل اجالوں میں ڈوبے ہوئے — جلوۂ طور تھا جس طرف دیکھیے

(کاوش)

○

فاضل مصنف نے ''مواہب لدنیہ'' کو مختلف مقاصد پر تقسیم کیا ہے۔ آپ ان مقاصد کو ابواب سمجھ لیں ــــــ اپنے مقدمہ میں بقیہ مقاصد کا یوں تعارف کرایا ہے:

○ دوسرے مقصد میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارک بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں دس فصلیں ہیں۔

Marfat.com

☆ — پہلی فصل میں حروف تہجی کے اعتبار سے اسماء گرامی ہیں۔

☆ — دوسری فصل میں آپ کی اولاد امجاد کا بیان ہے۔

☆ — تیسری فصل میں ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔

☆ — چوتھی فصل میں آپ کے چچا' پھوپھیاں اور دیگر اعزاء کا ذکر ہے۔

☆ — پانچویں فصل آپ کے خادمین کرام کے بارے میں ہے۔

☆ — چھٹی فصل آپ کے خلفاء کرام اور دیگر جانثاروں کے متعلق ہے۔

اس کے بعد مکاتیب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (مکاتیب کا حصہ ایک نئی فصل کا تقاضا کرتا ہے)

☆ — ساتویں فصل میں آپ کے موذنین اور شعراء کرام ہیں۔

☆ — آٹھویں فصل آپ کے سامان جہاد کے بارے میں ہے۔

☆ — نویں فصل میں آپ کے پالتو جانوروں کا ذکر ہے۔

☆ — دسویں فصل میں آپ کے پاس آنے والے وفود شامل ہیں۔

○ — تیسرے مقصد میں آپ کے حسن و جمال اور اخلاق حمیدہ کا ذکر ہے — اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

دوسری جلد میں دوسرا مقصد مکمل اور تیسرے مقصد کی پہلی فصل شامل ہے۔

○ — چوتھا مقصد آپ کے معجزات کے بارے میں ہے — اس مقصد میں دو فصلیں ہیں۔

○ — پانچواں مقصد آپ کے سفر معراج اور مشاہدہ انوار و جمال سرچشمہ حسن و کمال یعنی رب کریم کے بارے میں ہے۔

○ — قرآن پاک میں حبیب الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شان بیان کی گئی ہے۔ چھٹا مقصد اس کے بارے میں ہے — اس مقصد میں دس نوعیتیں ہیں۔

○ — ساتواں مقصد۔ اطاعت و محبت رسول و آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے — اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

○ — آٹھواں مقصد دکھیوں کے دکھ مٹانے' غیب کی خبروں اور خوابوں کی تعبیروں کے بارے میں ہے — اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

○ — نویں مقصد میں آپ کی عبادات کے حقائق بیان کیے گئے ہیں۔

○ — دسواں مقصد — روز محشر آپ کے انتہائی کمال اور شان و عظمت کا دن ہے۔ اس بارے میں گفتگو کی گئی ہے — اس مقصد میں تین فصلیں ہیں۔

○

سیرت نگار ہونا یا سیرت نگاروں میں کسی طور شامل ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے — ''مواہب لدنیہ'' کا ترجمہ ''سیرت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم'' کے نام سے بازار میں دستیاب تھا — لیکن اس کا انداز نگارش پرانا تھا — زیرنظر

Marfat.com

کتاب میں تسہیل، تدوین جدید، پیرابندی اور ذیلی سرخیوں کا اہتمام کیا گیا ــــــ امید ہے کہ کتاب کی نئی شکل وصورت اہل شوق کے ذوق پر پورا اترے گی۔

جلد اوّل پر وسط اپریل ۲۰۰۱ء سے کام کا آغاز کیا اور الحمد للہ ماہ وسط جولائی ۲۰۰۱ء میں تکمیل سے ہمکنار ہوا ــــــ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء ــــــ یہ اللہ کریم کی خاص رحمت اور لطف وکرم ہے کہ اس نے اس سعادت سے سرفراز فرمایا ــــــ احقر اس لائق نہیں تھا لیکن یہ سب اس کی نگہ عنایت سے ہی ممکن ہو سکا۔

احقر کے پیر ومرشد سعادتِ لوح وقلم ممتاز دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شفیق دعائیں رفیق سفر رہیں۔

محترم بزرگوارم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب، زید عنایتہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی پیہم حوصلہ افزائی سے قلم کا سفر جاری رہا ــــــ

میرے جیسے ناپختہ کار کی قدم قدم پر رہنمائی کرنے والی اور آتش شوق کو ہوا دینے والی بے لوث شخصیت علامہ محمد منشا تابش قصوری مدظلہ العالی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ہیں۔

اس کتاب کے لیے تحریک وترغیب دینے والے برادرم ملک شبیر حسین صاحب مدظلہ العالی ہیں جو اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ــــــ انہیں اس بات کی لگن اور تڑپ تھی کہ ہمارے ادارے ''شبیر برادرز'' سے سیرت پاک کی کوئی جامع کتاب منظر عام پر آئے ــــــ سچ تو یہ ہے کہ ان کے مخلصانہ تعاون کے سبب ہی یہ کتاب آپ تک پہنچ سکی ــــــ جسے انہوں نے اپنے حسن ذوق اور ادارے کے روایتی انداز میں آراستہ کیا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر برادرم ملک محمد سعید صاحب مجاہد آبادی زید مجدہ ناظم ادارہ مظہر اسلام، لاہور کا شکریہ ادا نہ کیا جائے ــــــ اس وفا کے پتلے اور سراپا لوث وخلوص کا بھرپور تعاون حاصل رہا ــــــ

میرے پیر ومرشد ارشاد فرماتے ہیں:

''محبوب یہی چاہتا ہے کہ چاہنے والا اسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے ــــــ لیکن دنیائے عشق ومحبت کا یہ عجوبہ ہے کہ محبوب حقیقی جلد مجدہ، یہ چاہتا ہے کہ اس کا چاہنے والا اس کے محبوب کو چاہے اور اس چاہت کے صلے میں خود اس کا محبوب بن جائے۔ سبحان اللہ!''

احقر اپنے ان تمام پیاروں کا ممنون ومشکور ہے ــــــ اللہ کریم کے حضور دست بستہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سیرت پاک کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بالایمان فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

خاکپائے صاحبدلاں

محمد عبدالستار طاہر

پیر کالونی - والٹن لاہور کینٹ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ
از مصنف ''مواہب لدنیہ''

اللہ تعالیٰ کے لیے جمیع حمد ثابت ہے جس نے انوار معارف محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب کو ازل کے آسمان سے طلوع فرمایا[۱] ــــ یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ ازل کو اس حیثیت سے کہ وجود عالم سے پہلے اس مکان سے تشبیہ دی ہے جس پر آسمان کی بلندی ہے اور اس مکان کے لیے استعارۂ تحلیلیہ کے طور پر آسمان ثابت کیا ہے۔ آسمان کی حیثیت زمین کے لیے ایک بڑے خیمہ اور سائبان کی ہے۔

انوار محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب کو ظاہر کرنے سے اس لیے تعبیر کیا ہے کہ وہ آفتاب پہلے موجود نہیں تھا ــــ موجود ہونے پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور عالم سے پہلے ظاہر کرنا اس لیے بیان کیا کہ اس آفتاب کو ظاہر کرنے کے بعد عالم کو پیدا فرمایا ــــ جب اللہ تعالیٰ نے اس آفتاب کو ظاہر فرمایا تو وہ موجود ہو گیا تا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے قدم کی صفت ثابت ہو ــــ اگر مخلوق کے لیے قدم کی صفت ثابت ہوگی تو یہ امر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کے منافی ہوگا ــــ پھر اس آفتاب کے وجود اور ظہور کے بعد مظاہر صفات میں کہ وہ عالم مشاہدہ میں موجود ہونے والے اس کو اس ظہور سے تعبیر کیا کہ اس جہاں کے لیے روشنی ہے ــــ کمالات رسالت کے رازوں کی انتہائی بلندی سے صفات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی روشن ہوئی۔ یا یوں کہہ لیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مظاہر رسالت کے کنارہ سے صفات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تجلی کو روشن کیا ــــ افق ناحیہ اور طرف کو کہتے ہیں یعنی کمالات ظاہر ہونے کی جگہ۔ صوفیاء کرام کے نزدیک افق اس غرض کے لیے کنایہ ہے جس تک مقربین کا سلوک ختم ہو جاتا ہے ــــ اولیاء اللہ میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے' قرب کا وہ مرتبہ ان کا افق اور معراج ہے ــــ تجلی صفات سے مراد صوفیا کرام کے نزدیک وہ شے ہے کہ صفات سے ایک صفت اس طور پر ہو کہ جس کا تعین اور امتیاز ذات سے ہو ــــ ایسا ''توقیف'' میں آیا ہے اور بقول صاحب ''لطائف الاعلام'' کہ تجلی صفات سے صوفیاء کرام کی مراد یہ ہے کہ قویٰ اور صفات کی جو نسبت مخلوق کے ساتھ کی جاتی ہے' اس سے ان قویٰ اور صفات کو مجرد کر دیا جائے اور ان کی اضافت حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد وہ اسم ہے جو آپ سے پہلے کسی کا نام نہیں رکھا گیا۔ بعض صحابہ

---

۱ معارف سے مراد علوم ہیں۔ ــــ ازل سے مراد قدم ہے

Marfat.com

کرام کا نام آپ کے بعد احمد رکھا گیا۔۔۔۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد اس امر پر کرتا ہوں کہ اس نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی بنیاد اپنے ان امور پر رکھی ہے جن کا اعتبار ازل میں کیا ہے اور وہ امور اپنے غیر سے سابق ہیں۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کے ستونوں کو اپنے لواحق ابدیت پر بلند فرمایا ہے۔۔۔۔ ستونوں سے مراد معجزات ہیں۔ رسالت کو ایک مکان قرار دیا ہے جیسے مکان کی بلندی اور مضبوطی ستونوں سے ہوتی ہے' ویسے ہی رسالت کی رفعت اور مضبوطی معجزوں سے ہے۔۔۔۔ راغب نے کہا ہے کہ رسالت اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان اللہ تعالیٰ کی سفارت (نمائندگی) ہے اور یہ کہ عقل والوں کی عقلیں مصالح معاش اور معاد میں قاصر ہوتی ہیں۔ ان کی علت کو دفع کرنا ہی رسالت ہے۔۔۔۔ اور بعض محققین کے نزدیک رسالت وہ سفارت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور عقل والوں کے درمیان ان کی علتوں کے دفع کرنے کے لیے ان چیزوں میں ہو جو دارین کے مصالح سے ہیں۔

ابدیت سے مراد زمانے ہیں جن کو انقضاء نہیں ہے۔ چنانچہ ابد وہ دنیا ہے جس کی انتہاء نہیں ہے۔ ابدیت کو لواحق کے ساتھ اس لیے تعبیر کیا ہے کہ ابدیت معجزوں کا محل ہے۔ معجزے نبی کے موجود ہونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔ وہ اپنی ذات اور افعال میں ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔[۲] اللہ تعالیٰ ایک ہونے میں اپنی عظمت و جلال سے بے مثال فرد (یکتا) ہے۔[۳] اور اللہ تعالیٰ اپنے کمال کے استحقاق کی وجہ سے اپنی وحدانیت میں واحد اور بے مثال ہے۔[۴] جب کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا فیض پہنچنے کا سبب اور ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

۲ یہ توحید افعال کی تاکید ہے جو لوگ (معتزلہ) یہ کہتے ہیں کہ بندہ خالق افعال ہے' یہ ان کا رد ہے۔۔۔۔ امام مالک وغیرہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''جو بات میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی ہے' اس میں افضل بات لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔''

۳ راغب نے کہا ہے کہ فرد وہ شے ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مختلط نہ ہو۔۔۔۔ فرد وتر سے اعم ہے اور واحد سے اخص ہے۔ اس کی جمع ''فرادیٰ'' ہے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رب لاتذرنی فردًا ای وحیدا

اللہ تعالیٰ کے حق میں فرد اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس امر پر تنبیہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس جفت ہونے میں کل اشیاء سے مخالف ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تنبیہ کی گئی ہے:

ومن کل شئی خلقنا زوجین

اور کہا گیا ہے کہ فرد کا معنی یہ ہے اپنی ذات کے سوا دوسروں سے بے نیاز ہو۔ چنانچہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مثل ہے:

ان اللہ لغنی عن العالمین

جس وقت یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرد ہے تو اس کا یہ معنی ہے کہ وہ اپنی واحدانیت کے ساتھ بے مثال (منفرد) ہے اور ہر ایک ترکیب سے بے نیاز ہے اور کل موجودات سے جدا ہے۔۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی فردانیت (ایک ہونے میں) اپنی عظمت اور جلال کے ساتھ بے مثال ہے۔۔۔۔ جلال اور عظمت کا ایک ہی معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت' اس کا جلال ہے۔ اس کی کبریائی ہے۔۔۔۔ رازی نے کہا ہے کہ ''جلیل'' کا معنی اپنی صفات میں کامل اور ''کبیر'' کا معنی اپنی ذات میں کامل۔۔۔۔ اور ''عظیم'' کا معنی یہ ہے کہ ذات و صفات دونوں میں کامل ہو۔۔۔۔ ''جلیل'' صفات سلبیہ اور ثبوتیہ دونوں کے کمال کو فائدہ دیتا ہے۔۔۔۔ اصمعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ جلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شخص کی تعریف نہ کی جائے گی مگر اہل لغت اس کے خلاف ہیں۔ انہوں نے اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے غیر کی تعریف میں بھی کیا ہے۔

۴ وہ مطلق کمال خالص جو ذات اور صفات اور افعال سے متعلق ہے' وہ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی ذات کو کسی قسم سے تغیر نہیں ہے۔

Marfat.com

وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

واشهد ان سيدنا وحبيبنا محمداً عبده ورسوله

''اور میں شہادت دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

آپ اللہ تعالیٰ کی محبت کے باعث شرعی اور طبعی طور پر تمام مومنوں کے حبیب ہیں اور آپ اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے بنی نوع انسان کے اشرف ترین فرد ہیں۔ آپ اعیان کی آنکھوں کی پتلی ہیں ـــــ عدنان کی منتخب اولاد میں سے آپ ہی آخری انتخاب ہیں جو اپنی ذات میں ہر کمال سے متصف ہے ـــــ آپ کو وہ نادر معجزات عطا کیے گئے ہیں جو آپ کی ذات کی روشن دلیل ہیں اور آپ کی ذات عموم رسالت اور معجزات کے ساتھ مخصوص ہے یعنی سب جہانوں کی رسالت کے ساتھ آپ کو خصوصیت ہے۔ جن و انسان' ملائکہ اور ان کے علاوہ جو اشیاء موجود ہیں۔ آپ سب کے رسول ہیں۔ یہاں تک کہ آپ جمادات کے بھی رسول ہیں ـــــ معجزہ اور آیت اپنی سچائی ثابت کرنے میں مشترک ہیں لیکن آیت اعم ہے' اس لیے کہ آیت میں نبوت کی مقارنت کی شرط نہیں جبکہ معجزہ میں مقارنت کی شرط ہے۔ چنانچہ ہر ایک معجزہ آیت ہے لیکن ہر ایک آیت معجزہ نہیں ہے۔ جیسا کہ

- آپ کا شق صدر (یعنی سینہ مبارک چاک کیا جانا) اور
- اظہار نبوت سے پہلے پتھر کا آپ کو سلام کرنا

آیت ہے' معجزہ نہیں ہے ـــــ گویا اظہار نبوت سے پہلے جو عجائب آپ سے ظاہر ہوئے۔ وہ آیات ہیں اور اظہار نبوت کے بعد جو خوارق ظاہر ہوئے وہ معجزہ ہیں۔

آپ سر جامع فرقانی ہیں یعنی جو اسرار اور خصائص دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں متفرق طور پر تھے' وہ تمام اسرار آپ کی ذات اقدس میں جمع ہیں۔[۵] اور جو حکم ظاہر باطن اور شریعت و طریقت میں سلف کی امتوں کے درمیان تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے اس خاص حکم کے ساتھ باختلاف مختص تھے' آپ ان سب کے جامع ہیں ـــــ اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کے لیے ظاہر و باطن میں اور شریعت و طریقت میں سوائے ایک حکم کے دوسرا حکم نہیں تھا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کے قصہ میں ہے کہ دونوں نبی اپنی اپنی شریعت پر حکم کر رہے تھے یا احکام ظاہری اور باطنی کے ساتھ عمل پیرا تھے ـــــ سر جامع فرقانی سے مراد وہ سر (راز بھید) ہے جسے فرقان نے ثابت کیا ہے ـــــ فرقان حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے ـــــ آپ رب کے قرب کی بخششوں کے ساتھ نوع انسانی سے تخصیص کیے گئے ہیں۔[۶] آپ حقائق ازلیہ کا مورد

---

۵ یوں کہنا احسن ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ ہی کی مختلف صفات و کمالات کو پھیلانے والے تھے ـــــ وہ کرنیں آخر کار آپ کی ذات اقدس میں مرتکز ہو گئیں جیسے منشور میں سے روشنی گزر کر سات رنگوں میں پھیل جاتی ہے لیکن ان سات رنگوں کا اصل اور محور تو وہ سفید روشنی ہی ہے ـــــ طاہر

۶ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ قرب کی وہ بخششیں کی ہیں کہ ان کے ساتھ آپ کی ذات خاص ہے۔ نوع انسانی سے کسی اور کو آپ کا سا رتبہ حاصل نہیں ہوا ـــــ قرب میں سب کا مقام و درجہ آپ کے بعد ہے۔

Marfat.com

اور ان کا مصدر ہیں۔[7] جس وقت حقائق کے خطائر قدس[8] اور ان کے محل میں آپ رونق افروز ہوں تو ان حقائق کا آپ ہی منبر ہیں اور ان حقائق کے خطیب (یعنی بیان فرمانے والے) ہیں ـــــ آپ اللہ تعالیٰ کا وہ بیت معمور ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے لیے اختیار فرمایا ہے۔[9] ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حقائق انس کا آپ کو جامع کیا ہے۔[10] ـــــ آپ نقطہ اکوان کی سیاہی کی اصل ہیں[11] ـــــ اور آپ حکمتوں اور عرفان کے چشموں سے نکلنے کی جگہ ہیں۔[12] آپ مدد وفا کے دریا سے عطاہائے شریفہ سے اس شاعر کی مدد کرنے والے ہیں جو اہل علوم اور برگزیدگی سے ہے۔ جس مقام پر اس شاعر نے آپ کی ذات اقدس کو بخشش انفسیہ کے ساتھ مخاطب کیا ہے اور یہ کہا ہے:

فانت رسول الله اعظم کاین ــــ وانت لکل الخلق بالحق مرسل

''یارسول اللہ! آپ ہر ایک اس شے سے اعظم ہیں جو ہونے والی ہے یا موجود ہے ـــــ
آپ کل مخلوق کے لیے حق (سچائی) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔''
یعنی آپ کی رسالت کی دعوت عامہ خلائق کے لیے ہے ـــــ حق وہ امور ہیں جو واقعہ کے مطابق ہیں۔

علیك مدار الخلق اذ انت قطبه ــــ وانت منار الحق تعلم و تعدل

''یارسول اللہ! آپ مخلوق کے وجود کا مرکز ہیں' اس لیے کہ آپ اس کا قطب ہیں ـــــ یعنی آپ کل مخلوق کی وہ اصل ہیں کہ مخلوق آپ کی طرف رجوع کرتی ہے ـــــ اور آپ حق کا وہ مینار ہیں کہ اپنے غیر پر آپ کو علو ہے' شرف ہے ـــــ اور مخلوق کے درمیان جو معاملات ہوتے ہیں' آپ ان کا فیصلہ کرنے میں عدل فرماتے ہیں۔

---

۷ حقائق' حقیقت کی جمع ہے ـــــ حقائق ازلیہ ارباب سلوک کے نزدیک وہ علوم ہیں جو تصفیہ باطن سے ادراک کیے جاتے ہیں یعنی جو حقیقتیں حق تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ظاہر ہوتی ہیں' ان کا مرکز آپ ہی کی ذات ہے۔ یہ حقیقتیں آپ ہی کے ذریعے خلق خدا تک پہنچتی ہیں۔ ان کا مصدر آپ ہی ہیں۔

۸ قدس کا معنی ہے ''طاہر'' ـــــ خطائر جمع ہے ''خطیرہ'' کی ـــــ یعنی وہ احاطہ جو بانسوں اور درخت کی شاخوں سے بکریوں کے گرد حفاظت کے لیے بنایا جاتا ہے ـــــ ''خطیرۂ قدس'' سے یہاں مراد بہشت ہے۔

۹ آپ کی ذات مقدس کو بیت معمور اس لیے قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ علوم اور اسرار آپ کی ذات اقدس میں داخل ہیں جن کی عام انسان طاقت نہیں رکھتا ـــــ اور وہ علوم آپ سے پہلے کسی پر نازل نہیں ہوئے ہیں۔ ان علوم کے داخل ہونے کے سبب آپ کو تشبیہاً بیت اللہ کہا ہے اور اللہ تعالیٰ پر نفس کا اطلاق اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ کتب ربکم علیٰ نفسه الرحمة اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:
انت کما اثنیت علیٰ نفسك ۔

۱۰ حقیقت وہ شے ہے کہ جس کی طرف حق الامر اور وجوب الامر کی بازگشت ہو۔

۱۱ نقطہ اکوان سے مراد وہ مرکز ہے جس پر اکوان گردش کرتا ہے۔

۱۲ حکمت کے معنی ہیں ''علم کی تحقیق'' اور ''عمل کا اتقان'' ـــــ امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حکمت وہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں بصیرت کے نفاذ اور نفس کی تہذیب کے ساتھ ہو اور اس کے ساتھ حق کی تحقیق عمل کے لیے ہو اور اس کی ضد سے باز رہتا ہے ـــــ حکیم وہ شخص ہے جس نے امور کا احاطہ کیا ہے ـــــ ابن حجر علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ:
حکمت کا اطلاق قرآن مجید پر کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید ان کل امور کو شامل ہے ـــــ کبھی حکمت کا اطلاق نبوت پر کیا جاتا ہے ـــــ کبھی حکمت کا اطلاق صرف علم پر کیا جاتا ہے ـــــ اور کبھی صرف معرفت پر اطلاق کیا جاتا ہے ـــــ عرفان کا معنی ہے ''علم''

Marfat.com

فوادك بيت الله دار علومه وباب عليه منه الخلق يدخل

''فواد: قلب ـــــ یاعشائی قلبی یارسول اللہ! آپ کا دل مبارک اللہ تعالیٰ کے علوم کا گھر ہے اور آپ اس گھر کا دروازہ۔ اسی گھر سے اور حق کے لیے ہیں کہ حق اس دروازہ سے داخل ہوتا ہے۔''

ينابيع علم الله منه تفجرت ففى كل حى منه لله منهل

''ینابیع جمع ہے ینبوع کی بمعنی چشمہ ـــــ یارسول اللہ! آپ کے دل مبارک سے اللہ تعالیٰ کے علم کے چشمے جاری ہوئے ہیں ـــــ اور اس سے ہر قبیلے میں اللہ تعالیٰ کے علم کا ایک چشمہ جاری ہے۔''

منحت بفيض الفضل كل مفصل فكل له فضل به منك يفضل

''یارسول اللہ! آپ نے اپنے فیض اور فضل سے ہر اک فضیلت والے شخص کے ساتھ کرم فرمایا ہے اور آپ ہی نے اسے عزت عطا فرمائی ـــــ ہر وہ انسان جسے فضیلت ملی ہے' یقیناً اس نے آپ ہی سے فضیلت پائی ہے۔''

نظمت نثار الانبياء فتاجهم لديك بانواع الكمال مكلل

''یارسول اللہ! آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی موتیوں کی طرح بکھری ہوئی شریعتوں کو یکجا فرمایا اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتیں تاج کی طرح آپ کے نزدیک مرصع ہیں ـــــ بلکہ یوں کہئے کہ آپ نے ان انبیاء کرام کی شریعتوں کے تاج کو رنگارنگ نگینوں سے جڑ کے رونق بخشی ہے۔

فيا مدة الامداد نقطة خطه و يا ذروة الاطلاق اذ يتسلسل

محال يحول القلب عنك وافتى وحقك لا اسلو ولا اتحول

یارسول اللہ! مدتوں کی انتہاء آپ کے خط کا ایک نقطہ ہے ـــــ اور یارسول اللہ! جس وقت مراتب اطلاق کو تسلسل ہو تو آپ اس اطلاق کی انتہاء ہیں ـــــ یارسول اللہ! یہ ناممکن ہے کہ میرا دل آپ سے پھر جائے ـــــ میں ایسے حال میں آپ کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے آپ کے بغیر صبر نہ ہوگا اور نہ ہی میں آپ سے پھروں گا۔''

عليك صلوٰة الله منه تواصلت صلوٰة اتصال عنك لا تتنصل

یارسول اللہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت نازل ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متواصل ہو اور اس رحمت کو ایسا اتصال ہو کہ آپ کی ذات اقدس سے جدا نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کی عظمت سے بسدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والوں یعنی فرشتوں کی بصیرتوں کی بینائی کھلی رہ گئی یعنی آپ کے جمال کے جلال کو انہوں نے جس وقت دیکھا تو وہ حیران رہ گئے۔۱۳ ـــــ اور مقربین کی ذاتیں

---

۱۳ ابوسعید کی حدیث معراج میں مرفوعاً روایت ہے کہ ملائکہ نے سدرۃ المنتہیٰ کو اس طرح سے ڈھانپ لیا جیسے کوے درخت پر بیٹھ کر درخت کو ڈھانپ لیتے ہیں ـــــ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سدرہ کے ہر ایک پتہ پر ایک فرشتہ نازل ہے۔ جمال کے جلال سے معنی عظمت ہے۔ اس اضافت میں یہ لطف اور اشارہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتے اگرچہ مقربین ہیں مگر انکو بھی آپ کا حسن و جمال دیکھنے کی تاب نہ ہوئی بلکہ حسن کے رعب سے ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ فرشتوں کے علاوہ اور کون ہے جسے آپ کا جمال مبارک دیکھنے کی طاقت ہو ـــــ اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا کہ آپ کا وصف کرنے والا عاجزی سے یہ کہتا تھا کہ ''میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سا حسین کوئی نہیں دیکھا'' ـــــ باوجود اس کے کہ آپ کو کل حسن دیا گیا تھا۔ آپ کے حسن کے سبب کوئی فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ـــــ نیز اکابر انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں آپ کے حسن و جمال و جلال کے کمال کے مشاہدہ کی مشتاق (آرزومند) ہوئیں۔ یہ رؤسا انبیاء کرام علیہم السلام وہ ہیں جنہوں نے شب معراج میں آپ کا آسمانوں میں نظارہ کیا۔

Marfat.com

اور روحیں آپ کی روائح طیبہ کی جانب متوجہ ہوئیں اور عقل والوں کی گردنیں آپ کی اعین لامحہ اور آپ کے لحظات کی طرف دراز ہوئیں۔۱۴ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکان مستوی اقدس میں ٹھہرا دیا اور اپنے احاطہ جامعہ اور اپنے حضرات خطیرۂ واسطہ قدس یعنی (بہشت) میں سرانفس پر مطلع فرمایا۔۱۵ چنانچہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اشخاص (یعنی صورتیں اور جسم) حرم تعظیم میں خدمت کے قدموں پر کھڑے ہو گئے اور ملائکہ کے اشباح (یعنی اشخاص) معارج جلال میں اجلال کے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ ۱۶ ـــــ اور عشاق کی روحیں مقامات شوق میں بے اختیار نکل پڑیں۔ وہ ایسی حیران تھیں کہ یہ سمجھ نہ آتا تھا کہ کس طرف جائیں۔

کل الیك بکله مشتاق　　　　وعلیه فمن رقبائه احداق ۱۷

"وہ لوگ جن کی آنکھیں آپ کے جمال مبارک کی عظمت سے کل کھلی رہ گئیں اور ان کے بعد جو لوگ ہیں۔ جسم و روح سے آپ کے مشتاق ہیں ـــــ ان تمام پر ان کے رقیبوں کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔"

تهواك ما فاح الحمام با یکة　　　　اولاح برق فی الدجیٰ خفاق ۱۸

"آپ کی طرف میرا دل کشش رکھتا ہے۔ جب تک کبوتر جنگل میں یا درخت پر نوحہ کرتا رہے اور جب تک حرکت کرنے والی بجلی تاریکی میں چمکتی رہے۔

شوقی الیه لا یزال یدیره　　　　فجمیه بجمیعه عشاق

قائل نے خطاب سے غیبت کی طرف انتقال کیا ہے ـــــ معنی یہ ہے کہ میرا وہ شوق جو آپ کی طرف ہے، ہمیشہ ہوا کو حرکت دیتا رہتا ہے، لہٰذا جمیع شوق یعنی ان سب کا شوق جن کا ذکر پہلے شعر میں ہوا ہے، آپ کی جمیع ذات والا صفات سے کثیر عشق رکھتا ہے۔۱۹ ـــــ آپ کے مشاہدہ کے لیے چاند دیوانہ ہوا اور وہ چر گیا اور اپنے چاک ہونے پر اس نے ان دشمنوں کے پتے چیر ڈالے جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی تھی۔۲۰ اور درخت کا تنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں وہ زار و قطار رویا اور وہ ایسا دیوانہ ہوا کہ غایت بے طاقتی سے چر گیا ـــــ اس کے چاک ہونے سے سے جھلائے

---

۱۴ روائح جمع ہے رائحہ کی بمعنی خوش ـــــ اعین جمع ہے عین کی، یعنی چشم، آنکھ ـــــ لمح کا معنی ہے نظر کا بصر کو اچک لے جانا اور لمح بصر کا ایک شی کی طرف دراز ہونا ـــــ لحظات جمع ہے لحظ اور بمعنی مراقبہ یا آنکھوں کے کنارے سے دائیں اور بائیں طرف دیکھنا۔

۱۵ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فاوحی الیٰ عبده ما اوحیٰ ـــــ یہاں پر خطیرہ واسطہ قدس سے مراد جنت نہیں ہے ـــــ آپ کو سر انفس پر اطلاع مکان مستوی (انتہائی بلند مقام) میں معراج کے وقت ہوئی ہے کہ رب نے آپ سے وہاں سے کلام کیا ہے نہ کہ جنت میں ـــــ "انفس، نفس بہ سکون فا" کی جمع ہے ـــــ اس کا معنی روح اور ذات ہے جیسے کہ عالم انفسی سے مراد عالم ارواح اور عالم باطنی ہے۔

۱۶ اشخاص جمع ہے شخص کی ـــــ مراد فرشتوں کا وجود ہے کہ اجسام بشری سے مخالف ہے ـــــ اس لئے کہ وہ اجسام نورانی ہیں ـــــ معارج، معرج اور معراج کی جمع ہے، ان دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

۱۷ رقباء جمع ہے رقیب کی بمعنی منتظر و نگہبان ـــــ احداق جمع ہے حدقہ کی، بمعنی سیاہی چشم، یہاں مراد آنکھ ہے۔

۱۸ یکه بمعنی درخت آپس میں ملے ہوئے یا بیر اور پیلو کے درختوں کا جنگل ـــــ دجیٰ بمعنی تاریکی ـــــ خفاق بمعنی حرکت کرنے والی شے۔

۱۹ لفظ "کل" دیکھنے میں ایک ہے لیکن معنوی طور پر ایک سے زیادہ ہے ـــــ عشاق بوزن فعال کثیر عشق رکھنے والا مبالغہ کا صیغہ ہے۔

۲۰ یہ اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہجرت سے پانچ سال پہلے کفار نے شق القمر کا معجزہ چاہا تو آپ کی انگلی مبارک کے اشارے سے چاند چر کو دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ پر رہا اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے دوسری طرف ہو گیا۔

Marfat.com

ہوئے منافقوں کے دل اس معجزہ کے غضب سے پھٹ گئے۔۲۱ ــــ اور آپ کی بعثت کے مشکوٰۃ سے حقائق کے لشکروں کی طلائی تلواریں چمکنے لگیں۔۲۲ آپ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں روشن دلیلوں اور سچے ارادوں سے ہمیشہ کام لیتے رہے اور آپ متفرقات اسلام کو ان کے جہات کے افتراق کے بعد جمع کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دین کے کمالات اور آپ کی روشن دلیلیں جو نہایت متین اور قوی تھیں' پوری ہوگئیں اور آپ کی کاملہ کثیر نعمتیں آپ کی جمیع امت پر تمام ہوگئیں۔ پھر موت و حیات کے درمیان آپ کو اختیار دیا گیا اور آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا۔۲۳ ــــ آپ نے ایسے حال میں دنیا پر آخرت کو اختیار فرمایا کہ آپ ظاہر و باطن میں قدم سلامت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دارالسلام اور فردوس کرامت یعنی تکریم اور **تبجیل** کی طرف آپ کو منتقل کیا۔۲۴ ــــ اور دارالاقامت میں تکریم کے بلند زینوں میں آپ کو اتارا اور یوم مشہود یعنی روز قیامت میں کہ جمیع خلائق موجود ہوگی' شرف کی اعلیٰ بخششیں آپ کو عطا فرمائیں ــــ آپ شاہد و مشہود ہیں۔۲۵ اور آپ وہ محمود ہیں کہ ان محامد سے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے جو محامد اللہ تعالیٰ آپ کو الہام فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطائر قدس اقدسیہ یعنی جنت اور مشاہد انفسیہ میں یعنی عالم ارواح اور ذات میں بلند مرتبہ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے۔۲۶ اللہ تعالیٰ آپ پر آپ' کی آل اطہار اور آپ کے اصحاب اخیار پر فواضل صلوٰت اور شرائف تسلیم اور کثیر برکات پہنچائے۔ وہ صلوٰت اور سلام ایسے ہوں جن سے انتہا کا زمانہ منقطع نہ ہو اور ان صلوٰت اور سلاموں کی کثرت کے باعث ابد الاباد تک اعداد گھیر نہ سکیں۔۲۷

حمد اور نعت کے بعد مخفی تر ہے کہ یہ کتاب عواطف رحمانیہ کی خوشبوؤں کے لطیفوں سے ایک لطیفہ ہے کہ اللہ کریم کی مواہب (عطا) سے وہ بخشش ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد علیہ افضل الصلوٰت اور انمی التسلیم اور اسنی الصلوات کے تھوڑے کمالات شرف

---

۲۱ یہ ستون خانہ کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے جو استن حنانہ کے نام سے مشہور ہے۔

۲۲ بعثت بمعنی نبوت کا اعلان و اظہار ہے کہ آپ مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں ــــ مشکوٰۃ بمعنی قندیل' دیا یا قندیل میں وہ جگہ جہاں فتیلہ (روئی کی بتی) رکھا جائے ــــ بوارق جمع ہے بارقہ کی' بمعنی روشن چیز' چمک اور روشنی کہ برق سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں چمکنا ــــ طلائی تلوار' طلیعہ کی جمع ہے بمعنی طلایہ لشکر کہ آپ کی دعوت عامہ سے خاص اور منتخب لوگ آپ کے فرمانبردار ہوگئے۔

۲۳ رفیق اعلیٰ ــــ انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ جماعت جو اعلیٰ علیین میں مقیم ہے ــــ یا رفیق اعلیٰ سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ رفیق ہے ــــ یا خطیرہ قدس (بہشت) سے مراد ہے ــــ ظاہر میں رفیق اعلیٰ سے مراد وہ مکان ہے جس میں انبیاء کرام علیہم السلام یا مقرب فرشتوں کی مرافقت ہو۔

۲۴ جنت کو دارالسلام اس لیے کہتے ہیں کہ جو آدمی وہاں داخل ہوں گے' اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا اور فرشتے ان سے سلام علیک کریں گے ــــ یا دارالسلام نام اس لیے ہے کہ وہاں پر آفات سے امن ہے۔

۲۵ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انا ارسلناك شاهداً و مبشراً و نذيراً ــــ یعنی آپ نے اپنی امت کو جو دین کی دعوت دی ہے' آپ ان پر اور دوسرے نبیوں کی امتوں پر گواہ ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کو دین کی دعوت دی ہے ــــ مشہود' جمیع' انبیاء کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک منظور الیہ مراد ہے۔

۲۶ مشاہد جمع ہے مشہد کی یعنی جائے حضوری' دیکھے جانے کا مقام ــــ انفسیہ یعنی زیادہ نفاست رکھنے والا۔ دیکھنے کا مقام' اس سے مراد ذات الہی کا قرب ہے ــــ آپ کا بلند مرتبہ یہ ہوگا کہ قیامت کے دن آپ عرش بریں کے دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے ــــ اور درجہ اعلیٰ سے مراد وہ وسیلہ ہے جو جنت میں اعلیٰ ترین درجہ ہے ــــ خطائر قدس اقدسیہ سے مراد جنت ہے۔

۲۷ یعنی انتہا سے انتہاء کے زمانہ میں ان کا شمار ناممکن ہے۔

Marfat.com

سے باخبر کرتا ہے۔ ۲۸ زمانہ ہائے قدیم میں جو آپ کی نبوت کی سبقت ہوئی ہے یعنی کل انبیاء کی نبوت سے آپ کی نبوت پہلے ہوئی ہے اور غایات احدیت میں آپ کی نبوت ثابت ہوئی ہے ــــ یہ لطیفہ اس سے مطلع کرتا ہے۔ ۲۹ اور گزشتہ زمانوں میں آپ کی احمدیت (یعنی محمودہ صفات) کی جو بشارت دی گئی ہے۔ ۳۰ اور گزشتہ زمانوں کی امتوں میں آپ کی محمدیت کا جو تذکرہ کیا گیا ہے' وہ لطیفہ اس کی خبر دیتا ہے ــــ اور آپ کی ولادت کی ان آیتوں کے انوار کے بوارق لامعہ کے اشراق سے جن کے فجر کی شعاع اللہ تعالیٰ کی جمیع مخلوق میں جاری و ساری ہے ــــ اور ان آیات ولادت کے فخر و مباہات کے چاند نے آپ کی ملت کے اردگرد دورہ کیا ہے' وہ لطیفہ اس کی خبر دیتا ہے۔ ۳۱ ــــ اور آپ کے عواطف لطائف رضاعت اور حضانت سے اور آپ کے اسرار سر معراج کے چشموں سے ــــ اور آپ کے شہر کی جگہ اور آپ کی ہجرت سے' وہ لطیفہ خبر دیتا ہے۔ ۳۲ ــــ اور آپ کے ان عوارف معارف عبودیت سے جن کے عود کی خوشبو آپ کے اہل ولایت کے قلوب کے آفاق میں ساری ہے' وہ لطیفہ ان سے مطلع کرتا ہے۔ ۳۳ ــــ اور آپ کے نفائس انفاس احوال ذکیہ اور آپ کی سیرت علیہ کے دقائق حقائق سے اس وقت تک کی وہ لطیفہ خبر دیتا ہے کہ آپ روضہء قدس احدیت میں منتقل ہوئے ہیں۔ ۳۴ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بزرگ آیات کے ساتھ جو بزرگی آپ کو عطا فرمائی ہے ــــ اور بزرگ معجزات کے ساتھ آپ کی تکریم کی ہے ــــ اور آیات قرآنی میں آپ کے ذکر کو جو رفعت دی ہے ــــ اور علوے قدر و منزلت سے آپ کو جو رفعت عطا فرمائی ہے ــــ اور آپ کی صفات محمودہ اور محاسن اخلاق پر آپ کی محبت واجب کی ہے اور آپ کے طریقوں کی اتباع کو کل مخلوق پر واجب کیا ہے' وہ لطیفہ ان سے خبر دیتا ہے۔

اور آپ کی وہ سیادت جو مشہد مشاہد مرسلین میں انواع سیادت کی جامع ہے ــــ اور آپ کی تفصیل اس شفاعت عظمیٰ کے

---

۲۸ صلوات جمع ہے صلوٰۃ کی' بمعنی درود ــــ انمی' زیادہ پڑھنے والا ــــ اسنی' زیادہ روشن ــــ صلات جمع ہے صلہ کی' بمعنی احسان ــــ لطیفہ ہے لطافت سے' کثافت کی ضد ــــ عواطف جمع ہے عاطف کی بمعنی مہربانی ــــ مواہب جمع ہے مواہبت کی' بمعنی بخششیں' عطایا جمع عطیہ بمعنی بخشش)

۲۹ غایات جمع غایت یعنی انتہا ــــ شی کی کاشی نے اپنے لطائف میں کہا ہے کہ غایت وہ شے ہے جس سے ظہور کمال جو ہر ایک شے کے ساتھ مختص ہے اور اس کے لیے حضرت علم ازل میں وہ کمال تھا' پورا ہو جائے۔ جیسے تخت بنانے کی غایت اس پر بیٹھنا ہے ــــ اور قلم کی غایت اس سے لکھنا ہے ــــ اس لیے کہ ہر ایک موجود کے لیے جو انسان ہے یا غیر انسان ہے' غایات ہیں۔

۳۰ تورات میں ''ابدی احمد المختار'' آپ کی صفت ہے ــــ اور تنزیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ کے اوصاف کی خبر دیتے ہوئے ومبشر الرسول یاتی من بعد اسمہ احمد نے فرمایا ہے۔

۳۱ انوار' نور کی جمع ــــ بوارق' بارق کی جمع' وہ ابر جس میں بجلی ہو ــــ لامعہ' روشن اور چمکدار ــــ ضو' نور کی شعاع ــــ اقطار جمع قطیو بالضم' بمعنی کنارہ مراد ہے اطراف دنیا۔

۳۲ عواطف جمع عاطفت بمعنی مہربانی ــــ لطائف جمع لطیفہ' بمعنی اچھی چیز اور نازک ــــ حضانت' گود میں پرورش پانا ــــ رضاعت' شیر خواری

۳۳ عوارف' خوشبوئیں' مجازی معنی بخشش ــــ آفاق جمع افق بمعنی طرف کنارہ۔

۳۴ نفائس جمع نفیس چیز' گراں مایہ' مرغوب و نیک ــــ انفاس جمع نفس بمعنی دم ــــ ذکیہ بمعنی پاک از فساد ــــ دقائق جمع دقیقہ یعنی باریک شے' جزئیات ــــ حقائق جمع حقیقت ــــ سیرت سے مراد آپ کا وہ احوال جو غزوات وغیرہ میں تھا ــــ روضیہ احدیت سے مراد جنت ہے۔

Marfat.com

ساتھ جو عام اولین و آخرین کے لیے عامہ ہے ـــــ اور ان امور کے علاوہ آپ کے عجائب آیات ـــــ اور آپ کے عطیات ـــــ اور آپ کی نبوت کی غرائب علامات ـــــ اور آپ کی جو محبتیں ہیں' ان سے وہ لطیفہ خبر دیتا ہے۔۳۵ ـــــ ان کل امور کو میں ایسے حال میں لایا ہوں کہ ملحدوں پر قاہرہ حجتیں ہیں (کہ معارضہ کرنے سے ان کو مانع ہیں) اور موحدوں کے لیے نافع نصیحت کے اسباب ہیں ـــــ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں' ان کے مصمم ارادوں کو بیدار کرنے والے ہیں۔ سبحان اللہ!

واللہ میں اس تالیف کے لیے کسی طور سے لائق نہ تھا ـــــ اور اس راہ کی سختی کی وجہ سے جو چیز یہاں موجود ہے ـــــ اور ایسے راستہ میں چلنے کی مشقت سے کہ میری طرح چل نہیں سکتا ہے ـــــ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں جانتا تھا ـــــ اور میں نے اس راہ میں جو رفتار اپنائی ہے' اس میں ایک نکتہ یہ ہے کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ کی شفا شریف کو حضور تخصیص اور اصطفائے نبوی میں مکتب تادیب اور تعلیم میں مشہد مشاہدہ موانست و تکریم (یعنی روضہ اقدس نبوی اور منبر شریف کے درمیان) پڑھ کر سناتا تھا۔۳۶ ـــــ اور انوار تجلیات احمدیہ کی جلوہ گاہوں میں آپ کی صفات خلقت اور محاسن اخلاق عظیمہ ذکیہ کا استکشاف کرتا تھا ـــــ اور آپ کے طریقہ واضحہ ملت میں آپ کی سیرت کے سر کے لیے آپ کے طریق کے ارفع آسمان تک میں سیر کرتا تھا ـــــ اور آپ کی سنتوں کے ریاض روضہ نزیہ حسنہ میں انبساط اور لہو کی حالت میں تھا۳۷ ـــــ اور فتح باری سے آپ کے اس فضل و فیض کی مدد چاہتا تھا جو جمیع موجودات میں ساری ہے ـــــ اس عطا کے صاحب نے اپنے ان حقائق سے (جو سینہ در سینہ) محفوظ ہیں' مجھ کو عطا فرمائے۔۳۸ ـــــ اور اس قسم سے جو لطائف روحانیہ مکنونہ سے ہی اور اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھی تھی' اسے میرے لیے ظاہر فرما دیا ـــــ چنانچہ فتح محمدی کے باعث استبصار کی بصیرت کی آنکھ کھل گئی۔۳۹ اور ناظر نے ریاض ارتیاض دقائق اسرار میں نزہت کی سیر کی۔۴۰ جو ابکار مخدرات سنت نبویہ میں تھے۔ میں نے ان کے معنی کو ہر ایک صورت میں جلوہ گر کیا۔۴۱ ـــــ اور مصباح مشکوٰۃ معارف کے تلالو کے ہر ایک لمعان سے اس کی اور مصباح مشکوٰۃ معارف کے تلالو کے

---

۳۵ مشہد' حاضر ہونے کی جگہ ـــــ مشاهد جمع سیادت' بزرگی' سرداری۔

۳۶ مشہد حاضر ہونے کی جگہ ـــــ مشاهد جمع مشہد ـــــ موانست بمعنی انس و محبت۔

۳۷ روضہ وہ جگہ جہاں پھول کھلے ہوئے ہوں اور جہاں صاف اور پاک پانی ہو ـــــ نزیهه' نزہت سے ہے یعنی تازگی ـــــ خرمی حسنا' احسن کی مونث ہے۔

۳۸ حقائق وہ علوم جو تصفیہ قلب سے ادراک کیے جائیں۔

۳۹ ابن الکمال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ بصیرت قلب منور کی وہ قوت ہے جو نور قدس سے ہوتی ہے اور آدمی اس قوت کے سبب اشیاء کے حقائق اور بواطن کو اس طرح سے دیکھتا ہے جیسے سر کی آنکھوں سے اشیاء کی صورتیں اور ان کا ظاہر دیکھتا ہے۔

۴۰ ناظر یعنی آنکھ یا آنکھ کا سیاہ نقطہ' آنکھ کی پتلی' باغبان' دیدبان وغیرہ ـــــ ارتیاض یعنی تابعدار ہونا ـــــ دقائق جمع دقیقه' باریک چیزیں' یہ اسرار و رموز سے کنایہ ہے ـــــ نزہت کی اصل یہ ہے کہ پانی سے دوری اختیار کی جائے ـــــ تنزہ یعنی سیر' اس کی اصل یہ ہے کہ آدمی سیر کے لیے شہر سے باہر باغوں میں جاتا ہے' لہٰذا تنزہ کا معنی مکانوں سے دوری ہے اور نزہت سرسبزہ اور باغوں کے معنی میں استعمال ہوئے۔

۴۱ ابکار جمع بکر بمعنی زن دوشیزہ ـــــ مخدرات جمع مخدرہ یعنی وہ زن پردہ نشین جس کا بیاہ نہ ہوا ہو' مطلق زن پردہ نشین خدر بمعنی پردہ۔

۴۲ تلالو بجلی کی چمک یعنی روشنی ـــــ بارقہ چمکنے والی شے' مجازی معنی روشنی و درخشندگی ـــــ بارقہ' برق سے ہے یعنی چمک' صوفیا کی اصطلاح میں بارقہ وہ لائحہ جو قدس کی طرف سے وارد ہوتا ہے اور فوراً بجھ جاتا ہے۔ یہ حالت ابتدائی کشف میں ہوتی ہے اور بارقہ بمعنی تلوار ـــــ مصباح کے معنی ہیں چراغ مشکوٰۃ' چراغ دان وغیرہ۔

Marfat.com

ہر ایک لمعان سے اس کی روشنیوں کا میں نے اقتباس کیا۔۴۲ــــــ اور میں نے ہر ایک نکتہ صوفیا کی خوشبو سونگھی اور لطائف تاویل کتاب کی عزیز آیتوں کی شاخوں سے من چاہے پھل کا انتخاب کیا۔۴۳ــــــ اور میں اس کی عطا کے لطیف باغوں میں غبوق اور صبوح میں ہمیشہ صبح و شام جاتا تھا۔۴۴ یہاں تک کہ معانی کے ابر ریاض مبانی کی زمین پر زور سے برسے۔ اس ابر کے برسنے سے اس ریاض کی کلیاں کھل گئیں اور نفائس جواہر علوم سے ان کے اوراق مرصع ہو گئے ــــــ اور اسرار حقائق کے میوہ چننے والے کے لیے ان کے پھل شیریں اور لذیذ ہو گئے ــــــ اور عجائبات الفاظ کے حوضوں نے زلال جوامع کلمات کو شدت سے اچھالا اور ابنائے عشق کے خطیب قلوب نے عزام اقدس کے منبر پر خطبہ پڑھا۔۴۵ــــــ وہ خطیب اس حبیب کے محاسن کی ندا دے رہا ہے جو شریف القدر ہے ــــــ چنانچہ خلاصہ شراب راحت سے ارواح نفیسہ جھومنے لگیں اور عشاق کے بزرگ اشخاص طرب انگیز آواز سے محبوب کے جمال کی طرف جھک پڑے ــــــ اور وفا کے زمزمہ کرنے والے نے خلاصہ اصحاب وفا کی حضرت میں ایسے حال میں زمزمہ کیا کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور ان اشعار کو بار بار پڑھتا جاتا تھا۔

حضر الحبيب و غاب عنه رقيبه   حسبى نعيم زال عنه حسيبه

''حبیب حاضر ہوا ہے اور حبیب کا رقیب حبیب سے غائب ہو گیا ہے۔ میرے لیے وہ نعمت کافی ہے جس سے حساب لینے والا دور ہو گیا۔''۴۶

داوى فوادى الوصل من ادوائه   طوبىٰ لقلبى والحبيب طبيه

''میرے دل میں جو ہجر کی بیماری تھی' حبیب نے اس کی دوا وصل سے کی ــــــ ایسے حال میں میرے دل کو خوشخبری ہو کہ حبیب اس کا طبیب ہے۔''۴۷

صدق المحب حبيبه فى حبه   فحباه صدق الحبه منه حبيبه

''حباہ بمعنی اعطاہ محب یعنی عاشق کو اس کے حبیب نے اپنی محبت میں سچا پایا' لہٰذا اپنے محب (چاہنے والے) کو اس کے

---

۴۳ ابن الکمال علیہ الرحمہ نے کہا کہ تاویل کا معنی یہ ہے کہ آیت کا معنی اس کے ظاہر سے اس کے معنی محتمل کی طرف پھیرا جائے۔ جس وقت محتمل ایسا ہو کہ تاویل کرنے والا اس کو کتاب اور سنت کے موافق دیکھتا ہو۔ جیسے ارشاد باری ہے یخرج الحی من المیت' اگر اس سے ظاہر کا معنی لیا جائے کہ وہ انڈا ہے جس سے طائر کو نکالتا ہے اور اگر زندہ سے مراد مومن اور مردہ سے مراد کافر ہو یا زندہ سے مراد عالم اور مردہ سے مراد جاہل ہو تو یہ آیت مبارکہ کی تاویل ہو گی ــــــ

کتاب عزیز' قوی اور اپنے معانی اور اعجاز سے ہر ایک کتاب پر غالب اور اپنے احکام سے دوسری کتابوں کے احکام کو فسخ کرنے والی کتاب ــــــ یا کتاب عزیز شریف اور عظیم کتاب ــــــ یا وہ کتاب کہ جس کی نظیر کتابوں میں نہ ہو ــــــ یا اپنے اعجاز کے باعث ایسی ہے کہ جس کی مشابہت ممتنع ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔

۴۴ غبوق وہ شے ہے جو عشا کے وقت پی جائے ــــــ اور صبوح وہ شے ہے جو صبح کے وقت پی جائے' مراد صبح و شام سے ہے نہ کہ کچھ پینے پلانے سے مراد

۴۵ عزام' سختی اور مصیبت جوان کو پہنچے مراد عشق سے ہے کہ عشاق کو عشق سے مصیبت ہوتی ہے۔

۴۶ نعمت سے مراد حبیب یا اس کا وصال ــــــ حساب لینے والے سے مراد رقیب ہے۔

۴۷ ادوا جمع دا بمعنی بیماری ــــــ طوبیٰ طبیب سے ہے بمعنی فرح اور آنکھ کی ٹھنڈک اور بمعنی خوشخبری۔

Marfat.com

حبیب نے سچی محبت عطا کی۔

لباہ لب فوادہ ناجا بہ لماد عاہ الیٰ العزام وحبیبہ ۴۸؎

معنی یہ ہے کہ محبّ کو اس کے قلب نے بلایا' محبّ نے جواب میں کہا' میں حاضر ہوں جبکہ قوی سبب نے محبّ کو عشق کی طرف بلایا۔

ولجامع الاھواء حیعل حبہ ولحسنہ خطب القلوب خطیبہ ۴۹؎

یعنی جامع ہواؤں کے لیے اس کے حبیب کی محبت نے کہا۔ ''آ ؤ'' —— یا حبیب نے کہا۔ ''آ ؤ'' —— اور اس حبیب کے حسن کا جو خطیب ہے' اس نے قلوب کے ساتھ بیاہ چاہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حبیب کا حسن دلوں کے وصال کے لیے خود خطیب بن گیا اور باہم جوڑ دیا جبکہ اولوالالباب کے کانوں نے ان مواہب (عنایات) کو سنا تو ان کے اعیان کی آنکھیں اس خطاب کے خلاصہ جوہر کے خلاصہ کرنے کے لیے ایک ایسی کتاب میں جو عطائے نبویہ کے چہرہ سے نقاب منع کو کھول دے' ملتف ہوئیں۔ ۵۰؎ —— لہٰذا میں نے قلم کا رخ ان عقل والوں کے مقاصد حاصل کرنے اور ان کے مطالب لکھنے کی طرف ایسے حال میں موڑ دیا کہ میں صواب کی طرف مائل تھا اور جو شے غیب کے پردے میں مجھے سونپی گئی تھی' اسے اس کتاب میں ودیعت کرنے والا اور قوی وہاب سے ان مطالب میں مدد چاہنے والا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ کریم نے مجھ پر وہ مطالب آسان فرما دیئے اور جو کمی تھی وہ بھی پوری کر دی —— اور جو شے دلیل کی قسم سے متعلق مخفی تھی' میں نے اسے واضح کر دیا اور اس راستے کی جو سختی یا دشواری تھی' اسے بھی سہل اور آسان کر دیا اور اس کتاب کا نام

المواھب الدنیہ بالمسخ المحمدیہ

رکھا اور سیرت کی راہ اپنانے والے اور اس راہ پر چلنے کا ارادہ کرنے والوں کی آسانی کے لیے میں نے اس کتاب کو بارہ مقاصد (ابواب) پر مرتب کیا:

---

۴۸ راغب نے کہا ہے کہ لب وہ عقل ہے جو آلودگیوں سے پاک ہو اور عقل کا نام خالص لب اس لیے ہے کہ انسان کے جسم میں جتنے قوی ہیں' عقل ان سب سے خالص ہے۔ جیسے کسی شے کا خلاصہ ہو (جوہر یا نچوڑ) ہوتا ہے ——
اور کہا گیا ہے کہ لب وہ شے ہے جو عقل سے بڑھ کر ہو اور عقل کی قسم سے ہو —— ہر ایک لب عقل ہے لیکن ہر ایک عقل لب نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام جو اللہ تعالیٰ نے اولی الالباب کی عقلوں سے متعلق فرمائے ہیں اور جن کا کوئی ادراک نہیں کرتا ہے۔ سوائے فساد سے پاک عقل والے ——
اس کی مثال یہ ارشاد باری ہے جو ومن اوتی الحکمۃ سے ومایذکر الا اولی الالباب تک ہے۔
حرانی نے کہا ہے کہ لب اس عقل کا باطن ہے جس کی شان یہ ہے کہ ملحوظات حقائق کا لحاظ کرتی ہے —— اور ابن الکمال نے کہا ہے کہ لب وہ عقل ہے کہ نور قدس کے سبب روشن و منور ہو مگر اوہام اور تخیلات کے پوست سے پاک اور صاف ہو۔
عزام عشق کی مصیبت و حبیب بمعنی سبب ہے۔

۴۹ حیعل اسمائے افعال سے ہے۔ اس کا معنی حی علی الفلاح ہے۔ یہاں پر مطلق بلانے کے معنی میں ہے —— ھوا بمعنی عشق۔

۵۰ ابن العماد نے کشف اسرار میں کہا ہے کہ دل کے دو کان ہیں۔ دل ان دونوں کانوں سے سنتا ہے۔ جیسے سر کے دو کان ہیں۔

Marfat.com

پہلا باب ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طہارتِ نسب

اس باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سابق ازیعت میں سابق نبوت یعنی تقدمِ نبوت سے بزرگی دی ہے۔[51] اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کا منشور اپنی مجلس موانست میں ظاہر کیا ہے۔[52] اور اپنی عنایت کے توقیع کو اپنے خصائرِ قدس کرامت میں ثابت کیا ہے اور

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طہارت نسب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آیات حمل کی علامتیں اور دلیلیں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شیرخواری اور دایہ کی گود میں پرورش
- اظہار پیغمبری میں جو باریکیاں ہیں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت

---

۵۱ توقیف میں کہا ہے کہ ازل بمعنی قدم جس کی ابتداء نہ ہو اور مجازی طور پر اس شے پر ازل کا اطلاق کیا جاتا ہے جس کی عمر دراز ہو اور ازل کا معنی وجود کا استمرار زمانہ ہائے مقدرہ غیر متناہیہ میں ماضی کی جانب جیسے کہ ابد ہے کہ وجود کا استمرار مآل میں ہے ـــــ اور ازلی وہ شے ہے جو مسبوق بالقدم نہ ہو اور وجود کے تین مرتبے ہیں' چوتھا نہیں ہے:

- ایک وجود ازلی اور ابدی ہے وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے'
- دوسرا وجود وہ ہے جو نہ ازلی ہے نہ ابدی ہے' وہ دنیا ہے'
- تیسرا وجود ابدی ہے' غیر ازلی جو آخرت ہے جس کا عکس محال ہے۔ اس لیے کہ جس شے کا قدم نہ ہو' اس کا عدم محال ہے۔

نبوت اور رسالت امام الحرمین نے رسالت کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ صفت کلامی ہے ـــــ وہ فرمان الٰہی **ھو رسولی** ہے ـــــ اس کی تصدیق امر خارق عادات کے ساتھ ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے نبوت کی تعریف یوں کی ہے کہ نبوت سے مراد وہ صفت ہے جو نبی کے لیے خاص ہوتی ہے اور اس کے سبب نبی اور غیر نبی سے فرق ہوتا ہے اور وہ نبی امتیازی صفات سے مختص ہوتا ہے۔ ان امتیازی صفات میں سے:

- ایک یہ امر ہے کہ نبی ان حقائق امور کو پہچانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات' ملائکہ اور آخرت سے متعلق ہیں ـــــ نبی کا وہ علم کثرت معلومات' کشف کی زیادتی اور تحقیق سے غیر نبی کے علم سے مخالف ہوتا ہے۔
- دوسری صفت یہ ہے کہ نبی کے لیے نبوت فی نفسہ ایک ایسی صفت ہے جس کے سبب وہ افعال پورے ہوتے ہیں جو خارق عادات ہیں۔ جیسے ہماری یہ صفت کہ جس کے باعث ہماری وہ حرکات پوری ہوتی ہیں جو ہمارے ارادوں سے نزدیک ہوتی ہے کہ وہ قدرت ہے۔
- تیسری صفت یہ ہے جس کے سبب نبی ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جیسے بصیر کی صفت ہے جس کے باعث اعمٰی سے اس میں فرق ہے۔
- چوتھی صفت یہ ہے کہ نبی کو اس شے کا ادراک عالم غیب سے ہوتا ہے جو آئندہ زمانہ میں ہونے والی ہوتی ہے ـــــ لہٰذا ان کمالات اور صفات سے ہر ایک کمال اور صفت اقسام کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔

۵۲ رسالت کا اثر ان احکام سے ہے جو حیات عالم ہیں ـــــ ظاہر کرنے سے مراد قوت سے فعل میں لانا ہے ـــــ مجلس موانست سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وہ مقام ہے جو ملا اعلیٰ میں اس کے بندوں کے لیے ہے۔ وہ مقام امن ہے اور وحشت سے محفوظ و مامون۔

Marfat.com

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کفار سے جہاد کرنے میں حاصل معرفتیں
- آپ کے روانہ کردہ چھوٹے بڑے لشکر' ان کی ہیئت اور اندازِ کار
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظاہری فراق (وفات شریف)
- اپنے ریاض روضہ میں منتقلی

دوسرا باب ___ اسماء مبارک وعزیز و اقارب

اس باب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان اسمائے شریفہ کا ذکر ہے جو آپ کے کمال اخلاق منیفہ کی خبر دیتے ہیں اور

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد بزرگ و طاہر
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دودھ شریک بھائی
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دادیاں اور نانیاں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادم اور غلام
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حراست کرنے والے
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاتب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرائع اور احکام میں اہل اسلام کو محررہ خطوط
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے غیر شخص کو محررہ مکاتیب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے موذن اور خطیب
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حدی خواں اور شعرائے مداح گستر
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آلات جنگ اور سواریاں
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آنے والے سفیر

اس بات میں دس فصلیں ہیں۔

تیسرا باب ___ حسن و جمال خوباں

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کمال خلقت اور جمال صورت سے کل مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ ۵۳ اور آپ کو اخلاق پاکیزہ سے مکرم کیا تھا اور اوصاف مرضیہ سے آپ کو بزرگی دی تھی۔ ۵۴ آپ کی حیات کی ضرورت جس شے کی

---

۵۳ کمال خلقت یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن مبارک کے اجزاء کامل اور معتدل المقادیر پیدا فرمائے تھے۔

۵۴ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی کا ذکر قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں میں کیا ہے۔

Marfat.com

طرف داعی تھی' اس کا ذکر اس باب میں کیا گیا ہے ـــــ اس باب کی تین فصلیں ہیں۔

چوتھا باب ـــــ معجزات

معجزات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کے ثبوت اور صدق رسالت پر دلالت کرتے ہیں ـــــ جن خصائص آیات اور بدائع کرامات کے ساتھ آپ مخصوص کیے گئے ہیں۔۵۵ ـــــ اس باب میں دو فصلیں ہیں۔

پانچواں باب ـــــ سفرِ معراج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو لطائف معراج اور اسرار کے ساتھ جو خصوصیت ہے۵۶ اور عموم لطائف تکریم سے حضرت تقرب الٰہی میں مکالمہ اور مشاہدہ اور آیات کبریٰ سے آپ کو تعمیم ہے۵۷ ـــــ اس باب میں اس کا ذکر ہے۔

چھٹا باب ـــــ قرآن پاک میں شان حبیب الرحمٰن

آیات تنزیل یعنی قرآن مجید میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ کی تعظیم اور آپ کے ذکر پاک کی رفعت بیان ہوئی ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدق نبوت اور ثبوت بعثت (اظہار وظہور نبوت) پر شہادت دی ہے ـــــ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کے حق ہونے اور علوے منصب جلیل اور آپ کے مرتبہ کی قسم کھائی ہے ـــــ آپ کی اطاعت اور آپ کی سنت مبارکہ کا اتباع کل مخلوق پر واجب کیا ہے ـــــ اللہ کریم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اپنے فضل وکرم سے آپ کے لیے وعدہ لیا ہے ـــــ وہ عہد یہ ہے:

"اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کا زمانہ نبوت پائیں تو وہ آپ پر ایمان لائیں اور کفار کے مقابلے میں آپ کو نصرت دیں۔"

اور سابقہ کتب تورات' انجیل وغیرہ میں ہے' اس طرح آپ کے ذکر کی بلندی ہے کہ آپ صاحب رسالت اور صاحب تبحیل ہیں ـــــ اس باب میں دس نوعیں ہیں۔

ساتواں باب ـــــ اطاعت ومحبت رسول وآلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور آپ کی اتباع ـــــ آپ کی خو اور خصلت اور طریقہ کے ساتھ سیدھی راہ چلنا

---

۵۵ خصائص آیات' نبوت کی وہ نشانیاں ہیں جو خاص آپ ہی کے لیے ہیں یعنی وہ آیات مبارکہ جو اپنے غیر پر فاضلہ ہیں ـــــ بدائع کرامات' وہ نادر کرامات جن کے ساتھ آپ کرامات میں بے مثال ہیں یعنی وہ کرامات آپ کی ذات سے مختص ہیں ـــــ کرامات وہ امر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ساتھ اپنے حقیقی بندوں میں سے جس ہستی کو چنا ہے' اس کے بلا دعویٰ نبوت سے اس کا اکرام کیا ہے ـــــ کرامت نبی اور ولی کے لیے ہے' کرامت معجزہ سے اعم ہے۔ اس لیے کہ معجزہ میں نبوت کی مقارنت شرط ہے۔

۵۶ اسریٰ' آپ کا مکہ معظمہ سے مسجد اقصیٰ تک رات میں تشریف لے جانا ـــــ معراج نور کی سیڑھی ہے یا جوہر سے ہے جس پر ارواح آسمان کی طرف صعود کرتی ہیں۔

۵۷ یعنی آپ نے ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ فرمایا اور قرب الٰہی میں آیات کبریٰ دیکھے ہیں اور اپنے رب سے کلام کیا ہے۔

Marfat.com

اور سیدھی راہ پانا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے ـــــ اور آپ کی آل' آپ کے اصحاب اور آپ کے قرابت داروں کی محبت فرض ہے ـــــ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا جو حکم ہے' یہ باب ان پر مشتمل ہے ـــــ اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک آپ کے شرف اور فضل کو کثیر فرمائے۔ آمین!

آٹھواں باب ـــــ دکھیوں کے دکھ مٹانے والے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طبی بصیرت جو

- مریضوں اور آفت رسیدوں کے لیے ہے
- لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمانا
- غیب کی خبروں کی خبر دینے والے

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

نواں باب ـــــ عبادات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات کے حقائق کے لطائف بیان کیے گئے ہیں ـــــ یہ باب سات نوعوں پر مشتمل ہے۔

دسواں باب ـــــ روزِ محشر آپ کے انتہائی کمال وعظمت کا دن

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت عظمیٰ وکبریٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری فراق (وفات شریف) اور اپنی طرف آپ کے وصال فرمانے سے آپ پر تمام کر دی ـــــ

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور مسجد منیف کی زیارت
- آپ کی فضیلت وعظمت جو آخرت میں ان فضائل اولیات کے سبب ہوگی جو فضائل تکریم اور درجات عالیہ کے جامع ہیں
- آپ کی بزرگی جو قرب الٰہی کے خصائص کے مشہد مشاہد انبیاء کرام اور مرسلین علیہم السلام میں ہے
- اولین وآخرین آپ کی شفاعت اور مقام محمود کے سبب آپ کی تعریف کریں گے

---

۵۸ یوم المزید ـــــ جنت میں جمعہ کا دن ـــــ جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کی مسند میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے اور آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا کہ حسنیٰ اور زیادتی

- کبھی نفس شے پر دوسری شے سے ہوتی ہے اور
- کبھی زیادتی مذمومہ ہوتی ہے ـــــ

جیسے زیادتی کفایت پر ہوتی ہے ـــــ جیسے انگلیوں کی زیادتی یا قوائم دابہ کی زیادتی ہے

- کبھی زیادتی محمودہ ہوتی ہے ـــــ جیسے ان لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنہوں نے نیکی کی ہے۔ للذین احسنو الحسنیٰ ـــــ

زیادہ نیک انجام اور اللہ تعالیٰ کا دیدار مراد ہے۔

Marfat.com

- آپ مجمع جامع اولین و آخرین میں مجد اور اشراف کے ساتھ منفرد (بے مثل) ہوں گے
- جنت عدن میں اعلیٰ مدارج سعادت پر آپ کو ترقی ہو گی
- قیامت کے دن آپ کو اعلیٰ معالے حسنی اور زیادہ کی برتری ہو گی۔ ۵۸

اللہ کریم و رحیم جس کی غنا اور خط بزرگ ہے، اور جس کی بزرگی اور شرف برتر ہے ـــــ میں اس سے اس کی ذات وحید کی وجاہت کے طفیل اور اس کے نبی مکرم و معظم و اعظم و محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل چاہتا ہوں کہ اقبال اور قبول سے مجھ کو برکت عظیم میں مدد دے ـــــ اور مجھے اس شخص کو جو اس کتاب کو لکھے یا پڑھے یا اس کو سنے اور کل مسلمانوں کو عواطف نبویہ سے لطائف سوال اور نہایت مراد عطا فرمائے ـــــ وہ صراط مستقیم جو حق کی طرف پہنچانے والا ہے، اللہ رب العزت کے ذمہ ہے۔

وھو حسبنا نعم الوکیل

(امام الائمہ المحدث الشیخ)

احمد بن محمد ابن ابی بکر الخطیب القسطلانی الشافعی

رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

باب نمبرا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طہارت نسب

اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی سابق ازلیت میں نبوت کے تقدم سے بزرگی عطا فرمائی ہے۔[۱] آپ کی رسالت کا منشور اپنی مجلس موانست میں شائع کیا ہے اور اپنی عنایت کا توقیع آپ کے حضائر قدس کرامت میں ثابت کیا ہے۔[۲]

یہ پہلا باب آپ کی طہارت نسب اور ان سے متعلق قوی دلائل کے بارے میں جن دلائل سے آپ کے مراتب کا کمال یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ دلائل جو آپ کے حمل کی نشانیوں کے بارے میں ہیں۔[۳] یہ پہلا باب آپ کی شیر خواری اور دائیوں کے ہاں پرورش پانے کے بارے میں ہے۔ اس باب میں آپ پر نبوت کے اعلان اور مکہ سے آپ کی ہجرت میں جو حقیقتیں ہیں' ان کی باریکیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ کفار کے ساتھ جنگ میں آپ کو جو معرفتیں تھیں اور کفار کی طرف آپ کے روانہ کردہ چھوٹے بڑے لشکروں کا بھی اس باب میں ذکر ہے۔ آپ کی ہیئت اور حالت اور آپ کے طریقہ (سنت) آپ نے جس وقت سے تخلیق پائی یعنی پیدا ہوئے اور اس وقت تک کہ آپ نے وصال فرمایا اور پھر وصال کے بعد اپنے ریاض روضہ میں منتقل ہوئے' ان سب باتوں کو اس پہلے باب میں سنون کی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔

حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور:

اے صاحب عقل سلیم اور اوصافِ کمال تمیم سے متصف اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے ہدایت سے صراط مستقیم کی طرف توفیق دے۔[۴] تو اس امر کو جان لے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کریم نے اپنی عطا اپنی

---

۱ سابق ازلیت وہ ازلیت ہے جس کے لیے کوئی اول نہیں ہے یعنی وہ نکتہ آغاز ہے۔ اسی طرح سابق نبوت وہ نبوت ہے جس سے کسی نبی کی نبوت کو اولیت نہیں ہے یعنی آپ ہی نبوت کا نکتہ آغاز ہیں۔

۲ حضائر قدس وہ مقامات شرف ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ کرامات جو نقصان سے پاک ہے' ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے اللہ پاک نے جنت میں ہر جگہ حوروں کے سینوں پر اور عرش کے ساق پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم مبارک لکھا ہے۔ ان تمام مقامات سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کرامت کا اظہار ہوتا ہے۔

۳ آپ کی والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں جو نشانیاں دیکھی تھیں' حقیقت میں وہ نشانیاں حمل کے بارے میں روشن دلیلیں تھیں۔

۴ عقل سلیم وہ عقل ہے جو کدورتوں کی آلودگی سے پاک ہو۔ اس مقام پر مصنف نے اہل عقل کو خاص طور پر اس لیے مخاطب کیا ہے کہ انسان کا شرف عقل سے ہے۔ عقل ہی کے سبب انسان حسن کو قبح سے تمیز کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت اور آپ کی ذات اقدس کے اسرار (راز بھید) وہی جان سکتا ہے جس کی عقل کدورتوں سے پاک اور صاف ہو۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

Marfat.com

مخلوق کے لیے مخصوص فرمادی۔ یا یوں کہہ لیں کہ مخلوق کے رزق کا اندازہ کیا تو انوار صمدیت[5] سے حضرت احدیت[6] میں حضرت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر فرمایا۔[7] پھر اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ سے عالم علوی (آسمانی دنیا) اور عالم سفلی (زمینی دنیا) تمام جہانوں کو اپنے حکم کی صورت پر جیسے کہ اس کے علم اور ارادہ قدیم میں سبقت ہوئی تھی' پیدا کیا۔[8] ——— پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی نبوت کا علم عطا فرمایا اور آپ کو آپ کی رسالت کی بشارت اس وقت دی کہ آدم علیہ السلام آپ کے ارشاد کے مطابق روح اور جسم کے درمیان تھے ——— پھر آپ سے ارواح کے چشمے جاری ہوئے۔[9]

پھر آپ کی حقیقت نے ملا اعلیٰ یعنی خلق اعلیٰ جو مقربین ہیں' ان میں اس وقت ظہور کیا کہ آپ ظہور کامل کے منتظر تھے ——— آپ فیض رسانی کمالات سے کل انبیاء کرام علیہم السلام اور کل مقربین بارگاہ کے لیے شیریں چشمہ تھے ——— آپ پیدا ہونے کے تقدم سے کائنات کی جمیع اجناب کی جنس عالی ہیں ——— اور جمیع موجودات اور جمیع آدمیوں کے لیے اکبر باپ ہیں۔ اس لئے کہ جمیع کائنات اور جمیع آدمی آپ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

اسم باطن کے سبب جو زمانہ آپ کے لیے عالم ملکوت میں تھا' اس نہایت کو پہنچ گیا کہ آپ کے وجود مبارک اور روح

پھر مصنف نے صاحب عقل سلیم کی دوسری صفت بیان فرمائی کہ ''تو اوصاف کمال اور تتمیم سے متصف ہے'' ——— یعنی اپنی ذات میں کامل ہے اور تجھی سے دوسرے کی ذات کی تکمیل ہوتی ہے ——— لفظ کمال اور تتمیم دونوں ہم معنی ہیں (جیسا کہ صحاح اور قاموس میں ہے) ——— زرکشی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ لفظ ''کمال'' کی تفسیر تتمیم'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے خطا ہے۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** ——— اور عبدالقاہر نے ان دونوں لفظوں میں فرق بیان کیا ہے کہ اتمام کا معنی ''اصل کے نقصان کو دور کرنا ہے'' ——— اور کمال کے معنی ''اصل کی تکمیل کے بعد اس کے نقائص دور کرنا ہے۔''

۵ انوار صمدیت ——— صمدیت کی طرف ''انوار'' کی اضافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی وجہ سے ہے۔ جیسے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یاجابر! ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ

۶ حضرت احدیت ——— اول تعینات ذات اور اس کے مراتب (ومقامات) کا وہ اول (نکتہ آغاز) جس میں غیر ذات کا اعتبار نہیں ہے ——— جیسے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام ومرتبہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے: **کان اللہ ولا شی معہ**
اسے کاشی نے ذکر کیا ہے۔

۷ حقیقت محمدیہ ——— آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف مع اول صفت ——— جیسا کہ ''توقیف'' اور ''لطائف کاشی'' میں ہے کہ صوفیاء کرام حقیقت محمدیہ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کا نام حقیقت الحقائق ہے ——— اور جو کل حقائق کو ینہ میں سمیٹے ہوئے ہے اور کل حقائق میں اس طرح سے جاری وساری ہے جیسے کل اپنی جزئیات میں رواں دواں ہوتا ہے۔
حقیقت الحقائق کے لیے حقیقت محمدیہ اس وجہ سے صورت میں ہے کہ حقیقت محمدیہ کا ثبوت خلق وسطیہ اور برزخیہ اور عدالت میں اس طور پر تھا کہ آپ کا نام اور آپ کا وصف آپ پر اصلاً غالب نہیں ہوا تھا ——— یہ خلق برزخیہ وسطیہ میں نور احمدی ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ——— ''اول ما خلق اللہ نوری'' ——— اس اعتبار سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ''نور الانوار'' اور ''ابوالارواح'' ہے۔
اور پھر آپ ہر کامل کے بعد تشریف لائے ہیں ——— اللہ تعالیٰ آپ کے بعد آپ کی مثل (مانند) پیدا نہ فرمائے گا۔

۸ صورت حکم ——— وہ صورت ہے جس کے ساتھ ازلی خطاب متعلق ہے' نہ نفس حکم کی صورت ——— اس لیے کہ نفس' حکم ازلی ہے۔

۹ یعنی خالص ارواح کے چشمے جاری ہوئے جیسا انبیاء کرام علیہم السلام کی روحیں ہیں ——— چشموں سے مراد وہ کمالات ہیں جو آپ کے نور مبارک سے انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں کو پہنچے ہیں ——— کمالات کو مجازی طور پر چشموں سے تعبیر کیا ہے کہ کمالات کی چشموں کے ساتھ مشابہت ہے۔

Marfat.com

مبارک کا ملاپ ہو ___ اسم ظاہر کی طرف اس زمانے کا حکم عالم ملک میں منتقل ہوا۔۱۰ ___ چنانچہ آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجموعی طور پر جسم ارواح کی حالت میں ظہور فرمایا ___ اگرچہ آپ کی تخلیق دیگر انبیاء کرام سے متاخر ہوئی ہے لیکن آپ کی قدر و قیمت کی پہچان یہ ہے کہ آپ حقیق الحقائق ممکنات ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سرالٰہی کا خزانہ ہیں۔۱۱ اور آپ امر الٰہی کے نافذ ہونے کی جگہ ہیں۔۱۲ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے سوا کوئی امر الٰہی نافذ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی خیر لکھی جاتی ہے۔

یہاں مصنف نے کسی شاعر کی نعت کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

الا بابی من کان ملکا وسیدا ___ وآدم بین المآء والطین واقف

سن لو میں اس شخص پر اپنا باپ فدا کرتا ہوں جو اس وقت جمیع امور خلق کا بادشاہ اور سردار تھا کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے یعنی جسم بے روح تھے۔

فذاك الرسول الابطحی محمد ___ له فی العلا مجد تلید و طارف

جس وقت کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے' وہ ذات والا جمیع امور خلائق کا بادشاہ تھی ___ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ اللہ کے رسول اور بطحائے مکہ کے رہنے والے ہیں ___ آپ کو رفعت شان میں قدیم اور جدید عز و شرف حاصل ہے۔

اتی بزمان اسعد فی آخر المدا ___ وکان له فی کل عصر مواقف۱۳

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نبیوں کے زمانہ سے آخر زمانہ میں نیک وقت میں تشریف لائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے مبعوث ہونے کا زمانہ تھا ___ اور بوجہ تقدم خلقت کے آپ کے ہر ایک زمانہ میں بہت سے احوال تھے۔

اتی لانکسلر الدهر یجبر صدعه ۱۴ ___ فاثنت علیه السن و عوارف ۱۵

یعنی آپ اس لیے تشریف لائے کہ زمانہ میں جو شکستگی اور خرابی آگئی تھی' اس کا جبر کریں یا اللہ کے دین میں جو بگاڑ ہو گیا تھا کہ مخلوق خدا' اللہ تعالیٰ کے سوا اور کی عبادت کرتی تھی۔ اس کی اصلاح فرمائیں اور فساد (بگاڑ) کو دور فرما دیں ___ آپ نے دہر کی یا دین کی اس طرح سے اصلاح فرمائی کہ مخلوق کی زبانوں نے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں جو معروف امور

---

۱۰ یعنی عالم ملک کہ عناصر میں موجود ہے ___ ظاہر اور باطن دونوں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصف ہیں۔

۱۱ یعنی آپ اسرار الٰہی اور اس کے کمالات کا محل ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کمالیہ سے آپ پر افاضت کی ہے جو آپ کے غیر میں پائے جاتے ہیں۔

۱۲ یعنی آپ ہی کی ذات سے وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں جن کی افاضت آپ کی خاص خلقت پر ہوئی ہے۔

۱۳ مواقف سے مراد احول اور اطوار ہیں۔

۱۴ دھر یعنی زمانہ ___ صدع یعنی ایک چیز کا شگافتہ ہونا' پھٹ جانا ___ دہر کی جگہ دین کا لفظ بھی آیا ہے۔

۱۵ السن' لسان کی جمع ہے یعنی زبان ___ عوارف' عارفہ کی جمع ہے یعنی بھلائی۔

Marfat.com

تھے' آپ کی ثناء اس لیے کی۔ آپ نے انہیں ظاہر فرما دیا اور ان سے مکروہات کو دور فرما دیا۔

شاعر نے ان شاعری امور کو جو آپ کے صدق اور کمال پر دلالت کرتے ہیں' استعارہ بالکنایہ کے طریقے پر ''نفوس ناطقہ'' سے تشبیہ دی ہے ــــ اور ان شرعی امور کے لیے جو شے نفوس ناطقہ کے لوازم سے تھی (کہ فعل جمیل کی ثناء ہے) استعارہ تخیلیہ کے طریق پر ثابت کیا ہے۔

اذا رام امر الایکون خلافه　　ولیس لذ الامر فی الکون صارف

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی امر کا ارادہ فرمایا' عالم کون میں اس کا خلاف نہیں پایا گیا۔ آپ کے امر کا پھیر دنے والا یعنی مانع کوئی نہیں ہے۔

مخلوق کے مقدر پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھے گئے:

امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ان کی تقدیریں لکھیں۔''[16]

عرش کی پیدائش:

مخلوق کی جب تقدیریں لکھی گئیں' اس وقت عرش الٰہی پانی پر تھا ــــ یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش سے پہلے عرش الٰہی کے نیچے پانی تھا' اور پانی ہوا کی پشت پر تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول اس پر دلیل ہے کہ عرش اور پانی دونوں زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے پیدا کیے گئے۔

لوح محفوظ کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب[17] میں جو کچھ لکھا' اس میں یہ بھی لکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وجود میں خاتم الانبیاء ہیں۔

لوح حقیقی ہے یا تمثیل کے طور پر ہے' اس سے مراد علم الٰہی ہے ــــ اس باب میں دو قول ہیں۔ اکثر کا یہ کہنا ہے کہ لوح حقیقی ہے ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ خلق لوحا محفوظا من دوۃ بیضا صفحا بھامن یاقوتہ حمراء تلمہ من نورو کتابہ نور

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو روشن موتی سے پیدا کیا ہے ــــ لوح محفوظ کے صفحے سرخ یاقوت سے پیدا کیے ہیں اور اس کے قلم کو نور سے پیدا کیا۔''

۱۶　یہ تقدیریں علم ازلی کے اعتبار سے ہیں ورنہ اس وقت تک آسمان کا وجود نہ تھا۔ زمانے کا وجود کیونکر ثابت ہو سکتا ہے ــــ زمانہ' حرکت فلکی کی مقدار کو کہتے ہیں ــــ پچاس ہزار سال سے مراد زمانے کی کثرت ہے۔ ازل میں عدد کا تعین نہیں ہو سکتا۔

۱۷　ام الکتاب' کتابوں کی اصل کہ وہ لوح محفوظ ہے ــــ اس لیے کہ ہونے والی جو بھی شے ہے' وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

Marfat.com

طبرانی نے لکھا ہے کہ لوح محفوظ کا عرض (چوڑائی) زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔۔۔ ''کنز الاسرار'' میں ہے کہ لوح محفوظ کا طول (لمبائی) بھی اتنا ہی ہے۔۔۔

لوح محفوظ کس شے سے ہے؟۔۔۔ اس ضمن میں مختلف احادیث ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر یہ حدیث پیش کی جائے کہ:

''عرض کا وجود' تقدیر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبین لکھے جانے سے پہلے ہے۔''

تو اس طرح سے یہ بمشکل ثابت ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور عرش وغیرہ سے پہلے ہے۔۔۔ اس کا جواب امام سخاوی علیہ الرحمہ نے یہ دیا ہے کہ:

''یہ امر جائز ہے کہ آپ کا نور عرش کے پیدا ہونے سے پہلے پیدا ہوا۔۔۔ لیکن اس کا اندراج اور اظہار تقدیر (لکھے جانے) کے وقت ہوا۔۔۔ اندراج اور اظہار عرش اور آسمانوں کے پیدا ہونے کے بعد ہوا۔

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کب سے نبی ہیں؟

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جب آدم علیہ السلام اپنی طینت میں پڑے ہوئے تھے۔''[۱۸]

یعنی اس سے قبل کہ آدم علیہ السلام میں روح ڈال دی جاتی' وہ زمین پر ڈال دیئے گئے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے میرۃ الضبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کب سے نبی ہیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔''[۱۹]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) متی وجبت لك النبوة یعنی آپ کو نبوت کس وقت واجب ہوئی؟''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وآدم بين الروح والجسد یعنی میرے لیے نبوت اس وقت ثابت ہوئی جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔''[۲۰]

اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام کا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر عہد:

سہل ابن صالح المدانی نے روایت بیان کی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب المقلب باقر

۱۸ اس کی روایت احمد' بیہقی اور حاکم نے کی ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۱۹ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی ''تاریخ'' اور ابونعیم نے اپنی ''حلیہ'' میں روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

۲۰ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام علیہم السلام سے مقدم کیونکر ہو گئے۔ حالانکہ جو انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے گئے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے آخر (بعد میں) آئے ہیں؟''

ابو جعفر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ نے جبکہ عالم وزمین میں بنی آدم سے عہد لیا اور ان کی پشتوں سے ان کی اولادوں کو نکالا اور ان کو ان کے نفوس پر گواہ ٹھہرا کے یہ دریافت فرمایا:

الست بربکم یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ــــــ اس مخلوق میں سے سب سے پہلے جس شخص نے بلیٰ انت ربنا کہا' وہ آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ــــــ اس وجہ سے آپ انبیاء علیہم السلام سے مقدم ہیں ــــــ حالانکہ جو انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں' ان میں آپ آخر (میں) ہیں۔''

O

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد اور آپ کے دوسرے ارشاد انا اول الانبیاء خلقا و آخرھم بعثا کا امام غزالی علیہ الرحمہ نے اپنی ''النفخ والتسویہ'' میں اس طرح سے جواب دیا ہے کہ:

''حدیث شریف میں خلق سے مراد تقدیر ہے' ایجاد مراد نہیں ہے ــــــ اس لیے کہ ایجاد سے مراد خلاف واقعہ ہے ــــــ

☆ اس سے پہلے کہ آپ کی والدہ آپ کو جنم دیتیں' آپ موجود اور مخلوق نہیں تھے۔

☆ آپ اشیاء کی غایات اور کمالات سابقہ ہیں ــــــ اور اشیاء وجود میں لاحقہ ہیں۔

یہ متقدمین کے اس قول کا معنی ہے۔

''اول فکر کا' آخر عمل کا ہے ــــــ یا یوں کہہ لیں کہ آخر عمل کا' اول فکر کا ہے۔''

متقدمین کا کہنا یہ ہے کہ مہندس جو مکان کا انداز کرنے والا ہے' جس وقت کسی مکان کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے جو چیز اس کے ذہن میں آتی ہے' وہ مکان کی صورت اور بناوٹ ہوتی ہے ــــــ لہٰذا اس کے اندازہ کرنے میں ایسا مکان کامل البنا ہے' حاصل ہو جاتا ہے ــــــ آخر کار مہندس کے علم وعمل کا حاصل وہ کامل مکان ہے ــــــ چنانچہ کامل مکان' مہندس کے حق میں تقدیراً اول اشیاء ہے اور وجود میں آخر اشیاء ہے ــــــ اس لیے کہ مکان سے پہلے اینٹوں اور دیواروں وغیرہ کا بنانا' شہتیر اور لکڑی وغیرہ کا کام غایت ہے اور کمال مکان کی طرف وسیلہ ہے کہ پورا مکان ہے ــــــ غایت مکان ہے اور مکان ہی کی وجہ سے آلات اور اعمال پائے جاتے ہیں۔

اس کے بعد امام غزالی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد ــــــ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آدم علیہ السلام کی خلقت ہونے سے پہلے بھی نبی تھے ــــــ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس لیے ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور جب تک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات کمال کو پہنچیں' آپ رفتہ رفتہ کدورت سے پاک کیے جائیں' جیسے کہ آپ قلب مبارک سے حلقہ نکالا گیا اور آپ کا سینہ چاک (شق صدر) کیا گیا۔

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حقیقت تب تک سمجھ میں نہ آئے گی جب تک کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ مکان کے لیے دو وجود ہیں:

☆ ایک وجود مہندس کے ذہن اور دماغ میں ہے اور

☆ دوسرا وجود مکان کا وہ ہے کہ مہندس ذہن سے آنکھوں کے ذریعے مکان کی صورت دیکھتا ہے

یعنی وجود ذہنی۔۔۔ وجود خارجی عینی کا سبب ہے۔۔۔ لہٰذا وجود ذہنی (یعنی خاکہ) لامحالہ وجود خارجی سے پہلے ہے۔

جیسے یہ دونوں وجود ہیں' ویسے ہی اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کا تصرف خلق میں ہے۔

جس وقت اس امر کا ارادہ کیا جائے کے ہم اسے اللہ تعالیٰ کے حق میں پہچانیں۔[۲۱] تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کی ایجاد سے پہلے اشیاء کی تقدیر لکھتا ہے۔۔۔ اس کے بعد تقدیر کے مطابق وجود عطا کرتا ہے۔

O

امام غزالی علیہ الرحمہ نے جو کچھ کہا ہے وہ شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کے اس قول سے رد کیا گیا ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا ہے۔''

جبکہ ایسا امر ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کنت نبیا سے آپ کی روح مبارک کی طرف اشارہ ہو۔۔۔ یا حقائق میں سے ایک حقیقت کی طرف اشارہ ہو۔ حقائق کی معرفت سے ہماری عقلیں قاصر ہیں۔۔۔ لیکن حقائق کو صرف وہ لوگ جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نور الٰہی سے مدد دی ہے۔۔۔ پھر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حقائق میں سے ہر ایک حقیقت کو جس وقت میں جو شے دینا چاہتا ہے' دیتا ہے۔۔۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت' وقت ابتداء اور تخلیق آدم علیہ السلام کی تکمیل سے پہلے متکون ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وہ وصف اس حقیقت کو اس طور سے عطا فرمایا ہے کہ اس حقیقت کی تخلیق نبوت قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت پر اس وقت اس وصف کا اضافہ فرمایا ہو۔۔۔ پس آپ کی حقیقت آدم علیہ السلام کی تخلیق (خلقت) سے پہلے ہے اور نبوت کا حصول پیدا ہونے کے وقت ہے۔۔۔

''لطائف کاشی'' اور ''سبل'' میں ہے کہ وہ صفت جو نبوت ثابتہ (شک و شبہ سے پاک) ہے' وہ تیسرا مرتبہ (دمقام) ہے۔۔۔ جو یہ ہے کہ آپ مرتبہ علم الٰہی سے مرتبہ کتابت سے اس مرتبہ کی طرف منتقل ہوئے جو وجود عینی خارجہ کا مقام و مرتبہ

---

۲۱ وجود ذہنی حق تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ یہاں تشبیہ نہیں ہے بلکہ فقط ارادہ الٰہی کے سابق ہونے پر ایجاد میں۔

Marfat.com

ہے ـــــ ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ اس مطلب نے یہ فائدہ دیا کہ

- آپ کی نبوت اولاً علم میں مقدر تھی۔
- پھر اس کے ساتھ کتابت کا تعلق ہوا۔
- پھر اس کے ساتھ ابراز اور ایجاد کا تعلق فرشوں کے لیے وجود عینی (ظاہری) ہوا۔

اور وہ قضیہ کہ آپ کی حقیقت کا ابراز عام موجودات سے پہلے ہے' یہ ہے کہ (مقامات و) مراتب چار ہیں:

- ایک مرتبہ تعلق علم کا ہے' اس طور پر کہ آپ نبی ہوں گے۔
- پھر آپ کے نور کا پیدا کرنا
- پھر آپ کو ام الکتاب (لوح محفوظ) میں لکھنا
- پھر ملائکہ کے لیے آپ کا ظاہر کیا جانا۔

اس کے ساتھ یہ قول اشارہ کرتا ہے کہ آپ کا انتقال ـــــ مرتبہ علم اور مرتبہ کتابت سے ـــــ مرتبہ وجود عینی (ظاہری) کی طرف ہوا ـــــ چنانچہ

- آپ کی حقیقت یا آپ کی روح شریف نبی ہوگی۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت کی خبر دی تاکہ فرشتے اور ان کے علاوہ جو بھی عالم موجود اس وقت تھے' آپ کی اس کرامت کو جان لیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

آپ کی حقیقت (روح مبارک) اس وقت سے موجود ہے' اگرچہ آپ کا جسم مبارک بعد میں وجود میں آیا جو نبوت کا وصف لیے ہوئے ہے اور آپ کی روح مبارک پر اللہ تعالیٰ نے جو اضافی اور امتیازی اوصاف حمیدہ اتصاف فرمائے' اسی وقت سے حاصل ہیں' انہیں تاخیر نہیں ہوئی ـــــ مگر اعلان نبوت' دعوت دین اسلام اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص آپ ہی کے لیے جو کچھ ہے اور آپ کی روح مبارک کے اس عنایت کے اہل ہونے سے متعلق ہے' وہ فوری طور پر ظہور میں آئے۔ اس کے لیے ذرہ بھر دیر نہیں ہے ـــــ اور اسی طرح آپ کا نبی ہونا اور آپ کو کتاب دی جانی اور نبوت کا حکم دیا جانا ہے۔ یہ سب آپ کی ذات شریف پر متقدم ہے' متاخر نہیں ہے مگر آپ کا اس عالم میں اس وقت تک ہونا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظہور فرمایا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص نے اس طرح سے علم الٰہی کے ساتھ تفسیر کی ہے کہ آپ آئندہ نبی ہوں گے تو وہ شخص اس معنی کی طرف نہیں پہنچا جیسے امام غزالی علیہ الرحمہ وغیرہ ہیں ـــــ اس لیے کہ

- اللہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء پر محیط ہے اور
- ایسے میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصف نبوت اس امر کا سزاوار ہے کہ اس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ

Marfat.com

وصف آپ کے لیے اس وقت امر ثابت تھا۔
اور اگر اس سے صرف علم الٰہی اس طرح سے مراد لیا جائے کہ آقا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مستقبل میں نبی ہوں گے ـــــ تو آپ کو کوئی خصوصیت نہ ہوگی کہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت میں جمیع انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے باخبر تھا اور اس وقت سے پہلے جانتا تھا کہ آقا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آپ کے غیر کے سوا کوئی خصوصیت ضرور ہے ـــــ اس لیے اس کے سبب آپ نے اپنی امت کو آگاہی کے لیے اس خبر سے باخبر فرمایا ہے تاکہ امت کے لوگ آپ کی اس قدر و منزلت کو پہچان لیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

O

شعبی کی روایت ہے کہ کسی نے پوچھا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کب نبی تھے؟ ـــــ (یہ احتمال ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں) ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس وقت مجھ سے میثاق لیا گیا' آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔'' ۲۲

یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس وقت آدم علیہ السلام کی مٹی سے صورت بنائی گئی تھی' اس وقت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم' آدم علیہ السلام سے نکالے گئے اور نبی کیے گئے ـــــ اور آپ سے وعدہ لیا گیا ـــــ پھر آپ آدم علیہ السلام کی پشت کی طرف پھیر دیئے گئے تاآنکہ اپنے ظہور کے اس وقت میں جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا ظہور مقدر کیا ہے' ظہور فرمائیں ـــــ چنانچہ آپ ظہور میں کل انبیاء علیہم السلام سے اول ہیں۔

کیا اس بات پر اعتراض نہ کیا جائے گا کہ یہ جو کہا گیا ہے' اس سے آدم علیہ السلام کا آپ سے پہلے پیدا ہونا لازم آتا ہے۔ ۲۳ اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت آپ نبی کیے گئے اور آپ سے وعدہ لیا گیا' اس وقت آدم علیہ السلام کا بدن بے روح تھا اور اس وقت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زندہ تھے ـــــ جس وقت نکالے گئے اور نبی کیے گئے اور آپ سے وعدہ لیا گیا۔ چنانچہ ـــــ

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خلقت میں اول الانبیاء ہیں ـــــ اور بعثت میں خاتم الانبیاء ہیں۔''

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے کے بعد ان سے ان کی اولاد نکالی گئی' جیسا کہ اس بات پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ۲۴ اور اس جگہ یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم' آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے

---

۲۲ اس حدیث کو ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جابر جعفی کی روایت سے ان احادیث میں روایت کیا ہے جن کو ابن رجب نے ذکر کیا ہے ـــــ یہ مرسل حدیث شعبی کی ضعیف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سابق سے اس کو قوت ہے۔

۲۳ اس لیے کہ آپ آدم علیہ السلام کی طینت سے نکالے گئے ہیں ـــــ یہ اس حدیث کے منافی ہے۔ كنت اول الانبياء خلقاء ـــــ یعنی ''میں پیدا ہونے میں کل انبیاء علیہم السلام سے اوّل ہوں۔''

۲۴ اور کچھ احادیث ایسی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ آدم علیہ السلام میں روح پھونکنے سے پہلے نکالے گئے۔ یہ سلمان وغیرہ سے روایت ہے۔

Marfat.com

سے پہلے نکالے گئے ہیں اور نبی کیے گئے اور آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے سے پہلے آپ سے وعدہ لیا گیا۲۵ــــــ بعض علماء نے اس اعتراض کا جواب یوں دیا ہے کہ:

''آدم علیہ السلام میں روح ڈالنے سے پہلے حضرت آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی پشت سے نکالنے کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں کہ نوع انسانی کے مخلوق ہونے سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی مقصود ہیں۔ یعنی اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو نوع انسانی پیدا نہ ہوتی ــــــ آپ عین نوع انسانی ہیں ــــــ اور نوع انسانی کا خلاصہ ہیں ــــــ اور نوع انسانی کی لڑی کا آپ وہ گراں قیمت موتی ہیں جو واسطہ العقد ہے۔''

جو احادیث پہلے بیان ہوئیں، وہ اس ضمن میں خاص ہیں کہ آپ کو خلقت میں خصوصیت ہے ــــــ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر جاننے والا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سب نبیوں اور ان کی امتوں کے لیے:

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے آیت اذا اخذ اللہ میثاق النبین کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ اسلام کے زمانہ سے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا ــــــ اور وہ انبیاء کرام جو آدم علیہ السلام کے زمانہ تک آئے ہیں، کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نبی سے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں عہد لیا:

''اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کیے جائیں ــــــ اور وہ نبی زندہ ہو تو اسے چاہیے کہ

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔
- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرے۔
- اور وہ نبی ان کل امور کے ساتھ اپنی قوم سے عہد لے۔۲۶

جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ اس کو یہ امر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھے ــــــ آپ کے نور نے ان انبیاء علیہم السلام کو اس درجہ ڈھانپ لیا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں یوں گویا کیا:

''اے ہمارے رب! یہ کون ہے جس کے نور نے ہم کو ڈھانپ لیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے ــــــ اگر تم اس پر ایمان لاتے ہو تو میں تم کو نبی کر دیتا ہوں۔''

کل انبیاء علیہم السلام نے کہا:

''ہم آپ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام سے پوچھا:

---

۲۵ کیا یہ امر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خصوصیت ہے یا اس خلاف پر مبنی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔

۲۶ اسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے ــــــ عماد ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

''کیا میں تم پر گواہی دوں؟''

انہوں نے کہا ___ ''بے شک!''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اذااخذ اللہ میثاق النبیین لما تتتکم من کتاب وحکمۃ تم جائکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ والتنصرنہ ___ وانا معکم من الشاھدین ۲۷

شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس آیت شریفہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بلند ذکر اور آپ کی قدر عالی کی جو تعظیم ہے، وہ ڈھکی چھپی نہیں ہے ___ اور آپ کی اس تعظیم اور مرتبہ کے ساتھ یہ امر ہے کہ اگر آپ کا انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لانا قرار دیا جائے تو اس تقدیر پر یہ ہے کہ

''آپ کل انبیاء علیہم السلام کی طرف مرسل ہیں''

چنانچہ آپ کی نبوت اور رسالت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک جمیع خلق کے لیے عام ہوگی ___ اور کل انبیاء علیہم السلام اور ان کی کل امتیں انبیاء علیہم السلام کی بقاء اور نبوت کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت میں آپ کی امت سے ہوں گی۔ آپ کا یہ فرمان عالی **وبعث الی الناس کافۃ** آپ کی قوم اور ان کے سوا جو قومیں عرب وعجم اور اسود واحمر ہیں، سب کو شامل ہوگا ___ امام مسلم کی روایت میں ہے **بعثت الی الخلق کافۃ** ___ اس پر اجماع ہے کہ آپکا یہ فرمان جنون اور فرشتوں کے لیے ہے۔ ۲۸ ___ اس فرمان کے ساتھ وہ آدمی جو پیدا ہونے والے ہیں، آپ کے زمانہ سے قیامت تک مختص نہ ہوں گے بلکہ آپ کا فرمان ان آدمیوں کے لیے بھی ہے جو ان آدمیوں سے پہلے تھے۔ ۲۹ جس وقت یہ پہچان لیا گیا تو یہ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی الانبیاء ہیں ___ یعنی ایسی حالت میں کہ انبیاء علیہم السلام کی بقاء نبوت پر ہے۔ آپ ان کی طرف مرسل ہیں ___ اس لیے کہ آپ انبیاء علیہم السلام کے نبی ہیں۔ ظاہر یہ ہوا کہ

☆ جمیع انبیاء علیہم السلام آخرت میں آپ کے لوا کے نیچے ہوں گے۔

☆ اور دنیا میں بھی ایسا ظاہر ہوا ہے کہ شب معراج میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے ___ اور آپ ان کے امام ہوئے ہیں۔

اگر آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے زمانہ میں آپ کے تشریف لانے کا اتفاق ہوتا تو ان انبیاء علیہم السلام اور ان کی کل امتوں کو آپ پر ایمان لانا اور آپ کی نصرت واجب ہوتی۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا۔

---

۲۷ یعنی آپ کے نور پر کمالات اور نبوت کی افاضت کی اور آپ کی خلقت کو اللہ تعالیٰ نے اکمل کیا۔

۲۸ یہ دونوں ارشادات میں سے ایک فرمان ہے۔ اس فرمان کو ابن حزم، مازری اور امام سبکی علیہ الرحمہ نے ترجیح دی ہے۔

۲۹ یہ جو مذکور ہوا ہے کہ آپ نبی تھے اور آپ کی اتباع کے لیے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا گیا ہے اور روحیں جسموں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں ___ اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا معنی ظاہر ہے۔ **کنت نبیاء و آدم بین الروح والجسد**

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل طینت:

عارف ربانی عبداللہ ابن ابی حمزہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''بہجۃ النفوس'' اور ان سے پہلے ابن سبع نے اپنی کتاب ''شفا الصدور'' میں کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارادہ کیا' حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ''وہ مٹی لائیں جو زمین کا قلب' اس کا حسن اور اس کا نور ہے۔'' ——— چنانچہ جبرئیل علیہ السلام جنت کے فرشتوں اور رفیع اعلیٰ (ساتویں آسمان کے گروہ) زمین پر اترے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور کی جگہ سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ایک مٹھی مٹی لی ——— وہ مٹی روشن روشن اور منور تھی ——— وہ مٹی جنت کی نہروں میں سے تسنیم کے پاک و صاف پانی سے گوندھی گئی' یہاں تک کہ مٹی روشن موتی کی طرح ہوگئی ——— اس کی عظیم شعاعیں تھیں۔ پھر فرشتوں نے اس کو عرش و کرسی' زمین و آسمانوں' پہاڑوں اور دریاؤں کے اطراف طواف کرایا ——— اس سے پہلے کہ آدم علیہ السلام کو پہچانیں' ملائکہ اور جمیع خلق نے ہمارے سید حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے فضل کو پہچان لیا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو جب اپنے اس ارشاد طوعاً وکرہاً سے خطاب فرمایا تو آسمان اور زمین نے جواب دیا۔

اتینا طایعین یعنی ہم دونوں اور ہمارے درمیان جو مخلوق ہے' ان کے ساتھ ہم ایسے حال میں حاضر ہیں کہ تیرے حکم کے مطیع رہیں۔

زمین سے کعبہ شریف کی جگہ نے ——— اور آسمان سے اس جگہ نے جو کعبہ کے محاذی ہے' جواب دیا ——— حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل طینت اس ناف زمین سے ہے جو مکہ میں ہے ——— بعض علماء نے کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد اس امر سے آگاہی دیتا ہے کہ زمین سے جگہ نے جواب نہیں دیا بلکہ درۂ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اور کعبہ کی جگہ سے دراز کشیدہ زمین نے۔

لہٰذا تکوین میں اصل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہو گئے اور کل کائنات آپ کے تابع ہوگئی ——— اسی لیے کہا گیا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القریٰ ہے ——— اور آپ کا درہ ام الخلیقہ یعنی اصل خلقت ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہر شخص کی مٹی اس کے مدفن کی جگہ سے ہوتی ہے' اس کا تقاضا یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مدفن مکہ میں ہوتا۔ اس کی وجہ سے کہ آپ کی مٹی مکہ معظمہ سے تھی ——— صاحب ''عوارف المعارف'' علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ:

''اس پانی نے جس پر عرش تھا' جس وقت موجیں ماریں اور اطراف میں اپنا کف پھینکا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جوہر یعنی آپ کی طینت اس جانب میں کہ آپ کی تربت شریف مدینہ منورہ میں ہے' واقع ہوئی۔

پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکی ہیں کہ آپ کی طینت مکہ سے ہے اور آپ مدنی ہیں کہ آپ کی تربت مدینہ

Marfat.com

میں ہے ___ آپ کا شوق مکہ کی طرف تھا اور حال یہ تھا کہ آپ کی تربت مدینہ میں تھی۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک آسمان اور زمین والوں کے لیے:

ابن طغر بیگ کے مولد شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو الہام کیا ___ انہوں نے پوچھا:

"اے میرے رب! تو نے میری کنیت کس لیے **ابو محمد** رکھی ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے آدم! تم اپنا سر اٹھاؤ۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا سراوق عرش میں دیکھا ___ آدم علیہ السلام نے پوچھا:

"اے رب! یہ کیا نور ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یہ اس نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد سے ہے ___ اس کا نام آسمان میں **احمد** مشہور ہے اور اہل زمین کے لیے **محمد** ہے ___ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔"

اس روایت کی شہادت وہ حدیث پاک ہے جسے حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا ہوا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

"اگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔"

شاعر نے کہا ہے۔

وکان لذی الفردوس فی زمن الصبا   واثواب شمل الانس محکمة السدی[30]

آدم علیہ السلام اپنے اول امر میں روح کے جسم سے ملنے کے بعد فردوس کے نزدیک تھے اور انس (محبت) کی جمعیت کے کپڑے تانا میں مضبوط تھے ___ یعنی نافرمانی سے پہلے مقام خوشنودی الٰہی میں فردوس میں تھے اور جمعیت انس کے اثواب کا تانا محکم تھا۔

یشاهد فی عدنا ضیاءً مشعشعا   یزید علی الانوار فی الضوء والهدیٰ[31]

آدم علیہ السلام ایسے حال میں کہ جنت عدن میں تھے، منتشر ضیا یعنی قوی نور کا مشاہدہ کرتے تھے ___ وہ ضیا اور انوار

---

۳۰ اثواب، ثواب کی جمع ہے یعنی کپڑا ___ سدی، کپڑے کا تانا جو بانے کے مقابل ہے ___ کپڑے کی اصل تانا ہے جس کی مضبوطی سے کپڑا مضبوط ہوتا ہے ___ اثواب اور انس کے اکٹھا ہونے اور اس کے تانے کے محکم ہونے سے مراد قرب الٰہی ہے ___ صبا لڑکپن کے معنی میں ہے۔ اس کی جگہ لفظ رضا بھی آیا ہے۔

۳۱ جنت عدن اور جنت فردوس، بہشت کے نام ہیں ___ مشعشع یعنی منتشر جیسا کہ شامی میں ہے۔

Marfat.com

متعارفہ سے زیادہ روشن اور ہدایت میں زائد النور تھی۔

فقال الٰھی ما الضیاء الذی اری جنود السماء تعشو الیہ ترددا ۳۲

آدم علیہ السلام نے پوچھا، اے میرے مولیٰ! یہ کیسی روشنی ہے؟ جسے میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کے رہنے والوں کے لشکر روشنی کی طلب میں ایسے حال میں قصد کرتے ہیں کہ وہ بار بار اس کی طرف دوڑتے ہیں۔

فقال نبی خیر من وطئی الثریٰ وافضل من فی الخیر راح اواغتدا ۳۳

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جواب دیا کہ وہ روشنی وہ نبی ہے جو ان لوگوں کا خیر ہے کہ زمین پر چلتے ہیں ــــ اور ان لوگوں کے لیے فضل ہے جو صبح وشام خیر کا راستہ طے کرتے ہیں۔

تخیرتہ من قبل خلقك سیدا وابسة قبل النبیین سوددا

اے آدم! تمہارے پیدا کرنے سے پہلے میں نے حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو سردار کیا ہے ــــ اور سب نبیوں سے پہلے میں نے ان کو شرف کا لباس پہنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بہ اغراض نہیں ہیں:

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلّل باغراض نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کیونکر علت ہوگی؟ ــــ

اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ یہ بات دلائل سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض افعال کی تعلیل ان حکمتوں اور مصلحتوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ حکمتیں اور مصلحتیں اللہ تعالیٰ کے افعال کی غایات اور منافع (ثمرات) ہیں ــــ نہ وہ اسباب ہیں کہ فعل پر بھڑکانے والے ہوں اور نہ ہی اس کی فاعلیت کے لیے علت مقتضیہ ہیں۔ ۳۴ ــــ یہ امر اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے کہ اس سے ذات کی تکمیل کی محتاجی اپنے غیر سے لازم آتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ غیر کا محتاج نہیں ہے ــــ اس امر پر نصوص شاہد ہیں کہ بعض افعال الٰہی کی تعلیل حکمتوں اور مصلحتوں کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہے۔ یعنی میں نے مخلوق (جن وانسان) کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

لہٰذا بعض افعال کی تعلیل حکمتوں اور مصلحتوں کے ساتھ لفظی تعلیل مراد ہے نہ کہ معنوی تعلیل ــــ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ منافع سے بے نیاز ہے ــــ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل کسی ایسے فائدے کے لیے نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ یا غیر کی طرف راجع ہو ــــ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ غیر واسطہ عمل کے کسی کو فائدہ پہنچائے۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

---

۳۲ تعشو بمعنی قصد کرنا، ارادہ کے ہیں ــــ متردد دوڑنے والا۔

۳۳ ثریٰ، نمناک خاک، خلاف تراب ــــ یہاں پر ثریٰ بمعنی مطلق زمین ہے۔

۳۴ یعنی فاعلیت کے لیے اس طور سے علت مستلزمہ نہیں ہیں کہ ان کے وجود سے اللہ تعالیٰ کا فاعل ہونا لازم ہو۔

Marfat.com

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' جملہ اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شے پیدا کی ہے' مجھے اس کی خبر دیجئے۔''

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے جابر! تحقیق اللہ تعالیٰ جملہ اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تمہارے نبی کا نور پیدا کیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے جس جگہ چاہا اس کی قدرت سے وہ نور دور کرنے لگا ـــــ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم' نہ جنت تھی نہ دوزخ' نہ کوئی فرشتہ تھا نہ کوئی آسمان اور نہ ہی کوئی زمین' نہ کوئی سورج تھا' نہ چاند۔ نہ ہی کوئی جن تھا اور نہ کوئی انسان۔''

تخلیق کائنات کے دیگر مراحل:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارادہ کیا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار اجزاء پر تقسیم کیا:

- اس نور کے اوّل جز سے قلم پیدا کیا۔
- اس کے دوسرے جز سے لوح پیدا کی۔
- اس کے تیسرے جز سے عرش پیدا کیا
- پھر چوتھے جز کو چار اجزا پر تقسیم کیا:
- اول جز سے حاملان عرش پیدا کیے (کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں)
- دوسرے جز سے کرسی پیدا کی (جو عرش سے غیر ہے)
- تیسرے جز سے کل ملائکہ پیدا کیے
- پھر چوتھے جز کو چار اجزا پر تقسیم کیا:
- پہلے جز سے سات آسمان پیدا کیے۔
- دوسرے جز سے سات زمینیں پیدا کیں (زمینوں کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے)
- تیسرے جز سے جنت اور دوزخ پیدا کی۔
- پھر چوتھے جز کو چار اجزاء پر تقسیم کیا:
- اول جز سے مومنوں کے ابصار کے نور کو پیدا کیا۔
- دوسرے جز سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا کیا کہ وہ نور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔
- تیسرے جز سے مومنوں کے انس کے نور کو پیدا کیا کہ وہ توحید ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یعنی اس نور میں اضافہ نہیں فرمایا بلکہ اسی نور کو تقسیم کیا جو ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔

علماء نے سائل کے اس سوال کے جواب میں اختلاف کیا ہے:

Marfat.com

''کیا نور محمدی کے بعد قلم مخلوقات سے اوّل ہے؟''۔۔۔۔

اس کا جواب حافظ ابویعلی ہمدانی نے یہ دیا ہے کہ:

''جمہور کا واضح مذہب یہ ہے کہ قلم سے پہلے عرش پیدا کیا گیا ہے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔''

یہ حدیث صریح اس باب میں ہے کہ عرش کے پیدا ہونے کے بعد مخلوق کی تقدیر لکھی گئی۔۔۔۔ اور عبادہ بن الصامت کی حدیث جو مرفوع ہے' اس سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ القلم یعنی قلم کے اول پیدا ہونے کے وقت مخلوق کی تقدیر لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے قلم سے فرمایا ''تو لکھ!''۔۔۔۔ قلم نے عرض کیا:

''اے میرے رب! میں کیا لکھوں؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کل اشیاء کی تقدیر لکھ'' [۳۵]

اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے۔۔۔۔ ابو رزین العقیلی کی مرفوع حدیث سے احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان الماء خلق قبل العرش ''یعنی پانی عرش سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔''

اور سدی نے متعدد اسناد سے روایت کی ہے کہ ان اللہ لم یخلق شیئا مما خلق قبل الماء تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا کی ہیں' ان میں کسی شے کو پانی سے پہلے پیدا نہیں کیا۔۔۔۔ حضرت جابر اور ابو رزین کی دونوں حدیثوں کو جمع کیا جائے تو بات یوں بنتی ہے کہ:

''قلم کی اولیت ان مخلوقات کی نسبت ہے جو نور محمدی' عرش اور پانی کے سوا ہیں۔''

ان چیزوں میں جو اولیت ہے' وہ اس اضافت کی وجہ سے ہے جو ان کی جنس کی طرف ہے جیسے:

☆ اول وہ شے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے' میرا نور ہے۔

☆ ایسے ہی باقی اشیاء میں کہا جائے کہ اول وہ شے پیدا کی گئی ہے کہ لکھتی ہے' وہ قلم ہے جس نے مخلوق کی تقدیریں لکھیں۔

☆ اور اول وہ شے پیدا کی گئی جس پر عرش ہونا صادق آتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ [۳۶]

---

۳۵ عبدالرزاق کی حدیث میں چوتھا آخری جز بیان سے رہ گیا ہے۔ اس لیے عبدالرزاق کی تصنیف کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔۔۔۔ اس حدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اختلاف ہے۔

۳۶ عرش بہت سے معنوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے۔

Marfat.com

بیضاوی نے اولیت کو اجرام سماوی کی اولیت کے ساتھ مقید کیا ہے نہ مطلق کہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد رب العرش العظیم کے معنی میں کہا ہے۔

''عرش وہ ہے کہ وہ اول اجرام ہے۔۔۔۔ اور کل اجرام سے اعظم ہے۔۔۔۔ اور کل اجرام پر محیط ہے۔'' ۳۷

حضرت آدم علیہ السلام کی آسمانوں کی سیر:

''احکام ابن قطان'' میں علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ابن مرزوق کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے میں اپنے رب کے سامنے ایک نور تھا۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس نور کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا۔۔۔۔ اپنی شدت سے وہ نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ ان کے تمام نور پر جو جسم میں تھا یا باقی انوار پر جو انبیاء علیہم السلام کے نور تھے، وہ نور ان سب پر غالب تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مملکت کے تخت پر آدم علیہ السلام کو رفعت دی، اس تخت کو اپنے ملائکہ کے کندھوں پر اٹھوایا اور ملائکہ کو حکم فرمایا۔ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو آسمانوں کی سیر کرائی تا کہ اللہ تعالیٰ کے عجائبات ملکوت کو دیکھیں۔ ۳۸۔۔۔۔ کعب الاحبار سے کسی نے پوچھا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو کتنی بار اکرام سے آسمانوں کی سیر کرائی؟۔۔۔۔ کعب نے کہا: ''تین بار۔''

- پہلی بار ''سریر کرم'' پر بٹھا کر سیر کرائی۔
- دوسری بار ملائکہ کے کندھوں پر۔
- تیسری بار میموں گھوڑے پر سوار کرا کے سیر کرائی گئی۔

میموں گھوڑا مشک اذفر سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بازوؤں کے پر موتی اور مرجان سے ہیں۔۔۔۔ آدم علیہ السلام کی سواری کے وقت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ میکائیل علیہ السلام، آدم علیہ السلام کے دائیں طرف اور اسرافیل علیہ السلام بائیں طرف تھے۔۔۔۔ آسمانوں کی سیر کے دوران آدم علیہ السلام اپنے دائیں اور بائیں طرف ملائکہ سے سلام علیک کرتے تھے، آدم علیہ السلام کہتے تھے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

فرشتے اسی طور سے سلام کا جواب دیتے تھے۔۔۔۔ آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ تحیہ (سلام) تمہارا اور تمہاری اولاد کا

---

۳۷ حکیم ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی خلقت کو کامل کیا تو ان کو جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہ السلام کے کندھوں پر اس تخت کو اٹھوایا جو سونے کا تھا یا یاقوت احمر کا تھا۔۔۔۔ اس تخت کے نو ستون تھے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو میرے آسمانوں کی سیر کراؤ تا کہ آدم آسمانوں کے عجائبات دیکھیں۔۔۔۔ پھر ان فرشتوں کو حکم ہوا کہ وہ اپنے منہ عرش کی طرف پھیر کر اس کے سامنے سجدہ کریں۔ فرشتوں نے ایسا ہی کیا۔۔۔۔ اسی لیے آدم علیہ السلام کی اولاد کا جنازہ چار آدمی اٹھاتے ہیں۔۔۔۔ فرشتوں میں اس تخت کا نام ''سریر مملکت'' تھا۔

۳۸ یعنی اللہ تعالیٰ کے ملک عظیم کو دیکھیں۔۔۔۔ ملکوت میں تا مبالغہ کے لیے ہے۔

Marfat.com

قیامت کے دن تک ہے۔[۳۹]

آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمیع مخلوقات کے نام سکھائے[۴۰] ـــــ پھر جمیع ملائکہ کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لیے حکم فرمایا ـــــ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس لعین نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی رحمت سے اور اپنی جنت سے دور کردیا اور دونوں جہاں میں اسے خوار و رسوا کیا ـــــ

آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ، تعظیمی سجدہ تھا اور تحیہ کے طور پر۔ جیسے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا تھا۔ وہ سجدہ، سجدۂ عبادت نہیں تھا، اس لیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی مسجودلہٗ ہے ـــــ اور آدم علیہ السلام قبلہ کی مانند ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سجدہ کیا، پھر میکائیل علیہ السلام نے پھر اسرافیل علیہ السلام نے اور پھر عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کیا۔ ان کے بعد ملائکہ مقربین نے سجدہ کیا ـــــ جبکہ ابوالحسن نقاش نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا ـــــ پہلے سجدہ کرنے پر انہیں لوح محفوظ کی تولیت سے جزا دی گئی۔[۴۱] ـــــ اسرافیل علیہ السلام کی اس اولیت پر ان کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ ان کی پیشانی پر کل قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔

یہ حدیث پہلی حدیث سے معارض ہے ـــــ مصنف کے شیخ نے ان دونوں حدیثوں کو اس طرح جمع کیا ہے:

''جس نے بالفعل اول سجدہ کیا وہ اسرافیل ہیں ـــــ اور جس نے امتثال کے لیے اول سجدہ کیا، وہ جبرئیل علیہ السلام ہیں۔[۴۲]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''سجدہ جمعہ کے دن وقت زوال سے عصر تک تھا۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کا ظہور:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو ان کی ایک بائیں پسلی سے پیدا کیا جبکہ

---

۳۹ حضرت جعفر ابن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ روح آدم علیہ السلام کے سر پر ایک سو برس ٹھہری رہی ـــــ اور ایک سو برس ان کے سینہ میں ٹھہری رہی، پھر ایک سو برس تک ان کی دونوں پنڈلیوں اور قدموں میں ٹھہری رہی۔

۴۰ الہام سے سکھائے یا علم ضروری سے سکھائے یا فرشتے کی زبان سے سکھائے ـــــ قرطبی نے کہا ہے کہ وہ فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

۴۱ یعنی ان کو لوح محفوظ پر اطلاع دی گئی اور ان کو لوح محفوظ میں متصرف کیا گیا ـــــ لوح محفوظ میں جو شے ہے، اسرائیل علیہ السلام اسے ملائکہ کی طرف نقل کرتے ہیں۔

۴۲ مصنف کے شیخ نے کہا ہے کہ شاید وقفہ واحدۃ کی سجدہ نہ کرنے میں یہ حکمت ہو ـــــ اول سجدہ کرنے والے نے اشارہ سے سمجھا کہ وہ سجدہ کے لیے مخاطب ہے ـــــ سب سے اول اور جمع میں وقفہ ہے۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام سو رہے تھے ــــ ''حوا'' نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ زندہ سے پیدا کی گئی تھیں ــــ حضرت آدم علیہ السلام جب بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حوا کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ دل میں ان کے لیے کشش محسوس ہوئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے الہام سے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔[۴۳] ــــ فرشتوں نے کہا کہ ''اے آدم! ٹھہر جاؤ' ہاتھ نہ بڑھاؤ'' ــــ

آدم علیہ السلام نے کہا:

''میں کس لیے اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے حوا کو میرے لیے پیدا کیا ہے۔''[۴۴]

فرشتوں نے کہا:

''حوا کا مہر ادا کرو'' ــــ آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا:

''ان کا مہر کیا ہے؟''

ملائکہ نے کہا:

''حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تین بار درود شریف پڑھو' یہی مہر ہے۔''[۴۵]

ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''صلوٰۃ الاحزان'' میں روایت کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کی قربت کا ارادہ کیا تو حضرت حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے مہر طلب کیا۔[۴۶] ــــ آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اے میرے رب! میں حوا کو کیا چیز مہر دوں؟''

اللہ تعالیٰ نے وحی سے فرمایا:

''میرے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ پر بیس بار درود شریف پڑھو۔''

آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بیس بار درود شریف بھیجا ــــ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا علیہما السلام دونوں کو نعیم جنت مباح کی اور دونوں کو گندم کے درخت سے ممانعت فرمائی۔

جنت کے جس پھل کے کھانے سے منع فرمایا گیا' اس کے بارے میں تین مختلف روایات ملتی ہیں:

☆ وہب نے کہا ہے کہ گندم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کا دنیا میں رزق کیا ہے ــــ گندم کا ہر ایک دانہ گائے کے گردہ کی مثل تھا ــــ شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ نرم تھا۔[۴۷]

☆ اور یہ کہا گیا کہ انگور کے درخت سے ممانعت کی تھی۔[۴۸]

---

۴۳ قربت کے ارادہ سے یا بغیر قربت' لذت وفرحت پانے کے لیے۔

۴۴ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو جو یہ جواب دیا' یہ جواب علم ضروری سے تھا ــــ یا الہام سے تھا ــــ یا حضرت حوا علیہا السلام نے خبر دی کہ میں تمہارے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

۴۵ ظاہر میں یہ ہے کہ ملائکہ کو اس کا علم وحی کے ذریعے ہوا تھا۔

۴۶ حوا علیہا السلام نے یہ ملائکہ سے سنا تھا ــــ یا وحی کے ذریعہ ــــ یا الہام سے معلوم ہوا تھا۔

۴۷ یہ ابن عباس' حسن' عطیہ' قتادہ' قرطبی' محارب اور مقاتل کے قول میں ہے۔

۴۸ یہ ابن مسعود' ابن جبیر' سدی اور جعدہ بن ہبیرہ کا قول ہے ــــ ان کا کہنا ہے کہ خمر (شراب) آدم علیہ السلام کی اولاد پر حرام کی گئی ہے۔

Marfat.com

☆ اور یہ کہ تین کے درخت سے ممانعت کی تھی۔ ۴۹ے

شیطان لعین کا حسد وحیلہ ـــــ اور آدم وحوا کی جنت بدری:

ان دونوں سے ابلیس لعین نے حسد کیا ـــــ جس نے سب سے پہلے حسد اور تکبر کیا ہے وہ ابلیس لعین ہے ـــــ ابلیس جنت کے دروازہ کے پاس آیا۔ اس نے یہاں تک حیلہ کیا کہ وہ جنت کے دروازہ میں داخل ہو گیا۔ ۵۰ے ـــــ جنت میں داخل ہونے کے بعد آدم وحوا علیہا السلام کے پاس آیا اور کھڑا ہو گیا اور اس طور سے ان کے سامنے نوحہ کیا کہ اپنے نوحہ سے دونوں کو غمگین کر دیا ـــــ ابلیس پہلی ذات ہے جس نے نوحہ کیا ـــــ آدم اور حوا علیہا السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟

ابلیس لعین نے کہا:

''میں تم پر روتا ہوں کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور نعیم جنت کھو دو گے ـــــ میں تم کو ایک درخت کے بارے میں بتلاتا ہوں۔ تم دونوں اس درخت سے کھالو۔'' ۵۱

اور ابلیس لعین نے دونوں سے حلف لیا کہ میں تمہارا ناصح ہوں ـــــ ابلیس لعین وہ پہلی ذات ہے جس نے جھوٹا حلف کیا ہے اور بات میں آلودگی اور خیانت کی ہے۔ ۵۲ے ـــــ اور آدم وحوا علیہا السلام سے اللہ کی قسم کھائی اور کہنے لگا:

''تم دونوں میں سے جو کوئی گندم کا دانہ کھانے کے لیے پہل کرے گا' اس کو اپنے صاحب پر غلبہ ہوگا۔''

ابلیس لعین کے کہنے پر حضرت حوا نے اس درخت کا ایک دانہ کھا لیا ـــــ پھر حوا نے آدم علیہ السلام کے لیے بات بنائی اور ترغیب دی۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام نے گندم کا دانہ کھا لیا ـــــ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام نے یہ گمان کیا کہ کوئی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھائے (گویا ابلیس لعین نے جھوٹا حلف نہیں کیا ہے) ـــــ دانہ کھانے پر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

''اے آدم! میں نے جنت میں جو چیزیں مباح کی تھیں' کیا اس میں اس درخت سے سعت اور فسحت نہیں تھیں؟'' ۵۳ے

آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اے رب! تیری عزت کی قسم! بے شک جنت میں ہر شے فراخ وکثیر تھی لیکن میں نے یہ گمان کیا کہ کوئی تیری جھوٹی قسم نہ کھائے گا ـــــ (اور اسی بات نے مجھے پھل کھانے کی ترغیب دی)''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

۴۹ یہ قتادہ اور ابن جریج کے نزدیک ہے۔

۵۰ ابلیس لعین کو جنت میں طاؤس اور سانپ نے داخل کرایا۔

۵۱ اور ایسے ملک کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ وہ ملک ہمیشہ ایک حالت پر رہے گا' پرانا نہ ہوگا۔

۵۲ اور غرض سے خالص نصیحت نہیں کی۔

۵۳ یعنی جنت میں انواع واقسام کی نعمتیں کثرت سے تھیں۔

Marfat.com

"مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں تجھے زمین پر اتاروں گا اور تو محنت و تکلیف کے بغیر معیشت نہ پائے گا۔"

چنانچہ آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اتار دیئے گئے۔

آدم وحوا کو کس مقام پر اتارا گیا:

اس بارے میں مختلف روایات ہیں:

- آدم علیہ السلام سراندیپ میں اور حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں۔
- عرفہ میں
- مزدلفہ میں

ابلیس لعین اور سانپ کہاں پھینکے گئے:

اس سلسلہ میں بھی روایات مختلف ہیں:

- بصرہ کے قریب ابلہ میں اتار دیا گیا
- جدہ میں اتارا گیا

اور سانپ

- بسیان میں
- سجستان میں
- اصفہان میں

بعض نے اس کے سوا بھی کہا ہے۔

آدم علیہ السلام جنت میں کتنا عرصہ رہے؟

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آخرت کے نصف دن کے برابر ٹھہرے ـــــ کلبی کے مطابق یہ پچاس ہزار سال ہیں۔
- ضحاک نے کہا کہ آدم جنت میں وقت ضحا داخل ہوئے اور دو نمازوں کے درمیان نکلے۔
- حضرت حسن بسری علیہ الرحمہ نے کہا دو دن ایک گھڑی ٹھہرے ـــــ دنیا کے حساب میں یہ ایک سوتیں سال ہوتے ہیں۔
- وہب اور ابن جریر کے مطابق دنیا کے حساب سے تینتالیس (۴۳) سال جنت میں ٹھہرے۔
- یہ بھی کہا گیا کہ دنیا کے دنوں سے بعض دن ٹھہرے۔

ممنوعہ پھل کھانے کی ترغیب دینے پر حضرت حوا کو سزا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت فرمایا:

"تو نے جو یہ فعل کیا' اس کے لیے کس شے نے تجھے مائل کیا۔"

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی:

''اس کے لیے حوا نے ترغیب دی تھی' اس لیے میں نے دانا کھا لیا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میں حوا کو یہ سزا دوں گا کہ وہ مشقت سے حاملہ ہوگی اور ہر ماہ دوبارہ خون آلود کروں گا۔''۵۴؎

آدم علیہ السلام کی گریہ زاری:

اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

- وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتار دیئے گئے' وہ تین سو برس تک رویا کرتے اور ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔
- مسعودی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا' وہ جنت اور اہل جنت کے فراق سے روئے۔۵۵؎ اگرچہ جنت سے خروج سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی گئی تھی۔

اگر اہل زمین کے آنسو جمع کیے جائیں اور آدم علیہ السلام کے آنسو جمع کیے جائیں تو آدم علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے کثیر ہوں گے۔

- مجاہد نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام ایک سو برس تک روتے رہے اور اپنے رب سے شرم کے باعث آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتے تھے۔

آدم و حوا کے آنسوؤں کے ثمرات:

مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے تروتازہ عود' زنجبیل اور صندل اگایا۔۔۔۔۔ اور انواع و اقسام کی خوشبوئیں پیدا کیں۔

حضرت حوا علیہا السلام یہاں تک روئیں کہ ان کے آنسوؤں سے قرنفل اور گرم مصالحہ کے اجزا اُگ آئے۔

اس بھول سے عبرت پکڑو:

اے اولادِ آدم! غور کرو کہ تمہارے باپ ایک ادنیٰ فعل پر تین سو سال تک روتے رہے۔۔۔۔۔ ان کا وہ فعل بھول سے ہوا۔۔۔۔۔ اے بڑے بڑے گناہ کرنے والو! جان بوجھ کر گناہ کرنے پر تمہارا کیا حال ہوگا' تم کیا کرو گے!۔۔۔۔۔ اے اہل ابصار! اپنے باپ کے فعل سے عبرت پکڑو۔۔۔۔۔ آدم علیہ السلام فرشتوں کو جب آسمانوں سے آتے جاتے دیکھتے تو ان کا یہ آنا جانا حضرت آدم کو اپنے وطن کے لیے بہت تڑپاتا۔۵۶؎ اپنے گزرے وقت اور اپنے ہمسایوں (جنت میں فرشتے اور حیوانات) کو یاد

---

۵۴ مراد حیض ہے۔

۵۵ اہل جنت ملائکہ تھے۔۔۔۔۔ اور آدم علیہ السلام گندم کھانے پر روئے۔

۵۶ وطن سے مراد جنت اور اس کے مقامات ہیں کہ بلا تخصیص ان کی نعمتیں ان کو مباح کی گئی تھیں۔

Marfat.com

کرتے تھے ــــ اے گناہگارو! اس خطا سے خود کو بچاؤ کہ جس خطا پر حبیب اپنے محب سے یہ کہے:

هذا فراق بيني وَ بينك

اے عقل سلیم والے! تو یہ دیکھ اور غور کر کہ تیرے باپ آدم علیہ السلام نے ''سریر مملکت'' پر کیونکر جلوس کیا ــــ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ اس لقمہ کی طرف بڑھایا جس سے انہیں منع کر دیا گیا تھا ــــ اور پھر وہ جنت سے نکال دیئے گئے ــــ

اے آدم علیہ السلام کے فرزندو! ــــ گناہوں کے انجام سے ڈرو ــــ اس لیے کہ جس پر گناہ نازل ہوئے' گناہوں نے اسے اس کے مقام سے گرا کر پست مرتبہ کر دیا۔

آدم علیہ السلام کی بھول گناہ صغیرہ تھا:

اگر یہ کہا جائے یا اعتراض کیا جائے کہ یہ ایک بار کا فعل' جس کے سبب آدم علیہ السلام جنت سے اتار دیئے گئے' گناہ کبیرہ تھا یا صغیرہ! ــــ اگر کبیرہ تھا تو انبیاء علیہم السلام پر نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد کبیرہ جائز نہیں ہے ــــ اور اگر یہ فعل صغیرہ تھا تو اس کے سبب جو حکم جاری ہوا' وہ کس لیے جاری ہوا:

- آدم علیہ السلام کا لباس اتار لیا گیا۔
- انہیں جنت سے نکال دیا گیا۔
- اس کے سوا ان کے ساتھ جو دیگر امور ہوئے

صاحب ''کشاف'' زمخشری نے اس کا جواب اس طرح سے دیا ہے کہ یہ گناہ صغیرہ نہیں تھا بلکہ آدم علیہ السلام کے قلبی اعمال کی قسم جو اخلاص' نیک خیالات (افکار صالح) اور اعظم الاعمال ہیں' میں چھپا ہوا تھا۔۵۷ ــــ آدم علیہ السلام پر جو کچھ جاری ہوا' وہ تو صرف اس کوتاہی کے سبب ہونے والے بگاڑ کے اظہار اور اس کے ہونے کا خوف دلانے کے لیے جاری ہوا تا کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لیے خطاؤں اور گناہوں سے بچنے میں اللہ کا لطف و کرم ہو۔

آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے میں حکمت:

آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارنے میں اللہ کریم کا کتنا لطف و حکمت ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کا زمین پر نزول نہ ہوتا تو

- مجاہدین کا جہاد اور عابدین' مجتہدین کا اجتہاد ظاہر نہ ہوتا۔
- گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی ٹھنڈی آہیں آسمان پر صعود نہ کرتیں۔
- گناہگاروں کے آنسوؤں کے قطرے نہ اترتے۔۵۸

---

۵۷ صغیرہ گناہ پر جب طاعات غالب ہوں تو مواخذہ (باز پرس) نہیں کیا جاتا۔

۵۸ جبکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی ــــ وحی اور الہام سے ان پر وہ امر ظاہر فرمایا کہ انہیں اطمینان ہو گیا اور دل سے خوف جاتا رہا۔ ان کو جب دلی طور پر اطمینان ہوا تو یوں فرمایا۔

Marfat.com

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حوصلہ دیا اور فرمایا:

''اے آدم! اگر تم دار قرب سے اتار دیئے گئے ہو تو غمگین نہ ہو ــــــ میں تم سے قریب ہوں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا' میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں ــــــ اگر جنت سے نکال دینے کی وجہ سے تم شکستگی محسوس کر رہے ہو تو جن لوگوں کے دل میری وجہ سے شکستہ ہیں' میں ان کے پاس ہوں ــــــ

اگر آسمان میں تسبیح کہنے والوں کی آوازیں تم سے جدا ہو گئی ہیں تو اس کے بدلے میں نے زمین پر گناہگاروں کو ندامت سے رونا عطا فرمایا ہے ــــــ ہمیں آسمان پر کی جانے والی تسبیح سے گناہگاروں کا رونا زیادہ پسند ہے ــــــ تسبیح کہنے والوں کے شور میں اکثر فخر و غرور کا گمان ہوتا ہے جبکہ گناہگاروں کے پچھتاوے سے رونا انکسار کو حسن بخشتا ہے ــــــ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو دنیا سے لے جاتا۔ ۵۹ ــــــ اور تمہارے بعد ایسی قوم کو لاتا کہ وہ گناہ کرتی' پھر وہ لوگ توبہ و استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ــــــ

پاک ہے وہ رب کریم جو مصیبت میں اپنے بندے کے ساتھ لطف و کرم کرتا ہے اور ان بلاؤں کو اپنی رحمت اور عطا سے بدل دیتا ہے ــــــ اور جس وقت وہ کسی بندے کی یاری چھوڑ دیتا ہے تو پھر بندے کا کثرت سے اجتہاد کرنا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اس کا اجتہاد اس پر وبال ہو جاتا ہے۔

آدم علیہ السلام کی توبہ کیونکر قبول ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی حجت کی تلقین کی اور وہ شے ان پر القا کی جس کے سبب ان کی توبہ قبول کی گئی ــــــ اس حجت سے متعلق روایات ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں:

- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حسن' ابن جبیر' ضحاک اور مجاہد نے کہا۔ ہے کہ وہ حجت **ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین** ہے۔
- مجاہد سے یہ روایت بھی ہے: **سبحانك اللهم لااله الا انت ظلمت نفسی فاغرلی انك انت الغفور الرحیم** آدم علیہ السلام کی حجت ہے۔
- آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا دیکھا تو آپ کے وسیلے سے شفاعت چاہی۔
- قرطبی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کی حجت سے مراد رونا' حیاء' دعائے مغفرت اور اپنی بھول پر ندامت اور توبہ و استغفار ہے۔

ابلیس لعین کو اس کی نافرمانی کے باعث دور ہانک دیا ــــــ اس کا عمل بکھرے ہوئے غبار کی طرح ہو گیا۔ ۶۰ ــــــ اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین سے فرمایا:

۵۹ یعنی تمہاری موت مقتضی ہوتے ہی تم کو مار ڈالتا۔
۶۰ اس کے اعمال نے اس میں کچھ نفع نہیں دیا۔

Marfat.com

''تو مردود ہے' تو جنت سے نکل جا___ قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔''

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنے عدل کے تقاضوں سے اس کے فعل کی جزا دیتا ہے تو اس کے لیے کوئی نیک عمل فائدہ مند نہیں ہوتا۔٦١___ اور جس وقت وہ کریم کسی بندے پر اپنا فضل پھیلاتا ہے۔تو پھر کوئی گناہ' گناہ نہیں رہتا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ مخلوق پر آدم علیہ السلام کے فضائل علم کے ذریعے ظاہر ہوئے اور علم کے تقاضے جب تک پورے نہ ہوں' عمل تکمیل نہیں پا سکتا___ جنت دار عمل نہیں اور نہ ہی عبادت گاہ ہے بلکہ وہ تو نعمتوں کا گھر ہے اور اللہ پاک کے جلوؤں کے نظارہ کرنے کی جگہ ہے___

آدم علیہ السلام سے کہا گیا کہ:

''اے آدم! تمہیں زمین پر جہاد نفسی کرنا چاہیے اور ہواؤں کے لشکروں سے جدوجہد کے ساتھ صبر اختیار کرو___ تم ابھی تک ذہنی طور پر جنت ہی کے شب و روز کے نظاروں میں گم ہو___ گویا تمہارے موجودہ حال سے حسین ماضی نے اکمل حال میں سفر کیا ہے___''

حضرت آدم علیہ السلام جنت میں جس حال میں تھے' اس سے ابلیس لعین کو حسد ہوا___ اور آدم علیہ السلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی' حتیٰ کہ اسی کی وجہ سے آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔٦٢___ اس عقل کے اندھے کو یہ خیال نہیں آیا کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلیں گے تو ان کے فضائل کامل ہو جائیں گے___ اور جنت میں آدم علیہ السلام جس شان سے تھے' اسی اکمل شان و حال سے لوٹیں گے___ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

''آدم علیہ السلام کا جنت سے نکالا جانا اس بات کا اشارہ ہے' گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں جنت ہی میں آدم علیہ السلام کی مغفرت کرتا تو میرا کرم ظاہر نہ ہوتا بلکہ یہ ظاہر ہوتا کہ میں ایک نفس کی مغفرت کر رہا ہوں___ لہٰذا آدم کو دنیا کی طرف روانہ کرتا ہوں۔ان کے ساتھ ہزاروں عاصی آئیں گے___ یہاں تک کہ ان کی اور ان کے گناہگاروں کی قیامت کے دن مغفرت کروں گا تا کہ آدم علیہ السلام اور دیگر پر میری بخشش اور میرا کرم ظاہر ہو۔''

آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے میں یہ بھی امر ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صلب میں اولاد رکھی۔ چونکہ جنت دار توالد (یعنی افزائش نسل کا مقام) نہیں ہے' اس لیے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا اور دنیا میں بھیجا۔
- اور یہ کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان لوگوں کو نکالے جن کو جنت نصیب نہیں ہے (یعنی کفار)

---

٦١ یعنی اس کی مغفرت و بخشش کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

٦٢ ☆ سب سے پہلے نافرمانی کرنے والا ابلیس لعین ہے۔

☆ سب سے پہلے حسد و تکبر کرنے والا ابلیس لعین ہے۔

☆ سب سے پہلے نوحہ کرنے والا ابلیس لعین ہے۔

☆ سب سے پہلے جھوٹی قسم کھانے والا ابلیس لعین ہے۔

Marfat.com

تو اے دوست! تو یقین کر لے کہ جنت ہمارے لیے جاگیر ہے اور ان جاگیروں کا منشور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے بارگاہ کبریائی سے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچ چکا ہے۔ وہ منشور وبشر الذین امنو وعملو الصلحت ان لھم جنات تجری من تحتھا الانھار ہے۔

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ ان لوگوں کو بشارت دے دیجئے جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی ہے اور (فرائض و نوافل سے) اعمال صالحہ کیے ہیں ـــــ ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن میں پھل دار درخت ہیں اور مکانات ہیں اور باغوں کے درختوں اور قصور کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں۔''

اقطاع یعنی جاگیریں قبضہ سے نہیں لیے جاتے مگر وہ لوگ جو کہ طاعت سے نکل جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے حسن عمل کی توفیق چاہتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کس جنت میں رہے:

حضرت آدم علیہ السلام جس جنت میں مقیم رہے ـــــ اس سے متعلق دو رائیں ہیں:

☆ وہ جنت خلد ہے۔

☆ جنت خلد کے سوا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے دار ابتلا (مصیبت کا گھر) قرار دیا تھا۔

آدم علیہ السلام جنت خلد میں قیامت کے دن داخل ہوں گے ـــــ جنت خلد

☆ دار جزا ہے اور دار ثواب ہے ـــــ نہ کہ دار تکلیف ہے نہ دار امر و نہی۔

☆ دار سلامت ہے ـــــ نہ کہ دار ابتلا اور امتحان

☆ دار قرار ہے ـــــ نہ کہ دار انتقال

جو علماء اس بات کے قائل ہیں کہ آدم علیہ السلام دار خلد میں تھے، انہوں نے اس طور سے اپنی بحثیں پیش کی ہیں کہ عارضی داخل ہونا کبھی قیامت سے پہلے بھی ممکن ہو سکتا ہے ـــــ اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شب معراج جنت خلد میں تشریف لے گئے تھے ـــــ کچھ نے یہ کہا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جو غم اور سختی جنت میں پائے، جنت خلد میں غم اور تکلیف نہیں پائے جاتے۔ قیامت کے دن جب مومنین جنت میں داخل ہوں گے، غم و سختی نہ ہوں گے جیسا کہ اس کے لیے قرآن پاک کی آیات دلیل ہیں ـــــ مومنوں کے جنت میں داخل ہونے سے غم اور حزن کی نفی مشروط ہے ـــــ واللہ اعلم

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے آدم علیہ السلام کی بخشش:

حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر اور جنت میں ہر جگہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ لکھا دیکھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا:

Marfat.com

''اے رب! یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کون شخص ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ تمہارا وہ فرزند ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔''

آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

''اے رب! اس فرزند کی بزرگی کے سبب اس کے والد پر رحم فرما۔''

آدم علیہ السلام کو ندا کی گئی:

''اگر تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب زمین و آسمان کے سب رہنے والوں کی شفاعت طلب کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کرتے۔''

ایک اور روایت جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے خطا کی تو عرض کی:

''اے رب! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل تو میری مغفرت کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پوچھا:

''اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا جبکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟''

آدم علیہ السلام نے کہا:

''اے رب! میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یوں پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور پھر مجھ میں اپنی روح پھونکی ــــ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو قوائم عرش پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا ــــ میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس شخص کا نام لکھا ہے جو تیرے لیے تمام مخلوق میں پیارا (احب الخلق) ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے آدم! تم نے سچ کہا' محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے تمام مخلوق میں پیارے ہیں۔ جس وقت تم نے بحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے سوال کیا ہے تو جان لو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ــــ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔''[۶۳]

طبرانی نے اس حدیث کی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہاری اولاد سے آخری نبی ہیں۔''

---

۶۳ اس حدیث کو بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کے ساتھ عبدالرحمٰن متفرد ہے ــــ اور راویوں نے اس حدیث میں عبدالرحمٰن کا اتباع نہیں کیا ہے ــــ بیہقی کے نزدیک یہ حدیث غریب اور ضعیف ہے ــــ جبکہ حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

Marfat.com

بنے ہیں کونین مصطفیٰ کے لیے:

سلمان کی حدیث جس کی روایت ابن عساکر سے ہے، میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

''آپ کا رب یہ فرماتا ہے کہ میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا تھا اور آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے ـــــ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو مکرم پیدا نہیں کیا ـــــ میں نے دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک آپ کی جو کرامت و منزلت ہے، ان کو انہیں معرفت دوں ـــــ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔''

سید علی رقوی علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

سکن الفواد فعش هينا يا جسد　　　هذا لنعيم هوالمقيم الى الابد

یعنی ''حبیب نے دل میں ٹھکانہ کیا ہے ـــــ اے جسم! ایسے حال میں تو زندگی خوش گزار کہ گوارا ہو یہ نعمت ہے اور حبیب ہمیشہ کے لیے مقیم ہے۔''

روح الوجود حياة من هو واجد　　　لولاه ماتم الوجود لمن وجد

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وجود کی روح ہیں اور ان لوگوں کی روح ہیں جن کو مخلوق میں سے آپ نے پایا ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو جو لوگ مخلوق میں پائے گئے ہیں۔ ان کا وجود کامل نہ ہوتا۔ گویا آپ ان کے وجود کے کمال کا سبب ہیں۔''

عيسىٰ و آدم والصدور جميعهم　　　هم اعين هو نورها لماورد

''عیسیٰ اور آدم علیہما السلام جو آپ سے پہلے گزر گئے اور دیگر معظم انبیاء کرام علیہم السلام جو گزر چکے ہیں، وہ سب آنکھیں ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان آنکھوں کا نور ہیں جبکہ آپ دنیا میں تشریف لائے۔

لو ابصر الشيطان طلعه نوره　　　فى وجه آدم كان اول من سجد

اگر شیطان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کی چمک آدم علیہ السلام کے چہرے میں چشم بصیرت سے دیکھتا تو جنہوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ہے، شیطان ان سب سے پہلے سجدہ کرتا ـــــ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کیا تھا، اس وجہ سے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک آدم علیہ السلام کے چہرہ میں نہیں دیکھ سکا اور سجدہ نہیں کیا۔

او لوراى النمرود نور جماله　　　عبدالجليل مع الخليل ولاعند

اگر نمرود لعین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا نور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ میں دیکھ لیتا تو وہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ جلیل کی عبادت کرتا اور ان سے دشمنی نہ کرتا۔

لكن جمال الله جل فلا يرى　　　الا بتخصيص من الله الصمد

لیکن اللہ تعالیٰ کا وہ جمال کہ عین کمال اور نور ہے اور انسان کو طاعت الٰہی پر مائل کرتا ہے ـــــ ابصار سے بزرگ ہے یعنی ظاہری دیکھنے والوں کو اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے ـــــ مگر ایک تخصیص کے ساتھ جس کو اللہ تعالیٰ صمد تخصیص دے یعنی

Marfat.com

بصیرت (دل کی بینائی) عطا کرے۔ وہ نور تب نظر آتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد:

اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو اس لیے پیدا کیا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس قرار پکڑیں اور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام کے پاس آرام لیں ـــــ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا علیہا السلام سے مقاربت کی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے برکات حضرت حوا پر فائض ہوئے ـــــ حضرت حوا علیہا السلام نے ان نیک سالوں میں بیس بطنوں میں چالیس فرزندوں کو جنم دیا۔

حضرت شیث علیہ السلام کو ان کی بزرگی کی وجہ سے تنہا جنم دیا جن کی خوش بختی (سعد) کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی اطلاع دی ـــــ وہ خوش بختی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ـــــ آپ کا نور حضرت شیث علیہ السلام کے چہرے سے چمکتا تھا ـــــ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ماں باپ پاک و طاہر ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت شیث علیہ السلام ان کے سب بیٹوں پر جانشین (وصی) ٹھہرائے گئے ـــــ پھر حضرت شیث علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ انوش کو اپنا وصی اور صفی اختیار کریں ـــــ انہوں نے اس سے یہ جانا کہ میرا وصال ہونے والا ہے۔ چنانچہ انوش کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ـــــ حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت کے مطابق اپنے بیٹے انوش کو یہ وصیت فرمائی کہ اس نور کو صرف پاک عورتوں میں منتقل کیا جائے ـــــ

وصیت جاریہ ایک زمانے سے دوسرے زمانے کی طرف ہمیشہ منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عبد المطلب اور ان کے لاڈلے بیٹے حضرت عبد اللہ کی طرف منتقل کر کے پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس نسب شریف کو سفاح جاہلیت سے پاک و طاہر فرمایا۔[۶۴] جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

---

۶۴ سفاح ـــــ بالکسر زنا، اس کا اصل معنی پانی کا بٹونا ہے ـــــ ''آدمی اپنا پانی بٹوتا'' ہے اور ضائع کرتا ہے ـــــ اس لیے زنا کا معنی سفاح ہے ـــــ ایام جاہلیت میں زنا کے بہت سے اشکال تھے جن کو زنا نہیں کہتے تھے بلکہ نکاح جاہلیت کہتے تھے ـــــ اس لیے اکثر احادیث نے نکاح جاہلیت کی نفی پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کے بارے میں دلالت کی ہے یعنی آپ کے آبائے کرام نے جاہلیت کے اقسام نکاح سے کوئی نکاح نہیں کیا۔ آپ کا نسب ان عیوب سے الحمد للہ پاک و طاہر رہا ـــــ جاہلیت کے نکاح اس طور پر تھے:

- ☆ بڑا بیٹا باپ کی دوسری بیوی کے ساتھ نکاح کر لیتا تھا۔
- ☆ ایک مرد دو بہنوں کے ساتھ نکاح کر لیتا تھا۔
- ☆ ان عورتوں سے نکاح اس طور پر ہوتا تھا کہ ایک عورت کے پاس چند مرد جاتے۔ جس وقت وہ حاملہ ہو کر جنم دیتی تو بچہ جس مرد سے مشابہ ہوتا، وہ اس کی اولاد ہوتا تھا۔
- ☆ ایک نکاح استبضاع تھا۔ وہ یوں تھا کہ جس وقت عورت حیض سے پاک ہوتی، اس کا شوہر اس سے کہتا کہ کسی کو فلاں کے پاس بھیج اور اس سے مقاربت کر ـــــ اور شوہر یہاں تک اس سے جدا رہتا تھا کہ اس کا حمل ظاہر ہو جائے ـــــ اگر اس مرد سے اس کی عورت کا حمل ظاہر ہوتا اور وہ امر کو دوست رکھتا کہ اس کے پاس جائے تو وہ اس سے مقاربت کرتا تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

سے احادیث مرضیہ میں وارد ہوا ہے ____ وہ احادیث وہ ہیں جن کو بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ____ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفاح جاہلیت سے جو امور تھے' ان میں سے کسی امر نے مجھے جنم نہیں دیا بلکہ اسلام کے مطابق نکاح سے میری پیدائش ہوئی ☆

ابن سعد اور ابن عساکر نے ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ سو مائیں لکھیں ____ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان ماؤں کو میں نے پاک و طاہر پایا اور امر جاہلیت سے جو شے تھی' اس قسم سے کوئی شے نہیں پائی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے نکاح سے ظہور کیا ہے۔ سفاح سے ظہور نہیں کیا ____ آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کہ میرے باپ اور میری ماں نے مجھے جنم دیا ہے' سفاح جاہلیت سے مجھ تک کوئی شے نہیں پہنچی۔ ۶۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابونعیم نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ماں باپ سفاح سے ہرگز نہیں ملے ____ اللہ تعالیٰ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرات کی طرف ہمیشہ مجھ کو ایسے حال میں منتقل فرماتا رہا کہ میں مصفّی اور مہذب تھا ____ دو شعبے متفرع نہیں ہوتے تھے مگر میں ان کے اچھے شعبہ میں ہوتا تھا ____

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وتقلبك فی الساجدین کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف پھیر دیتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی پیدا فرمایا ____ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اصلاب میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا ____ اس حدیث کے راوی ابونعیم ہیں۔

حضرت امام جعفر الصادق نے اپنے باپ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ آیہ کریمہ لقد جاء کم رسول من انفسکم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جاہلیت کی ولادت سے کوئی شے نہیں پہنچی ____ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیر سفاح کے یعنی نکاح سے پیدا ہوئے۔

☆ ایک نکاح جمع تھا ____ وہ یوں تھا کہ دس سے کم آدمیوں کی ایک جماعت ایک فاحشہ کے پاس جاتی۔ اس فاحشہ کے مکان پر علامت کے لیے ایک جھنڈا رہتا تھا کہ یہ فاحشہ ہے ____ وہ تمام مرد اس سے مقاربت کرتے' جس طرح وہ فاحشہ وضع حمل کرتی اور کچھ راتیں گزر جاتیں تو اس کے بعد وہ فاحشہ اپنا آدمی ان مردوں کے پاس بھیجتی۔ اس کے بلانے سے سب مرد حاضر ہو جاتے۔ ان میں سے کوئی تخلف نہیں کرتا ____ جب وہ سب آ جاتے تو وہ فاحشہ ان سے کہتی کہ جو تمہارا امر تھا تم نے اسے پہچان لیا۔ میں نے بچہ جنا ہے' اے فلاں یہ تیری اولاد ہے ____ یہ بات وہ اس مرد سے کہتی جسے وہ دوست رکھتی تھی۔ وہ مرد اس لڑکے کو اپنے ساتھ لاحق کر لیتا۔ اسے یہ قدرت نہ ہوتی کہ فرزند ہونے سے انکار کرتا' اگرچہ وہ لڑکا اس کے ساتھ اشبہ نہ ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے نکاحوں کی اپنے نسب سے نفی فرماتے ہیں کہ جیسے عورت مرد سے فعل کرائے۔ پھر عورت کو ایک مدت کے بعد مرد بھلا معلوم ہو اور مرد کو عورت بھلی معلوم ہو۔ وہ اس سے نکاح کر لے ____ اللہ تعالیٰ نے ان عیوب سے میرے نسب کو محفوظ رکھا ہے۔

۶۵ اس حدیث کو طبرانی نے ''اوسط'' میں ____ اور ابونعیم اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لقد جاءکم رسول من انفسکم کو فا کے فتح سے پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ حسب، صہر اور نسب کی رو سے میں تم لوگوں سے زیادہ نفیس ہوں ـــــ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے میرے باپ داداؤں میں کوئی سفاح نہیں ہے، ہم کل نے نکاح کیا ہے ـــــ اس حدیث کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے۔

''دلائل النبوۃ'' از ابونعیم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے روایت بیان فرمائی کہ زمین کے مشارق اور مغارب کی میں نے چھان بین کی مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے افضل کسی مرد کو نہیں دیکھا ـــــ اور بنی ہاشم سے افضل کسی باپ کے بیٹے نہیں دیکھے۔ ۶۶

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے خیر القرون سے مبعوث کیا گیا ہوں ـــــ ایک قرن سے دوسرے قرن میں، یہاں تک کہ میں جس قرن سے تھا، اسی قرن میں ہوں۔''

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات میں برگزیدہ ہیں:

صحیح مسلم میں واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فرزندوں میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا ـــــ اور کنانہ سے قریش کو برگزیدہ کیا ـــــ اور بنی ہاشم کو قریش سے برگزیدہ کیا ـــــ اور مجھ کو بنی ہاشم سے برگزیدہ کیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا ـــــ خلق کے اچھے فرقوں میں مجھ کو پیدا کیا ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو انتخاب کیا ـــــ مجھ کو ان کے اچھے قبیلہ میں پیدا کیا ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے گھرانوں کا انتخاب کیا ـــــ مجھ کو ان کے اچھے گھرانے میں پیدا کیا ـــــ میں ان سے روح، ذات اور اصل میں اشرف ہوں۔ ۶۷

اس حدیث میں جسے طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ :

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو برگزیدہ کیا ـــــ پھر کل مخلوق سے بنی آدم کو برگزیدہ کیا ـــــ پھر بنی آدم سے عرب کو برگزیدہ کیا ـــــ پھر عرب سے مجھ کو برگزیدہ کیا ـــــ

پس ہمیشہ اچھوں سے اچھوں کو چنا ـــــ مجھ کو سب سے اچھا پیدا کیا ـــــ تم لوگ سن لو! جس شخص نے عرب کو دوست

---

۶۶ اس حدیث کو طبرانی نے اپنی ''اوسط'' میں روایت کیا ہے ـــــ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے متن کے صفحات پر صحت کے لوائح ظاہر ہیں یعنی یہ حدیث نہایت درجہ صحیح ہے۔

۶۷ اس حدیث کو اسی طرح ترمذی نے تنہا روایت کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

رکھا' اس نے میری محبت کی وجہ سے دوست رکھا ــــ اور جس شخص نے عرب سے دشمنی (بغض) کی' اس نے میری دشمنی کی وجہ سے دشمنی کی۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی بھائی بہن نہ تھے:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں باپ سے تنہا اولاد ہیں۔ آپ کی ولادت میں کوئی بھائی اور کوئی بہن آپ کی شریک نہیں ہوئی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ:

- آپ کے ماں اور باپ کا خالص ہونا آپ تک ہی رہے' اور
- آپ کے ماں باپ کا نسب آپ تک ہی محدود رہے تاکہ یہ نسب خاص آپ ہی کے لیے ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کے لیے غایت اور شرف پورا کرنے کے لیے نہایت ٹھہرایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آباء کرام میں منتخب ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آباء کرام کا سلالہ یعنی خلاصہ ہیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

- نبی عربی' امی' بطحی' حرمی' ہاشمی' قریشی' بنی ہاشم سے چنے ہوئے۔
- مختار اور منتخب عرب کے اشراف بطنوں سے ہیں۔
- نسب میں عرب سے اثبت اور اقوی۔
- حسب میں عرب سے اشرف۔
- اصل میں عرب سے احسن ــــ اور اصل میں عرب سے اعظم ــــ اور اصل میں عرب سے اطیب ــــ اور اصل میں عرب سے اعز اور
- زبان میں عرب سے افصح یعنی کل عرب سے آپ زیادہ فصیح ہیں اور
- بیان میں عرب سے اوضح اور
- عمل میں عرب سے ارجح اور
- ایمان میں عرب سے اصح
- چشم اور اعوان میں عرب سے اعز اور
- گروہ میں عرب سے اپنے باپ اور اپنی ماں کی طرف سے اکرم ہیں۔
- اور جو بندے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم ہیں ــــ آپ اکرم شہروں اور اکرم بندوں سے ہیں۔ آپ محمد بن عبداللہ الذبیح بن عبدالمطلب ہیں

تعارف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد ہے ــــ آپ کا نام شیبۃ الحمد اس لیے رکھا گیا کہ جب وہ پیدا

Marfat.com

ہوئے تو ان میں سپیدی تھی ــــ ایک اور روایت میں آپ کا نام عامر ہے۔۶۸ عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث ہے ــــ یہ کنیت ان کے بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے حارث کے نام سے ہے۔

مکہ میں عبدالمطلب کا نام عبدالمطلب نہیں رکھا گیا' اس لیے کہ جب ان کے والد ہاشم کا آخری وقت آ پہنچا تو انہوں نے مکہ میں اپنے بھائی مطلب سے کہا کہ تمہارا بیٹا یثرب میں ہے' اس کی خبر لو ــــ اسی بنا پر نام عبدالمطلب رکھا گیا ــــ عبدالمطلب کے چچا انہیں اپنے پیچھے بٹھا کے مکہ لائے تھے ــــ عبدالمطلب کا لباس پھٹا پرانا تھا۔۶۹ لوگ مطلب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ ــــ ''مطلب'' حیا سے یہ نہ کہتے کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے بلکہ اپنا بیٹا کہتے تھے ــــ عبدالمطلب کو ان کے چچا مکہ میں لائے تو ان کا حال احوال درست ہوا۔ اس وقت انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے ــــ اس لیے ان کا نام عبدالمطلب رکھا گیا۔

عرب میں پہلے جس شخص نے نیل سے خضاب کیا ہے' وہ عبدالمطلب ہیں ــــ عبدالمطلب نے ایک سو چالیس سال عمر پائی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب مبارک عدنان تک:

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہاشم کے فرزند ہیں ــــ ہاشم کا نام عمرو ہے ــــ ہاشم نام اس لیے رکھا گیا تھا کہ قحط سالی میں اپنی قوم کے لیے ثرید کے ٹکڑے ملتے اور ان کو کھلاتے تھے۔

ہاشم عبدمناف کے فرزند ہیں ــــ ان کا نام مغیرہ ہے ــــ وہ قصی کے فرزند ہیں ــــ قصی بفتح قاف ــــ قصی کی تصغیر ہے ــــ اس کا معنی دور ہے ــــ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ ان کی والدہ فاطمہ جس وقت انہیں اپنے ساتھ بلاد قضاعہ میں لے گئیں' قصی اپنے عشیرہ سے دور ہو گئے تھے ــــ قصی کا نام مجمع ہے۔ شاعر نے کہا ہے ؎

ابو کم قصی کان یدعی مجمعا   به جمع الله القبائل من فهر

یعنی تمہارا باپ قصی ہے جس کا نام مجمع ہے ــــ فہر سے جو قبیلے تھے' اللہ تعالیٰ نے قصی کی وجہ سے جمع کر دیئے' یعنی ان قبیلوں کو قصی سے عزوشرف اور قوت حاصل ہوئی ــــ

ایک اور روایت میں قصی کا نام زید ہے ــــ بقول امام شافعی علیہ الرحمۃ' زید ابن کلاب نام ہے ــــ لفظ کلاب یا اس مصدر سے منقول ہے جو مکالبتہ کے معنی میں ہے کہ آپس میں بدی اور خصومت کرنے کو کہتے ہیں ــــ عرب لوگ کہتے ہیں کالبت العدو مکالبة ــــ یا کلاب' کلب سے ہے۔ عرب لوگ اس لفظ سے کثرت کا ارادہ کرتے تھے۔ جیسا کہ اپنی اولاد کے نام درندوں کے نام پر رکھتے تھے۔۷۰

---

۶۸ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے اور اس پر مجد الدین شیرازی نے ابن قتیبہ کا اتباع کیا ہے۔

۶۹ دھوپ کی وجہ سے چہرہ متغیر تھا ــــ مطلب ان کو ان کی والدہ کو اطلاع دیئے بغیر بچوں میں کھیلتا ہوا پا کر اپنے ساتھ لے آئے ــــ ان کو اندیشہ ہوا کہ شاید ان کی والدہ میرے ہمراہ نہ بھیجیں۔

۷۰ کسی نے ایک اعرابی سے سوال کیا کہ تم لوگ اپنے بیٹوں کے نام کس لیے برے ناموں سے رکھتے ہو جیسے کلب ہے ــــ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

کلاب کا نام حکیم ہے ــــ ایک اور روایت میں کلاب کا نام عرہ ابن مرہ بن کعب ہے ــــ کعب پہلے شخص ہیں جنہوں نے جمعہ کے دن آدمیوں کو جمع کیا ہے ــــ قریش جمعہ کے دن ان کے پاس جمع ہوتے' کعب انہیں وعظ کیا کرتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبعوث یاد دلایا کرتے ــــ نیز قریش کو یہ فخر سے بتاتے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری اولاد سے ہیں ــــ کعب' قریش کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کے لیے تاکید کیا کرتے تھے اور اس تلقین کے لیے اشعار پڑھا کرتے تھے۔ ان اشعار میں سے یہ شعر ہے ـ

يا ليتنى شاهدا فحواء دعوته
حين العشيرة تبغى الحق خذلانا

''کاش میں آپ کی دعوت کے اعلان کے وقت حاضر ہوتا ــــ اور اس وقت حاضر ہوتا کہ آپ کا قبیلہ سچائی کے رسوا ہونے کی خواہش کرتا۔''

کعب بن لوئی (تصغیر لائی' بروزن عصا ہے) لوئی کا نام ثور ہے ــــ وہ ابن غالب ابن فہر ہیں ــــ اور فہر کا نام قریش ہے ــــ قریش ان سے نسبت کیے جاتے ہیں ــــ اور جو نسبت قریش کو بزرگی عطا کرتی ہے' وہ کنانی نسبت سے ہے نہ قریشی۔

قریش ابن مالک بن النضر ان کا نام قیس بن کنانہ ہے ــــ کنانہ قریش کو جمع کیا کرتے تھے ــــ ان کے علم و فضل کی وجہ سے عرب لوگ ان کے پاس جمع ہوتے تھے۔

کنانہ' ابن خزیمہ' خزمہ کی تصغیر ہے ــــ ابن مدرکہ ابن الیاس ا؎ ــــ الیاس وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت الحرام کو قربانی کے اونٹ بھیجے تھے ــــ الیاس اپنی صلب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حج کے دوران لبیک کہنا سنتے تھے۔

الیاس ابن مضر ہیں ــــ مضر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اونٹوں کے لیے حدی خوانی کا طریقہ جاری کیا۔ مضر دوسرے لوگوں کے مقابل آواز میں احسن تھے۔

ابن نزار' بالکسر نزر سے ہے' اس کا معنی ہے ''قلیل'' ــــ نزار نام اس لیے رکھا گیا کہ جب وہ پیدا ہوئے تھے تو ان کے باپ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان دیکھا ــــ وہ نہایت درجہ مسرور ہوئے ــــ اس خوشی میں انہوں نے لوگوں کو کھانا کھلایا اور یہ کہ اس پیدا ہونے والے کی خاطر میں نے جو کچھ کیا ہے' وہ تھوڑا ہے' نہ ہونے کے برابر ہے۔ قلیل ہے ــــ اس لیے نزار نام رکھا گیا۔

نزار بن معد بن عدنان ہیں ــــ اس پر علماء کا اجماع اس امر پر حجت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

یاذیب یعنی بھیڑیا ــــ اور اپنے غلاموں کے نام اچھے ناموں سے رکھتے ہو۔ جیسے مرزوق ہے' رباح ہے'' ــــ
اس اعرابی نے جواب دیا کہ ''ہم لوگ اپنے بیٹوں کے نام درندوں کے نام پر اپنے دشمنوں کیلئے رکھتے ہیں ــــ اور اپنے غلاموں کے نام اپنے نفسوں کے لیے رکھتے ہیں ــــ عرب لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ ہمارے بیٹے ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ کا سامان ہیں اور ان کے سینوں میں تیر ہیں ــــ اس وجہ سے ان کے لیے یہ نام اختیار کیے ہیں''۔

ا؎ بکسر ہمزہ' ابن الانباری کا قول ہے ــــ اور بفتح ہمزہ' قاسم بن ثابت کا قول ہے ــــ یاس' رجا کی ضد ہے ــــ اس نام میں لام تعریف کا ہے اور ہمزہ وصل کی ہے ــــ سہیلی نے کہا ہے کہ یہ زیادہ صحیح قول ہے۔

Marfat.com

اپنی نسبت عدنان تک بیان فرمائی۔ عدنان سے آگے نہیں بڑھے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ونسبت عزهاشم من اصولها ومحتدها المرضی اکرم محتد

صمت رتبة علیا اعظم بقدرها ولم تسم الا بالنبی محمد

''اور ہاشم کی عزت کی نسبت اس کے اصول سے ہے ـــــ یعنی آبائے کرام کی وجہ سے ہے ـــــ اور اس کی اصل پسندیدہ سب اصلوں سے اکرم اصل ہے ـــــ یہ نسبت رفیع منزل کی رو سے مرتفع ہے ـــــ اسے رفعت کو زیادہ کیا ہے۔ کس درجہ اپنے مرتبہ میں اعظم ہے ـــــ اور حال یہ ہے کہ اس نسبت کو محمد رسول اللہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بلندی عطا ہوئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبیلہ بنی ہاشم کو گویا اپنے آبا سے مرتبہ ملا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ مقام یہ مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ملا ہے ـــــ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وکم اب قدعلا بابن ذ ذی شرف کم اعلت برسول اللہ عدنان

اور بہت سے باپ ہیں کہ بیٹے کی وجہ سے انہوں نے شرف کی بلندیوں پر علو کیا ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے عدنان کو شرف حاصل ہوا ہے اور انہوں نے علو پایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اپنا نسب بیان کرتے تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے ـــــ پھر آپ ٹھہر جائے اور فرماتے۔

''نسب بیان کرنے والوں نے معد بن عدنان سے جو تجاوز کیا ہے' جھوٹ کہا ہے۔'' یہ الفاظ دو تین بار دہراتے۔ ۲؎ ـــــ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت فرمان الٰہی الم یاتکم نباء الذین من قبلکم قوم نوح و عاد و ثمود والذین من بعدهم لا یعلمهم الا اللہ پڑھتے تو یہ کہتے تھے کہ نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ کہا ہے۔ ۳؎

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجت یہ تھی کہ نساب لوگ علم نسب کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے علم انساب کی بندوں سے نفی کی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نسب فقط عدنان تک ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ عدنان سے برتر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے' یہ نہیں جانا جا سکتا کہ وہ کون شخص ہے اور اس کا نام کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عدنان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان تیس باپ ہیں جو نہیں پہچانے جاتے ـــــ عروہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ ہم نے کسی ایسے شخص کو نہیں پایا کہ معد بن

۲؎ اس حدیث کو مسند الفردوس میں روایت کیا ہے لیکن سہیلی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں زیادہ صحیح بات جو مرفوع روایت کی گئی ہے کہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

۳؎ یعنی کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی ہے جو تم سے پہلے تھے۔ وہ لوگ قوم نوح' قوم عاد' قوم ہود اور قوم ثمود یعنی قوم صالح تھے ـــــ اور وہ لوگ جو ان کے بعد میں ہیں' ان کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

عدنان کے بعد پہچانا جاتا ہو۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے اس شخص کا احوال پوچھا جو اپنا نسب آدم علیہ السلام تک پہنچاتا تھا ـــــــ انہوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا اور انکار کے طور پر یہ کہا کہ اس شخص کو کس نے اس کی خبر دی ہے ـــــــ اسی طرح سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے نسب کے بارے میں آدم علیہ السلام تک پہنچانے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے۔

ہمارے لیے مناسب یہی ہے کہ ہم عدنان سے آگے بڑھنے سے اعراض کریں' اس لیے کہ عدنان سے اوپر ناموں میں الفاظ کی تبدیلی کے باعث اکثر نام غلط ہیں۔ اس لیے ان کی صحت میں دشواری ہے اور فائدہ نہ ہونے کے برابر۔

حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر نورِ محمدی کی چمک:

حافظ ابو سعید نیشاپوری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک جب عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا اور وہ بالغ بھی ہو گئے ـــــــ ایک دن وہ مقام حجر میں سو گئے' پھر وہ خواب سے ایسے حال میں بیدار ہوئے کہ

- ان کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا'
- سر میں تیل پڑا ہوا تھا'
- انہیں حسن و جمال کا حلہ پہنایا گیا تھا

وہ اپنی ایسی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے ـــــــ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی آنکھوں میں سرمہ کس نے لگایا اور سر میں تیل کس نے ڈالا ہے؟

عبدالمطلب کا ہاتھ ان کے باپ مطلب نے پکڑا اور انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا انہیں کہہ سنایا۔ کاہنوں نے مطلب سے کہا:

''تم یہ جان لو کہ آسمان کے الٰہ نے اس لڑکے کو اجازت دی ہے کہ نکاح کرے۔''

مطلب نے عبدالمطلب کا نکاح قیلہ کے ساتھ کر دیا۔[۷۴] ـــــــ قیلہ نے عبدالمطلب سے حارث کو جنم دیا' پھر وہ وفات پا گئیں ـــــــ

قیلہ کے بعد ہند بنت عمرو سے عبدالمطلب کی شادی کرا دی ـــــــ عالم یہ تھا کہ عبدالمطلب کے جسم سے خالص مشک کی بو مہکتی تھی ـــــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی سے چمکتا تھا ـــــــ

قریش کی یہ حالت تھی کہ جب قحط سالی ہوتی تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو جبل ثبیر کی طرف لے جاتے اور ان کی ذات سے تقرب الی اللہ چاہتے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ ان کو بارش سے سیراب فرما ـــــــ اللہ تعالیٰ ان کی فریاد رسی فرماتا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو عظیم بارش سے سیراب فرماتا تھا ـــــــ قریش

---

۷۴ قیلہ لقب ہے جبکہ ان کا نام صفیہ بنت جندب اور کنیت ام الحارث ہے۔

Marfat.com

نے عبدالمطلب کی آزمائش کر لی تھی کہ انکی حاجتیں عبدالمطلب کے ہاتھ سے پوری ہوتی ہیں ـــــ یہ برکت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے سبب سے تھی اور اسی سبب سے جاہلیت کے لوگ جن امور پر قائم تھے' عبدالمطلب ان کے خلاف تھے ـــــ یہ امر اللہ تعالیٰ کے الہام سے تھا ـــــ اور عبدالمطلب اپنی اولاد کو ظلم اور بغی ترک کرنے کے لیے حکم فرماتے تھے ـــــ اور ان کو مکارم اخلاق کی ترغیب و تحریک دیتے ـــــ اور جو کام دنائت کے تھے' ان سے ان کو منع کرتے تھے ـــــ اور وہ طریقے جو قرآن شریف اور سنت مطہرہ میں آئے ہیں' انہیں اختیار فرماتے تھے ـــــ جیسے

- نذر ادا کرنی
- نکاح محارم سے ممانعت
- سارق کا ہاتھ کاٹنا
- موودہ کے قتل سے ممانعت ۷۵
- خمر کی حرمت
- بیت اللہ کا برہنہ طواف نہ کرنا ۷۶

ابرہہ کے لشکر کی ابابیلوں سے ہلاکت:

اصحمۃ النجاشی کی طرف سے یمن کا بادشاہ ابرہہ بیت الحرام کو ڈھانے کے لیے جب آیا تو عبدالمطلب کو بھی اس کی خبر پہنچی ـــــ انہوں نے قریش سے فرمایا:

''اے گروہ قریش! ابرہہ بیت اللہ ڈھانے کے لیے راستہ نہ پائے گا ـــــ اس لیے کہ اس بیت (گھر) کا رب وہ ہے جو اس بیت کی حمایت اور حفاظت کرتا ہے۔''

ابرہہ آیا تو قریش کے اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گیا ـــــ ان اونٹوں میں چار سو اونٹنیاں حضرت عبدالمطلب کی تھیں ـــــ حضرت عبدالمطلب قریش کے لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے اور جبل ثبیر پر چڑھ گئے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کے ہالہ نے ہلال کی طرح حضرت عبدالمطلب کی پیشانی پر دائرہ کیا اور اس کی شعاع آفتاب کی مانند شدت سے بیت الحرام پر پہنچی۔ حضرت عبدالمطلب نے نور کا دائرہ اپنی پیشانی پر اور اس کی شعاع بیت اللہ پر دیکھی تو کہا:

''اے گروہ قریش! تم پلٹ جاؤ' تم کو اس امر کی کفایت کی گئی ـــــ اللہ کی قسم! یہ جو نور مجھ سے نکلا ہے' اس بات کا اشارہ ہے کہ ہمیں کامیابی و کامرانی ہوگی۔''

اہل قریش حضرت عبدالمطلب کے کہنے پر پلٹ کر چلے گئے۔

پھر ابرہہ نے ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ قریش کے لشکر کو بھگا دے۔ ۷۷ ابرہہ کا بھیجا ہوا آدمی مکہ میں آیا۔ جب اس نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ کی طرف دیکھا تو اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا ـــــ جب ہوش میں آیا تو حضرت عبدالمطلب کے لیے سجدہ میں گر پڑا اور کہنے لگا:

---

۷۵ عرب لوگ حمیت جاہلیت سے لڑکی کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کو مَوّدہ کہتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ واذا لمؤودۃ سئلت بائی ذنب قتلت

۷۶ ان امور کو سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب ''مرأۃ الزمان'' میں ذکر کیا ہے۔

۷۷ قریش والوں کا کوئی لشکر نہیں تھا' صرف وہی لوگ تھے جو عبدالمطلب کے ہمراہ آئے تھے اور انہوں نے ابرہہ سے جنگ کا ارادہ کیا تھا ـــــ جب مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی تو لوٹ کر چلے گئے تھے۔

Marfat.com

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے برحق سید (سچے سردار) ہیں۔''

حضرت عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تو ابرہہ نے اپنے اس عظیم ہاتھی کے فیل بان کو اشارہ کیا کہ اس ہاتھی کو عبدالمطلب کے سامنے حاضر کر دے جو بادشاہ کو سجدہ نہیں کرتا تھا' تاکہ عبدالمطلب اس ہاتھی کو ڈرائیں ـــــ (جبکہ دوسرے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے) ـــــ ہاتھی نے جب حضرت عبدالمطلب کے چہرہ کی طرف نظر کی تو جس طرح سے اونٹ بیٹھ جاتا ہے' وہ بیٹھ گیا اور سجدہ میں گر گیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھی کو گویا کر دیا۔ اس نے کہا:

''اے عبدالمطلب! اس نور پر سلام ہو جو آپ کی پشت میں ہے۔''

ابرہہ جب مکہ معظمہ میں کعبہ شریف ڈھانے کے لیے آیا تو لشکر کے ساتھ وہ ہاتھی بھی تھا ـــــ وہ ہاتھی بیٹھ گیا۔ آدمیوں نے اس پر شدید چوٹیں لگائیں کہ وہ کھڑا ہو جائے مگر وہ ہاتھی کھڑا نہیں ہوا بلکہ مکہ شریف کی طرف نہیں بڑھا ـــــ اسے یمن کی طرف اس خیال سے بڑھایا کہ مکہ کی طرف پھر پلٹ آئے گا ـــــ اسے مکہ کی طرف پلٹایا وہ کھڑا ہو گیا لیکن مکہ کی طرف نہیں بڑھا۔ ۷۸

پھر اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو دریا سے ابرہہ کے لشکر کی طرف بھیجا ـــــ ان پرندوں میں سے ہر ایک کے ساتھ تین تین پتھر تھے ـــــ ایک پتھر اس کی چونچ میں اور دو پتھر اس کے دونوں پنجوں میں۔ یہ پتھر مسور کے دانہ کی طرح تھے ـــــ ابرہہ کے لشکر میں جس کسی کو وہ پتھر لگتا' وہ ہلاک ہو جاتا تھا ـــــ جب ان لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو مکہ معظمہ سے بھاگتے ہوئے نکلے اور جدھر ان کو راستہ ملا' ادھر کو گرتے پڑتے بھاگتے جاتے تھے اور ہلاک ہوتے جاتے ـــــ

ابرہہ کے جسم میں چیچک کی بیماری پیدا ہو گئی۔ اس کی ایک ایک کر کے ساری انگلیاں گر پڑیں ـــــ اس کے جسم سے پتلا اور گاڑھا ریم اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ اس کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ ۷۹ اس قصہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے اس فرمان سے اشارہ فرمایا ہے۔ **الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل** ـــــ

اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو **الم تر کیف** کس لیے فرمایا' حالانکہ یہ واقعہ بعثت (اعلانِ نبوت) سے کافی عرصہ پہلے رونما ہوا تھا ـــــ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دیکھنے سے مراد علم اور یاد دلانا ہے ـــــ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اصحاب فیل (ہاتھی والے) کے قصہ کی خبر متواتر ہے' لہٰذا جو علم اس خبر سے حاصل ہوگا' وہ ''علم ضروری'' ہوگا اور وہ علم اپنی قوت میں دیکھنے کا مساوی ہوگا۔

یہ قصہ سینہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرف پر دلالت کرتا ہے اور آپ کی نبوت کے لیے آغاز اور قوت کا

---

۷۸ شام کی طرف اس کا رخ کیا تو وہ دوڑتا چلا گیا ـــــ پھر مشرق کی طرف اس کو چلایا' وہ دوڑ کر گیا مگر مکہ کی طرف ایک قدم نہیں بڑھا۔

۷۹ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ صنعائے یمن میں ابرہہ کے سینہ کے دو ٹکڑے ہو گئے ـــــ ایک اور روایت یوں ہے کہ ابرہہ جس وقت ایک سرزمین میں پہنچا' اس کا ایک عضو گر پڑا' یہاں تک کہ بلادِ خثعم میں پہنچا۔ اس وقت اس کے جسم پر اس کے سر کے سوا کچھ نہ باقی تھا' وہ مر گیا ـــــ یہ بھی ممکن ہے کہ ابرہہ بلادِ خثعم میں مرا ہو اور اس کے آدمی اسے مردہ حالت میں لے گئے ہوں۔

Marfat.com

باعث اور ارہاص ہے۔۸۰ــــ اور آپ کی قوم کے ساتھ مخلوق نے جو کچھ اعتنا کیا اور آدمیوں کا اعتنا آپ کی قوم پر ظاہر ہوا تو اس اعزاز سے مطلع کرنے کے لیے اس قصہ کی خبر دی گئی ــــ یہاں تک کہ اہل عرب نے آپ کی قوم سے خضوع کیا اور ان کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے اس بات پر یقین کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کو تمام آدمیوں پر فضیلت اور شرف حاصل ہے ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی حمایت کی اور ان سے اس ابرہہ کا شر رفع فرمایا جس سے جنگ کرنے کی تمام اہل عرب میں طاقت و ہمت نہ تھی۔ غرض یہ تمام باتیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ارہاص سے تھے۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے کہا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ نبوت کی (تقویت) طاقت کے لیے اعلان نبوت سے پہلے معجزات کی تقدیم آغاز کے لیے جائز ہے۔ اسی لیے اعلان نبوت سے پہلے بادل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کرتا تھا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حجاج ابن یوسف نے کعبہ کو ویران کیا اور جو حالات ابرہہ اور اس کے لشکر کے ساتھ پیش آئے' ان میں سے کوئی حادثہ حجاج کے ساتھ پیش نہ آیا ــــ اس کا جواب یہ ہے کہ ابرہہ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے' وہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ازروئے ارہاص واقع ہوئے ــــ ارہاص نبی کے آنے سے پہلے محتاج نہیں ہوتا جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور فرمایا اور آپ کی نبوت قطعی دلائل کے ساتھ مضبوط ہوگئی تو ان حالات میں کسی کی حاجت وضرورت نہ رہی ــــ واللہ اعلم ــــ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کو اس بلا سے نجات عطا فرمائی اور ابرہہ نامراد و نااُمید پلٹ گیا ــــ

اس دوران حضرت عبدالمطلب مقام حجر میں سو رہے تھے کہ انہوں نے ایک عظیم خواب دیکھا ــــ بیدار ہوئے تو خوفزدہ اور مرعوب تھے ــــ قریش کے کاہنوں سے اپنا خواب بیان کیا ــــ کاہنوں نے کہا:

"اگر تمہارا خواب سچا ہوگا تو تمہاری پشت سے ضرور وہ شخص پیدا ہوگا جس پر اہل زمین و آسمان ایمان لائیں گے ــــ اور وہ لوگوں کے درمیان ایسا ہوگا جیسے علم ظاہر ہوتا ہے۔"

حضرت عبدالمطلب نے اسی زمانہ میں حضرت فاطمہ سے شادی کی۔ حضرت فاطمہ اس وقت حضرت عبداللہ ذبیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حاملہ ہوئیں۔

حضرت عبدالمطلب نے جو زمزم کھودا:

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ذبح کا سبب یہ تھا کہ حضرت عبدالمطلب کو زمزم کھودنا پڑا جس کا پس منظر یہ ہے کہ عمرو بن الحارث جرہمی کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے حرم (کعبہ) میں نافرمانی کی اور زیادتیاں کیں۔۸۱ــــ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو

---

۸۰ ارہاص وہ خوارق عادات یا کرامات جو نبوت سے پہلے ہوں ــــ انبیاء علیہ السلام نبوت سے پہلے اولیاء کے درجہ سے قاصر نہیں ہوتے ــــ یہ جائز ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خوارق کا ظہور ہے ــــ ان خوارق کا نام ارہاص ہے ــــ اس کی تفصیل میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ نے کی ہے۔ ائمہ اصول کا یہی مذہب ہے۔

۸۱ زیادتیاں یہ تھیں کہ جو غیر لوگ حرم شریف میں آتے یہ لوگ ان پر ظلم کرتے ــــ کعبہ کے لیے جو مال ہدیہ کے طور پر بھیجا جاتا' یہ لوگ اسے کھا لیتے تھے' اس لیے ان کا حال برا ہوگیا ــــ

Marfat.com

غفلت سے بیدار کیا اور انہوں نے قوم جرہم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا ـــــ عمرو بن الحارث نے غبن کردہ مال میں سے قیمتی اور نفیس ماہ چاہ زمزم میں چھپا دیا اور زمزم کا نشان بھی مٹانے کی کوشش کی۔ پھر اپنی قوم کے ساتھ یمن کی طرف بھاگ گیا ـــــ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا اور خواب میں زمزم کے لیے رہنمائی کی گئی اور زمزم سے متعلق علامات بتلائی گئیں۔ ان علامتوں پر حضرت عبدالمطلب نے زمزم کھودنا چاہا ـــــ لیکن قریش نے مخالفت و ممانعت کی ـــــ ان میں سے کچھ کمینے لوگوں نے انہیں تکلیف بھی پہنچائی جس سے حضرت عبدالمطلب کی آزمائش بڑھ گئی ـــــ ان کی اولاد میں اس وقت فقط حارث تھے ـــــ حارث کے علاوہ ان کا کوئی اور فرزند نہیں تھا ـــــ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی کہ

''اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوں گے اور وہ میرے مددگار ہوں گے یعنی میرے دشمنوں کو دفع کریں گے تو ان میں سے ایک فرزند کو ذبح کروں گا۔''

اس نذر ماننے کے بعد انہوں نے زمزم کھود لیا ـــــ زمزم ان کے لیے باعث عزت و فخر تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کو دس بیٹے عطا فرمائے جن کے نام یہ ہیں:

- حارث
- زبیر
- حجل
- ضرار
- مقوم
- ابولہب
- عباس
- حمزہ
- ابوطالب
- عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان بیٹوں کے باعث حضرت عبدالمطلب کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی قربانی:

حضرت عبدالمطلب ایک رات خانہ کعبہ میں سو گئے ـــــ انہوں نے خواب میں دیکھا' کوئی کہہ رہا تھا:

''اے عبدالمطلب! رب کعبہ کے لیے اپنی نذر پوری کرو۔''

یہ خواب دیکھ کر فکرمند ہوئے' پھر ایک مینڈھا ذبح کیا اور فقراء و مساکین کو کھلا دیا ـــــ حضرت عبدالمطلب پھر سو گئے ـــــ پھر خواب میں کہا گیا:

''مینڈھے سے جو شے اکبر ہے' وہ ذبح کرو۔''

خواب سے بیدار ہوئے اور ایک بیل ذبح کیا۔ پھر سو گئے ـــــ پھر خواب میں کہا گیا:

''اس سے اکبر شے ذبح کرو۔''

آپ نے خواب سے بیدار ہو کر ایک اونٹ ذبح کیا اور مساکین کو کھلا دیا ـــــ پھر سو گئے۔ انہیں یہ ندا کی گئی۔

''جو شے اس سے اکبر ہے' وہ ذبح کرو۔''

حضرت عبدالمطلب نے ندا کرنے والے سے پوچھا:

''اونٹ سے اکبر کیا شے ہے؟'' ـــــ جواب ملا:

''اپنی اولاد میں سے اس ایک فرزند کو ذبح کرو' جس کی تم نے نذر مانی ہے۔''

Marfat.com

اس پر حضرت عبدالمطلب شدید غمگین ہوئے۔ اپنی اولاد کو جمع کیا اور انہیں اپنی نذر کے بارے میں بتلایا ـــــ سب بیٹوں نے کہا:

''ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں ـــــ آپ فرمائیں۔ ہم میں سے آپ کسے ذبح کرنا پسند فرمائیں گے۔''

حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ تم میں سے ہر ایک' ایک بغیر نوک کا تیر لے کر اس پر اپنا نام لکھے ـــــ اور اپنے اپنے نام والے سب تیر میرے پاس لے آؤ ـــــ باپ کے ہدایت پر سبھی اپنے اپنے نام کے تیر لے آئے ـــــ اور ہبل نامی بت کے پاس پہنچے جو خانہ کعبہ میں سب سے بڑا بت تھا۔ قریش کے لوگ اس کے پاس قرعہ ڈالتے تھے ـــــ قرعہ ڈالنے پر مقرر آدمی سے اتفاق کرنا پڑتا تھا کہ قرعہ میں جو کچھ نکلے گا' اس پر راضی ہیں ـــــ جس کا نام جس شے پر نکلتا' وہ اس پر راضی ہوتا ـــــ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کے ناموں کے تیر اس قرعہ انداز کو دیئے ـــــ اور خود کھڑے ہو کر دعا کرنے لگے۔

''اے میرے اللہ! میں نے اپنے بیٹوں میں سے تیرے لیے ایک کے ذبح کی نذر مانی ہے ـــــ میں ان کے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں' جو تجھے منظور ہو اس کا نام نکال دے۔''

قرعہ ڈالنے پر حضرت عبداللہ کا نام نکلا ـــــ حضرت عبداللہ اپنے بھائیوں کی نسبت اپنے باپ کے سب سے پیارے تھے ـــــ ناچار حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور چھری لے کر اساف اور نائلہ نامی بتوں کے پاس آئے ـــــ یہ دو بت کعبہ میں قربانی کے لیے مخصوص تھے۔

قریش کے سردار حضرت عبدالمطلب کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور انہیں ایسا کرنے سے روکا ـــــ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ میں تو اپنی نذر پوری کر رہا ہوں ـــــ قریشی سرداروں نے کہا:

''تم عبداللہ کو ذبح نہ کرو ورنہ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے ـــــ اس طرح سے تو ہمیشہ کے لیے یہ ایک رسم بن جائے گی کہ ہر آدمی اپنے بیٹے کو لا کر ذبح کیا کرے گا ـــــ تم اپنے رب سے معافی مانگو ـــــ تم فلاں کاہنہ سے رجوع کرو ـــــ ہمیں یقین ہے کہ وہ کاہنہ تمہارے لیے بہتر راہ نکال لے گی۔''[۸۲]

قریش کے لوگ مدینہ منورہ کے پاس خیبر میں اس کاہنہ کے پاس گئے ـــــ حضرت عبدالمطلب نے اس سے اپنی نذر اور اپنے فرزند کی قربانی کا ذکر کیا ـــــ اس نے پوچھا:

''تم لوگوں میں نفس کی دیت کتنی ہے؟''

انہوں نے کہا ''دس اونٹ ہیں۔'' ـــــ اس نے سن کر کہا:

''تم لوگ واپس چلے جاؤ ـــــ پھر اپنے بیٹے عبداللہ اور دس اونٹ لے لو۔ دس اونٹوں اور حضرت عبداللہ پر قرعہ ڈالو ـــــ اگر قرعہ حضرت عبداللہ کے نام پر نکلے تو اونٹوں کی تعداد بڑھا دو ـــــ پھر اس طرح قرعہ ڈالتے رہو یعنی ہر ایک قرعہ پر اونٹوں کی تعداد بڑھاتے جاؤ ـــــ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں پر نکل آئے ـــــ اور جب ایسا ہو تو سمجھ لو تمہارا رب راضی ہو گیا اور تمہارے فرزند نے نجات پائی ـــــ پھر یہ سب اونٹ ذبح کر ڈالو۔''

---

۸۲ حافظ عبدالغنی نے اپنی کتاب ''المبہمات'' میں کاہنہ کا نام قطبہ لکھا ہے ـــــ جبکہ ابن اسحاق نے اس کا نام سجاح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے مکہ معظمہ واپس آ کر ایسا ہی کیا ـــــ حضرت عبداللہ کو بھی حاضر کیا اور دس اونٹ بھی اور حضرت عبدالمطلب دعا کے لیے کھڑے ہو گئے ـــــ لیکن قرعہ ان کے فرزند کے نام پر نکلا ـــــ کاہنہ کی تجویز کے مطابق اونٹوں کی تعداد بڑھاتے بڑھاتے سو (۱۰۰) ہو گئی ـــــ جب اونٹ سو (۱۰۰) کی تعداد کو پہنچے تب قرعہ اونٹوں پر نکلا ـــــ چنانچہ اونٹ ذبح کر دیئے گئے اور اسی جگہ چھوڑ دیئے گئے ـــــ ان کا گوشت لینے اور کھانے سے نہ کسی مرد کو روکا گیا اور نہ کسی پرندے یا درندے کو ـــــ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔''

ذبیح حضرت اسماعیل ہیں نہ حضرت اسحاق علیہم السلام:

حضرت معاویہ بن سفیان سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے ـــــ آپ کے حضور ایک اعرابی آیا۔ اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں شہروں کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ قحط کی حالت میں ہیں اور پانی خشک ہو گیا ہے ـــــ مال یعنی اونٹ، بکریاں وغیرہ ہلاک ہو گئے ـــــ اور عیال فاقوں سے ضائع ہو گئے۔

اے ابن الذبیحین! آپ مجھے اس غنیمت سے کچھ عطا کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے۔''

اعرابی کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ابن الذبیحین ہونے سے انکار نہیں کیا ـــــ ۸۳

ذبیحین سے مراد حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہم السلام ہیں ـــــ کچھ علماء کا خیال ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں ـــــ اگر یہ بات صحیح ہو تو یہ کہا جائے کہ عرب چچا کو باپ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

ام کنتم شھداء اذحضر یعقوب الموت اذقال لبینہ ماتعبدون من بعدی قالوالغبد الھك واله آبائك ابراھیم و اسمعیل و اسحق

یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باپ گردانا ہے جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں۔

لوگوں نے حضرت معاویہ سے پوچھا کہ ذبیحین کون لوگ ہیں؟

حضرت معاویہ نے جواب دیا:

''حضرت عبدالمطلب کو جب زمزم کھودنے کے لیے حکم ہوا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر زمزم آسانی سے کھد گیا تو اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو ذبح کریں گے ـــــ زمزم کھودے جانے پر انہوں نے اپنی نذر پوری کرنا چاہی ـــــ اپنے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا جو کہ حضرت عبداللہ کے نام پر نکلا ـــــ چنانچہ حضرت عبدالمطلب انہیں

---

۸۳ جیسا کہ زمخشری نے اپنی کتاب ''الکشاف'' میں روایت بیان کی ہے۔

Marfat.com

ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے لیکن حضرت عبداللہ کے ماموں نے جو بنی مخزوم سے تھے' حضرت عبدالمطلب کو اس سے منع کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ بجائے اس قربانی کے اپنے رب کو راضی کرو اور اپنے بیٹے کا فدیہ دے دو۔۔۔۔ حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے بدلے ایک سو اونٹ دیئے۔۔۔۔

لٰہذا پہلے ذبیح حضرت عبداللہ ہیں اور دوسرے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں''۔

ابن القیم کا کہنا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ذبح مکہ معظّمہ میں تھا۔۔۔۔ اس لیے قربانیاں یوم نحر (دس ذوالحجہ) میں مکہ معظمہ ہی میں ٹھہرائی گئیں۔۔۔۔ جیسا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا مکہ معظمہ ہی میں ہے۔۔۔۔ اور مکہ ہی میں کنکریاں ماری جاتی ہیں جسے رمی جمار کہتے ہیں۔۔۔۔ ان باتوں کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ دونوں وہی ہیں جو مکہ معظّمہ میں تھے' نہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ۔۔۔۔

اور اگر ذبح فرض محال ملک شام میں ہوتا جیسا کہ یہود گمان کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اس گمان کے ہم خیال ہیں اور پھر قربانیاں اور یوم نحر ملک شام میں ہوتے نہ کہ مکہ معظّمہ میں۔۔۔۔ حضرت اسماعیل کے ذبح ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ذبیح کا نام حلیم رکھا ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ذبح کے لیے تسلیم کر دے' اس سے بڑھ کر حکمت والا اور کون ہوگا۔۔۔۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر کیا ہے تو ان کا نام حلیم رکھا ہے۔۔۔۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشری فطرت کے مطابق کہ ماں باپ کو پہلا بیٹا اس اولاد سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جو اس کے بعد ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے بیٹے کی تمنا کی' اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرما دیا۔ بیٹا عطا ہونے پر ان کے دل میں اس کی محبت نے جگہ بنالی۔۔۔۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ اس خلت[۸۴] کا منصب محبوب کی محبت کے باعث توحید کا مقتضی ہے اور یہ کہ اس محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔ لیکن یہاں دل میں بیٹے کی محبت کے لیے بھی گنجائش نکل آئی۔۔۔۔ خلت کو غیرت آئی کہ خلیل کے دل سے یہ دوسری محبت نکال دے۔ چنانچہ محبوب کے ذبح کرنے کے لیے حکم ہو گیا۔ اس کے باوجود حضرت خلیل نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔۔۔۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی محبت بیٹے کی محبت سے بڑھ کر تھی' اعظم تھی۔۔۔۔ اس وقت خلت خالص نظر آئی تو ذبح میں کوئی مصلحت باقی نہ رہی۔ اس لیے کہ عزم اور نفس کا اطمینان دلانے میں یہ مقصد یقیناً حاصل ہو گیا اور یوں ذبح کا حکم منسوخ کر کے ذبیح کا فدیہ دیا گیا اور حضرت خلیل اللہ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔

ان الذبیح هدیت اسمٰعیل　　نطق الکتاب بذاك والتنزیل

''اے مخاطب! تجھے ہدایت ہو کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں' ان کے ساتھ کتاب اور تنزیل ناطق ہے۔''

شرف به خص الا له نبیا　　وابانه التفسیر والتاویل

اس شرف کو حضرت اسماعیل علیہ السلام پر مقصود کر دے کہ وہی ذبیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کے ساتھ ہمارے نبی کریم

۸۴ خلت وہ خالص سچائی ہے جس میں کوئی چیز حائل نہیں ہے۔

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خاص کیا ہے اور اس امر کو کلام الٰہی کی تفسیر اور تاویل نے ظاہر کر دیا ہے۔

معانی بن ذکریا نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عالم سے (جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا) پوچھا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کون سے بیٹے کے ذبح کے لیے حکم ہوا تھا؟''

اس عالم نے جواب دیا:

''واللہ اے امیر المومنین! یہودیوں کو پتہ ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں لیکن عربوں سے حسد کے سبب وہ اسے نہیں مانتے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تمہارے باپ ہوں ــــ یہ حسد اس فضل کی وجہ سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام سے کیا ہے۔ وہ اس فضل سے انکار کرتے ہیں اور یہ گھمنڈ کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں اور وہ بزرگی انہیں عطا کی گئی ہے ــــ وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام یہود کے باپ ہیں۔''

اے رب کریم سے خالص محبت رکھنے والے! تو غور کر کہ اس واقعہ میں کیا سرِ جلیل (اعلیٰ راز) ہے ــــ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نقصان کے بعد ان کے حوصلہ اور سختی کے بعد لطف و کرم فرماتا ہے ــــ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بیٹے کی اپنے وطن بیت المقدس سے دوری ــــ پھر مکہ میں تنہائی و غربت ــــ اور بیٹے کے ذبح پر صبر کیا ــــ اس کا پھل یہ ملا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بیٹے کی نشانیاں اور ان کے قدموں کے روندنے کی جگہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں (شعائر اللہ) قرار دیا اور ان مقامات کو روز قیامت تک کے لیے حج کا حصہ اور عبادت کے لائق قرار دیا ــــ

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت اس شخص کے لیے ہے جو مخلوص میں سے ہے اور

☆ ضعف رکھتا ہے اور ذلت اٹھاتا ہے اور انکسار اختیار کر لیتا ہے۔

☆ مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اور قضا کے ساتھ خوشی سے ملتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی شان کی بلندی کا ارادہ فرماتا ہے اور یہ اس کریم کا فضل ہے۔ ارشاد باری ہے:

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین ونمکن لهم فی الارض ذالك فضل الله یوتیه من یشآء والله ذوالفضل العظیم

''اور ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں پر فضل کریں جو زمین پر کمزور ہیں، وہ فضل یہ ہے کہ ان کو خوف سے نجات دیں، انہیں امر دین میں پیشوا کریں اور ان کو وارث کریں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے، جسے چاہتا ہے، اسے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔''

کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے یہ نذر مانی تھی کہ جس وقت ان کے فرزندے پورے دس ہو جائیں گے، تب وہ ان میں سے ایک کو ذبح کریں گے ــــ حالانکہ ان کی شادی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہالہ سے

Marfat.com

ر پوری کرنے کے بعد ہوئی ـــــــ لہٰذا حضرت عبدالمطلب کے دو بیٹے حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نذر ری کرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ چنانچہ نذر پوری کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے ان دو سمیت نہیں تھے ـــــــ ہیلی نے کہا ہے کہ اس میں اشکال نہیں ہے‘ اس لیے کہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ چچا تھے ـــــــ ایک اور رویت کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دس چچا تھے‘ زیادہ نہیں تھے ـــــــ تو یہ لفظ ؤں اور بیٹوں کے بیٹوں پر حقیقی طور پر واقع ہوتا ہے نہ کہ مجازی طور پر ـــــــ اس صورت میں حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں اور ؤں کے بیٹوں سے دس مرد تھے جس وقت انہوں نے نذر پوری کی۔

سیرت کی کچھ کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں میں سب سے ہوٹے تھے‘ یہ بات اتنی معروف نہیں ـــــــ شاید روایت یہ ہو کہ حضرت عبداللہ اپنی ماں کے بیٹوں میں اصغر تھے ورنہ تاریخ بتاتی ہے کہ

’’حضرت حمزہ‘ حضرت عبداللہ سے چھوٹے تھے ـــــــ جبکہ حضرت عباس‘ حضرت حمزہ سے چھوٹے تھے۔‘‘ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب بھائیوں میں سب سے چھوٹے ہیں ـــــــ حضرت عباس سے روایت ہے کہ:

’’رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا ہونا مجھے یاد ہے۔ میں اس وقت تین برس کا تھا یا تین برس سے کچھ کم یا زیادہ تھا ـــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس لائے گئے۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو عورتیں مجھے کہنے لگیں کہ اپنے بھائی کو پیار کرو ـــــــ میں نے آپ کو پیار کیا۔‘‘

اس صورت میں یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ حضرت عبداللہ ہی اصغر تھے۔ یہ بکائی علیہ الرحمہ کی روایت ہے۔ اس روایت کی یک وجہ یہ ہے کہ جس وقت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذبح کا ارادہ کیا تو اس وقت اپنے بھائیوں میں ہ اصغر ہوں ـــــــ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس واقعہ کے بعد پیدا ہوئے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی شادی:

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے ہمراہ اونٹ ذبح کرنے سے فارغ ہو کر جب واپس ہوئے تو ایک عورت کے پاس سے گزر ہوا۔ جو موضع تبالہ سے تھی [۸۵] مختلف روایات کے مطابق اس عورت کے تین نام ملتے ہیں:

✪ قتیلہ ✪ رقیقہ بنت نوفل ✪ فاطمہ بن مر الخثعمیہ [۸۶]

یہ عورت کاہنہ تھی اور اس کا تعلق بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے تھا ـــــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے مردوں یں سب سے زیادہ حسین تھے۔ اس عورت نے جب وقت حضرت عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا:

’’آپ کے عوض جو اونٹ ذبح کیے گئے ہیں‘ میں آپ کو ان کی مثل دیتی ہوں۔ آپ اس وقت میرے ساتھ صحبت کریں۔‘‘

---

۸۵ تبالہ نام کے دو گاؤں ہیں ایک یمن میں‘ ایک طائف میں شاید اس تبالہ کے پاس گئے ہوں جو مکہ معظمہ کے قریب واقع ہے۔

۸۶ ابو نعیم‘ خرائطی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے۔

Marfat.com

یہ اس نے اس وجہ سے چاہا کہ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ میں نور نبوت دیکھا اور چاہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہو جاؤں ـــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے انکار فرمایا اور یہ عذر کیا کہ میں اس کے لیے حوصلہ نہیں رکھتا۔ میرے باپ میرے ساتھ ہیں اور میں نہ ان کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ان کے خلاف چل سکتا ہوں ـــــ اس امر کو اشعار میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اما الحرام فالممات دونہ   والحل لاحل ناستبینہ

وہ حرام فعل جس کی تو خواہش کرتی ہے سراسر موت کا راستہ ہے اور یہ حلال نہیں ہے کہ میں اسے ظاہر کروں ـــــ یا یہ کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے کہ میں تیری آرزو کو حلال جان کر اسے پورا کروں۔

فکیف بالامر الذی تبغینہ   یحمی الکریم عرضہ و دینہ

جس امر کو تو چاہتی ہے اسے کیونکر کیا جائے ـــــ شریف آدمی اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرتا ہے اور برے کاموں سے اپنے بڑوں کی رسوائی کا باعث نہیں بنتا۔

حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس لائے۔ وہب اپنے نسب اور شرف کے اعتبار سے بنی زہرہ کے سردار تھے ـــــ انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی ـــــ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نسب میں اپنے باپ کی طرف سے اور حسب میں اپنی ماں کی طرف سے قریش کی تمام عورتوں میں افضل تھیں۔

علماء نے گمان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کر کے اپنے گھر لائے۔ شعب ابی طالب میں جمرۃ الوسطیٰ کے مقام پر ان سے صحبت کی ـــــ یہ دوشنبہ کا دن تھا ـــــ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حمل ٹھہر گیا۔ ملاپ کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے نکلے اور صحبت کی آرزومند عورت کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ

''آج تو مجھے وہ دعوت نہیں دے رہی جس کے لیے تو کل خواہاں تھی'' ـــــ

اس نے کہا:

''مجھے آپ سے صحبت کا کوئی شوق نہیں تھا ـــــ میں تو اس نور کی طالب تھی جو آج آپ سے جدا ہو گیا ہے ـــــ کل تک وہ نور آپ کے ساتھ تھا ـــــ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا' یہ اس کی مرضی کہ اس نور کو جہاں چاہے رکھے۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حمل میں عجیب وغریب مشاہدات:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حملہ ہوئیں تو حمل کے دوران کئی عجیب وغریب واقعات و حالات دیکھنے میں آئے جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آئے ـــــ علماء نے کہا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نطفہ طاہرہ اور آپ کے درۂ محمدیہ نے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدف رحم میں قرار پکڑا تو مقامات ملکوت و جبروت سے یہ ندا کی گئی:

Marfat.com

- طہارت شریفہ کی جگہوں کو معطر کرو، شرف اعلیٰ کے مقامات کو خوشبودار بناؤ۔
- صوفیہ ملائکہ مقربین کے لیے جو اہل صدق و صفا ہیں، صفہ ہائے میں عبات کے مصلے بچھاؤ۔"

یہ سب امور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرحت اور سرور کی وجہ سے ہوئے ـــــ اور وہ فخر سوائے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی کو حاصل نہیں ہوا جو ہمیشہ سے محفوظ چلا آرہا تھا ـــــ

- ان کے بطن میں وہ نور منتقل ہوا ہے جو پوشیدہ تھا۔
- اللہ تعالیٰ جو قریب و مجیب ہے، اس نے اس سید برگزیدہ حبیب کے ساتھ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان عورتوں میں وہ خاص اور افضل و برتر مقام عطا فرمایا ہے جو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ہونے کی آرزو رکھتی تھیں ـــــ اسلئے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نسب میں اپنی قوم سے افضل و انحب ہیں ـــــ اور اصل فرع میں اپنی قوم سے پاکیزہ تر اور طیب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں آپ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو وہ ماہ رجب میں جمعہ کی رات تھی ـــــ اللہ تعالیٰ نے جنت کے خازن رضوان کو اس رات میں یہ حکم دیا کہ جنت الفردوس کو کھول دے اور زمین و آسمان میں یوں منادی کی جائے:

> "اے زمین و آسمان کے رہنے والو! سن لو اور جان لو کہ وہ نور مخزون و مستور (چھپا ہوا خزانہ) جس سے نبی ہادی پیدا ہوگا، آج رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں قرار پکڑے گا جس میں آپ کی خلقت (پیدائش) کامل ہوگی ـــــ اور وہ نبی اپنی ماں کے پیٹ سے لوگوں کی طرف ایسے حال میں ظہور کرے گا کہ بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا ہوگا۔"[۸۷]

کعب الاحبار کی روایت میں یہ ہے کہ اس رات آسمان اور اس کے چاروں طرف اور زمین اور اس کے اجزاء میں یہ ندا کی گئی:

> "وہ نور مکنون جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسد شریف کی صورت ہوگی، آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن میں قرار پکڑے گا۔"

- **فیاطوبی لھا ثم یاطوبی لھا**[۸۸] ـــــ اس دن دنیا کے تمام بت صبح کے وقت اوندھے پائے گئے۔
- قریش میں سخت قحط کا عالم تھا۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کے صدقے زمین سرسبز ہوگئی

---

۸۷ سہل بن عبداللہ تستری نے اس بارے میں کہا ہے جسے حافظ خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

۸۸ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ اس کا معنی "طیب، حسن اور خیر" ہے ـــــ صاحب قاموس کے غیر نے اس کا معنی "فرح اور آنکھوں کی ٹھنڈک" بتایا ہے ـــــ ضحاک نے اس کا معنی "عطیہ" لکھا ہے ـــــ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس کا معنی "نعمتیں" ہیں ـــــ حدیث پاک میں یوں بھی آیا ہے ـــــ طوبیٰ للشام فان الملائکة باسطة اجنحتها علیا طوبی ـــــ بروزن فعل، طیب وغیرہ معانی سے مراد ہے ـــــ نہ جنت مراد ہے نہ درخت طوبیٰ

Marfat.com

اور درختوں پر پتے جنم لینے لگے۔

✪ قریش کے پاس ہر طرف سے کثیر خیر آئی____

جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا حمل ٹھہرا' اس سنہ کا نام ''سنہ فتح'' اور ابتہاج (خوشی و مسرت) رکھا گیا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو آپ بیان فرماتی ہیں کہ:

''میں نے جیسے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ اس امت کے سید (سردار) کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں____''

آپ فرماتی ہیں کہ:

''مجھے اس بات کا علم نہیں ہوا کہ میں آپ کے ساتھ حاملہ ہوئی ہوں____ اور نہ میں نے اس حمل سے کچھ بوجھ محسوس کیا____ اور نہ میں نے کسی ایسی چیز کی خواہش پائی جیسا کہ عام طور پر حاملہ عورتوں کا ہر ایک چیز کھانے کو دل کرتا ہے____ مگر میں نے اتنی بات دیکھی کہ میرا حیض موقوف ہو گیا ہے____ اور کوئی آنے والا میرے پاس ایسے حال میں آیا کہ میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ بیدار تھی' اس نے مجھ سے پوچھا' کیا آپ کو اس امر کا علم ہو گیا ہے کہ آپ سید الانام کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں____ پھر اس آنے والے نے مجھے یہاں تک مہلت دی کہ جس وقت میرے جنم دینے کا وقت قریب آ گیا تو وہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ کہو:

اعیذہ بالواحد　　من شر کل حاسد

یہ شعر پڑھنے کے بعد اس کہنے والے نے کہا کہ ''نومولود کا نام مبارک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) رکھو۔''

ابن اسحاق کے غیر کی روات میں ہے کہ اس کہنے والے نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ یہ تعویز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بازو پر باندھ دو____ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میں ایسے حال میں بیدار ہوئی کہ میرے سر کے پاس سونے کا ایک قطعہ تھا جس میں اشعار لکھے ہوئے تھے:

اعیذہ بالواحد　　من شر کل حاسد

''اللہ تعالیٰ جو ذات و صفات اور اسماء میں ایک ہے' سے ہر ایک حاسد کے شر سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگہبانی اور حفاظت چاہتی ہے۔

و کل خلق راید　　من قائم و قاعد ۸۹

ہر اس مخلوق سے جو برائی کی آرزو رکھتی ہے' کھڑی ہے یا بیٹھی ہے' تمام کے شر سے پناہ چاہتی ہے۔

من السبیل حاید　　علی الفساد جاھد

مخلوق میں سے جو بھی سیدھی راہ سے ہٹا ہوا ہے اور فساد و خرابی کے لیے کوشش کرتا ہے' اس سے پناہ چاہتی ہوں۔

۸۹ راید____ وہ شخص جسے گھاس کے لیے بھیجیں____ طالب شر سے مراد ہے جو برائی کی طرف سبقت کرے۔

Marfat.com

من نافث او عاقد وکل خلق مارد

ایسا فساد پر کوشش کرنے والا کہ وہ جادوگر ہے اور گرہوں میں سحر پھونکتا ہے اور ہر اس شخص سے پناہ چاہتی ہوں جو سرکش ہے اور سینہ زوری کرنے والا ہے۔

یاخذ بالمراصط۹۰ فی طراق الموارد ۹۱

''ماردیا'' مخلوق سے ہر وہ شخص کہ گھات کی جگہوں کو آدمیوں کے جمع ہونے کے راستہ میں پکڑتا ہے' اس سے پناہ چاہتی ہوں۔''

شداد بن اوس سے یہ روایت ہے کہ نبی عامر سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے حال کی کیا حقیقت ہے؟ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے امر کی یہ ابتداء ہے کہ آپ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں ــــــ اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں ــــــ اور میں اپنے ماں باپ کا پہلا بیٹا ہوں۔ جیسے عورتیں حاملہ ہوتی ہیں' میری ماں میرے ساتھ زیادہ بھاری حمل سے حاملہ ہوئی ــــــ میری ماں حمل کا بھاری پن جو پاتی تھی تو اپنی ہم صحبت عورتوں سے اس کا ذکر کرتی تھی ــــــ پھر یہ ہوا کہ میری ماں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ

''وہ مولود جوان کے بطن میں ہے' نور ہے۔''

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حمل میں طبیعت کو بوجھل پایا جبکہ باقی حدیثوں میں ہے کہ انہوں نے طبیعت کو بوجھل نہیں پایا ــــــ حافظ ابونعیم نے شداد بن اوس کی اس حدیث اور دوسری حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ:

''حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حمل کے باعث طبیعت میں بھاری پن حمل کے ابتدائی علقہ میں تھا اور استمرار حمل کے وقت دور ہو گیا ــــــ لہٰذا حمل کا امر دونوں حالتوں میں اور عورتوں کی معروف عادت سے خارج ہوگا۔''

حافظ ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو ان کے حمل کی دلیل یہ تھی کہ حمل کی رات قریش کے کل چوپائے گویا ہو گئے تھے اور یہ کہتے تھے:

''قسم ہے رب کعبہ کی! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حمل ٹھہر گیا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے امام اور اہل دنیا کے آفتاب ہیں'' ــــــ

---

۹۰ یاخذ بالمراصد ــــــ مارد کی صفت ہے یا خلق کی صفت ہے۔

۹۱ حافظ عبدالرحیم العراقی نے کہا ہے کہ بعض سیرت نگاروں نے ان اشعار کو اسی طرح سے ذکر کیا ہے اور ان اشعار کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے گردانا ہے ــــــ جبکہ حال یہ ہے کہ ان اشعار کی کچھ اصل نہیں ہے ــــــ
بے شک بیہقی کے نزدیک ابن اسحاق کی حدیث سے یہ اشعار آئے ہیں' ان میں بعض الفاظ کا اختلاف ہے۔

Marfat.com

دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی کا تخت باقی نہ رہا' صبح کو اوندھا پایا گیا ــــ مشرق کے وحشی جانور' مغرب کے وحشی جانوروں کی طرف بشارت کے ساتھ دوڑے ــــ اور اسی طرح دریا کی مخلوق میں سے بعض بعض کو بشارت دیتی تھی ــــ آپ کے حمل کے مہینوں سے ہر ایک مہینہ میں آپ کے لیے ایک ندا زمین پر اور ایک ندا آسمان پر یہ ہوتی تھی کہ:

''تم لوگوں کو بشارت ہو' وہ وقت آ پہنچا کہ ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں ظہور فرمائیں کہ وہ میمون اور مبارک ہوں۔''

یہ حدیث شدت سے ضعیف ہے ــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر سے یہ روایت ہے کہ اس رات کوئی گھر باقی نہ رہا جو نور سے منور نہ ہوا ہو ــــ اور کوئی جگہ باقی نہ رہی جس میں نور داخل نہ ہوا ــــ اور قریش کا ہر چوپایہ گویا ہو گیا۔

ابو زکریا یحییٰ بن عایذ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نو ماہ کامل اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں رہے ــــ اس دوران درد سر' ہاتھ پیر کی تکلیف اور پیٹ کی آنتوں کے درد کی وہ شکایت نہیں کرتی تھیں ــــ اور نہ کسی قسم کی ریح کی شکایت ــــ نہ ہی کوئی ایسی شکایت جو بالعموم حاملہ عورتوں کو لاحق ہوتی ہے ــــ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:

''میں نے اس حمل سے زیادہ خفیف (ہلکا) حمل کسی عورت میں نہیں دیکھا ــــ اور نہ ہی اس سے زیادہ عظیم برکت والا کسی کا حمل دیکھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال:

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی یہ کیفیت ہے کہ قریش جب تجارت سے واپس آئے تو مدینہ یثرب کے پاس سے ان کا گزر ہوا ــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ ضعف کی حالت میں لوٹے ــــ بیماری وضعف کے باعث اپنے باپ کے ماموؤں کے ہاں رک گئے جو بنی عدی بن النجار سے تھے ــــ بیماری کی حالت میں ان کے پاس ایک مہینے ٹھہرے رہے ــــ جب ان کے ہمراہ جانے والے مکہ معظمہ میں سفر تجارت سے واپس پہنچے تو حضرت عبدالمطلب نے ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا ــــ انہوں نے بتلایا کہ وہ بیماری اور کمزوری کے باعث یثرب میں رک گئے ہیں ــــ حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کے پاس ان کے بھائی حارث کو بھیجا کہ ان کی خیر خبر لائیں ــــ حارث جب یثرت پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی آمد سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے ــــ

ان کی تدفین کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

☆ انہیں دار بتابعہ میں دفن کیا گیا ☆ مقام ابواء میں دفن کیے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو ملائکہ نے عرض کیا:

Marfat.com

''اے ہمارے اللہ! ــــ اے ہمارے سید! ــــ تیرا نبی یتیم رہ گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا:

''میں اس نبی کا حافظ ہوں ــــ اور اس کا نصیر ہوں۔''

کسی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماں باپ کی طرف سے کس لیے یتیم کیے گئے؟''

امام ممدوح نے فرمایا:

''اس میں اللہ کی یہ حکمت تھی کہ آپ پر مخلوق کا حق نہ ہو۔''[۹۲]

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت عمر سے متعلق مختلف روایات ہیں:

- واقدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ کی وفات کے بارے میں اثبت قول یہ ہے کہ قول یہ کہ پچیسویں سال میں وفات پائی۔
- ابو احمد حاکم نے کہا ہے کہ تیس سال میں وفات پائی ہے۔
- حافظ علائی اور ابن حجر نے اس قول کو صحیح کہا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارویں سال میں وفات پائی ــــ اس قول کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اختیار کیا۔

والد ماجد کے وصال پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک:

اس ضمن میں مختلف روایات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حمل کے دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔
- دولابی کا یہ قول ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہد میں تھے' اس وقت آپ کے والد ماجد نے وفات پائی۔
- ابن خثیمہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو ماہ کے تھے۔
- اور کہا گیا ہے کہ سات ماہ کے تھے۔
- یہ بھی کہا گیا ہے کہ اٹھارہ ماہ کے تھے۔
- اور جو قول راجح اور مشہور ہے' وہ یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد نے جب وصال فرمایا' آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت شکم مادر مبارک میں تھے۔

---

۹۲ ابو حیان نے اس گفتگو کو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی تفسیر ''بحر'' میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

شوہر کے فراق میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اظہارِ غم:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے وصال پر ان کی جدائی میں یوں اظہارِ غم فرمایا:

عفا جانب البطحاء من آل هاشم ۹۳ وجاور لحد اخار جا فی الغما غم

آل ہاشم سے بطحا کا علاقہ خالی ہو گیا ــــ آل ہاشم سے مراد حضرت عبداللہ ہیں ــــ وہ ایسے حال میں کفنوں میں لپٹے ہوئے ہیں کہ قبر کے مجاور ہو گئے ہیں اور اپنے گھر والوں سے دور ہو گئے ہیں۔

دعة المنايا دعوة فاجابها ۹۴ وما تركت فی الناس مثل ابن هاشم

حضرت عبداللہ کو ملک الموت نے بلایا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حاضر ہوں ــــ موت نے آدمیوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔

عشيه راحو ايحملون سريره ۹۵ تعاوره اصحابه فی التزاحم

جو لوگ ان کے دفن کرنے کو آئے تھے' ایسے حال میں گئے کہ ان کی سریر کو اٹھائے ہوئے تھے ــــ وہ اٹھانے والے ان کے دوست احباب تھے' وہ باری باری سے ان کے جنازہ کے سریر کو مزاحمت کے ساتھ لیتے تھے یعنی ایک دوسرے کے ساتھ سریر کے لینے میں سبقت کرتا تھا یعنی ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ جنازہ کے سریر کو میں لے چلوں ــــ اس سے جنازہ کی عظمت مراد ہے۔

فان تك غالته المنايا وريبها فقد كان معطاء كثير التراحم

موت اور اس کے اسباب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غفلت کی حالت میں ہلاک کر دیا ــــ لوگوں نے ان کی موت سے اس لیے افسوس کیا کہ وہ کثرت سے عطا کرتے اور کثرت سے ترحم فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے وقت حالات:

ابونعیم نے عمر بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنم دینے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا:

''آسمان کے تمام دروازے کھول دو ــــ اور ساتوں جنتوں کے بھی سارے دروازے کھول دو ــــ''

اس دن آفتاب کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا ــــ یعنی آفتاب کے نور اور کثیر کر دیا گیا ــــ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت اور کرامت کی وجہ سے آپ کی پیدائش کے سال دنیا کی تمام عورتوں کو اولاد نرینہ سے نوازا۔ ۹۶

---

۹۳ یہاں عفا کا معنی ''خالی ہونا'' ہے ــــ غماغم وہ شے ہے جس میں کوئی شے لپیٹی جائے' یہاں مراد ''کفن'' ہے۔

۹۴ منایا — منیہ کی جمع ہے۔ بہ تشدید بمعنی موت ــــ لفظ دعوة کی جگہ بغتة بھی آیا ہے۔ بمعنی اچانک و یکا یک بلانے کا فاعل موت ہے ــــ یہاں پر مراد ملک الموت ہے کہ روحیں قبض کرتے ہیں۔

۹۵ عشیہ ۔ آخر دن ــــ سریر' جس پر مردہ کو لے جائیں ــــ فی التزاحم میں فی بمعنی مع ساتھ ہے۔

۹۶ اس حدیث کا راوی مطعون (بدنام و رسوا) ہے۔

Marfat.com

ابونعیم نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔۹۷ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جس وقت میرے حمل سے مجھے چھ مہینے گزر گئے کہ کوئی آنے والا میرے پاس خواب میں آیا اور اس نے مجھ سے یہ کہا کہ:

''اے آمنہ! تم خیرالعالمین کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو۔۔۔۔ جس وقت ان کو جنم دو تو ان کا نام **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھو۔۔۔۔ اورتم امر کو وضع حمل تک چھپاؤ۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''پھر مجھے وہ دردزہ ہوا جو حاملہ عورتوں کو ہوتا ہے۔۔۔۔ میرا حال نہ کسی مرد نے جانا اور نہ کسی عورت کو معلوم ہوا۔ میں اس وقت گھر میں تنہا تھی جبکہ حضرت عبدالمطلب اس وقت طواف کعبہ میں تھے۔۔۔۔ میں نے ایک عظیم آواز سنی جیسے دیوار گرتے وقت دھم سے ہوتی ہے۔۔۔۔ ایسا عظیم امر دیکھا جس نے مجھ کو ڈرا دیا۔۔۔۔ اس کے بعد ایک سفید پرندے نے اپنا بازو میرے دل پر مل دیا۔ اس کے بازو ملنے سے اس وقت مجھ کو جو رعب تھا' جاتا رہا اور ایک قسم کا درد جسے میں محسوس کرتی تھی' چلا گیا۔۔۔۔ میں نے پینے والی سفید چیز کا برتن دیکھا' میں نے اس میں سے پی لیا۔۔۔۔ پھر میرے پاس ایک ایسا نور آیا جو بلند تھا۔۔۔۔

پھر میں نے ایسے دراز قد کی عورتیں دیکھیں جو کھجور کے درختوں کی طرح دراز قد تھیں' گویا عبدالمناف کی بیٹیوں میں سے تھیں۔۹۸۔۔۔۔ ان عورتوں نے چاروں طرف سے مجھے گھیر لیا۔۔۔۔ میں حیران ہو رہی تھی اور دل میں واغوثاہ کہتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ ان عورتوں نے میرا احوال کہاں سے معلوم کر لیا جو میرے پاس آئی ہیں (اس روایت کے غیر نے کہا ہے کہ) ان عورتوں نے مجھ سے کہا ہم

- آسیہ (فرعون کی بیوی) اور
- مریم بنت عمران (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ)

ہیں۔۔۔۔ اور ہمارے ساتھ یہ عورتیں حورعین ہیں۔۔۔۔ مجھ پر امر سخت ہو گیا اور پہلے جو آواز دھم سے میں نے سنی تھی' اس سے زیادہ ہولناک آواز میں ہر گھڑی سنتی تھی۔۔۔۔ میں جبکہ اسی حالت میں تھی کہ میں نے یکایک سفید دیباج موجود پایا (جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے پھیلایا گیا ہے)۔۔۔۔ اس دوران میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔

''جس وقت یہ پیدا ہوں تو تم دونوں ان کو آدمیوں کی آنکھوں سے علیحدہ کر لو۔''

میں نے مردوں کو دیکھا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کی ابریقین ہیں (مردوں کی شکل میں ملائکہ تھے)۔۔۔۔ پھر میں نے پرندوں کی ایک ٹکڑی دیکھی جو آگے سے آئی۔ وہ پرندے اتنے کثیر تھے کہ انہوں نے میرے حجرے کو ڈھانپ لیا۔۔۔۔ ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی تھیں اور ان کے بازو یاقوت کے تھے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے میری نگاہ سے حجاب

---

۹۷ ابوسعید عبدالملک نیشاپوری نے اپنی کتاب ''معجم کبیر'' میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کو صاحب کتاب ''السعادۃ والبشریٰ'' نے ابوسعید سے نقل کیا ہے۔ ابوسعید نے اپنی طویل حدیث میں حضرت کعب سے روایت کی ہے۔

۹۸ عبدمناف کی بیٹیاں دراز قد تھیں اور حسن کے باعث دیگر عورتوں میں حسین وجمیل واجمل تھیں۔

Marfat.com

اٹھا دیئے۔ میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا ـــــ پھر میں نے تین جھنڈے دیکھے جو نصب کیے گئے تھے:

- ایک جھنڈا مشرق میں تھا
- ایک جھنڈا مغرب میں تھا اور
- ایک جھنڈا کعبہ شریف کی چھت پر قائم تھا۔۹۹

اس کے بعد مجھے دردِ زہ شروع ہوا اور میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنم دیا ـــــ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو سجدے میں پایا۔ (آپ حقیقت میں ساجد تھے) تضرع اور عاجزی کرنے والے کی طرح آپ نے اپنی شہادت کی انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھا رکھا تھا اور باقی انگلیاں بند کر لی تھیں ـــــ پھر آسمان سے سفید بادل آیا' اس نے آپ کو ڈھانپ کر مجھ سے غائب کر دیا ـــــ اور یہ ندا آئی:

''آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا طواف کراؤ۱۰۰ ـــــ اور آپ کو سمندروں میں داخل کرو تاکہ سمندر کی مخلوق آپ کے نام مبارک کو پہچان لے۔۱۰۱ اور آپ کی صفت کو پہچان لے اور اس امر کو پہچان لے کہ آپ کا نام سمندروں میں ماحی ہے ـــــ کفر اور شرک سے کوئی شے باقی نہ رہے گی مگر آپ کے زمانہ میں سمیٹ دی جائے گی۔''

پھر وہ بادل بہت جلد آپ سے ہٹ گیا۔۱۰۲

یہی حدیث مختلف انداز پر مگر اضافات کے ساتھ صاحب ''السعادۃ والبشریٰ'' نے بھی روایت کی ہے کہ جب سفید بادل نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ مجھ سے غائب ہو گئے ـــــ تو اس دوران آنے والی ندا میں یہ بھی شامل تھا کہ:

''ہر ایک ذی روح کے سامنے جو جن اور انسان اور فرشتے اور پرندوں سے ہے' آپ کو پیش کرو اور آپ کو

- حضرت آدم علیہ السلام کا خلق
- شیث علیہ السلام کی معرفت
- نوح علیہ السلام کی شجاعت
- ابراہیم علیہ السلام کی خلت
- اسماعیل علیہ السلام کی زبان
- اسحاق علیہ السلام کی رضا

---

۹۹ اس کی حکمت سے شاید اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی شریعت مشرق و مغرب میں عام ہوگی اور مکہ پر برتری حاصل کرے گی اور اس طور پر ظاہر ہوگی جیسے علم ظاہر ہوتا ہے۔

۱۰۰ زمین کے طواف کی خصوصیات اس لیے ہے کہ زمین آپ کی بعثت اور ظہور کی جگہ ہے۔

۱۰۱ زمین پر سات سمندر ہیں ـــــ ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہب اور حسان بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ زمین کی مسافت پانچ سو برس کی ہے ـــــ زمین کے سمندر زمین ہی سے ہیں ـــــ سمندروں کی مسافت تین سو برس کی ویران زمین اور آباد زمین کی مسافت یکساں ہے یعنی ایک ایک سو برس کی۔

۱۰۲ یہ حدیث اس قسم سے ہے جس میں علماء نے کلام کیا ہے ـــــ مصنف نے یہ حدیث اس لیے ذکر کی ہے کہ یہ حدیث مولدوں میں مشہور ہے تاکہ لوگ اس پر متنبہ ہو جائیں ـــــ خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ جیسے کہ اس حدیث کو صاحب ''السعادۃ والبشریٰ'' نے بھی روایت کیا ہے ـــــ

Marfat.com

- صالح علیہ السلام کی فصاحت
- لوط علیہ السلام کی حکمت
- یعقوب علیہ السلام کی بشارت
- موسیٰ علیہ السلام کی شدت قوت میں
- ایوب علیہ السلام کا صبر
- یونس علیہ السلام کی طاعت
- یوشع علیہ السلام کا جہاد
- داؤد علیہ السلام کی آواز
- دانیال علیہ السلام کی حب
- الیاس علیہ السلام کا وقار
- یحییٰ علیہ السلام کی عصمت
- عیسیٰ علیہ السلام کا زہد

عطا کرو ــــ اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے اخلاق میں آپ کو غوطہ دوں۔[۱۰۳]

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ بادل مجھ سے ہٹ گیا تو میں نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ آپ ایک ایسے سبز حریر کو پکڑے ہوئے ہیں کہ لپٹنے کے طور پر سخت لپٹا ہوا ہے اور اس حریر سے پانی نکل رہا ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے تمام دنیا پر قبضہ کرلیا ہے اور اہل دنیا میں سے کوئی مخلوق نہ رہی مگر آپ کے قبضہ میں خوشی سے داخل ہوگئی۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا اور آپ سے مشک اذفر کی خوشبو کی طرح مہک آرہی تھی ــــ اس دوران میں نے تین آدمیوں کو دیکھا:

- ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ابریق تھی'
- دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا'
- تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا

اس نے اس حریر کو پھیلایا اور اس میں سے اس نے ایک ایسی مہر نکالی کہ دیکھنے والوں کی بینائی اس کے نور سے متحیر ہوتی ہیں۔ پھر اس ابریق سے آپ کو سات بار غسل دیا۔ پھر آپ کی دونوں شانوں کے درمیان اس مہر سے مہر لگا دی اور آپ کو حریر میں لپیٹ دیا ــــ پھر آپ کو اٹھایا اور اپنے بازوؤں کے درمیان ایک ساعت رکھا۔ پھر آپ کو میری طرف پھیر دیا۔[۱۰۴]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو جنت کے خازن رضوان نے کہا:

---

۱۰۳ انبیاء کرام کی جن خصوصیات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کو عطا کر دی جائیں ــــ یہ اوصاف حمیدہ دراصل آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات ارفع واعلیٰ کی شعاعیں ہیں جن میں سے ہر نبی کو علیحدہ علیحدہ وصف عطا ہوا ــــ سب نبی آپ کی تشریف آوری کی بشارت دینے آئے تھے اور سبھی آپ کی امت میں سے ہونے کے آرزومند تھے ــــ لہٰذا یہ تمام کمال وعروج جمیع اوصاف حمیدہ آپ کے ظہور فرمانے پر آپ کی ذات ذیشان میں پھر مرتکز ہو گئے ہیں ــــ طاہر

۱۰۴ اس حدیث کو ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ــــ یہ حدیث منکر ہے اور حافظ ابوبکر بن عایذ نے اپنی کتاب ''مولد'' میں روایت کیا ہے کہ اس کو ابوبکر سے شیخ بدرالدین زرکشی نے ''شرح بردۃ المدیح'' میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ! آپ کو بشارت ہو کہ کسی نبی کے لیے علم باقی نہ رہا مگر آپ کو وہ علم دیا گیا ___ آپ کل انبیاء علیہم السلام سے علم میں اکثر ہیں ___ اور قلب میں ان تمام سے اشجع ہیں۔''

شکم مادر سے دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کس عالم میں تشریف لائے:

ایک اور روایت میں مختلف کیفیت بیان ہوئی ہے کہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنم دیا تو آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے روشن ہوگئی اور آپ شکم مادر۔ سے دنیا میں اس عالم میں تشریف لائے کہ آپ دونوں ہاتھوں پر ٹینکا دیئے ہوئے تھے ___ پھر آپ نے ایک مٹھی خاک لی اور اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھایا ___

شکم مادر سے دنیا میں تشریف لانے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق مزید روایات ملتی ہیں:

- جب آپ زمین پر واقع ہوئے' ایسے حال میں کہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو بند کیے ہوئے تھے اور شہادت کی انگلی سے اس طور پر اشارہ فرمارہے تھے جیسے تسبیح پڑھنے والا شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتا ہے ___ (طبرانی کی روایت)
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت آموجود ہوا تو جس وقت آپ پیدا ہوئے' میں نے دیکھا کہ مکان نور سے معمور ہوگیا ___ اور میں نے دیکھا کہ تارے اتنے قریب ہوگئے تھے کہ مجھے یوں لگا کہ جیسے مجھ پر گر پڑیں گے ___ (بیہقی کی روایت)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے حال میں خاتم الانبیاء تھا کہ آدم علیہ السلام اپنی طینت میں پڑے تھے اور ___ میں تم لوگوں کو اپنے واقعہ کی خبر دیتا ہوں کہ میں

- ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی دعا ہوں

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم

- میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں ___

ومبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

- میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جسے انہوں نے جاگتی آنکھوں سے دیکھا تھا نہ کہ نیند کے خواب میں۔ نبیوں کی مائیں ایسا ہی دیکھا کرتی ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت پر شام کے محلات روشن ہوگئے:

اس معجزہ پر کئی روایات کتب سیر میں مذکورہ ہیں' ملاحظہ فرمائیں:

☆ جس وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا تو ایسا نور دیکھا جس سے ملک شام کے محلات اتنے روشن ہوگئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ان کو دیکھا۔[105]

---

105 حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے ___ اور اس حدیث کی روایت ابونعیم نے عطا بن یسار سے اور انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

☆ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ جو بنی سعد سے تھیں (غالباً حلیمہ سعدیہ) سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے دیکھا گویا میرے سامنے سے ایسا شہاب ثاقب نکلا جس سے کل زمین روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے قصور دیکھے۔

☆ ہمام بن یحییٰ نے اسحٰق بن عبداللہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے کہا ہے کہ جب میں نے آپ کو جنم دیا تو میرے پیش سے ایسا نور نکلا جس سے شام کے قصور روشن ہو گئے ـــــ میں نے آپ کو ایسے حال میں جنم دیا کہ آپ ایسے پاک وصاف تھے کہ آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی ـــــ (ابن سعد کی روایت)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس ابن عبدالمطلب نے اس حالت کی طرف اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے:

وانت لما ولدت اشرقت الارض   وضاءت بنورك الافق

جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نورِ مبارک سے آسمان کے کنارے بھی روشن ہو گئے۔

فنحن فی ذالك الضياء و فی النور   و سبل الرشاد نخترق

''ہم لوگ اس ضیاء اور نور میں ہیں اور رشاد کے راستوں میں گزر رہے ہیں۔''

حافظ ابن رجب نے ''لطائف المعارف'' میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت کے وقت اس نور کا نکلنا دراصل اس نور کی طرف اشارہ ہے جس کو آپ لائیں گے اور اہل زمین اس سے ہدایت پائیں گے اور اس کے سبب شرکت کی ظلمت زائل ہو جائے گی ـــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قدجاءکم من اللہ نور وکتاب مبين يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ويخرجهم من الظلمات الى النور باذنه

لیکن بصرہ کے محلات کا اس نور سے روشن ہوجانا جو آپ کے ساتھ نکلا ـــــ اس طرف اشارہ ہے کہ ملک شام آپ کے نورِ نبوت کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ شام آپ کا دارالملک ہے۔ کعب الاحبار نے بیان کیا ہے کہ قدیم کتب میں ہے:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ معظمہ میں ہے ـــــ اور آپ کی ہجرت کی جگہ یثرب میں ہے ـــــ اور آپ کا ملک شام میں ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت مکہ معظمہ سے ظاہر ہوئی اور آپ کے ملک کا پھیلاؤ ملک شام تک ہو گیا ـــــ اس لیے آپ کو شب معراج میں شام کی طرف بیت المقدس تک سیر کرائی گئی ـــــ جیسے کہ آپ سے پہلے حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تھی ـــــ اور شام ہی میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے ـــــ اور شام ہی محشر کی زمین اور خلق کے نشر کرنے کی جگہ ہے۔۱۰۶ ـــــ ارشاد نبوی ہے:

علیکم بالشام فانھا خیرۃ اللہ من ارضہ مجتبیٰ الیھا خیرۃ من عبادہ

''آخر زمانہ میں تم لوگ شام میں قیام اپنے اوپر لازم ٹھہرا لینا' ملک شام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین سے برگزیدہ کیا ہے کیونکہ شام میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو جمع کرے گا۔''۱۰۷

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ ''شفا'' سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا۔ آپ میرے ہاتھوں پر آ گرے اور آپ نے آواز کی ـــــ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ ''رحمك الله'' ! مشرق اور مغرب کا درمیان مجھ پر اس قدر روشن ہو گیا کہ میں نے روم کے محلات دیکھے ـــــ پھر میں نے آپ کو دودھ پلایا ـــــ آپ کی والدہ ماجدہ کا دودھ پلایا یا اپنا دودھ پلایا ـــــ ۱۰۸ ایک اور روایت میں دودھ پلانے کی بجائے اس طرح سے ہے کہ میں نے آپ کو آپ کا لباس پہنایا اور لٹا دیا ـــــ شفا کہتی ہیں کہ مجھے زیادہ دیر نہیں گزری کہ ظلمت اور رعب نے مجھے ڈھانپ لیا' پھر آپ مجھ سے غائب کر دیئے گئے ـــــ پھر میں نے سنا کہ ایک فرشتہ کہہ رہا تھا:

''تو انہیں کہاں لے گیا تھا؟'' ـــــ دوسرے جواب دیا

''میں آپ کو مشرق کی طرف لے گیا تھا۔''

شفا کہتی ہیں کہ یہ بات ہمیشہ میرے دل میں تھی یہاں تک کہ آپ نے رسالت کا اظہار فرمایا ـــــ اسلام لانے میں میں اول ہوں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر یہودیوں کے تاثرات:

بیہقی اور ابونعیم نے حسان بن ثابت سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے عجائبات پر ایک حدیث روایت کی ہے کہ میں سات یا آٹھ برس کا لڑکا تھا۔ جس شے کو میں دیکھتا اسے جان لیتا تھا ـــــ اور جو بات میں سنتا' اسے سمجھ لیتا تھا ـــــ یکایک میں نے سنا کہ صبح صبح ایک یہودی چیخ رہا ہے اور یامعشر یھود کہہ کر یہودیوں کو پکار رہا ہے ـــــ یہودی اس کے پاس جمع ہو گئے ـــــ انہوں نے اسے کہا:

''تجھ پر افسوس ہے' تجھ کیا ہو گیا ہے کہ صبح صبح چیخ رہا ہے؟''

اس نے کہا:

''احمد کا وہ ستارہ جس کے ساتھ آج کی رات وہ پیدا ہوئے ہیں' طلوع ہو گیا ہے۔''

---

۱۰۶ یعنی مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر شام کی زمین میں بکھر جائیں گے اور پھر وہاں جمع ہوں گے۔

۱۰۷ اس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد' ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے۔

۱۰۸ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دس رضاعی ماؤں میں شفا کا نام شامل نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی جس نے مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کی تھی، جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی' اس نے پوچھا:

''اے قریش والو! کیا تم میں سے کسی کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟''

قریش نے کہا:

''ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔'' ــــ اس نے کہا:

''تم لوگ دیکھو' آج کی رات اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے ــــ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے۔''

اہل قریش اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور انہوں نے جا کر پوچھا تو انہیں پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے ــــ وہ یہودی قریش کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس آیا ــــ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قریش کو دکھانے کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نکالا ــــ اس یہودی نے علامت (مہر نبوت) دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا ــــ ہوش میں آ کر اس نے کہا کہ:

''بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی ــــ اے گروہ قریش! سن لو واللہ یہ نبی تم لوگوں پر رعب و دبدبہ سے ایسا غلبہ کرے گا جس کی خبر مشرق اور مغرب سے ظہور کرے گی۔''[۱۰۹]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر کسریٰ کے محل میں زلزلہ:

آپ کے عجائب ولادت میں وہ حدیث ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے ــــ اور طبریہ کا بحیرہ خشک ہو گیا ــــ ایران کے آتش کدے کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے جل رہی تھی۔[۱۱۰]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر شیطانوں کو آگ کی مار:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شیطانوں کو آسمانوں سے نہیں روکا جاتا تھا' وہ بلا روک ٹوک آتے جاتے تھے ــــ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا پر تشریف لائے تو شیاطین پر تین آسمانوں میں آنے سے روک دیا گیا ــــ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو شیاطین پر تمام آسمان بند کر دیئے گئے ــــ انہیں آگ کے شعلے مارے جاتے تھے۔

شیاطین کی جو جماعتیں آسماں پر جاتی تھیں' وہاں کے بھید چرا کے لاتی تھیں ــــ آئندہ کے لیے جو امور طے کیے جاتے

---

۱۰۹ یعنی اس نبی کے غلبہ کی باتیں مشرق اور مغرب میں ہوں گی ــــ اس حدیث کو یعقوب بن سفیان نے حسن اسناد سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ فتح الباری میں کہا ہے۔

۱۱۰ اس حدیث کو بیہقی اور ابونعیم نے ــــ اور خرائطی نے ''ہواتف'' میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے ــــ ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی تعداد کے موافق کسریٰ کے خاندان کے ملوک اور ملکات ملک کے مالک ہوں گے ــــ انہی میں سے چار سال میں دس بادشاہ ملک کے مالک ہوں گئے ــــ اسے ابن ظفر نے ذکر کیا ہے ــــ ابن سید الناس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کے باقی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک ایران کے مالک ہوئے۔

Marfat.com

تو فرشتوں کی باتیں سن سن کر شیاطین ان سے کاہنوں، جادوگروں کو خبر دیتے تھے۔ اس لیے ان کو ان باتوں سے منع کر دیا گیا۔ ___ شقراطیسی شاعر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں کتنا اچھا کہا ہے:

ضیاء لمولذہ الافاق واتصلت بشری الھواتف فی الاشراق والطفل [111]

طفلت الشمس ___ معنی یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت زمین کے اطراف روشن ہو گئے یعنی زمین روشن ہوگئی اور غیبی فرشتوں کی بشارت کہ آپ پیدا ہوئے، دن کے اول میں یعنی سحری کے وقت ولادت ہوئی اور آخر میں متصل ہوگئی ___ گویا آپ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی اور نبیوں میں سب سے آخر میں تشریف لائے تو یوں اس خبر کو دوام ہوگیا۔

وصرح کسری تداعی من قواعدہ [112] وانقض منکسر الارجاء ذامیل

یعنی کسریٰ کا وہ قصر (محل) جو اس قدر بلند و وسیع و عریض تھا کہ دیکھنے والوں کو دور سے دکھائی دیتا تھا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر اپنی بنیادوں سے گر رہا تھا، بالآخر جڑ سے ایسا گر گیا کہ اس کے اطراف ٹوٹے ہوئے تھے ___ اصل میں وہ ٹیڑھا تھا۔

ونار فارس لم توقد وما خمدت مذالف عام و نھو القوم لم لسیل

اور فارس (ایران) کی آگ جو ایک ہزار برس سے رات دن مسلسل مشتعل رہتی تھی اور کبھی بجھتی نہیں تھی، وہ مسلسل جلتے رہنے والی آگ اس طرح سے بجھ گئی کہ اسے بھڑکانے والے بھڑکاتے تھے لیکن وہ بھڑکتی نہیں تھی ___ ایرانیوں (قوم فارس) کی نہر جسے بحیرۂ ساوہ کہتے تھے اور جو ملک عجم میں واقع تھی، جاری نہیں ہوئی بلکہ اس کا پانی زمین میں چلا گیا ___ شاعر کہتا ہے کہ یہ سب اس بات کی علامتیں ہیں کہ اہل فارس کی آگ بجھ گئی اور انکی بادشاہی ختم ہو جائے گی اور حق کا ظہور ہوگا۔

خرت لمثعہ الاوثان وانبعثت ثواقب الشھب ترمی الجن بالشعل [113]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ظہور فرمایا تو بت منہ کے بل جا گرے اور وہ شہاب ثاقب جو جنوں اور شیطانوں کو آگ کے شعلے مارتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب شیاطین کو دفع کرنے کے لیے بھیجے گئے۔

حضرت آدم علیہ السلام سمیت چودہ نبی ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے:

ابن درید کی وشاح میں ابن الکلبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مختون پیدا ہوئے تھے ___ ان کے بعد بارہ انبیاء کرام علیہم السلام مختون پیدا ہوئے:

- حضرت شیث علیہ السلام
- حضرت موسیٰ علیہ السلام
- حضرت ادریس علیہ السلام

---

111 اشراق ___ وہ وقت جس میں آفتاب طلوع ہوتا ہے اور روشنی پھیلتی ہے ___ طفل، غروب ہونے کا وقت ہے۔

112 صرح بمعنی قصر ___ صرح وہ وسیع عمارت جو دیکھنے والے سے چھپی نہ رہے، چاہے دور ہی کیوں نہ ہو۔ تداعی کا معنی گرتا ہے ___ قواعد بمعنی اساس، بنیاد ___ انقض، گرین میں سرعت کی ___ منکسر الارجاء، بمعنی اطراف میں شکستہ ___ میل، بفتح میم ویائے تحتانی، معنی خلقی طور پر ٹیڑھا

113 خرت، گر پڑے ___ اوثان، وثن کی جمع ہے یعنی بت ___ ثواقب، ثاقب کی جمع ہے یعنی شعلہ کی مانند بھڑکتے ہوئے اور روشن ستارے۔

Marfat.com

- حضرت سلیمان علیہ السلام
- حضرت نوح علیہ السلام
- حضرت شعیب علیہ السلام
- حضرت سام علیہ السلام
- حضرت یحییٰ علیہ السلام
- حضرت لوط علیہ السلام
- حضرت ہود علیہ السلام
- حضرت یوسف علیہ السلام
- حضرت صالح علیہ السلام
- آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ختنہ مبارک:

اس ضمن میں تین مختلف روایات ملتی ہیں:

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے حال میں پیدا ہوئے کہ ختنہ کیے ہوئے اور ناف بریدہ تھے۔[۱۱۴]
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کے پاس میری بزرگی سے یہ امر ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوں اور کسی شخص نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔[۱۱۵]
- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے حال میں پیدا ہوئے کہ ناف بریدہ اور ختنہ کیے ہوئے تھے۔[۱۱۶]

اس اختلاف سے تین قول حاصل ہوئے:

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مختون پیدا ہوئے۔
- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ختنہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن کیا اور اس کی خوشی میں

---

۱۱۴ اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

۱۱۵ اسے طبرانی نے ''اوسط'' میں نعیم' خطیب اور ابن عساکر نے متعدد طریقوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔۔۔۔ ضیاء نے اس حدیث کو ''مختار'' میں صحیح حدث کہا ہے۔

۱۱۶ اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔۔۔۔ حاکم نے ''متدرک'' میں کہا ہے کہ متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔ جبکہ حافظ ذہبی نے حاکم کا یہ قول رد کیا ہے کہ یہ حدیث (شیخین کے بغیر) متواتر نہیں۔ اس لیے اس میں صحت معلوم نہیں ہوتی۔۔۔۔ حاکم کے نزدیک ان احادیث کے تواتر سے مراد یہ ہے کہ ان روایات کی شہرت بھی ہے اور سیرت کی کتابوں میں ان کی کثرت بھی۔۔۔۔ حاکم کی متواتر سے مراد سند کے اس طریق سے نہیں جو ائمہ حدیث کے نزدیک اصلاح حدیث میں ہے۔

حافظ زین الدین العراقی نے کہا ہے کہ کمال بن العدیم نے اس موضوع پر احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔۔۔۔ ابن القیم نے اس کی تصریح کی ہے کہ مختون پیدا ہونا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص سے نہیں کیونکہ اکثر آدمی ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عرب لوگ یہ زعم کرتے ہیں کہ جس وقت لڑکا قمر کی حکومت میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے حشفہ کا پوست جو ختنہ میں کاٹا جاتا ہے' وہ وسیع ہو کر سکڑ جاتا ہے اور حشفہ پر سے اٹھ جاتا ہے اور وہ ختنہ کیے ہوئے کی مثل ہو جاتا ہے۔۔۔۔ جو شخص حشفہ کے پوست کے بغیر پیدا کیا گیا ہے' اس کا نام مختون رکھا گیا ہے' اس لیے مجاز روا رکھا گیا ہے کہ ختان کے معنی کاٹنا یا قطع کرنا ہے۔۔۔۔ قطع ایسے مختون میں غیر ظاہر ہے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بغیر بغیر قطع کے اس ہیئت پر اس کی تخلیق و ایجاد کرتا ہے۔

Marfat.com

لوگوں کو کھانا بھی کھلایا ـــــ اور آپ کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔[۱۱۷]

✪ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ اس وقت کیا گیا جب آپ دائی حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے اور جس وقت جبریل علیہ السلام نے شق صدر کیا اور آپ کا قلب مبارک پاک کیا تھا تو آپ کا ختنہ بھی کیا تھا۔[۱۱۸]

ختنہ واجب ہے یا سنت؟

اس بارے میں دو قول ہیں:

✪ امام مالک' امام ابوحنیفہ اور بعض شافعی حضرات علیہ الرحمہما نے کہا ہے کہ ختنہ سنت ہے' واجب نہیں ہے۔

✪ امام شافعی کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ مردوں کے حق میں واجب اور عورتوں کے حق میں سنت ہے۔

ابوالملیح بن اسامہ نے اپنے باپ سے یہ روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الختان سنة للرجال مكرمة للنساء [۱۱۹]

جس شخص نے ختنہ کو واجب قرار دیا ہے' اس کا کہنا ہے کہ سنت سے مراد حدیث میں واجب کے خلاف نہیں بلکہ سنت سے مراد طریقہ ہے لہٰذا ختنہ مواجب ہے ـــــ اس کی حجت یہ ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے کہ ختنہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے ہے' لہٰذا ختنہ واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاً وماكان من المشركين

اور یہ وجوب اس لیے ہے کہ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ثابت کرتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسے حال میں ختنہ کیا تھا کہ اسی سال کے تھے اور ختنہ تیشہ سے کیا تھا جسے بسولہ بھی کہتے ہیں۔[۱۲۰]

رسول کریم نے کلیب الحضری یا جہنی سے فرمایا تھا: **الق عنك شعر الكفر واختتن** زمانہ کفر سے تو جن بالوں کو نہیں مونڈھتا تھا' اب تو مسلمان ہو گیا ہے۔ ان بالوں کو مونڈھ ڈال یا نورہ سے ان کو دور کر ـــــ اور ختنہ کر۔''

کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وفات

---

۱۱۷ ولید بن مسلم نے اپنی سند سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے' روایت کیا ہے اور ابن البر نے اس کو ''تمہید'' میں بیان کیا ہے۔

۱۱۸ اس کو ابن القیم' دمیاطی' مغلطائی اور طبرانی نے ''اوسط'' میں اور ابونعیم نے ابوبکرہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ـــــ جبکہ ذہبی نے اسے حدیث منکر کہا ہے۔

جو غلاف مرد کے حشفہ کو ڈھانپ لیتا ہے' اس کے قطع کرنے کو ''ختان'' کہتے ہیں ـــــ اور بعض چمڑا جو عورت کی شرم گاہ کے اعلا پر ہوتا ہے' اسے قطع کرنے کو بھی ''ختان'' کہتے ہیں ـــــ مرد کے ''ختان'' کا نام ''اعذار'' ہے ـــــ اور عورت کے ''ختان'' کا نام ''خفاض'' ہے۔

۱۱۹ اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۲۰ حدیث میں ''قدوم'' آیا ہے ـــــ بعض نے ''قدوم'' کا معنی تیشہ لیا ہے ـــــ اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں قدوم سے مراد آلہ نہیں بلکہ ملک شام میں ایک موضع ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا ہے۔

Marfat.com

...ی، آپ کس شخص کی مثل تھے؟ ـــــ ابن عباس نے کہا، اس دن میں مختون تھا۔

ختنہ کرنے میں حکمت:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قطع نظر اس بات کے کہ ختنہ واجب ہے یا سنت! ـــــ ختنہ کرنے میں حکمت ...ہ ہے کہ مرد کا حشفہ قوی نہیں ہوتا ہے ـــــ جب تک حشفہ قلفہ میں رہتا ہے، مباشرت کے وقت لذت قوی ہوتی ہے ـــــ جس وقت قلفہ (پوست) قطع کر دیا جاتا ہے تو حشفہ سخت ہو جاتا ہے اور لذت ضعیف ہو جاتی ہے ـــــ

ہماری شریعت میں لائق امر یہ ہے کہ لذت کی قلت کی جائے نہ قطع لذت ـــــ جیسے کہ فرقہ مانو یہ ہے کہ ترک نکاح سے ترک لذت کرتا ہے ـــــ مانو یہ کا یہ فعل فراط ہے یعنی حد سے تجاوز اور قلفہ کا باقی رکھنا تفریط ہے ـــــ جبکہ ان دونوں حالتوں کے درمیان ختنہ ہی عدل ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ عرب لوگ ختنہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ مرد بالغ ہو جائے ـــــ اور شافعی حضرات نے کہا ہے کہ ولی پر یہ واجب ہے کہ بلوغ سے پہلے ختنہ کر دے ـــــ واللہ اعلم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سال ولادت:

اس بارے میں بھی علماء میں اختلاف ہے۔ اس ضمن میں مختلف سات روایات سامنے آتی ہیں:

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔[۱۲۱]
- مشہور قول یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصحاب فیل کے واقعہ کے پچاس دن بعد پیدا ہوئے۔ (سہیلی علیہ الرحمہ)
- اصحاب فیل کے واقعہ کے پچپن دن بعد آپ پیدا ہوئے ہیں (دمیاطی علیہ الرحمہ)
- چالیس دن بعد پیدا ہوئے ہیں۔[۱۲۲]
- واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔
- واقعہ فیل سے پندرہ سال پہلے پیدا ہوئے ہیں۔
- مشہور قول یہ ہے کہ آپ واقعہ اصحاب فیل کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ یہ قصہ آپ کی نبوت کے لیے تمہید تھا ـــــ اور آپ کے ظہور اور آپ کی بعثت (اعلان و اظہار نبوت) کا مقدمہ تھا۔

ابن القیم نے کہا ہے کہ اصحاب فیل نصاری اہل کتاب تھے ـــــ ان کا دین اہل مکہ کے دین سے اچھا تھا ـــــ جبکہ اہل مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کی کوئی کتاب نہیں تھی ـــــ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو اہل کتاب پر ایسی فتح و نصرت عطا

---

۱۲۱ یہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول ہے جو ان کے نزدیک محفوظ ہے ـــــ اس سے ابن جوزی نے ''صفوۃ'' میں اور ابن الجزار نے بھی اتفاق کیا ہے۔

۱۲۲ یہ دونوں قول مغلطائی اور دمیاطی نے بیان کیے ہیں۔

Marfat.com

فرمائی جس میں بشر کی کوئی کارسازی نہیں تھی ——— اور وہ نصرت اس نبی کے لیے ارہاص اور مقدمہ تھا جس نے مکہ سے ظہور فرمایا ——— اور وہ نصرت بلدالحرام (کعبہ) کی تعظیم کی وجہ سے تھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ماہ ولادت:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

- جس مہینہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے، مشہور قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔۱۲۳
- کہا گیا ہے کہ آپ ماہ صفر میں پیدا ہوئے ہیں۔
- یہ بھی روایت ہے کہ ماہ ربیع الاخر میں۔
- یہ کہ آپ ماہ رجب میں پیدا ہوئے ہیں ——— یہ قول صحیح نہیں ہے۔
- یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں پیدا ہوئے۔۱۲۴
- اور جس نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یوم عاشورہ میں پیدا ہوئے ہیں، اس نے کیسی غریب بات کہی ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یوم ولادت:

جس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سال ولادت اور ماہ ولادت میں علماء نے اختلاف کیا ہے اور مختلف روایات سامنے آتی ہیں۔ اسی طرح سے یوم ولادت کے بارے میں مختلف آراء ہیں ——— کہا جاتا ہے کہ جس دن آپ پیدا ہوئے ہیں، وہ غیر معین ہے کہ اول مہینہ ہے یا آخر مہینہ ہے ——— جس شخص کا یہ قول ہے، اس کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ (پیر) کے دن بلاتعین تاریخ آپ کی ولادت ہوئی ہے ——— (دوسری یا آٹھویں تاریخ تھی یا ان کے علاوہ کوئی تاریخ تھی ——— اس کا تعین نہیں ہوسکتا) ———

جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ آپ کی ولادت کا دن معین ہے:

- کہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد آپ پیدا ہوئے ہیں۔

---

۱۲۳ یہ جمہور علماء کا قول ہے اور ابن جوزی نے اس قول پر جمہور علماء کا اتفاق کرنا لکھا ہے۔

۱۲۴ یہ قول ابن عمر سے روایت کیا گیا ہے۔ اس کی اسناد صحیح نہیں ——— ابن عمر کا قول اس شخص کے موافق ہے جس نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ کے ساتھ ایام تشریق میں حاملہ ہوئی تھیں (ایم تشریق قربانی کے دن یوم نحر) کے بعد دو یا تین دن ہیں ——— ان کا نام ایام تشریق اس لیے ہے کہ قربانی کرنے والے قربانیوں کا گوشت کاٹتے تھے ——— یا ایام تشریق نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ شروق شمس کے بعد عید کی نماز پڑھتے ہیں ——— یہ قول اس امر کے موافق ہے کہ حمل کی مدت نو مہینے ہیں)

۱۲۵ شیخ قطب الدین قسطلانی نے کہا ہے کہ اس قول کو اکثر اہل حدیث نے اختیار کیا ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جبیر بن مطعم سے نقل کیا گیا ہے ——— اکثر وہ لوگ جن کو تاریخ کی معرفت ہے۔ انہوں نے اسے اختیار کیا ہے ——— اس قول کو علی الترتیب حمیدی، شیخ ابن حزم، قضاعی نے ''عیون المعارف'' میں اہل زیچ (اہل میقات) زہری، محمد ابن جبیر بن معظم نے اختیار و روایت کیا ہے۔

Marfat.com

- کہ ربیع الاول کی آٹھ راتیں گزرنے کے بعد آپ پیدا ہوئے ہیں۔[۱۲۵]
- کہ ربیع الاول کی دسویں تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔
- کہ بارہویں ربیع الاول کو ــــ اس قول پر اہل مکہ کا عمل ہے' وہ لوگ اس تاریخ کو آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔
- کہ ربیع الاول کی سترہ راتیں گزرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔
- کہ اٹھارہ راتیں گزرنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔
- کہ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی رہے تھے کہ آپ پیدا ہوئے ہیں۔

یہ آخری دو قول جس شخص سے نقل کیے گئے ہیں' بالکل غیر صحیح ہیں ــــ اور مشہور قول یہ ہے کہ:
''آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے ہیں۔'' یہ قول ابن اسحٰق کا ہے۔

آپ کی برکت سے زمان و مکاں کو شرف ہے:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے ہیں ــــ آپ کی ولادت نہ محرم میں ہوئی اور نہ رجب میں ــــ نہ رمضان المبارک اور نہ غیر رمضان المبارک کے اور مہینوں میں' جن مہینوں کو شرف حاصل ہے۔
اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمانہ سے شرف نہیں ہے بلکہ زمانے کو آپ کی ذات اقدس سے شرف حاصل ہے جیسے کہ جگہوں کو آپ کی ذات مبارکہ سے شرف ہے ــــ ان جگہوں میں سے مدینہ منورہ ہے کہ آپ کی وجہ سے مکہ سے افضل ہے۔

اگر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مذکورہ مہینوں یعنی محرم' رجب اور رمضان المبارک میں پیدا ہوتے جو کہ اہل عرب کے نزدیک بزرگ مہینے ہیں تو یہ گمان کیا جاتا کہ ان مہینوں کی فضیلت کی وجہ سے آپ کو شرف حاصل ہوا ہے ــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت عرب کے غیر بزرگ مہینوں میں اس لیے کی تاکہ اللہ تعالیٰ کی وہ عنایت جو آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی وہ کرامت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے' وہ ظاہر ہو ــــ
جمعہ کا وہ دن جس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے ہیں' ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ کوئی مسلمان جمعہ کے دن اس ساعت کو نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں کسی خیر کا سوال کرتا ہے ــــ مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر خاص اس بندہ کو عطا کرتا ہے۔ جس ساعت میں سید المرسلین پیدا کیے گئے ہیں۔ اس ساعت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ تم دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو ــــ آپ کی ولادت باسعادت دوشنبہ کے دن اول ساعت میں ہوئی ہے۔ اس لیے دوشنبہ کی اول ساعت میں دعا مانگنی چاہیے ــــ مصنف نے جمعہ کے دن ایک ساعت کی دعا کی قبولیت کے لیے بیان کی ہے لیکن اس ساعت کی

۱۲۵ شیخ قطب الدین قسطلانی نے کہا ہے کہ اس قول کو اکثر اہل حدیث نے اختیار کیا ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جبیر بن مطعم سے نقل کیا گیا ہے ــــ اکثر وہ لوگ جن کو تاریخ کی معرفت ہے۔ انہوں نے اسے اختیار کیا ہے ــــ اس قول کو علی الترتیب حمیدی' شیخ ابن حزم' قضاعی نے ''عیون المعارف'' میں اہل زیچ (اہل میقات) زہری' محمد ابن جبیر بن معظم نے اختیار و روایت کیا ہے۔

Marfat.com

نشاندہی و تخصیص نہیں کی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا اور جمعہ کے دن اپنے بندوں کو عبادت کی تکلیف دی کہ نماز جمعہ ادا کریں' خطبہ پڑھیں' غسل کریں' نجاست سے طہارت کریں۔۔۔ اور دوشنبہ کا دن جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن ہے' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہ تکلیف نہیں دی۔۔۔ آپ کی امت سے اس تکلیف کی تخفیف اپنے نبی کے اکرام کی وجہ سے آپ کے وجود کی عنایت کے سبب معاف فرمائی۔

غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کیسا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' **وما ارسلنك الا رحمة للعالمين**۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وقت ولادت:

آپ کی ولادت کے وقت میں جس میں آپ پیدا ہوئے ہیں' علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آپ دن میں پیدا ہوئے ہیں یا رات میں۔۔۔ اس بارے میں کئی روایات موجود ہیں۔۔۔ جو مختلف خیالات کی عکاسی کرتی ہیں۔

- مشہور قول ہے کہ آپ دوشنبہ کے روز دن میں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔

ابو قتادہ الانصاری سے روایت ہے کہ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دوشنبہ کا دن وہ ہے جس میں میں پیدا ہوا ہوں۔۔۔ اور دوشنبہ کے دن مجھ پر نبوت نازل کی گئی ہے۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔۔۔ یہ حدیث صریحاً اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دن میں پیدا ہوئے ہیں۔۔۔

- امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔۔۔ دوشنبہ کے دن نبی ہوئے۔۔۔ اور دوشنبہ کے دن مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔۔۔ دوشنبہ کے دن آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود اٹھایا تھا۔۔۔ مکہ معظمہ کی فتح دوشنبہ کے دن ہوئی ہے۔۔۔ اور سورۂ مائدہ دوشنبہ کے دن نازل ہوئی ہے۔
- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے ہیں۔۔۔

ایک یہودی کا قول کہ نبی آخر الزماں پیدا ہوئے:

عبداللہ ابن عمر بن العاصی سے روایت ہے کہ مر الظہر ان میں (جو مکہ شریف سے ایک منزل پر ہے' عیصی نامی ایک یہودی تھا۔ وہ اہل شام سے تھا' وہ کہا کرتا تھا:

''زمانہ قریب ہے۔۔۔ اے اہل مکہ! تم لوگوں میں ایک ایسا مولود پیدا ہوگا کہ سارا عرب اس کا مطیع ہوگا اور اس سے عاجزی کرے گا۔۔۔ وہ ملک عجم کا مالک ہوگا۔۔۔ یہ اس کے پیدا ہونے کا زمانہ ہے۔''

مکہ معظمہ میں کوئی بھی مولود پیدا ہوتا' وہ اس کے متعلق ضرور دریافت کرتا۔۔۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے' عبدالمطلب اپنے گھر سے نکلے اور عیصی کے پاس آ کر اسے آواز دی۔۔۔ اس نے مکان پر سے عبدالمطلب کو

Marfat.com

دیکھا اور کہنے لگا:

''خدا کرے تم ہی اس مولود کے باپ ہو ـــــ میں جس مولود کی تم لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا' وہ آج (یعنی دوشنبہ) کو پیدا ہو گیا ـــــ وہ دوشنبہ کے دن نبی ہو گا اور دوشنبہ کے دن وفات پائے گا۔''

عبدالمطلب نے اس یہودی سے کہا کہ:

''آج کی رات صبح کے وقت ایک مولود میرے ہاں پیدا ہوا ہے'' ـــــ عیصی نے پوچھا:

''تم نے اس مولود کا نام کیا رکھا ہے؟''

عبدالمطلب نے کہا ـــــ ''محمد رکھا ہے'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ـــــ عیصی نے کہا:

''اے اہل بیت اللہ! ـــــ میں واللہ یہ تمنا کرتا تھا کہ یہ مولود تم لوگوں میں پیدا ہو ـــــ تین خصلتوں کے باعث کہ وہ خصلتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ وہی مولود ہے جو ان تین خصلتوں پر آیا ہے۔''

- ـــــ پہلی خصلت یہ ہے کہ اس مولود کا ستارہ آج کی رات طلوع ہوا ہے۔
- ـــــ دوسری خصلت یہ ہے کہ وہ آج کے دن پیدا ہوا ہے۔
- ـــــ تیسری خصلت یہ ہے کہ اس کا نام محمد ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ۱۲۶
- ـــــ یہ کہ آپ کی ولادت طلوع غفر کے وقت ہوئی ہے ـــــ غفر' تین چھوٹے ستارے ہیں جن میں چاند نزول کرتا ہے ـــــ وہ وقت انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا وقت ہے۔ ۱۲۷
- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت شمسی مہینوں سے نیساں کے مطابق ہے جو رومی مہینہ ہے ـــــ وہ برج حمل ہے ـــــ ماہ نیساں کی بیس تاریخیں گزری تھیں کہ آپ کی ولادت ہوئی۔
- اور کہا گیا ہے کہ آپ رات کے وقت پیدا ہوئے ہیں ـــــ اس میں وقت کا تعین نہیں ہے کہ کتنی رات گزری تھی۔

آپ کی ولادت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت:

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی تھا جو تجارت کرتا تھا ـــــ جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے' اس یہودی نے پوچھا:

''اے گروہ قریش! کیا تم لوگوں میں آج کی رات کوئی مولود پیدا ہوا ہے؟''

قریش نے جواب دیا کہ ''ہمیں اس کا علم نہیں ہے''۔

اس نے کہا:

---

۱۲۶ اس حدیث کو ابو جعفر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے ـــــ ابو نعیم نے اس حدیث کی روایت ''دلائل النبوۃ'' میں ایسی سند سے کی ہے جس میں ضعف ہے۔

۱۲۷ ابن دحیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ـــــ اس لیے کہ اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی ولادت رات میں ہوئی ہو ـــــ زرکشی نے کہا کہ یہ امر اس حدیث کو ضعیف کرنے کی علت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ نبوت کا زمانہ خوارق عادت کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ جائز ہے کہ تارے رات میں تو کیا چاہے دن میں گریں۔

Marfat.com

''آج کی رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے ___ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے کہ وہ خاتم نبوت ہے ___ اس میں بال اس طرح سے مجتمع ہیں' گویا گھوڑے کی عیال ہے۔''

قریش یہ سن کر یہودی کو ساتھ لے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ___ قریش نے کہا:

''ہم آپ کے بیٹے کو دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔''

آپ کی والدہ ماجدہ نے انہیں آپ کو دکھایا ___ قریشیوں نے آپ کی پشت مبارک سے کپڑا ہٹایا تو یہودی اس علامت نبوت کو دیکھ کر بے ہوش کر گر پڑا ___ اس نے کہا:

''اللہ کی قسم! آج سے بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی۔''

☆ شیخ بدر الدین زرکشی نے کہا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دن میں تھی۔

آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے:

جب یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات میں پیدا ہوئے ہیں تو کون سی رات افضل ہے؟ ___ ''لیلۃ القدر افضل ہے یا آپ کی ولادت کی رات!''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجوں سے افضل ہے:

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے جبکہ لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے ___

مشرف کی ذات کے سبب جس شے کو شرف حاصل ہو' وہ شے اس شے سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے ___ یہ ایک اصولی بات ہے' اس میں کوئی نزاع نہیں ہے ___ اس اعتبار سے آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

- دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اسلئے شرف حاصل ہے کہ لیلۃ القدر میں فرشتے نازل ہوتے ہیں ___ ولادت کی رات کو شرف آپ کے ظہور کے باعث حاصل ہوا ہے۔ آپ اس میں پیدا ہوئے ہیں ___ وہ ہستی جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے' وہ ان لوگوں سے افضل ہے جس کے دم قدم سے لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ فرشتے ہیں ___ یہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے۔[۱۲۸]
- تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر اللہ کریم کا فضل واقع ہوا ہے ___ اور آپ کی ولادت شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے ___ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام

---

۱۲۸ جمہور اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ ہر نبی فرشتہ سے افضل ہے جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمیع عالمین سے افضل ہیں' اس پر اجماع ہے ___ اسے امام فخر رازی' ابن سبکی اور سراج الدین البلقینی نے حکایت کیا ہے۔

Marfat.com

جہانوں کے لیے رحمت بنا کے بھیجا ہے۔۔۔۔۔ آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع مخلوق پر عام ہوئی ہے یعنی آپ کی رحمت سب کے لیے ہے۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں۔۔۔۔۔ اس لیے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اے وہ ماہ مبارک! جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ تو کس درجہ افضل و اشرف ہے۔۔۔۔۔ اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے۔۔۔۔۔ گویا وہ راتیں عقودِ زمانہ میں اپنے انوار سے موتی ہیں۔۔۔۔۔ اے مولود کے چہرے! تو کس درجہ روشن ہے۔ وہ ذات باری تعالیٰ جس نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کو دلوں کے لیے ربیع کیا ہے اور آپ کے حسن کو بدیع کیا ہے۔

يقول لنا لسان الحال منه ۞ و قول الحق يعزب للسميع

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان حال ہم سے کہتی ہے اور حال یہ ہے کہ سننے والے کو حق بات شیریں (میٹھی) معلوم ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اے سائل! اگر تو میری صفات اور میرے احوال کے بارے میں پوچھتا ہے تو سن!

فوجهي والزمان وشهر وضعي ۞ ربيع في ربيع في ربيع

"میرا چہرہ اور میرا زمانہ اور میرے پیدا ہونے کا مہینہ زمانہ ربیع میں ماہ ربیع الاول میں ربیع ہے۔۔۔۔۔ آپ کا چہرہ مبارک اعتدالِ حسن اور رونق میں ربیع کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ اس چہرہ مبارک نے ربیع کے موسم میں ماہ ربیع الاول میں اپنی بہار دکھائی ہے۔[۱۲۹]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدت حمل اور جائے پیدائش:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدت حمل میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں:

- کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ حمل کی مدت نو مہینے کامل تھی۔
- کہا گیا ہے کہ دس مہینے تھی۔
- کہا گیا ہے کہ آٹھ مہینے تھی۔
- کہا گیا ہے کہ سات مہینے تھی۔
- کہا گیا ہے کہ چھ مہینے تھی۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جائے پیدائش سے متعلق بھی مختلف آراء ہیں:

---

۱۲۹ اہل معانی نے کہا ہے (جیسا کہ "سبل" میں ہے) کہ آپ کی ولادت فصل ربیع میں ہوئی ہے کہ فصلوں میں معتدل فصل ہے۔۔۔۔۔ فصل ربیع میں رات اور دن دونوں معتدل ہوتے ہیں۔ حرارت اور برودت (ٹھنڈک) معتدل ہوتی ہے۔۔۔۔۔ موسم ربیع کی نسیم رطوبت (نمی) اور یبوست کے درمیان معتدل ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اس موسم کا آفتاب ارتفاع اور ہبوط میں معتدل ہوتا ہے اور موسم ربیع کا چاند اول درجہ میں چاندنی راتوں میں معتدل ہوتا ہے۔۔۔۔۔ وہ شے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مربیوں کے اسماء سے آپ کے لیے مہیا کر رکھی ہے۔ اس نظام کی سلک میں منعقد ہوتی ہے۔۔۔۔۔ آپ کی تربیت کرنے والوں میں والدہ اور قابلہ ہیں، ان کو شفا ہے اور آپ کو گود میں لینے والی کے نام میں برکت ہے اور نمود ہے اور آپ کی دودھ پلانے والیوں میں ثواب، حلم اور سعد ہے۔

Marfat.com

- آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محمد بن یوسف (برادر حجاج بن یوسف معروف ظالم گورنر) کے مکان میں پیدا ہوئے ہیں) ۱۳۰
- شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔
- مکہ میں بنی جمح کی روم میں پیدا ہوئے۔
- آپ مکہ میں نہیں بلکہ عسفان میں پیدا ہوئے جو کہ مکہ سے چھتیس میل پر واقع ہے' یہ روایت بھروسہ کے لائق نہیں ہے۔

آپ کے میلاد کی خوشی میں دشمن جاں کے عذاب میں کمی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے ـــــ جس وقت ثویبہ نے آپ کی ولادت کی بشارت ابولہب کو دی' ابولہب نے اس خوشی میں دایاں ہاتھ بلند کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا ـــــ ابولہب کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا۔ یہ خواب جنگ بدر کے بعد واقع ہوا۔ ابولہب سے پوچھا' تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا:

"دوزخ میں ہوں مگر دوشنبہ کی ہر رات کو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے ـــــ اور میں اپنی دو انگلیوں کے گڑھے کی مقدار' سے پانی پیتا ہوں۔" ۱۳۱

ابولہب نے اپنی انگلی کے سرے سے اس گڑھے کی طرف اشارہ کر کے مقدار بتائی اور کہا:

"اتنا پانی اس لیے پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی مجھے بشارت دی تھی ـــــ میں نے آپ کی ولادت کی خوشی سے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا ـــــ اس وجہ سے مجھے اتنا پانی پلایا جاتا ہے کہ ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔"

ابن جرزی نے کہا ہے کہ ابولہب وہ کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن شریف نازل ہوا ـــــ آپ کی ولادت کی رات میں اسے فرحت حاصل ہوئی تھی جس پر اسے دوزخ میں اس فرحت کی جزا دی گئی ہے ـــــ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہے' مسلمان ہے اور توحید پر قائم ہے اور آپ کی ولادت سے وہ مسرور ہوتا ہے' خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جتنی وہ استطاعت رکھتا ہے' آپ کی محبت میں وہ خرچ کرتا ہے ـــــ اس کا کیا حال ہوگا؟ ـــــ مجھے میری جان کی قسم ہے! اللہ کریم کی طرف سے کیا اس کی جزا نہ ہوگی ـــــ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم کے ساتھ اسے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشیاں منانا:

اہل محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں ـــــ

---

۱۳۰ یہ مکان زقاق المدکک میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عقیل کو دے دیا تھا۔ ان کی زندگی تک ان کے قبضہ میں تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند نے محمد بن یوسف کے فروخت کر ڈالا ـــــ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عقیل نے باتباع قریش ہجرت کے بعد محمد بن یوسف کو فروخت کر دیا تھا۔

۱۳۱ دو انگلیاں ـــــ ایک شہادت کی انگلی دوسری اس کے ساتھ والی ـــــ جب ان کو کشادہ کیا جائے تو ان کے درمیان ایک گڑھا پیدا ہو جاتا ہے' وہ مقدار مراد ہے۔

Marfat.com

کھانے کھلاتے ہیں۔۔۔۔ ولادت کی راتوں میں صدقہ کرتے ہیں۔۔۔۔ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔۔ مبرات میں کثرت کرتے ہیں۔۔۔۔ آپ کی ولادت باسعادت کے حالات و واقعات پڑھنے سننے میں ذوق وشوق کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔۔ ان مسلمانوں پر آپ کے میلاد شریف کی برکات سے ایک فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔۔۔۔ آپ کے میلاد شریف کے خواص سے جو چیزیں آزمائی گئی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ میلاد مسلمانوں کے لیے بلاؤں مصیبتوں سے امان کا باعث ہوتا ہے اور وہ میلاد شریف دلی مرادیں برلانے میں بہت جلد بشارت کا سبب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے جس نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید کی حیثیت میں اختیار کیا ہے۔۔۔۔ اس عید کو اختیار کرنے سے جن لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اصل میں ان کے دل محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و چاہت سے خالی ہیں۔۔۔۔ پھر کس منہ سے مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔۔۔۔ کیا نبی کا کلمہ صرف حلق سے اوپر اوپر پڑھتے ہیں۔۔۔۔ ان کے دل اس محبت سے متضاد کیوں ہیں؟۔۔۔۔

اس کے ساتھ ساتھ جنہوں نے میلاد شریف مناتے ہوئے بعض ناپسندیدہ امور کو جاری کیا ہے جیسے گانا بجانا وغیرہ۔۔۔۔ انہیں یہ سوچنا چاہیے بلکہ خیال کرنا چاہیے کہ ان کی ان حرکات سے کہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل اطہر کو تکلیف تو نہیں پہنچ رہی۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ سنت پر چلائے بلکہ استقامت عطا فرمائے۔ آمین[۱۳۲]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شیرخوارگی:

صوفیا کرام اور دیگر علماء نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو دنیا کے آسمان کے فرشتوں نے ندا کی:

''یہ وہ درِ یتیم ہے جس کے مثل کی قیمت نہیں پائی جاتی۔۔۔۔ اس کی رضاعت اور پرورش کا کون کفیل ہوگا۔۔۔۔''

پرندوں نے کہا:

''ہم اس کے کفیل ہوتے ہیں اور اس کی خدمت عظیمہ کو ہم غنیمت جانتے ہیں۔''

صحرا کے وحشی جانوروں نے پرندوں سے کہا:

''اس خدمت کے ساتھ ہم اولیٰ ہیں۔ آپ کے شرف اور تعظیم کو ہم پائیں گے۔''

ان دونوں کی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ زبان قدرت نے یہ ندا کی:

''اے جمیع مخلوقات! اللہ تعالیٰ نے اپنی سابق حکمت قدیمہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی حلیمہ حلیم کا شیرخوار ہو۔''

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔[۱۳۳] کہ میں مکہ شریف میں ان عورتوں کے ساتھ جو بنی سعد بن بکر سے تھیں۔۔۔۔ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ ہم سب عورتیں شیرخوار بچوں کی تلاش میں تھیں۔ میں اپنی گدھی پر آئی اور میرے ہمراہ میرا ایک لڑکا اور ایک اونٹنی

۱۳۲ ابن الحاج نے اپنی کتاب ''المدخل'' میں اس موضوع پر کافی لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادے اور حسن عمل پر جزا عطا فرمائے۔

۱۳۳ ان احادیث کو ابن اسحاق' ابن راہویہ' ابویعلیٰ' طبرانی' بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

تھی ـــــ وہ اونٹنی ایک قطرہ دودھ نہیں دیتی تھی ـــــ اور ہم اس لڑکے کے ساتھ بھوک کی شدت سے تمام رات نہیں سوتے تھے ـــــ میرا بیٹا میرے پستان میں اتنا دودھ نہیں پاتا تھا کہ اس کی بھوک مٹ جائے اور نہ ہی ہماری اونٹنی میں اتنا دودھ تھا کہ جسے پی کر وہ میرا دودھ چھوڑ دیتا۔ چنانچہ ایسے حال میں ہم لوگ مکہ آئے۔

شیرخوار بچوں کے لیے مکہ آنے والی عورتوں میں سوائے میرے ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو لینے سے انکار کر دیا کہ آپ کے والد ماجد فوت ہو چکے ہیں، آپ یتیم ہیں ـــــ اللہ کی قسم! میری ہمراہی تمام عورتوں میں سے ہر ایک نے شیرخوار بچہ لے لیا ـــــ میں نے اپنے شوہر سے کہا:

''واللہ! میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتی کہ میں اپنی ساتھی عورتوں میں اس طرح سے جاؤں کہ میرے ساتھ کوئی شیرخوار بچہ نہ ہو ـــــ ہم اس یتیم کے پاس ضرور جائیں گے اور ضرور اسے لیں گے۔''

جب ہم آپ کے گھر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ آپ ایسے صوف کے پارچہ میں لپٹے ہوئے تھے جو دودھ سے زیادہ سفید تھا ـــــ آپ سے مشک کی بو آ رہی تھی ـــــ آپ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا تھا ـــــ آپ اپنی پشت مبارک پر سو رہے تھے اور نیند میں خراٹے لے رہے تھے ـــــ آپ کے حسن و جمال کے باعث میں آپ کو جگانے سے ڈری ـــــ آہستہ سے آپ کے قریب گئی ـــــ پھر میں نے آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے اس طور سے تبسم فرمایا کہ ہنس رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں تا کہ میری طرف دیکھیں ـــــ اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں سے ایک نور نکلا۔ حتیٰ کہ وہ نور آسمان میں داخل ہوا، اس وقت میں اس نور کو دیکھ رہی تھی ـــــ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ پھر میں نے آپ کو اپنی دائیں چھاتی دے دی۔ آپ نے جتنا دودھ چاہا، میری چھاتی سے اتر آیا ـــــ پھر میں نے آپ کو بائیں چھاتی کی طرف پھیرا لیکن آپ نے دوسری چھاتی کا دودھ پینے سے انکار کر دیا اور اب تک آپ کی وہی صفت ہے[۱۳۴] کہ دوسری چھاتی کا دودھ نہیں پیتے ہیں ـــــ آپ اور آپ کا دودھ شریک بھائی سیراب ہو گئے۔ پھر میں نے آپ کو مع آپ کے ان کپڑوں کے جن میں آپ لپٹے ہوئے تھے، لے لیا اور جہاں میں ٹھہری ہوئی تھی، آپ کو وہاں لے آئی ـــــ آپ کے سامنے میری چھاتی میں اتنا دودھ اترا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ـــــ میرا شوہر ہماری اس اونٹنی کے پاس گیا جو ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھی، یکایک اس کے تھن دودھ سے بھرے پائے ـــــ میرے شوہر نے اتنا دودھ دوہا کہ میں نے اور میرے شوہر دونوں نے سیراب ہو کر پیا اور ہماری رات اچھی گزری ـــــ میرے شوہر نے کہا:

''واللہ! اے حلیمہ! مجھے یقین ہے کہ تو نے ایک مبارک ذات کو پایا ہے ـــــ جس خیر و برکت کے ساتھ ہم نے رات بسر کی ہے، کیا تو نے نہیں دیکھی؟ ـــــ جب سے ہم نے اس مولود کو لیا ہے۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب ہم کو ہمیشہ کثیر خیر و برکت سے نوازتا رہا ـــــ جب میرے شوہر نے اس خیر و برکت کو دیکھا جو آپ کے سبب ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا:

۱۳۴ اہل علم نے کہا ہے کہ آپ نے بائیں چھاتی کا دودھ اس لیے نہیں پیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم دیا تھا کہ دودھ میں آپ کا شریک ہے۔ یہ بائیں چھاتی اس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عدل الہام فرمایا۔

Marfat.com

''اس خیر و برکت کا کسی سے ذکر مت کر' خاموشی اختیار کر اور لوگوں سے اپنے اس امر کو چھپائے رکھ کہ تجھ سے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے حسد نہ کریں ـــــ اس لیے کہ جس رات سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے' علمائے یہود کی یہ حالت ہے کہ انہیں دن کو چین ہے نہ رات کو' ان کی تو نیندیں اڑ گئی ہیں ـــــ ''[۱۳۵]

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے مکہ شریف میں تین دن قیام کیا اور بعض ماؤں نے اپنے بچوں اور ان کی دائیوں کو رخصت کیا ـــــ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ سے رخصت چاہی ـــــ پھر میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے آگے بٹھا لیا ـــــ ہمارے سوار ہونے پر ہماری اونٹنی نے کعبہ کی طرف تین سجدے کیے اور اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر وہ راستہ چلنے لگی۔ یہاں تک کہ دوسروں کی سواریوں سے آگے نکل گئی ـــــ یہ عجب معاملہ دیکھ کر انہیں سخت حیرت ہوئی۔ وہ عورتیں جو میرے پیچھے رہ گئی تھیں' مجھ سے کہنے لگیں:

''اے بنت ابی ذویب! کیا یہ تیری وہی اونٹنی ہے جس پر تو سوار ہمارے ساتھ آئی تھی ـــــ کبھی کمزوری کی وجہ سے تجھے اونچا کرتی تھی اور کبھی نیچا ـــــ ''

میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ وہی اونٹنی ہے ـــــ وہ عورتیں سخت حیران تھیں اور کہتی تھیں:

''اس اونٹنی کی کوئی شان ہے!''

میری اونٹنی کو اللہ پاک نے گویائی عطا فرمائی' وہ کہنے لگی:

''تحقیق میری البتہ بڑی شان ہے ـــــ پھر میری بڑی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے گویا دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے میرے ضعف کے بعد مجھے قوت و توانائی عطا فرمائی ہے ـــــ اسے بنی سعد کی عورتو! تم بڑی غفلت میں ہو ـــــ تم نہیں جانتی کہ میری پشت پر کون سی ذات سوار ہے۔ میری پیٹھ پر خیر الانبیاء سید المرسلین خیر الاولین والآخرین اور حبیب رب العالمین سوار ہیں۔''

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب ہم بنی سعد کے علاقے میں پہنچے تو میرے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں بنی سعد کی زمین سے زیادہ قحط ناک زمین کوئی نہ ہوگی لیکن جب سے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر آئے' میری بکریاں شام کو باہر سے چر کر گھر آتی تھیں تو دودھ سے بھری ہوتی تھیں۔ ہم ان کا دودھ دوہتے اور پیتے تھے ـــــ ہماری نسبت دوسروں کی بکریوں سے دودھ کا ایک قطرہ نہیں آتا تھا ـــــ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں بنت ابو ذویب کا چرواہا بکریاں چراتا ہے' تم بھی وہیں چراؤ ـــــ پھر بھی ان کی بکریاں شام کو بھوکی لوٹتی تھیں اور دودھ کا ایک قطرہ نہیں دیتی تھیں اور میری بکریاں شام کو جو واپس آتیں تو ان کا پیٹ بھرا ہوتا اور ان میں دودھ بھی کثیر ہوتا ـــــ اللہ تعالیٰ نے جو برکت حلیمہ سعدیہ کے لیے پیدا فرمائی تھی' اس برکت کی نیکی اللہ ہی کے لیے ہے جس سے حلیمہ کے اونٹ' بکریاں اور دوسرے جانور کثیر ہو گئے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دم قدم سے حلیمہ سعدیہ کی قدر رفیع ہو گئی اور انہیں اپنی قوم میں عزت اور بزرگی ملی۔ حلیمہ سعدیہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے جو خیر و برکت ملی' اور خوش بختی اور خیر و کثیر عطا ہوا۔ حلیمہ کو ہمیشہ اس کا

۱۳۵ حلیمہ سعدیہ کی اس روایت کو طغر بیگ نے اپنی کتاب ''المنطق المفہوم'' میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

احساس رہا۔

لقد بلغت بالهاشمی حلیمه مقاماً علافی ذروة العز والمجد

ایک ہاشمی یعنی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب حلیمہ ایسے مقام پر پہنچ گئیں کہ وہ اعلیٰ عزت اور بزرگی میں بلند تر ہے ــــــ یعنی حلیمہ نے آپ کے سبب نہایت اعلیٰ عزت اور بزرگی کا مقام پایا ہے۔

وزادت موا شیها واخصب ربعها وقدعم هذا لسعد کل بنی سعد

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث حلیمہ کے اونٹ اور بکریاں زیادہ ہوگئیں اور ان کا علاقہ سرسبز ہوگیا ــــــ تمام بنی سعد کو یہ سعادت عام عطا ہوئی۔

حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب سے آپ میرے گھر میں تشریف لائے' بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں سے مشک کی بو نہ آتی ہو ــــــ آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالی گئی ــــــ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بنی سعد میں سے اگر کسی کے جسم میں کوئی بیماری پیدا ہوتی تو آپ کا دست مبارک اس تکلیف کی جگہ پر رکھا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جلد شفا ہو جاتی ــــــ اسی طرح اگر کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو آپ کے دست مبارک سے اس کو شفا ہو جاتی ــــــ

حلیمہ سعدیہ کی حضور کو لوریاں:

عورتیں عموماً جیسے بچوں کو بہلاتے ہوئے کوئی شعر وغیرہ گنگناتی ہیں یا بچوں کو دونوں ہاتھ میں اٹھا کر فضا میں اوپر نیچے' دائیں بائیں لہراتی ہیں' حضرت حلیمہ سعدیہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہلاتے اور کھلاتے ہوئے اشعار گنگنایا کرتی تھیں:

یارب اذا عطیة فابقه واعله الی العلی وارقه

اے میرے رب! تو نے ہمیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمایا ہے۔ تو انہیں بڑی زندگی دے اور اعلیٰ مراتب سے نواز۔

وارحض اباطیل العد الجقه ۱۳۶

دشمن لوگ آپ سے متعلق جو باطل باتیں یا باطل خیال کریں' انہیں دفع کر۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو گود میں لیتیں اور آپ کو بہلاتے ہوئے یہ اشعار پڑھتی تھیں:

هذا اخ لی لم تلده امی ولیس من نسل ابی وعمی ۱۳۷

''یہ میرا بھائی ہے۔ اگرچہ میری ماں نے اسے جنم نہیں دیا اور نہ ہی میرے باپ کی نسل سے ہے اور نہ ہی میرے چچا کا بیٹا

---

۱۳۶ ابن الطراح نے کہا ہے کہ یہ اشعار عبداللہ محمد بن المعلی الازدی کی کتاب ''الترقیص'' میں ہیں۔

۱۳۷ یہ اشعار غیر ابن الطراح نے نقل کیے ہیں۔

Marfat.com

ہے" ــــــ گویا مجازی اخوت بیان کی ہے۔

فدیتہ من مخول معمی   فانمہ اللھم فیما تنمی

"عرب لوگ کہتے ہیں کہ میرے اس بھائی کے چچا اور ماموں بڑے عزت اور احترام والے ہیں۔ اس کی عظمت اور بزرگی سے اپنے آپ کو اس پر فدا کرتی ہوں ــــــ اے میرے اللہ! جن لوگوں کو تو نے قوت دی ہے' ان میں تو اسے قوی کر اور بلندی عطا فرما"۔

بحذف مضاف یوں کہا جائے کہ جن لوگوں کی اولادوں کو تو نے بڑھایا ہے' میرے بھائی کی اولادوں کو تو بڑھا اور اس کی پیروی کرنے والوں (ماننے والوں) کی کثرت فرما۔۱۳۸

سرکار کے بچپن کی باتیں:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا:

"یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کے دین میں داخل ہونے کے لیے آپ کی نبوت کی علامت نے مجھے بلایا ــــــ میں نے آپ کو جھولے میں دیکھا تو آپ چاند سے باتیں کرتے تھے اور اپنی انگلی مبارک سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے ــــــ آپ جس طرف چاند کو اشارہ کرتے' وہ اس طرف جھک جاتا تھا۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا ــــــ اور جس وقت چاند عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا۔"

ابن سبع نے خصائص میں لکھا ہے کہ فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے ــــــ بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حلیمہ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کا جب دودھ چھڑایا تو آپ نے سب سے پہلے جو کلام کیا تو فرمایا:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃً واصیلا

جب آپ نے گھر سے باہر نکلنے اور ہم عصروں میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت پائی تو آپ گھر سے باہر تشریف لے جاتے۔ جب لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے تو آپ اس سے دامن بچا کے گزر جاتے تھے ــــــ بالعموم حلیمہ سعدیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تنہا نہیں چھوڑتی تھیں کہ کہیں آپ دور نہ چلے جائیں۔۱۳۹

اتفاق سے حضرت حلیمہ ایک بار آپ سے غافل ہوگئیں ــــــ آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ آفتاب کے زوال کے اول وقت میں جانوروں کی طرف تشریف لے گئے ــــــ جب حضرت حلیمہ کو معلوم ہوا تو تلاش میں گھر سے نکلیں تاکہ آپ کو

---

۱۳۸ بیہقی نے اور صابونی نے "کتاب المائتین" میں خطیب اور ابن عساکر دونوں نے اپنی تاریخوں میں اور ابن طغر بیگ سیاف نے "کتاب النطق المفہوم" میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۹ ابن سعد' ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

Marfat.com

آپ کی بہن شیما کے ساتھ پائیں ـــــ حلیمہ نے آپ کو شیما کے ساتھ دیکھا تو شیما سے خفگی سے فرمانے لگیں:

''اتنی گرمی میں بھائی کو لے کر آئی ہے۔'' ـــــ شیما نے جواب دیا:

''نہیں ماں! بھائی کو کوئی گرمی نہیں لگی۔ میں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ جس وقت آپ کہیں ٹھہر جاتے' وہ بادل بھی وہیں ٹھہر جاتا ـــــ اور جس وقت راستہ چلتے تو وہ بادل بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلتا تھا ـــــ یوں اس شان سے آپ یہاں تک آ پہنچے۔''

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جوانی میں اس طرح سے بڑھتے تھے کہ اور لڑکوں کی جوانی سے آپ کا شباب شا... نہیں ہوتا تھا ـــــ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے آپ کا دودھ چھڑایا تو ہم لوگ آپ کو... کر آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس آئے ـــــ آپ کی برکات اور خیر کثیر کے باعث ہمارا دل یہی چاہتا تھا کہ آپ ہمارے... پاس ٹھہرے رہیں ـــــ ہم نے آپ کی والدہ ماجدہ سے بات کی اور کہا:

''کاش آپ انہیں ہمارے پاس چھوڑ دیتیں تا کہ آپ جسم پکڑتے اور قوی ہو جاتے ـــــ اس لیے مکہ کی وبا سے ہمیں آپ پر خوف محسوس ہو رہا ہے۔''

ہم آپ کی والدہ ماجدہ سے لطف و کرم' شفقات و عنایت کے آرزومند رہے اور یہی گزارش کرتے رہے۔ آخر کار آپ کی والدہ ماجدہ نے ہمارے ساتھ آپ کو پھر بھیج دیا۔ ہم آپ کو ساتھ لے کر اپنے گھر لوٹ آئے۔

ہمارے آنے کے دو تین ماہ بعد آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریوں میں ہمارے گھر کے پیچھے تھے ـــــ آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا:

''میرے قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے جو سپید کپڑے پہنے ہوئے تھے ـــــ انہوں نے اس کو زمین پر لٹایا اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔''

میں اور آپ کا رضاعی باپ دوڑتے ہوئے گھر سے نکلے۔ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ آپ کے رضاعی باپ نے آپ کو گلے سے لگایا اور گال تھپتھپاتے ہوئے پوچھا:

''اے میرے پیارے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے پاس ایسے دو مرد آئے جن کے جسم پر سفید کپڑے تھے' انہوں نے مجھے لٹا دیا اور میرا پیٹ چیرا۔ ان دونوں نے میرے پیٹ میں سے کوئی شے نکالی اور وہ پھینک دی۔ پھر میرے پیٹ کو پہلی حالت پر پھیر دیا۔''

ہم آپ کو لے کر گھر آئے۔ آپ کے رضاعی باپ نے مجھ سے کہا:

''اے حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ ہمارے بیٹے کو یہ صدمہ جن سے پہنچا ہے ـــــ اس سے پہلے کہ ہمیں جس بات کا خوف ہے وہ ظاہر ہو ـــــ تو ہمیں اپنے ساتھ لے چل تا کہ ہم آپ کو آپ کے گھر والوں کے پاس واپس چھوڑ آئیں۔''

Marfat.com

چنانچہ ہم آپ کو ساتھ لے کر مکہ آئے۔ راستے میں آپ ہم سے گم ہو گئے۔ ہوا یہ کہ میں قضائے حاجت کے لیے گئی اور آپ کا پتہ نہ چلا۔۱۴۰ میں نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع کی ـــــ انہوں نے ایک ہفتہ بیت اللہ کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لوٹا دینے کے لیے دعا کی ـــــ عبدالمطلب نے ایک ندا سنی' کوئی کہہ رہا تھا:

''اے لوگو! تم کچھ غم نہ کرو' اس لیے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ رب ہے کہ آپ کو ضائع نہ کرے گا اور نہ تنہا چھوڑے گا۔''

عبدالمطلب نے کہا:

''اے غیب سے آواز دینے والے! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں کہ ہم ان کو پائیں ـــــ ان کے پاس ہمیں کون لے جائے گا۔''

آواز دینے والے نے کہا:

'آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تہامہ کے جنگل میں ہیں۔'' عبدالمطلب یہ سن کر مسلح سوار ہوئے۔ ورقہ بن نوفل سے ملے' پھر سب سے مل کر آپ کی تلاش میں روانہ ہو گئے ـــــ اور آپ کو ایک درخت کے نیچے پایا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عبدالمطلب کے علاوہ ابو مسعود الثقفی اور عمرو بن نوفل بھی اپنے اپنے اونٹ پر تلاش میں نکلے تھے ـــــ اچانک انہوں نے آپ کو دیکھا کہ آپ موز کے ایک درخت کے پاس کھڑے ہیں اور اس کے پتے لے رہے ہیں ـــــ عمرو انجان بن کر آپ کے سامنے آئے جیسے آپ سے ناواقف ہیں۔ آپ سے کہنے لگے:

''آپ کون ہیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہوں۔''

یہ سن کر عمرو نے آپ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور عبدالمطلب کے پاس لے آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبدالمطلب کو لوٹا دیا تو عبدالمطلب نے بڑے کوہان کے ہزار اونٹ اور ایک رطل سونا صدقہ کیا ـــــ حلیمہ سعدیہ کے لیے افضل سامان سفر مہیا کیا۔

تاریخ خمیس کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ نے حلیمہ سعدیہ سے پوچھا:

''تم لوگ کس وجہ سے میرے بیٹے کو واپس لائے ہو ـــــ تمہیں تو یہ حرص تھی کہ میرا بیٹا تمہارے پاس ہی رہے؟''

ہم نے آپ کی والدہ ماجدہ سے کہا:

''ہمیں آپ کے مرض کے باعث آپ کو نقصان پہنچنے کا خوف تھا۔'' یہ سن کر آپ کی والدہ ماجدہ نے ہم سے فرمایا:

''تم جو کہہ رہے ہو کہ آپ کے بیمار ہو جانے یا کسی اور وجہ سے آپ کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہے تو یہ اصل بات نہیں ہے ـــــ حقیقت کیا ہے' تم مجھ سے ساری بات صحیح صحیح بیان کرو کہ میرے بیٹے کو کیوں واپس لائے ہو؟''

۱۴۰ ان ایام گمشدگی میں آپ کے ساتھ کیا حالات ہوئے ـــــ سیرت کی کوئی کتاب کیا اس کی وضاحت کرتی ہے؟

Marfat.com

یوں آپ کی والدہ ماجدہ نے ہمیں سچ بات کہنے پر مجبور کر دیا اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا ـــــ یہ سن کر آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا:

''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کسی شیطان سے آپ کو نقصان پہنچے ـــــ واللہ شیطان آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ـــــ میرے بیٹے کے ساتھ یقیناً کوئی عظیم امر ہونے والا ہے ـــــ اور اسی امر نے اسے تمہارے پاس بلایا ہے۔''[۱۴۱]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا شق سینہ مبارک:

اس ضمن میں تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام کے ذکر میں گزری ـــــ بقیہ دو پیش خدمت ہیں۔

شداد بن اوس کی حدیث جسے ابو یعلیٰ' ابونعیم اور ابن عساکر نے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں بنی سعد بن بکر میں شیر خوار تھا۔ وہاں قیام کے دوران ایک دن جبکہ میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بطن وادی میں تھا اچانک میں نے تین آدمیوں کو موجود پایا۔ ان کے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا ایک تھال تھا ـــــ انہوں نے مجھے میرے دوستوں کے درمیان سے پکڑ لیا ـــــ یہ دیکھ کر لڑکے جلدی سے بھاگ کر قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ ان تینوں میں سے ایک نے مجھے بڑے لطیف انداز پر زمین لٹا دیا ـــــ وہ لٹا دینا مجھے برا نہیں لگا ـــــ پھر انہوں نے اس جگہ سے کہ سینہ کی ہڈی جدا ہوتی ہے اور معدے کا سرا ہے' ناف کی انتہا تک چاک کیا ـــــ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور خود پر اس شق کا کچھ اثر نہیں پاتا تھا ـــــ پھر اس مرد نے میرے پیٹ میں سے آنتیں وغیرہ نکالیں اور انہیں اس برف سے اچھے طور پر دھویا۔ پھر پیٹ سے نکالی گئی چیزوں کو دوبارہ ان کی جگہ پر رکھ دیا ـــــ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ''ہٹ جاؤ'' ـــــ پھر اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا ـــــ میں یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اس نے میرا دل کو چیرا۔ پھر اس میں سے ایک کالا لوتھڑا نکالا اور اسے پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کیا۔ گویا وہ کوئی شے لے رہا ہے ـــــ میں نے اس کے ہاتھ میں نور کی ایک ایسی انگوٹھی موجود پائی جسے دیکھنے والے کو حیرت ہوتی تھی ـــــ اس انگوٹھی سے اس نے میرے دل پر مہر لگا دی۔ میرا دل نور سے معمور ہوگیا۔ وہ نور نبوت اور حکمت کا نور تھا۔ پھر اس نے میرے دل کو اس کے مقام پر لگا دیا۔ اس مہر کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں ایک زمانہ تک پائی۔

پھر تیسرے آدمی نے اپنے اس ہمراہی سے کہا کہ ''ہٹ جاؤ'' اور اس نے اپنا ہاتھ جہاں سے معدہ شروع ہوتا ہے اور ناف کے آخیر تک پھیرا ـــــ اللہ کے حکم سے وہ شق مل گیا ـــــ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر بڑے لطیف انداز سے مجھے اٹھا دیا۔

دوسری روایت بیہقی کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حلیمہ سعدیہ نے کہا ـــــ یکا یک میں نے دیکھا میرا بیٹا ضمرہ خوفزدہ سا دوڑتا ہوا آرہا ہے۔ اس کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے اور روتے ہوئے پکار رہا ہے:

---

۱۴۱ یہ اس لیے فرمایا کہ زمانہ حمل اور وقت ولادت میں آپ کی والدہ ماجدہ نے کئی اسرار مشاہدہ فرمائے تھے۔

Marfat.com

''اے اماں اے بابا! تم جلدی جلدی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس پہنچو ـــــ اگر جلدی نہ چلو گے تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مردہ پاؤ گے ـــــ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے ہمارے درمیان سے آپ کو اچک لیا اور آپ کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا ـــــ اس نے آپ کا سینہ مبارک ناف تک چیر ڈالا۔''

اس روایت میں مزید یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس تین آدمیوں کا گروہ آیا۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ابریق تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت (تھال) تھا۔

آپ کے قلب اطہر پر مہر لگانے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر رسالت ختم ہوگئی۔ اگر آپ کے ساتھ مہر نبوت خاص کی گئی ہے تو یہ امر مسلم ہے ـــــ لیکن مہر پر نبی کے دل پر لگائی گئی جس میں یہ حکمت ہے کہ مہر ایک ایسی علامت ہے کہ نبی غیر نبی سے ممتاز ہو جائے۔

آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا جانا اور دل اطہر کا نکالنا پہلی بار اس وقت ہوا جب کہ جبرئیل علیہ السلام غار حرا میں آپ کے پاس وحی لائے تھے ـــــ اور سینہ مبارک کا چاک کیا جانا دوسری بار شب معراج میں ہوا ہے۔

دل اطہر سے جو حلقہ نکالا گیا ہے' اس میں یہ حکمت تھی کہ لڑکپن کے حالات سے پاکیزگی ہو تاکہ لڑکپن کی عمر میں رجولیت کے اوصاف سے آپ متصف ہو جائیں۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عصمت کے اکمل احوال پر نشو ونما پائی ہے۔

''دلائل النبوت'' میں ابونعیم نے کہا ہے کہ سینہ مبارک کا چاک متعدد بار ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم امت کے ہزار آدمیوں سے بھاری:

سینہ مبارک کے چاک سینہ کے بعد تین آدمیوں میں سے پہلے نے تیسرے سے کہا کہ ''آپ کو آپ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ تولو'' ـــــ انہوں نے مجھے دس کے ساتھ وزن کیا' میں دس وزن میں بھاری نکلا۔

پھر اس نے کہا کہ ''آپ کی امت کے ایک سو آدمی کے ساتھ وزن کرو'' ـــــ مجھ کو ایک سو کے ساتھ وزن کیا' میں ایک سو سے بھی بھاری رہا۔

پھر اس نے کہا کہ ''آپ کو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو'' ـــــ انہوں نے ایک ہزار کے ساتھ کیا' میں ایک ہزار سے بھی بھاری ہوا۔

یہ دیکھ کر اس نے کہا' ''آپ کو چھوڑ دو' اب وزن نہ کرو'' ـــــ اگر تم آپ کو آپ کی کل امت کے ساتھ وزن کرو گے' تب بھی آپ ان سے بھاری نکلیں گے ـــــ''

پھر ان سب نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا اور میرے سر پر اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دیئے ـــــ پھر انہوں نے کہا' ''اے حبیب اللہ! آپ گھبرائیں نہیں۔ آپ کے ساتھ جس خیر کا ارادہ کیا جاتا ہے' اس کا علم ہو جانے پر یقیناً آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی''۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وزن کرنے سے اعتباری وزن مراد ہے نہ کہ ظاہری ترازو سے تولنا ___ وزن میں فضیلت سے مراد غالب رہنا ہے ___ یہ کام فرشتوں نے کیا ___ اس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی خبران لوگوں کو کر دیں جو آپ کے سوا ہیں اور وہ اس کا اعتقاد رکھیں' اس لیے کہ یہ امور اعتقادیہ سے ہے۔

تابوت سکینہ کی حقیقت:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب شریف کا طشت میں دھویا جانا آپ کے ساتھ خاص ہے یا آپ کے سوا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایسا کیا گیا ہے ___ اس کے بارے میں تابوت سکینہ سے پتہ چلتا ہے ___ تابوت میں وہ طشت (تھال) تھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب دھوئے گئے تھے۔۱۴۲

سکینہ وہ طمانیت و سکون جو اس تابوت سے حاصل تھا ___ کہا جاتا ہے کہ سکینہ ایک ہوا کا نام ہے' اس کا چہرہ آدمی کے چہرہ کی طرح تھا۔۱۴۳ اس کا سر بلی کے سر کی مانند تھا۔۱۴۴ اس کی آنکھوں میں شعاع تھی۔۱۴۵ جس وقت دو گروہ جنگ کے لیے باہم مل جاتے تھے تو وہ اپنے دونوں ہاتھ نکالتے اور مخالف کی طرف دیکھتے۔ اس کے رعب سے مخالف کا لشکر بھاگ جاتا۔۱۴۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہر نبوت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت سے مہر لگائی گئی تھی اور خاتم شریف سے مشک کی بو مہکتی تھی اور خاتم نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی۔۱۴۷ مہر نبوت پر خال جمع تھے۔ گویا وہ سیاہ مسے تھے۔۱۴۸ مہر نبوت آپ کے بائیں شانہ کی نرم ہڈی کے پاس تھی ___ ایک اور روایت کے مطابق وہ مہر نبوت بائیں شانہ کے غضروف کے پاس تھی ___ ابونعیم کے مطابق مہر نبوت آپ کے دائیں شانہ کی نرم ہڈی یا غضروف کے پاس تھی۔

- مہر نبوت شانہ مبارک کے پاس بال جمع تھے۔۱۴۹ ___
- مہر نبوت غدود کی طرح تھی۔۱۵۰
- مہر نبوت گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔۱۵۱
- مہر نبوت اس آلہ کی مثل تھی جس سے مہر لگاتے تھے۔۱۵۲
- مہر نبوت گوشت کی گولی کی طرح تھی۔۱۵۳
- مہر نبوت پچھنے کے اس نشان کی مثل تھی جو گوشت کو لیے ہو۔۱۵۴

---

۱۴۲ آپ کے ساتھ اس طشت کو خصوصیت نہیں ہے ___ اس کو طبری' عماد ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سدی کی ایک حدیث کو اس روایت کی طرف منسوب کیا ہے جو ابی مالک، سے ہے اور ابی مالک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۴۳ اس کی روایت ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے کی ہے۔

۱۴۴ مجاہد کا اضافہ۔ ۱۴۵ ابن ابی الربیع۔ ۱۴۶ ابوالشیخ۔ ۱۴۷ امام بخاری

۱۴۸ مسلم شریف ___ مسوں کے ساتھ تشبیہ صرف رنگ میں ہے نہ کہ مہر نبوت کی صورت میں۔

۱۴۹ صحیح حاکم ۱۵۰ بیہقی ۱۵۱ شمائل ترمذی ۱۵۲ عمرو ابن اخطب ۱۵۳ ابن عساکر

۱۵۴ کتاب الروض

Marfat.com

✪ مہر نبوت ایک ایسا سبز خال تھا جو گوشت میں ایک گڑھا تھا اور اس پر چمڑا تھا۔۱۵۵

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مہر نبوت ایک زردی مائل سیاہ خال تھا اور اس کے ارد گرد بال جمع تھے ــــ بلکہ یہ کہ اکٹھے تین بال تھے۔۱۵۶ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور اندرونی حصہ میں اللہ وَحدہ لاشریك له لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر میں توجہ حیث کنت فابك منصور تھا یعنی جس طرف آپ ارادہ کریں متوجہ ہوں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں فرق نہ ہو کیونکہ آپ کو نصرت دی گئی ہے۔۱۵۷ مہر نبوت چمکدار نور تھا۔۱۵۸ مہر نبوت کبوتر کے غدرہ کی مانند تھی۔۱۵۹ مہر نبوت گوشت کی گولی کی مثل تھی جس میں گوشت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لکھا ہوا تھا۔۱۶۰ مہر نبوت سیاہی مائل چھوٹے انجیر کی طرح تھی اور پشت مبارک کی ہڈیوں سے ملی ہوئی تھی۔ جس وقت آپ نے وفات پائی، میں نے مہر نبوت کو ڈھونڈا، وہ اٹھائی گئی تھی۔

ان کل روایتوں کو حافظ مغلطائی نے اپنی کتاب ''الزاہر الباسم'' میں روایت کیا ہے ــــ فتح الباری میں ہے کہ جو روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ مہر نبوت *پچھنوں کے نشان کی طرح تھی ــــ یا سیاہ خال کی طرح تھی ــــ یا سبز خال کی طرح تھی، اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا ــــ یا یہ لکھا ہوا تھا سر فانك منصور ــــ ان میں سے کوئی شے ثابت نہیں ہوئی ــــ

حدیث پاک میں ہے کہ ''خاتم نبوت زر الحجلہ کے مثل تھی''۔۱۶۱

قرطبی نے کہا ہے کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلیل ہیں کہ خاتم نبوت ظاہراً ایک سرخ شے تھی جو آپ کے بائیں شانہ کے پاس تھی ــــ راوی نے اسے چھوٹا کر کے بیان کیا ہے تو اس نے کبوتر کے انڈے کے ساتھ اندازہ کیا ہے ــــ اور جس وقت بڑا کر کے بیان کیا ہے تو اس نے ایک مٹھی کے برابر اس کا اندازہ کیا ہے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خاتم نبوت سے متعلق تمام روایتیں معنی میں ایک دوسرے کے قریب قریب اور

---

۱۵۵ تاریخ ابن ابی خثیمہ ۱۵۶ تاریخ قضاعی ۱۵۷ نوادر الاصول از حکیم ترمذی

۱۵۸ مولد شریف از ابن عائذ ــــ یعنی ایک صورت تھی جس میں نور تھا اور نور کی شدت اس درجہ تھی کہ ممکن نہیں ہے کہ کسی صورت کے ساتھ اس وصف کی تعبیر کی جائے۔

۱۵۹ سیرت ابن ابی عاصم ــــ ابو ایوب نے کبوتر کے غدرہ کا معنی کبوتر کا قرطمہ کہا ہے کہ وہ کبوتر کی چونچ کی بز میں ایک نقطہ ہوتا۔

۱۶۰ تاریخ نیشاپوری

۱۶۱ زر بزائے ہوز ــــ ورائے مہملہ اور حجلہ بجائے حطی وجیم عربی ــــ نووی نے کہا ہے کہ حجال کا واحد ہے حجلہ ــــ حجلہ وہ مکان جو قبہ کی مثل ہو اور اس کی بڑی بڑی گھنڈیں ہوں اور اس کے ڈنڈے ہوں اور وہ گھر جو دلہن کے لیے تخت اور کپڑے اور پردہ سے آراستہ کریں ــــ بعض علماء نے کہا ہے کہ حجلہ سے مراد طائر معروف ہے اور زر اس طائر کا انڈا ہے (یعنی کبوتر کا) ــــ اس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے ــــ علماء نے امام ترمذی کا انکار کیا ہے کہ زر انڈے کے معنی میں نہیں آیا۔ البتہ استعارہ کے طور پر درست ہو سکتا ہے ــــ حجلہ خوبصورت قبہ ہو اس کی گھنڈیوں کو انڈے سے تشبیہ دی جائے ــــ حدیث میں لفظ جمع کف آیا ہے ــــ بضم جیم وسکون میم یعنی ہاتھ کی مٹھی ــــ حدیث میں لفظ ''خیلاں'' آیا ہے۔ بکسر خائے معجمہ وسکون یائے تحتانی ــــ خال کی جمع ہے جسے ہندی میں تل کہتے ہیں جو انسان کی جلد پر ہوتا ہے ــــ حدیث میں لفظ نغض، فتح نون وغین معجمہ و ضاد معجمہ ساکن ــــ نووی نے کہا ہے کہ النغض والناغض ــــ شانہ کا اعلیٰ حصہ ــــ نغض وہ رقیق ہڈی جو شانہ کی طرف ہوتی ہے اور شانہ کی حرکت کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ حرکت کرنے کی وجہ سے اس کا نام ناغض رکھا گیا ہے ــــ حدیث میں لفظ بفعته ناشرہ آیا ہے ــــ بضعہ، ٹکڑا ــــ اور ناشزہ کے معنی ہیں ابھرا ہوا گوشت یعنی مہر نبوت۔ جسم سے گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا۔

Marfat.com

متفرق طور پر اس امر پر متفق ہیں کہ:

''خاتم (مہر) نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر ابھری ہوئی کبوتر کے انڈے اور مجلّہ کی گھنڈی کے برابر تھی۔''

یہ خاتم نبوت اس مشق کا اثر ہے جو دو فرشتوں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان کیا تھا۔ وہ مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دونوں فرشتوں کے شق صدر کرنے کے بعد تھی۔

خاتم نبوت کب وضع کی گئی، کیونکر وضع کی گئی اور کس نے وضع کی ہے___ اس کی تصریح ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں ہے جو براء وغیرہ کے نزدیک ہے۔ یہ کہ ابوذر نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ بتلائیں کہ آپ کو کیونکر علم ہوا کہ آپ نبی ہیں اور آپ نے کس دلیل سے جانا کہ آپ نبی ہیں، یہاں تک کہ آپ نے اپنی نبوت کا یقین کرلیا''___

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں مکہ کے نواح میں تھا۔ اس وقت دو شخص میرے پاس آئے___ دوسری روایت کے مطابق دو فرشتے آئے (یعنی جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام) آئے۔ ان دونوں میں سے ایک زمین پر اترا اور دوسرا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان تھا___ ان میں سے ایک نے اپنے ہمراہی سے پوچھا___ ''کیا یہ وہی ہے؟''___ اس نے جواب دیا ''ہاں یہ وہی ہے''۔ اس نے کہا ''آپ کو ایک مرد کے ساتھ وزن کرو''___ (اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے)___ اسی حدیث میں ہے کہ پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ''آپ کا پیٹ چاک کرو''___ اس نے میرا پیٹ چاک کیا اور میرا دل نکالا۔ دل میں سے شیطان کے دباؤ کی جگہ اور خون کا لوتھڑا نکالا اور ان دونوں کو پھینک دیا___ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ''آپ کا پیٹ اس طرح سے دھو جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور آپ کا مبارک دل اس طرح سے دھو جس طرح سے کپڑا دھوتے ہیں''___ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ''آپ کا پیٹ سی دو''___ اس نے میرا پیٹ سی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی جیسے کہ وہ اب لگی ہے___ اور وہ دونوں مجھ سے پیٹھ پھیر کے چلے گئے___ گویا میں اس واقعہ کو معائنہ کے طور پر دیکھ رہا تھا۔

''دلائل النبوت'' میں ابونعیم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جب ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ فرشتے نے آپ کو اس پانی میں تین بار غوطے دیئے جسے وہ چاندی کی ابریق میں لایا تھا___ پھر اس نے سفید حریر کا قطعہ نکالا۔ اس کپڑے میں ایک انگوٹھی موجود تھی جو بیضہ مکنونہ کی طرح تھی اور زہرہ ستارہ کے مانند روشن___ وہ مہر آپ کے شانہ مبارک پر لگا دی___ ایک اور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر ایسے حال میں کہ اس کے دائیں ہاتھ میں نبوت کا خال یعنی نبوت کی علامتیں ہوتی

Marfat.com

تھیں ــــ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کیے گئے کہ آپ کی نبوت کا خال مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔۱۶۲ ــــ اس صورت پر مہر نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دل کے مقابل لگائی جانی اس صفت سے ہوگی جس کے ساتھ آپ کو سارے نبیوں سے اختصاص ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا وصال:

آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات آپ کی کمسنی کی عمر میں ہوئی ــــ والدہ ماجدہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر کتنی تھی ــــ اس بارے میں مختلف آراء ہیں:

- چار سال
- پانچ سال
- چھ سال
- سات سال
- نو سال
- بارہ سال ایک ماہ دس یوم

آپ کی والدہ مادہ نے کہاں وصال فرمایا اور کہاں تدفین ہوئی۔ اس بارے میں بھی مختلف روایات ہیں:

- مقام ابواء
- شعب ابی زویب میں حجوں میں
- مکہ معظمہ میں دار رابعہ

مختلف راویوں کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے ماموں کے پاس لے گئیں جو بنی عدی بن النجار سے مدینہ طیبہ میں تھے ــــ اس وقت آپ کے ساتھ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں ــــ آپ کی والدہ مادہ نے آپ کو دار تابعہ میں اتارا۔ آپ کے ساتھ ایک ماہ تک آپ کے ماموں کے پاس ٹھہری رہیں ــــ جو امور اس مقام میں واقع ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے ــــ آپ نے اس مکان کو دیکھ کر فرمایا:

''میری والدہ ماجدہ نے مجھے اس جگہ اتارا تھا اور میں نے بنی عدی بن النجار کے کنوئیں میں اچھی طرح سے تیرنا سیکھا تھا ــــ یہود کی ایک قوم وہاں آتی جاتی تھی۔ وہ لوگ مجھے دیکھا کرتے تھے۔''

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان یہودیوں میں سے ایک شخص یہ کہتا تھا کہ:

''آپ اس امت کے نبی ہیں اور مدینہ آپ کی ہجرت کی جگہ ہے۔''

ان یہودیوں کے کلام میں سے میں نے ان سب باتوں کو یاد رکھا ہے ــــ پھر آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کی طرف پلٹیں۔ جب آپ مقام ابواء پر پہنچیں تو آپ نے وفات پائی۔

دلائل النبوۃ میں ہے کہ اسماء بنت رہم نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس بیماری میں ان کے پاس حاضر ہوئی جس بیماری کے سبب انہوں نے وفات پائی ــــ اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گدرائے ہوئے لڑکے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی ــــ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سر کے پاس تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے:

۱۶۲۔ حاکم نے مستدرک میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

بارك الله فيك من غلام
يا ابن الذى من حومة الحمام
نجا بعون الملك المنعام
فودى غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام
ان صح ماابصرت فى المنام
فانت مبعوث الى لا انام
من عندى ذى الجلال والاكرام
تبعث فى الحل وفى الحرام
تبعث فى التحقيق والاسلام
دين ابيك البر ابراهام
فالله انهاك عن الاصنام
ان لاتو اليها مع الاقوام۱۶۳

اے بیٹا! اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے ـــــ تو اس شخص کا فرزند ہے جس نے موت کی سخت جگہ سے ملک منعام یا ملک علام کی مدد سے نجات پائی ـــــ اور اس صبح میں کہ وفائے نذر کے لیے اس کے اور اس کے بھائیوں کے درمیان قرعہ ڈالا گیا کہ کسے ذبح کیا جائے ـــــ قرعہ آپ کے باپ عبداللہ کے نام پر نکلا ـــــ ان کے بدلے سو قیمتی اونٹوں کا فدیہ دے دیا گیا۔ اے بیٹا! تیری نبوت کے بارے میں جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے' اگر وہ صحیح ہے تو جن و انسان کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس سے بھیجا گیا ہے کہ وہ صاحب جلال اور صاحب الاکرام ہے۔

اے بیٹا! تو حلال اور حرام کے درمیان امتیاز کے لیے بھیجا گیا ہے۔ (یہاں حلال کو اور حرام کو سرزمین قرار دیا گیا ہے۔۱۶۴

اے بیٹا! حق اور باطل جو باہم مل گئے ہیں' تو باطل سے حق کو جدا کرنے کے لیے مبعوث ہوگا۔ حق اور اسلام کے بیان میں مبعوث ہوگا کہ وہ تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ وہ محسن اور خدا کے مطیع تھے۔

اے لڑکے! اللہ نے تجھے بتوں سے منع کیا ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ بتوں کی نصرت نہ کرے ـــــ عبادت کے طور پر بتوں کی تعظیم نہ کرے ـــــ اور بتوں کے لیے ذبح نہ کرے جیسے کہ کفار ذبح کرتے ہیں ـــــ اور ان کے سامنے سہام یعنی قرعہ سے تقسیم نہ کرے جیسے بتوں کے پجاری کرتے ہیں۔۱۶۵ ـــــ

پھر آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

---

۱۶۳ حومتہ' قتال ـــــ معظم قتال' قتال کی سخت جگہ ـــــ حمام' قضائے موت اور قدر موت ـــــ ضرب بالسھام' قرعہ ڈالنا' عرب تیروں پر نام لکھ کر قرعہ اندازی کیا کرتے تھے ـــــ سوام' بڑی قیمت ـــــ انام' جن وانسان یا روئے زمین پر موجود تمام اشیاء۔

۱۶۴ سرزمین حلال' مکہ معظمہ ـــــ سرزمین حرام کل روئے زمین مخلوق کے کفر اور شرک کے اعتبار سے۔

۱۶۵ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان اس بارے میں واضح ہے کہ وہ موحدہ تھیں ـــــ اس لیے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کا ذکر کیا ہے اور اللہ کریم کے نزدیک اپنے بیٹے کی بعثت کا ذکر کیا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتوں کی عبادت اور بتوں کی دوستی سے منع فرمایا ہے ـــــ یہی توحید کے امور ہیں۔ ان کے سوا اور کچھ توحید نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا اعتراف اور اس کی الوہیت کا اقرار ہے ـــــ اس بات کا بھی اقرار ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ـــــ اور بتوں کی عبادت سے نجات اور عہد جاہلیت میں اس کی مثال کفر سے بری ہونے اور صفت توحید کے ثبوت کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

Marfat.com

''ہر ایک زندہ مرے گا ـــــ ہر ایک نئی شے پرانی ہوگی ـــــ ہر ایک کبیر فنا ہوگا ـــــ اور میں مروں گی لیکن میرا ذکر باقی رہے گا اور میں نے عظیم خیر چھوڑی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ـــــ میں نے طاہر کو جنم دیا ہے۔''

پھر آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی ـــــ ہم لوگ جنوں کا نوحہ سنتے تھے ـــــ جنوں نے نوحہ میں جو اشعار کہے تھے ہم نے انہیں یاد رکھا ـــــ یہ اشعار ان میں سے ہیں:

نبکی فتاة البرة الامینه ذات الجمال العفة الزرینه

وہ جوان عورت جو محسنہ' مطیع خدا اور امینہ ہے ـــــ صاحب جمال' بارع' صاحب عفت اور صاحب وقار ہے ـــــ ہم لوگ اس کے لیے روتے ہیں۔

زوجة عبد الله والقرینة ام نبی الله ذی السکینة

وہ جوان عورت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ' ہمسر اور ہمنشین ہیں ـــــ اور اللہ تعالیٰ کے اس نبی کی والدہ ماجدہ ہیں جو صاحب ثبات اور صاحب طمانیت ہے۔

وصاحب المنبر بالمدینة صارت لدی حضرتها رهینه

وہ نبی مدینہ میں صاحب منبر ہوگا ـــــ اس نبی کی والدہ ماجدہ اپنی قبر میں گرو ہوگئیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا ایمان لانا:

تحقیق طور پر یہ روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی ہیں ـــــ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں ہم کو حج کے لیے گئے ـــــ مجھے اس راستہ سے لے گئے جو عقبۃ الحجون کی طرف جاتا ہے ـــــ اس وقت آپ رو رہے تھے اور سخت حزین و غمگین تھے ـــــ آپ کے رونے کی وجہ سے میں بھی روئی ـــــ پھر آپ اونٹ پر سے اترے اور مجھ سے فرمایا:

''اے حمیرا! تم کوئی شے پکڑ لو تاکہ گرنے سے بچو۔''

میں نے اونٹ کے پہلو پر کمر ٹیک دی ـــــ آپ دیر تک وہاں ٹھہرے رہے ـــــ یہ بھی روایت ہے کہ میرے پاس سے جانے کے بعد آپ کافی دیر تک وہاں ٹھہرے رہے ـــــ پھر آپ پلٹ کر میری طرف تشریف لائے۔ اس وقت آپ بہت خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے ـــــ آپ نے فرمایا:

''میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا اور میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ تو ان کو زندہ کر دے ـــــ اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو میرے لیے زندہ کر دیا ـــــ وہ مجھ پر ایمان لے آئیں ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی موت کی حالت پر پھیر

Marfat.com

دیا ــــ ۱۶۶

حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنی کتاب ''مورد الصادی بمولد الهادی'' میں جس مقام پر کہا ہے' بہت خوب کہا ہے:

حبا الله النبی مزید فضل علی فضل وکان به رؤفا

''اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو فضل پر مزید فضل عطا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رافت کرتا ہے۔''

فاحیا امه وکذا اباه لایمان به فضلا منیفا

''اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو زندہ کیا اور ایسا ہی آپ کے والد ماجد کو زندہ کیا کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائیں ــــ یہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بزرگ فضل سے تھا۔''

فسلم فالقدیم بذا قدیر وان کان الحدیث به ضعیفا

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین ماجدین کو زندہ کیا۔ تم اس امر کو تسلیم کر لو کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور زندہ کرنے پر قادر ہے اور دوسروں کو زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اگرچہ آپ کے والدین کے زندہ ہونے کے بارے میں ضعیف حدیثیں آئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کا ذکر اس شے کے ساتھ نہ کرو جس میں کوئی نقص ہو۔ اس سے کمال درجہ حذر کرو۔ اس لیے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دیتا ہے کیونکہ عرف عام یہ ہے کہ جب کسی کے باپ کا اس صفت سے ذکر کیا جائے جس سے اس پر کوئی نقص لازم آتا ہو ــــ یا ایسے وصف سے اس کے باپ کو متصف کیا جائے کہ اس کے باپ کی ذات کے ساتھ قائم ہوا اور وہ وصف اس میں نقصان ہو تو گفتگو میں اس کا وصف اس کے بیٹے کو ایذا دیتا ہے ــــ

ابن منذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سبیعہ بنت ابولہب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئی اور کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)! لوگ کہتے ہیں کہ تو حمالة الحطب النار کی بیٹی ہے۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایسے حال میں کھڑے ہوئے کہ غضبناک تھے۔ آپ نے فرمایا:

''اقوام کا کیا حال ہے۔ میری قرابت کے بارے میں مجھے ایذا دیتے ہیں ــــ جس نے مجھ کو ایذا دی' اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔''

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

---

۱۶۶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک اور حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کا زندہ کرنا روایت کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں آپ پر ایمان لائے ہیں ــــ اس حدیث کو سہیلی لائے ہیں اور ایسے ہی اس حدیث کو خطیب سابق لاحق یعنی متقدم اور متاخر میں لائے ہیں جو بمعنی منسوخ و ناسخ ہے ــــ اور سہیلی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت میں مجہول راوی ہیں ــــ ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث تحقیق منکر ہے اور اس کی سند مجہول ہے ــــ ابن دحیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ قرآن شریف اور اجماع اس کو رد کرتا ہے۔

Marfat.com

''مُردوں کو برا کہنے کے باعث زندہ لوگوں کو ایذا نہ دو۔''
اس حدیث کو طبرانی نے ''معجم صغیر'' میں روایت کیا ہے ـــــ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانا کفر ہے۔

- ایسا کلام کرنے والا شافعیہ کے نزدیک قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے ایسے فعل سے توبہ نہ کرے گا۔
- مالکیہ کے نزدیک اس کا قتل واجب ہوگا۔ اگرچہ وہ توبہ کرے۔

قاضی ابوبکر جو ائمہ مالکیہ سے ہیں' ان سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماجدین دوزخ میں ہیں ـــــ انہوں نے جواب دیا:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذاب مھینا** ـــــ اس ایذا سے اعظم کوئی ایذا نہیں ہے کہ کہا جائے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماجدین دوزخ میں ہیں۔''

جن علماء کرام نے آپ کے والدین ماجدین کے ایمان کے استدلال میں گفتگو کو طول دیا ہے' اللہ کریم ان کے پیارے ارادوں پر اجر کثیر عطا فرمائے ـــــ حافظ ابن حجر نے اپنی بعض کتابوں میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس آل کے بارے میں یہ گمان ہے جو آپ کے اعلان نبوت سے پہلے وفات پا گئی کہ قیامت کے دن امتحان کے وقت وہ مطیع ہوگی اور آپ کے اکرام کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگی تاکہ ان کو جنت میں دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں ـــــ ''کتاب الاحکام'' اور ''اصابہ'' میں ہے کہ عبدالمطلب اور آپ کے جملہ اہل بیت ان لوگوں میں جو جنت میں داخل ہوں گے' ایسے حالات میں جنت میں داخل ہوں گے جو مطیع ہوں گے' وہی نجات پائیں گے ـــــ

یہ بات اس امر پر دلیل ہے کہ عبدالمطلب حنفیت اور توحید پر قائم تھے ـــــ عبدالمطلب نے صلیب اور صلیب کی عبادت کرنے والوں سے تبرا کیا تھا مگر ابوطالب کو نجات نہ ہوگی کہ انہوں نے زمانہ بعثت کو پایا تھا اور وہ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔[۱۶۷]

ام ایمن برکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد آپ کی دایہ تھیں اور آپ کو گود میں لیا کرتی تھیں ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ

---

۱۶۷ جیسے صحیح حدیث میں ہے کہ اہل نار میں ابوطالب پر عذاب نہیں ہے۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس قسم سے ہے کہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین دوزخ میں نہیں ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ دوزخ میں ہوتے تو ابو طالب کی نسبت ان پر نہایت خفیف درجہ عذاب ہوتا کہ آپ کے والدین مرتبہ میں ابوطالب سے بڑھ کر آپ کے زیادہ قریب ہیں ـــــ اور ان کا عذر بڑا خفیف ہے کہ انہوں نے آپ کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ان پر اسلام ظاہر کیا گیا ـــــ لہٰذا آپ کے والدین کے حق میں دوزخ ممتنع ہے۔ بخلاف ابو طالب کے ـــــ کہ صادق مصدوق نے خبر دی ہے انہ اھون اھل النار عذابا ـــــ لہٰذا آپ کے والدین اہل نار سے نہیں ہیں ـــــ اہل اصول کے نزدیک اس کا نام دلالۃ اشارۃ ہے۔

Marfat.com

"میری والدہ کے بعد تم میری ماں ہو۔" ۱۶۸

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے باپ دادا مشرک نہیں:

بعض علماء نے تحقیق قطعی حکم کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین ناجی ہیں اور دوزخ میں نہیں ہیں۔۔۔۔ کسی نے اس کے خلاف یہ کہا ہے کہ کسی عالم نے اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ موت کی وجہ سے عمل کا سلسلہ ختم ہو جانے پر ایمان اپنے صاحب کو نفع دے سکتا ہے۔۔۔۔ اگر کسی نے خصوصی دعویٰ کیا ہے تو اس پر دلیل پیش کرے۔۔۔۔ ابو الخطاب بن دحیہ نے کہا ہے کہ جو شخص کافر مر گیا (مرنے کے بعد زندہ ہونے پر) اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔۔۔۔ بلکہ اگر عذاب کے معائنہ کے وقت ایمان لائے گا تو وہ ایمان اسے کیونکر نفع نہ دے گا' یقیناً دے گا۔

قرطبی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص آپ کے وصال تک ہمیشہ متواتر ہیں۔۔۔۔ لہٰذا آپ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا اس فضیلت سے ہوگا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضیلت دی ہے اور آپ کا اکرام کیا ہے۔

قرطبی نے کہا ہے کہ آپ کا اپنے والدین کو زندہ کرنا اور ان کا آپ پر ایمان لانا عقلاً ممتنع نہیں ہے اور نہ شرعاً ممتنع ہے۔۔۔۔ شرعاً ممتنع نہ ہونے کی مثال کتاب عزیز میں ہے کہ بنی اسرائیل کا مقتول زندہ کیا گیا ہے اور اس نے اپنے قاتل کی خبر دی ہے۔۔۔۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔۔۔۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست مبارک پر مردوں کا ایک زندہ کیا ہے۔۔۔۔ جب یہ ثابت ہو گیا ہے تو آپ کے والدین کے زندہ کرنے کے بعد ان کا ایمان ممتنع نہ ہوگا۔۔۔۔ یہ امر آپ کی کرامت اور فضیلت میں اضافہ ہے۔

یہ جو ابوالخطاب نے کہا کہ جو شخص کافر مر گیا' اس کا ایمان اس کو مرنے کے بعد زندگی میں نفع نہ دے گا' یہ دراصل اس روایت کے رد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر لوٹا دیا جبکہ وہ غروب ہو چکا تھا۔۔۔۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ اگر آفتاب کا پلٹ آنا فائدہ مند نہ ہوتا اور اس کے پلٹ آنے سے وقت کی تجدید نہ ہوتی (یعنی عصر کا وقت دوبارہ آیا) تو اللہ تعالیٰ آفتاب کو آپ پر نہ لوٹاتا۔۔۔۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کا زندہ کیا جانا ان کے ایمان کے لیے نفع کا باعث ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان کی تصدیق ان کے لیے نفع کا باعث ہوگی ۱۶۹۔۔۔۔ بعض علماء نے رجعت شمس کی حدیث میں طعن کیا ہے۔

---

۱۶۸ یعنی میرے ساتھ رعایت اور شفقت کرنے میں میری ماں کی طرح ہو۔۔۔۔ یا یہ کہ میں تمہارے ساتھ جو رعایت اور جو احترام کرتا ہوں' اس حیثیت سے تم میری ماں ہو۔

۱۶۹ قرطبی نے اشارہ کیا ہے کہ امام احمد نے کہا ہے کہ رجعت شمس کی حدیث کی اصل نہیں ہے۔۔۔۔ ابن جوزی نے امام احمد کا اتباع کیا ہے اور وہ اس حدیث کو موضوعات میں لائے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح سے ابن تیمیہ نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے لیکن مغلطائی' حافظ ابن حجر' قطب خیضری اور امام سیوطی نے اس کی تردید کی ہے۔۔۔۔ ان کا کہنا ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہنے میں خطا کی ہے۔۔۔۔ اس حدیث کی ابن مندہ اور ابن شاہین نے اسماء بنت عمیس کی حدیث نقل کی ہے۔۔۔۔ ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے۔ دونوں کی اسناد حسن ہیں۔۔۔۔ اس جگہ سے امام طحاوی اور قاضی عیاض نے اس حدیث کی صحت کی ہے۔۔۔۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

Marfat.com

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کی نجات کا قائل ہے۔ اس نے اس طور پر بھی تمسک کیا ہے کہ آپ کے والدین ماجدین نے بعثت (اعلان نبوت) سے پہلے فترت ۱۷۰ کے زمانہ میں وفات پائی ہے ـــــ بعثت سے پہلے جو کوئی مر جائے تو اس کے لیے عذاب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ـــــ اہل کلام اور اہل اصول سے اشاعرہ نے ـــــ اور شافعیہ سے فقہا نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ:

''جو شخص ایسے حال میں فوت ہو گیا کہ اس کو دعوت نبوت نہیں پہنچی تو وہ ناجی فوت ہوا۔''

آپ کے باپ دادا مشرک نہیں:

امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب ''اسرار التنزیل'' میں لکھا ہے کہ آذر بت تراش حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا ـــــ انبیاء علیہم السلام کے باپ کافر نہیں تھے۔ اس پر بہت سی وجوہ دلالت کرتی ہیں۔ ان وجوہ میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے' الذی یراك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین ـــــ یعنی آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا تھا ـــــ اس فرمان باری تعالیٰ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع باپ دادا مسلمان تھے۔ فرمان نبوی جو اس امر پر دلالت کرتا ہے' یہ ہے کہ:

لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی الارحام الطاہرات

اور ارشاد باری ہے انما المشرکون نجس ـــــ اس فرمان سے یہ واجب ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد سے کوئی شخص مشرک نہ ہو۔

بیضاوی نے اس آیت شریفہ کا یہ معنی لیا ہے وتردوك فی تصفح ای تامل احوال المجتہدین ۱۷۱ ـــــ یعنی جو لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہیں' آپ کا ان کے احوال سے ایک بار اور دوسری بار بحث کرنا۔

جب فرض قیام لیل منسوخ ہوا' اس رات میں آپ نے صحابہ کے گھروں کے ارد گرد چکر لگایا' یہ دیکھنے کے لیے صحابہ اس وقت کس حال میں ہیں؟ ـــــ آپ کو حرص تھی کہ صحابہ عبادت کی کثرت کریں ـــــ اور اس وقت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ صحابہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہیں۔ آپ نے ان کے گھروں کو شہد کی مکھیوں کے گھروں کی مانند پایا۔ ۱۷۲ ـــــ

قرآن حکیم میں ہے۔ فلما تبین انہ عدو اللہ تبراء منہ ـــــ جب آذر کا انتقال ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ وہ کفر پر مرا ہے تو انہوں نے اس کے لیے استغفار پڑھنی چھوڑ دی ـــــ اہل کتاب اور اہل تاریخ نے اس پر اجماع کیا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ) علامہ شامی نے کہا ہے کہ امام احمد اور حفاظ کی ایک جماعت کا قول اس حدیث کے موضوع ہونے میں یوں ظاہر ہے کہ یہ حدیث ان تک بعض کذاب کے طریق سے پہنچی ہے ورنہ یہ حدیث موضوع تو کیا ضعیف بھی نہیں ہے۔

۱۷۰ یہ وہ زمانہ ہے جس میں نزول وحی اور احکام شریعت موقوف تھے۔

۱۷۱ تصفح ـــــ تصفحت الکتاب سے لیا گیا ہے یعنی کتاب کے اوراق الٹ کے ان میں دیکھنا اور تامل کرنا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ تہجد گزار ہیں' آپ ان کے احوال میں تامل اور سوچ کرتے ہیں۔

۱۷۲ جیسے شہد کی مکھی کے چھتے میں بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ ویسے ہی اصحاب کے گھروں میں ذکر الٰہی کی آواز تھی۔

Marfat.com

آ ذر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا ــــ عرب لوگ چچا کو باپ کہتے ہیں ــــ قرآن پاک میں و آله آبائك ابراهیم و اسمٰعیل ــــ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے چچا ہیں' لہٰذا چچا کو باپ کہنا ثابت ہے۔

امام ابو حیان نے تفسیر بحر میں فرمان الٰہی وتقلبك في الساجدين کی تفسیر میں لکھا ہے کہ روافض اس بات کے قائل ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے باپ دادا مومن تھے' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وتقلبك في الساجدين کے ساتھ استدلال کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کے ساتھ استدلال کرتے ہیں۔ لم ازل من اصلاب الطاهرين۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ۱۷۳ ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبروں کی طرف جانے کے لیے اشارہ فرمایا ــــ ہم لوگ آپ کے پیچھے گئے۔ قبروں میں سے ایک قبر کے پاس آپ بیٹھ گئے ــــ آپ نے دیر تک سرگوشی کی۔ پھر آپ رونے لگے ــــ آپ کے رونے کے سبب ہم لوگ بھی رونے لگے ــــ پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کے آپ کی طرف گئے۔ آپ نے ان کو بلایا' پھر آپ نے ہم کو بلایا ــــ آپ نے ہم سے پوچھا:

''تم کیوں روئے؟'' ــــ عرض کیا۔

''حضور آپ کے رونے کے سبب ہمیں بھی رونا آ گیا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''وہ قبر جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا' میری والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے ــــ میں نے اپنے رب سے ان کی زیارت کے لیے اجازت چاہی ــــ میرے رب نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں نے ان کے لیے دعا کے لیے اجازت چاہی لیکن اس کے لیے مجھے اجازت نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ماكان للنبي والذين آمنو ان يستغفروا للمشفعين ولم كانوا ولی كفربی

یعنی ''نبی اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے' سزاوار نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہیں' اگرچہ مشرکین قرابت دار ہوں۔''

آپ نے فرمایا:

''اس وقت شفقت کہ فرزند کو والدہ پر ہوتی ہے' اس نے مجھے رلایا۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ میں اپنی والدہ کی مغفرت چاہوں ــــ میرے رب نے مجھ کو اجازت نہیں دی ــــ اور اس بارے میں اجازت چاہی کہ میں اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کروں ــــ میرے رب نے

---

۱۷۳ اس حدیث کو ابن جریر نے علقمہ بن مرثد اور انہوں نے سلیمان بریدہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔
حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ــــ ذہبی نے اس کو ''اختصار مستدرک'' میں رد کیا ہے کہ اس روایت میں ایوب بن ہانی ہے ــــ اس کو ابن معین نے ضعیف کہا ہے ــــ امام سیوطی نے کہا ہے کہ یہ علت اس حدیث کو عیب لگاتی ہے ــــ اس حدیث کی دوسری علت ہے جو بخاری وغیرہ کی حدیث کے مخالف ہے کہ یہ آیت شریفہ مکہ میں ابو طالب کی وفات اور آپ کے استغفار کے بعد نازل ہوئی ہے ــــ اس میں اور وجوہ بھی ہیں۔

Marfat.com

مجھے اجازت دی کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو' اس لیے کہ قبریں آخرت یاد دلاتی ہیں۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رونا اس امر پر تھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ سے آپ کا زمانہ اور آپ پر ایمان لانے کا زمانہ فوت ہو گیا تھا۔

زمانۂ فترت —— حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا درمیانی عرصہ:

مسلم شریف میں ہے کہ کسی نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرا باپ کہاں ہے؟'' —— آپ نے فرمایا:

''دوزخ میں ہے۔'' —— اس نے پیٹھ پھیری' آپ نے اس کو بلا کر فرمایا:

''میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہے۔''

امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص کفر پر مرا ہے' وہ دوزخ میں ہے اور اس کو مقربین بارگاہ الٰہی کی قرابت نفع نہیں دیتی ہے —— اس حدیث میں یہ فائدہ ہے کہ جو شخص زمانہ فترت میں مرا اور جیسے عرب لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے' مرنے والا بھی اس طریق پر ہو تو وہ دوزخ میں ہے —— اور اس میں دعوت نبوت پہنچنے سے قبل مواخذہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ جو لوگ زمانہ فترت میں مر گئے ہیں' ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ انبیاء کی دعوت پہنچ چکی ہے ——

امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ جو شخص شرک کی حالت میں مر گیا ہے' وہ دوزخ میں ہے۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے مر گیا ہو۔ اس لیے کہ مشرکین نے دین ابراہیم علیہ السلام کی حنیفیت کو بدل دیا تھا بلکہ حنیفیت کے ساتھ شرک کو بدل دیا تھا اور شرک کا ارتکاب کیا تھا —— مشرکین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حجت نہیں ہے جو انہوں نے شرک کو اختیار کیا تھا —— اول سے آخر تک جو رسول تھے' ان سب کے دین سے ان لوگوں کو ہمیشہ علم رہا ہے کہ

- شرک قبیح ہے۔
- شرک پر وعید ہے۔
- اہل شرک دوزخ میں جائیں گے۔

یہ خبریں کہ اللہ تعالیٰ شرک پر مشرکین کو عذاب دے گا۔ ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ کے بعد امتوں کے درمیان چلی آتی تھیں —— لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے ہر وقت اور ہر دور میں مشرکین پر حجت تامہ ہے —— اگر اللہ تعالیٰ کے احکام اور حجتیں مشرکوں کی سزاؤں کے لیے نہ ہوتیں اور صرف توحید ربوبیت کی وہ فطرت ہوتی جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پیدا کیا ہے —— اگر بندے ان امور کے لائق ہوتے تو یہ امور حجت کے لیے کافی تھے —— اللہ تعالیٰ اس تنہا فطرت کے تقاضوں کے سبب عذاب نہ دیتا۔[۱۷۴]

---

۱۷۴ اس لیے کہ صحیح امر یہ ہے کہ ایمان واجب نہیں ہوتا ہے مگر شرح کے ساتھ نہ عقل کے ساتھ —— لوگوں نے اگرچہ اپنی عقل سے جانا مگر ان کے جاننے کے باوجود جب تک ایمان کے تقاضے پورے نہ ہوتے' اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دیتا۔

Marfat.com

اہل زمین کو ہمیشہ سے یہ علم رہا ہے کہ رسولوں نے روئے زمین پر مخلوق خدا کو توحید کی طرف بلایا ہے ـــــ لہٰذا مشرک' بتوں کی عبادت کرنے والا دوزخ میں عذاب کا مستحق ہوگا ـــــ اس لیے کہ مشرک نے رسولوں کی دعوت کی مخالفت کی ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا ہے۔ جیسے کہ اہل جنت ہمیشہ جنت میں رہنے والے ہیں۔

اہل فترت وہ امتیں تھیں جو رسولوں کے زمانہ میں پیدا ہونے والی تھیں ـــــ یا وہ لوگ تھے جن کو اول رسول نہیں بھیجا گیا اور نہ ان لوگوں نے دوسرے رسول کو پایا ـــــ جیسے اعراب ہیں یعنی جنگلوں صحراؤں کے رہنے والے ـــــ یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف نہ عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے اور نہ وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لاحق ہوئے ـــــ

فترت اس تفسیر سے اس زمانہ کو شامل ہے جو دو رسولوں کے درمیان ہے جیسے کہ حضرت نوح اور ہود علیہ السلام کے درمیان فترت ہے ـــــ لیکن فقیہ حضرات جب فترت کے بارے میں بات کرتے ہیں تو اس فترت سے ان کی مراد وہ زمانہ ہوتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ہے۔

بخاری نے سلمان سے موقوف طور پر روایت کی ہے کہ فترت کی مدت چھ سو برس تھی جبکہ قرآنی دلائل قاطعہ نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ مشرکین پر تعذیب نہیں ہے جب تک کہ رسول بھیجنے سے ان پر حجت قائم نہ ہو ـــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

ہم نے اس سے یہ جانا ہے کہ ایسے مشرکین کو عذاب نہ ہوگا جن پر کوئی حجت قائم نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ ان کو رسول کی دعوت نہیں پہنچی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض اہل فترت کی تعذیب میں صحیح احادیث آئی ہیں۔ جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

- میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا ـــــ وہ دوزخ میں اپنی آنتیں کھینچ رہا تھا۔
- میں نے صاحب محجن کو دیکھا ـــــ وہ دوزخ میں تھا۔ ۱۷۵

اس اعتراض کے کئی جواب ہیں:

- ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیثیں اخبار احاد (ایک ایک خبر) ہیں کہ ظن کا فائدہ دیتی ہیں ـــــ یہ احادیث قطعی حکم کا قرآن مجید سے اس طور سے خلاف نہیں کر سکتی ہیں کہ ان لوگوں کو عذاب نہ ہوگا ـــــ لہٰذا ان احادیث پر قرآن مجید کی تقدیم وفوقیت واجب ہے۔ اگرچہ صحیح احادیث ہوں۔
- دوسرا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں پر تعذیب مقصود کی گئی ہے ـــــ یہ احادیث وارد ہونے کی وجہ سے جو لوگ ان کے سوا ہیں' ان پر ہم ان کا قیاس نہ کریں گے ـــــ لہٰذا یہ احادیث حکم قاطع کے منافی نہیں ہیں ـــــ اور سب سے بڑھ کر عذاب کے سبب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے (کہ شرک کا خاص کر اس کا اپنا معاملہ ہے)

---

۱۷۵ صاحب محجن ایک چور تھا جو اپنے ساتھ آنکڑا رکھتا تھا۔ حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا ـــــ اگر اس کی چوری کا علم ہو جاتا تو وہ سامان کے مالک سے کہتا کہ تمہاری چیز تو خود بخود میرے آنکڑے سے لٹک گئی تھی ـــــ

Marfat.com

✪ تیسرا جواب یہ ہے کہ ان احادیث میں تعذیب' جو وارد ہے' صرف انہی لوگوں پر مقصود ہے جنہوں نے توحید کو شرک سے بدل دیا ___ اور وہ اہل فترت سے تھے ___ جیسے عمرو بن لحی ہے کہ اس نے گمراہی کو اختیار کیا ہے اور بتوں کو پوجتا رہا ___ ایسے لوگوں کا عذر قبول نہ ہوگا کہ انہوں نے شریعت کو بدل ڈالا۔

اہل فترت کی اقسام:

اہل فترت کی تین اقسام ہیں:

۱) اول فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی بصیرت سے توحید پایا تھا کہ اس بصیرت نے انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت سے منع کیا تھا ___

پھر ان لوگوں میں سے وہ ہیں جو کسی شریعت میں داخل نہیں ہوئے (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا انتظار کیا) جیسے قس بن ساعدۃ الایادی اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

اور ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ شریعت حق میں جس کے آثار قائم تھے' داخل ہوئے ہیں ___ جیسے

✪ تبع اور اس کی قوم حمیر سے تھی اور

✪ اہل نجران اور ورقہ بن نوفل ہیں ___

ورقہ کا نام عثمان بن الحویرث ہے ___ ان لوگوں نے نصرانی دین کے نسخ سے قبل عہد جاہلیت میں نصرانیت اختیار کر لی تھی۔

(۲) دوسری قسم اہل فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید کو بدل ڈالا اور شرک اختیار کر لیا ___ توحید اختیار نہیں کی ___ اپنے نفس وخواہش کے لیے ایک شرع گھڑ کے احکام اختیار کیے تھے کہ خود حلال قرار دیا اور خود ہی حرام ٹھہرایا ___ یہ لوگ اکثر اہل عرب سے ہیں جیسے عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس بن مضر ہے ___ یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے عربوں کے لیے بتوں کی عبادت کا طریقہ مشروع کیا اور احکام مشروع کیے ___ اس نے چار قسم کے اونٹ بحیرہ' اوسائبہ' وصیلہ اور حام بتوں کی نذر کیے تھے ___ اس کا اتباع تمام عرب نے کیا ___ ان کے سوا اور بہت سے امور ہیں جنہیں عمرو بن لحی نے اختیار کیا ___ وہ ملک شام سے عمالیق سے ہبل نامی بت کو لایا تھا اور اسے کعبہ کے پاس نصب کیا ___ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عمرو نے ایک جن ثمامہ مطیع کر رکھا تھا ___ اس نے اسے کہا کہ جدہ میں نوح علیہ السلام کے دور کے بت ہیں' وہ لے آ ___ اس نے لوگوں کو بت پرستی پر لگایا اور دین ابراہیم کے خلاف کیا۔

(۳) تیسری قسم اہل فترت وہ لوگ ہیں جنہوں نے

✪ نہ شرک کیا اور نہ توحید اختیار کی۔

✪ نہ کسی نبی کی شریعت میں وہ لوگ داخل ہوئے

✪ نہ اپنے نفس کے لیے کوئی شریعت اختراع کی

✪ نہ کوئی دین اختراع کیا

Marfat.com

بلکہ وہ لوگ ان امور سے عمر بھر غفلت میں رہے۔۔۔۔۔ جو لوگ جاہلیت کے ان طریقوں پر تھے، وہ بھی اس تیسری قسم میں داخل ہیں۔۔۔۔۔ جب اہل فترت تین قسموں میں تقسیم ہوئے تو جن پر عذاب صحیح ہوگا تو دوسری قسم کے لوگوں پر اس کا نفاذ ہوگا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر اختیار کیا اور بداعمالی (اعمال خبیثہ) کی وجہ سے حق سے تجاوز کیا۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو کافر اور مشرک فرمایا ہے۔۔۔۔۔ اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی کا حال بیان فرمایا ہے تو اس پر کفر اور شرک کا اطلاق کیا ہے۔۔۔۔۔ جیسے ولکن الذین کفروا۔۔۔۔۔ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر کافر کہے جائیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر کذب (جھوٹ) کا افترا (بہتان) کیا ہے۔۔۔۔۔ اور وہ نہیں جانتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر افترا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ سب انہوں نے اپنے باپ دادا کی تقلید سے اختیار کیے ہیں۔

تیسری قسم حقیقتاً وہی اہل فترت ہیں جو غیر معذب ہیں یعنی جنہیں عذاب نہ ہوگا۔۔۔۔۔ اس پر کل علماء کا اتفاق ہے کہ اسی قسم سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین ہیں کہ ان کو زمانہ کے تاخر کی وجہ سے دعوت نہیں پہنچی اور ان کے درمیان اور انبیائے سابقین کے درمیان دوری رہی۔۔۔۔۔ یہ دونوں جاہلیت کے اس زمانہ میں تھے کہ شرق اور غرب میں جہل عام ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ اور جو لوگ شریعت کو پہچانتے تھے، وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اور دعوت کی وجہ پر تبلیغ و دعوت کرنے والے نہیں رہے تھے۔۔۔۔۔ تھوڑے بہت گنتی کے چند علماء اہل کتاب میں سے جیسے ملک شام میں بکھرے ہوئے تھے، انہیں سوائے مدینہ کے اور کہیں سفر کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ایسی لمبی عمر عطا ہوئی کہ مطلوب کی جستجو پر قدرت رکھتے۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ پردہ نشین خاتون تھیں، مردوں سے مل جل نہیں سکتی تھیں کہ شرائع کے بارے میں معلوم کرتیں۔

لیکن پہلی قسم کے لوگ جیسے قس اور زید بن عمرو ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے بارے میں فرمایا کہ ہر ایک تنہا ایک امت کے درجہ میں مبعوث کیا جائے گا۔۔۔۔۔ لیکن عثمان بن الحویرث اور تبع اور اس کی قوم جو حمیر سے تھی۔۔۔۔۔ اور اہل نجران جو ہیں، ان لوگوں کا حکم ان اہل دین کا حکم ہے جو اس دین میں داخل ہوئے ہیں۔ جب تک ان میں سے کوئی شخص اس اسلام سے وابستہ نہیں ہوا ہے جو کل دینوں یعنی تمام پہلی شریعتوں کو منسوخ کرنے والا ہے۔۔۔۔۔ رہی بات ورقہ یعنی عثمان بن الحویرث کی بات تو وہ صحابی ہیں اور مطلقاً ان اول لوگوں میں سے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں۔

رہی بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ماجدین کے مسئلہ میں یہ وہ بحث ہے جو آسان ہے۔۔۔۔۔ بہتر یہی ہے کہ اس بحث کو ترک کر دیا جاتا۔ جیسا کہ امام سخاوی علیہ الرحمہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کی نفی اور اثبات میں باز رہنا بہتر خیال کیا ہے۔

ابو طالب۔۔۔۔۔ کفیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب جو آپ کے کفیل تھے۔ جب انہوں نے وفات پائی، اس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کتنی تھی۔۔۔۔۔ اس سے متعلق مختلف روایات ہیں:

Marfat.com

- آٹھ برس
- نو برس
- چھ برس
- آٹھ برس ایک ماہ دس دن
- دس برس
- تین برس۱۷۶

علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے وقت چار برس کے تھے اور ان کے بعد حضرت عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی ہے —— یہ کیونکر ہوگا کہ آپ عبدالمطلب کی وفات کے تین سال کے تھے۔

حضرت عبدالمطلب کی عمر کے بارے میں دو مختلف آراء ہیں:

- ایک سو دس برس
- ایک سو چالیس برس

حضرت عبدالمطلب نے ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے لیے اس لیے وصیت کی تھی کہ ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی تھے۔

ابن عساکر علیہ الرحمہ نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں مکہ معظمہ میں آیا تو اہل مکہ کو قحط میں پایا —— قریش نے کہا:

''اے ابو طالب! جنگل قحط ناک ہوگیا ہے —— عیال قحط زدہ ہو گئے ہیں۔ آپ آئیں اور پانی کے لیے دعا کیجئے۔''

ابوطالب گھر سے نکلے تو ان کے ہمراہ ایک لڑکا تھا۔ وہ گویا تاریک دن کے لیے آفتاب تھا جس سے سیاہ بادل ہٹ گیا ہو۔۱۷۷ اس لڑکے کے گرد چھوٹی عمر والے بہت سے لڑکے تھے۔ ابوطالب نے اس حسین وجمیل لڑکے کو بازو سے پکڑ کر اس کی پشت کعبہ سے چپٹا لی —— اس لڑکے نے عاجزی کرنے والے کی طرح آسمان کی طرف اپنی انگلی اٹھا کے اشارہ کیا یعنی پانی برسنے کے لیے التجا کی —— اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا۔ —— دیکھتے ہی دیکھتے چار طرف سے بادل آیا اور بارش ہونے لگی —— وہ بادل اتنا برسا کہ جنگل بہہ نکلے۔ شہر والے اور شہر سے باہر والے سب سیراب ہو گئے ——

اس بارے میں ابو طالب کہتے ہیں:

وابیض یستسقی انعمام بوجهه ثمال الیتامٰی عصمة الارامل۱۷۸

مراد یہ ہے کہ لوگ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ کریم سے توسل ڈھونڈتے ہیں —— آپ تیموں کے ملجا اور فریاد رس ہیں —— اور مسکین مردوں اور مسکین عورتوں کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔

یلوذبه الهلاك من آل هاشم فهم عنده فی نعمه وفواضل ۱۷۹

آل ہاشم میں سے جو لوگ ہلاک ہونے کے قریب ہیں، وہ آپ سے التجا کرتے ہیں۔ آپ ان کی فریاد رسی فرماتے ہیں یا

---

۱۷۶ اسے ابن عبدالبر اور مغلطائی نے حکایت کیا ہے۔

۱۷۷ آفتاب جب بادل میں سے نکلتا ہے تو اس کی روشنی پہلے کی نسبت زیادہ اور کثیر معلوم ہوتی ہے —— اسی لیے آپ کو اس آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔

۱۷۸ فمال، بکسر ثائے مثلثہ ملجا وفریاد رس، بھوک کی شدت میں کھلانے والا —— رامل جمع رمل، ارملہ یعنی مساکین مرد اور مساکین عورتیں مگر عورتوں کے لیے مختصر ہے اور استعمال میں بھی عام ہے —— ابیض آپ گورے یا شریف القوم یعنی پاک ناموس ہیں کہ آپ کے چہرہ مبارک کے سبب یا آپ کی ذات مقدس کے سبب لوگ بادلوں سے پانی طلب کرتے ہیں۔

۱۷۹ یلوذ بمعنی ملتجی، التجا گزار —— هلاك جمع هالك —— نعمة، بخشش —— فواضل، عظیم نعمتیں۔

Marfat.com

ان کو کھانا کھلاتے ہیں اور عظیم نعمتوں سے نوازتے ہیں۔

یہ اشعار ابوطالب کے اس قصیدہ کے ہیں جسے ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ قصیدہ اسی (۸۰) اشعار پر مبنی ہے ـــــ ابوطالب یہ قصیدہ اس وقت کہا جبکہ اہل قریش آپ کی ایذا رسانی کے لیے جمع ہوئے تھے ـــــ اور جن کے دل اسلام کے لیے مائل ہوئے تھے۔ قریش نے انہیں آپ کے پاس سے بھگا دیا تھا ـــــ اول قصیدہ کا یہ ہے:

ولما رایت القوم لاود عندهم وقد قطعوا کل العری والوسائل[۱۸۰]

میں نے قوم قریش کو جان لیا کہ ان کے دل میں ہماری محبت نہیں ہے ـــــ قریش نے سارے وعدے اور وسائل یکسر جدا کر دیئے ہیں۔

وقد جاهرون بالعداوة والاذی وقد طاوعوا امر العد والمزایل

قریش نے ہم معشر بنی ہاشم کی عداوت (دشمنی) اور ایذا رسانی کھلم کھلا طور پر کی ہے ـــــ اور ایسے دشمن کے امر تابع ہو گئے ہیں جو جدائی کرنے والا ہے۔

اعبد مناف انتم خیر قومکم فلا تشرکوفی امرکم کل واغل

واغل بمعنی خسیس اور کمینہ اور جمیع احوال میں حقیر ـــــ اے اہل عبد مناف! تم اپنی قوم کے خیر ہو ـــــ اپنے امر میں ہر ایک شخص جو کمینہ اور حقیر ہے، شریک نہ کرو۔

فقد خفت ان لم یصلح الله امرکم تکونوا کما کانت احادیث وایل

تمہارے امر کو اگر اللہ تعالیٰ درست نہ کرے گا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اگر تم ایمان نہ لاؤ گے) مجھے خوف ہے کہ تم لوگ ایسے ہو جاؤ گے جیسے وایل کی باتیں ہیں ـــــ میری آرزو ہے کہ میں تمہیں بری حالت میں نہ دیکھوں۔

اعوذ برب الناس من کل طاعن بسوء علینا اوملح بباطل

بندوں کے رب کے ساتھ میں ہر اس شخص سے پناہ مانگتا ہوں جو ہم پر برائی سے طعنہ مارتا ہے یا اس شخص سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو امر باطل کے ساتھ مواظبت کرتا ہے۔

وثور ومن ارسی ثبیرا مکانه وراق یسر فی حراءً و نازل

ثور، ثبیر اور حرا تینوں پہاڑ ہیں ـــــ ابوطالب ان کی عظمت اور بزرگی کے سبب قسم کھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جبل ثور اور اس ذات کی قسم! جس نے ثبیر کو اس کی جگہ پر ثابت قدم اور قائم رکھا ہے، وہ اللہ تعالیٰ ہے ـــــ اس کی قسم ہے اور اس شخص کی قسم ہے جو نیکوکاری سے جبل حرا پر چڑھے اور اس میں نزول کرے۔

وبالبیت حق البیت فی بطن بکه وتالله ان الله لیس بغافل

اس گھر کی قسم! جو مکہ میں واقع ہے اور وہ بہت حق ہے یعنی کعبہ مکرمہ ـــــ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ تم لوگ ہم سے رسول

---

۱۸۰ رایت بمعنی علامت ـــــ عری، جمع عروہ مراد عورتیں یعنی وعدے ـــــ وسیلہ بمعنی قربت یعنی جس شے کے ساتھ تقرب حاصل کیا جائے، وسیلہ بادشاہ کے نزدیک منزلت۔

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو دشمنی کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں۔

کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا　　ولما نطاعن دونہ رنناضل ۱۸۱

قسم ہے بیت اللہ کی! تم لوگوں نے یہ غلط کہا ہے کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قہر اور غلبہ کریں گے۔ حال یہ ہے کہ ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس طرف تم لوگوں سے اور جو تمہارے علاوہ ہیں' ان سب کے ساتھ نیزوں اور تیروں سے لڑیں گے تو تم ان پر کیونکر غالب آسکو گے یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم سے مغلوب نہ ہوں گے اور تم ان پر قہر نہ کرسکو گے۔

ونسلمہ حتیٰ نصرع حولہ　　ونزھل من ابنائنا والحلایل

اے گروہ قریش! ہم لوگ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے سپرد کر دیں گے' ایسا نہ ہوگا۔ تم جو معاملہ چاہو ان کے ساتھ کرو' یہاں تک کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہم قتل کیے جائیں گے حتیٰ کہ ہم اپنے فرزندوں اور اپنی بیویوں سے غافل ہو جائیں گے یعنی سب کو بھول جائیں گے۔

امام عبدالواحد ابن التین نے کہا ہے کہ ابو طالب کے اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی آپ کی نبوت کو پہچانتے تھے۔ اس لیے کہ بحیرہ راہب نے ابوطالب کو آپ کی شان سے مطلع کر دیا تھا۔ کثیر احادیث میں ہے کہ ابو طالب کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی معرفت تھی۔ گروہ شیعہ نے اس اشعار سے یہ تمسک کیا ہے کہ ابو طالب مسلمان تھے۔ ابن حجر علیہ الرحمہ نے علی بن حمزۃ البصری شیعہ کی ایک کتاب میں ابوطالب کے بیشتر اشعار پائے ہیں اور علی البصری نے یہ زعم کیا ہے کہ ابو طالب مسلمان تھے اور ان کا وصال اسلام پر ہوا ہے۔ گروہ حشویہ یہ زعم کرتے ہیں کہ ابو طالب نے کفر پر انتقال کیا' اس کے لیے وہ جو دلیل پیش کرتے ہیں' اس کا کوئی وزن نہیں۔

چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ برس کی عمر کو پہنچے تو اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کی طرف تشریف لے گئے۔ اس سفر میں آپ کی عمر مبارک کے بارے میں مزید روایات ملتی ہیں:

- نو سال (طبری وغیرہ)
- بارہ سال دو ماہ دس دن (ابوعمر)
- تیرہ سال (ابن الجوزی وغیرہ)
- بارہ سال ایک ماہ (سیرت مغلطائی)

جب آپ شہر بصری میں جو مدینہ حوران ہے' پہنچے تو عیسائی عالم دین بحیرا راہب جس کا نام جرجیس تھا' سے ملاقات ہوئی۔۱۸۲ اس نے آپ کو آپ کی صفات و علامات نبوت سے پہچان لیا۔ آپ کا دست مبارک تھام کر کہنے لگا:

---

۱۸۱ نبزی، بضم نون وسکون بائے موحدہ وفتح زائے معجمہ بمعنی قہر تغلب۔ نہایہ میں صیغہ مضارع مجہول سے نبزی ہے اور لفظ محمد ترکیب میں نائب فاعل ہے اور جواب قسم میں لا محذوف ہے۔

۱۸۲ ذہبی نے کتاب ''تجرید صحابہ'' میں لکھا ہے کہ بحیرا راہب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت سے پہلے دیکھا ہے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

''یہ سید المرسلین ہیں۔ یہ سید العالمین ہیں ــــ یہ وہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ رحمتہ اللعالمین مبعوث کرے گا۔ (جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا۔ وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين)

کسی نے بحیرا سے پوچھا:

''تجھے اس بات کا علم کیونکر ہوا؟''

اس نے کہا:

''جب تم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ گھاٹی کے قریب سے گزرے تو ہر درخت اور ہر پتھر نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا ــــ درخت اور پتھر سوائے نبی کے کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے ــــ میں آپ کو اس مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو آپ کے شانہ کے غضروف کے نیچے سیب کی طرح ہے ــــ ہم آپ کے نبی ہونے کی علامات اپنی کتابوں میں پاتے ہیں ــــ''

اور اس نے یہود کے خوف سے ابو طالب سے یہ استدعا کی کہ وہ آپ کو واپس بھجوا دیں ــــ اس حدیث میں آپ کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو ایک بادل آپ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔

اس سفر میں روم سے سات آدمی آئے جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے ــــ بحیرا ان اجنبی لوگوں سے ملا اور ان سے آنے کا مقصد پوچھا۔ انہوں نے کہا:

''یہ نبی اس مہینہ میں اپنے گھر سے سفر پر نکلنے والا تھا ــــ بادشاہ نے ہر راستہ پر آدمی بھیجے ہیں تا کہ آپ کو قتل کر ڈالیں' ہمیں بھی اس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے۔''

بحیرا نے ان سے پوچھا:

''کیا تم نے کسی ایسے امر کو دیکھا ہے کہ جس کے جاری کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہو ــــ بندوں میں سے کوئی اس کی قدرت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس امر کو پھیر دے۔''

انہوں نے کہا :

''کسی کو یہ قدرت نہیں۔''

راوی نے کہا ہے کہ ان رومی لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ نہ کرنے اور آپ کو ایذا نہ دینے کے لیے بحیرا سے بیعت کی اور وہ بحیرا کے ہاں ٹھہر گئے۔ اس لیے کہ بادشاہ نے انہیں آپ کے قتل کے لیے بھیجا تھا۔ جب بحیرا کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے) اور وہ آپ پر ایمان لایا ہے ــــ اسے ابن مندہ اور ابونعیم نے اصحابہ میں روایت کیا ہے ــــ علماء نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے، وہ صحابی ہے ــــ ذہبی کا قول اس تعریف پر مبنی ہے کہ کیا آپ کو حالت نبوت میں دیکھنا مراد ہے یا اس حالت سے وہ دیکھنا اعم ہے کہ جس شخص نے آپ کو نبوت سے پہلے دیکھا ہے اور نبوت سے پہلے دین حنیف پر مر گیا ہے، وہ اصحاب میں داخل ہوا ــــ یہ محل نظر ہے۔

Marfat.com

سمجھانے سے وہ اپنے ارادہ سے باز آئے تو انہیں بادشاہ کی حکم عدولی پر اپنی جانوں کا خوف تھا۔۔۔۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو واپس بھجوا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔۱۸۳

بیہقی اور ابونعیم کے نزدیک ایک حدیث میں اس سفر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات بحیرا نے اس طرح سے پائے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب شتر سواروں کی جماعت میں تشریف لا رہے تھے تو ایک سفید بادل آپ پر سایہ کر رہا تھا۔۔۔۔ پھر وہ قافلہ ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ یہ درخت بحیرا سے قریب تھا۔۔۔۔ بحیرا نے دیکھا:

- ایک سفید بادل آپ پر سایہ کر رہا ہے۔
- جس درخت کے سایہ میں قافلہ ٹھہرا' اس درخت کی شاخیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھک گئیں۔
- آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔

یہ سب امور دیکھنے پر بحیرا نے آپ کو بغل میں لے لیا اور بہت سی چیزیں جو آپ کے حال' خواب' آپ کی ہیئت اور آپ کے امور سے تھیں' آپ سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بحیرا کو بتاتے جاتے تھے۔۔۔۔ بحیرا نے آپ کے بارے میں کتب سابقہ سے جو علم حاصل کیا تھا' وہ سب باتیں اس علم کے موافق تھیں۔

رہی بات بادل کے آپ پر سایہ کرنے کی تو جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دودھ چھڑانے کے بعد بنی سعد میں تشریف فرما تھے' آپ کی رضاعی بہن شیما بنت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوپہر کے وقت آپ کو دیکھا کہ ایک بادل آپ پر سایہ کرتا ہے۔۔۔۔ جس وقت آپ ٹھہر جاتے' وہ بادل بھی آپ کے سر اقدس پر ٹھہر جاتا اور جس وقت آپ قدم بڑھاتے تو وہ ابر بھی قدم بہ قدم آپ پر سایہ کیے جاتا۔

ان قال یوما ظللته غمامه　　هی فی الحقیقة تحت ظل القابل

اگر قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) کے وقت آپ داخل ہوتے' اگرچہ اس وقت میں آپ سوتے نہیں تھے' اس وقت اور آپ کے چلتے ہوئے یا نہ چلتے ہوئے ہر حال میں بادل آپ پر سایہ کیے رکھتا۔۔۔۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بادل آپ سے تبرک کے لیے آپ کا محتاج تھا جبکہ آپ ابر کے محتاج نہیں تھے۔

شیخ بدر الدین زرکشی نے بعض اہل معرفت سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم معتدل الحرارت اور برودت (ٹھنڈک) تھے۔ آپ کو نہ گرمی محسوس ہوتی تھی نہ سردی۔۔۔۔ آپ اپنے اعتدال کے بادل کے سایہ میں تھے۔

---

۱۸۳ بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے۔۔۔۔ حافظ ذہبی نے اس حدیث کو اس قول کی وجہ سے ضعیف کہا ہے کہ حدیث کے آخر میں وارد ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت متاہل نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خریدا۔۔۔۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے ''اصابہ'' میں کہا ہے کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں اور اس میں کوئی چیز سوائے اس فقرہ کے ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے ساتھ بھیجا'' اور کچھ منکر نہیں ہے۔۔۔۔ لہٰذا اس فقرہ پر عمل کیا جائے گا کہ اس حدیث میں اس کا الحاق کیا گیا ہے اور اس حدیث کے راویوں میں سے کسی ایک کی غلطی سے یہ فقرہ دوسری حدیث سے قطع کیا گیا ہے۔ اس کے راویوں میں سے کسی راوی کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ یہ فقرہ اسی حدیث کا ہے۔

Marfat.com

ابن مندہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ ہوئے ــــ حضرت ابوبکر صدیق اٹھارہ برس کے تھے اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیس برس کے تھے ــــ تجارت کے سلسلہ میں شام کا ارادہ کیا ــــ دوران سفر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی جگہ ٹھہرے جہاں بیری کا ایک درخت تھا۔ آپ اس کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راہب کی طرف چلے گئے جس کا نام بحیرا تھا۔ اس راہب سے کچھ دریافت فرما رہے تھے ــــ راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''وہ شخص کون ہے جو اس درخت کے سایہ میں بیٹھا ہے؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔''

بحیرا نے بے ساختہ کہا:

''واللہ یہ شخص نبی ہے ــــ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے سایہ میں کوئی نہیں بیٹھا سوائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے۔''

اس انکشاف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق واقع ہوگئی ــــ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے آپ کی اتباع فرمائی۔

حافظ ابوالفضل ابن حجر علیہ الرحمہ نے ''اصابہ'' میں لکھا ہے کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ سفر ابوطالب کے سفر سے دوسرا ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تجارت اور پھر شادی:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد کا سامان تجارت کے لیے لے گئے ــــ آپ کے ہمراہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا ــــ اس سفر کے وقت آپ کی عمر مبارک کے بارے میں تین روایتیں ہیں:

- پچیس سال
- اکیس سال
- تیس سال

دوران سفر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سوق بصری پہنچے ــــ ایک دوسری روایت کے مطابق تہامہ میں جو سوق حباشہ تھا' وہاں پہنچے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک درخت کے سایہ میں قیام فرمایا ــــ نسطورا راہب نے دیکھ کر کہا:

- اس درخت کے سایہ میں نبی کے سوا کوئی اور نہیں بیٹھا۔

Marfat.com

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی اور اس درخت کے سایہ میں نہیں بیٹھا۔

میسرہ نے دیکھا کہ دوپہر کے وقت یا گرمی کی شدت کے وقت دھوپ میں دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے ہیں ـــــ دوران سفر میسرہ آپ کے حسن اخلاق اور معاملات سے خاصا متاثر ہوا ـــــ اس سفر تجارت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خلاف توقع زیادہ منافع ہوا۔

جب قافلہ سفر تجارت سے مکہ کو واپس ہوا تو دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عرفہ میں تھیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور یہ دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ کے سر اقدس پر سایہ کر رہے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو بلا کر سفر کا حال پوچھا ـــــ میسرہ نے جو مشاہدہ کیا تھا اور آپ کے حسن اخلاق و حسن معاملات کا سب حال بیان کیا ـــــ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت متاثر ہوئیں ـــــ

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کا پیغام بھیجا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا ـــــ آپ کے چچوں میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ گئے اور خویلد بنت اسد سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ مانگا ـــــ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی گئی ـــــ مہر کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔

- بیس جوان اونٹ ـــــ (روایت ابن اسحٰق)
- ساڑھے بارہ اوقیہ سونا (ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہے) ـــــ (روایت از دولابی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور روسائے شہر اس نکاح میں حاضر ہوئے ـــــ ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا:

الحمد لله الذی جعلنا من ذریة ابراهیم و زرع اسماعیل وضیضئی معد و عنصر مضر وجعلنا حضنته لبیته وسواس حرمه وجعلنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی محمد بن عبدالله لایوزن برجل الارجح به فان کان فی المال قلا فان المال ظل زایل و امر حایل و محمد ممن قد عرفتم قرابته وقد خطب خدیجه بنت خویلد و بذل لها من الصداق ما آجله وعاجله من عالی کذا وهوا والله بعد هذا له نباء عظیم و خطر جلیل زوجها

ترجمہ: ''اللہ پاک کے لیے جمیع حمد ثابت ہے۔ وہ اللہ کریم جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے پیدا کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے کیا ـــــ اور معد کی اصل سے کیا اور مضر کے عنصر سے بنایا ـــــ اپنے گھر کعبہ شریف کا خادم ٹھہرایا اور اپنے حرم شریف کا مدبر کیا ـــــ اور ہمارے لیے ایسا گھر کیا کہ وہ حج کے لیے مقصود ہے اور ہمارے لیے وہ حرم کیا کہ دشمن کے شر سے ہمیں امن ہے ـــــ ہمیں لوگوں پر حکام ٹھہرایا کہ ان پر جس طرح سے چاہیں حکم کرتے ہیں۔

Marfat.com

پھر حمد کے بعد یہ امر ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ، شرف اور فضل میں کوئی اس جیسا نہیں، عقل میں کوئی اس سے بہتر و غالب نہیں ــــ اگرچہ میرے بھتیجے کا مال تھوڑا ہے مگر مال کی کچھ حقیقت نہیں، مال تو ڈھلتا سایہ ہے، مال امر حائل ہے کہ ایک کے پاس سے دوسرے کی طرف چلا جاتا ہے اور اسے بقا بھی نہیں ــــ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جن کی قرابت تم نے پہچان لی ہے کہ وہ بنی ہاشم اور اولادِ عبدالمطلب سے ہیں ــــ اور آپ کے آبائے کرام کو تم لوگ پہچانتے ہو ــــ مال سے حسب افضل و اعظم ہے۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا رشتہ مانگنے کے لیے آئے ہیں ــــ انہوں نے خدیجہ کو میرے مال سے وہ مال دیا ہے جو اجل اور عاجل ہے ــــ واللہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بارے میں جو کچھ میں نے کہا ہے، وہ ان کی خبرِ عظیم ہے جس کا تمہیں علم نہیں اور خطرِ عظیم و جسیم ہے ــــ لہٰذا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کر دی ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہلِ مکہ میں طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کی تیسری شادی تھی ــــ اس شادی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی دو شادیاں یوں کیں:

- ابی ہالی بن زراۃ التمیمی ــــ ان سے دو لڑکے ہند اور ہالہ ہوئے۔
- عتیق بن عابد المخزومی ــــ ان سے ہند ہوا۔

قریش کے ہمراہ کعبہ کی تعمیرِ نو:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک جب پینتیس برس ہوئی، قریش کو گمان ہوا کہ سیلابوں سے کعبہ کہیں گر نہ جائے ــــ قریش نے ایک نجار قبطی جس کا نام باقوم تھا اور جو سعید بن العاصی کا مولیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جس نے منبر شریف بنایا تھا، سے کہا کہ وہ کعبہ معظمہ کو تعمیر کرے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تشریف لائے اور قریش کے ہمراہ پتھر اٹھاتے تھے ــــ اہلِ قریش کا طریق کار یہ تھا کہ اپنے کندھے پر پہلے اپنے تہبند رکھتے تھے۔ پھر اس تہبند پر پتھر اٹھاتے تھے ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا تہبند کندھے پر رکھ کر پتھر اٹھایا ــــ آپ ایک دم گر پڑے اور یہ ندا آئی:

''اپنی شرم گاہ چھپائیں۔''

یہ آپ کو پہلی ندا کی گئی ــــ آپ سے ابو طالب یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے بھتیجے! اپنا تہبند اپنے سر پر رکھ لو۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''میں برہنگی کے باعث گر پڑا تھا۔''

جب تعمیر کعبہ مکمل ہوگئی تو حجر اسود کی تنصیب باقی تھی ـــــ قریش کا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ شرف اسے حاصل ہو ـــــ قریب تھا کہ اس وجہ سے تلواریں نکل آتیں اور قتل و غارت شروع ہو جاتی کہ اعلان ہوا:

''کل علی الصبح سب سے پہلے جو حرم کعبہ میں داخل ہوگا' حجر اسود اسی کے ہاتھوں نصب ہوگا۔''

سب نے دیکھا کہ سب سے پہلے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حرم کعبہ میں تشریف لائے ـــــ سب نے صادق و امین پکارا ـــــ آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے' ہمیں منظور ہے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک نیچے بچھا کر درمیان میں حجر اسود رکھ دیا اور قریش کے تمام سرکردہ لوگوں سے کہا کہ سب مل کر اس چادر کو اٹھائیں ـــــ سب نے چادر کو اٹھایا ـــــ جب حجر اسود نصب کرنے کی جگہ پر پہنچ گیا تو آپ نے اٹھا کر حجر اسود کو نصب فرما دیا ـــــ یوں مکہ بلکہ حرم کعبہ قتل و غارت سے امن میں رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا ظہور:

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی جب رسالت کا ظہور (بعثت) ہوا تو متفق علیہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی ـــــ آپ کی بعثت کے وقت عمر مبارک کے بارے میں متعدد روایات ہیں:

- چالیس سال
- چالیس سال چالیس دن
- چالیس سال دس دن
- چالیس سال دو ماہ

مہینے اور اس کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے:

- سترہ رمضان دوشنبہ
- سات رمضان المبارک
- چوبیس رمضان المبارک
- ماہ رجب المرجب
- آٹھ ربیع الاول شریف دوشنبہ' قصہ فیل کا اکتالیسواں سال ـــــ

اللہ تعالیٰ نے اول ربیع الاول میں عالمین کے لیے رحمت اور تمام کافتہ جن و انسان کے لیے آپ کو رسول مبعوث فرمایا ـــــ آپ دوشنبہ کے روز رسالت پر مبعوث ہوئے ـــــ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا ـــــ آپ نے فرمایا:

''دوشنبہ کے دن میں پیدا ہوا ہوں اور دوشنبہ کے دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔''[۱۸۴]

قرآن شریف کا نزول رمضان المبارک میں ہوا جیسے کہ ارشاد باری ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اکرام نبوت کے ساتھ کیا ہے اور قرآن شریف آپ پر نازل کیا گیا ـــــ قرآن شریف لوح محفوظ سے یکمشت نازل نہیں ہوا بلکہ رفتہ رفتہ تئیس برس میں حالات کے مطابق نازل ہوتا رہا ہے۔

---

۱۸۴ امام مسلم نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

''کتاب تعبیر'' از امام بخاری علیہ الرحمہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اقسام وحی میں سب سے پہلے جو ابتداء ہوئی' وہ رویائے صادقہ (سچے خواب) تھے___ آپ سوتے ہوئے کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے بلکہ صبح کے نور کی طرح ظاہر ہوتا تھا___

آپ غار حرا میں عبادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے' وہاں عبادت کے لیے توشہ لے جایا کرتے تھے___ چند راتیں اور چند دن عبادت میں گزار کر پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پلٹ آتے___ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے کی طرح آپ کو توشہ تیار کر کے دے دیتیں اور آپ اسی طرح سے غار حرا میں تشریف لے جاتے۔

حسب معمول آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس غار میں ایک فرشتہ آیا۔ اس فرشتے نے آپ سے کہا۔

اقراء___ یعنی پڑھیے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں پڑھنا نہیں جانتا۔''

آپ فرماتے ہیں کہ اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر بھینچا' مجھے سخت تکلیف ہوئی___ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا ''اقراء___ پڑھو۔''

میں نے اسے کہا کہ ''میں قاری نہیں ہوں۔''___ اس نے پھر مجھے پکڑ کر بھینچا' مجھے نہایت درجہ مشقت ہوئی___

پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا۔ ''پڑھو___''

میں نے پھر اسے کہا کہ ''میں قاری نہیں ہوں''___ اس فرشتہ نے مجھے تیسری مرتبہ بھینچا' مجھے پھر حد درجہ تکلیف ہوئی___ پھر اس نے مجھے چھوڑ کر کہا:

اقراء باسم ربك الذی............ مالم يعلم

اس کے بعد فرشتہ غائب ہو گیا___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ کے بعد گھر واپس تشریف لے آئے___ آپ کے قلب اطہر کی دھڑکن بہت تیز تھی___ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی حالت بدلی ہوئی دیکھی تو حال دریافت کیا___ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

زملونی زملونی___ یعنی ''مجھے چادر اوڑھا دو''۔

آپ چادر اوڑھے لیٹے رہے___ جب آپ کی حالت سنبھلی تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حوصلہ بڑھا دیا:

''آپ کی جان کو ہرگز کوئی خطرہ نہیں___ میں آپ کو خیر کی بشارت دیتی ہوں___ آپ اللہ کے رسول ہیں___ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہ کرے گا___

Marfat.com

- آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں (یعنی قرابت داروں کے ساتھ ان کے حسب حال احسان فرماتے ہیں)
- آپ ہمیشہ سچی بات کہتے ہیں۔
- ضعیفوں، یتیموں اور عیال کی ضروریات کا وہ بار اٹھاتے ہیں جو آدمی کو عاجز کر دیتا ہے۔
- مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔
- لوگوں کو جو حوادث پیش آتے ہیں، آپ ان کی حق پر مدد فرماتے ہیں۔[۱۸۵]

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لے گئیں ـــــ ورقہ ایک نصرانی عالم تھے اور وہ عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے۔ ورقہ انجیل سے عربی میں لکھتے تھے۔ شیخ کبیر تھے اور نابینا ہو گئے تھے ـــــ انہوں نے سارا واقعہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی اور کہنے لگے:

''یہ وہ ناموس (فرشتہ) ہے جو[۱۸۶] حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی ـــــ کاش میں آپ کے دور نبوت میں جوان ہوتا ـــــ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکلنے پر مجبور کر دے گی۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ورقہ سے پوچھا۔

''کیا قوم کے لوگ مجھے نکال دیں گے؟''

ورقہ نے کہا:

''بے شک وہ آپ کو نکال دیں گے ـــــ جو شے آپ لائے ہیں، کوئی دوسرا نہیں لایا ـــــ اللہ کا پیغام لانے والوں سے لوگوں نے عداوت کی ہے، تکلیف پہنچائی ہے ـــــ اگر آپ کے اعلان نبوت تک میں زندہ رہا تو میں آپ کو ایسی نصرت دوں گا جو قوی اور بلیغ ہوگی۔''

''دلائل النبوۃ'' میں بیہقی کی روایت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے عتیق! تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاؤ۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر ورقہ کے پاس لے گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو واقعہ گزرا تھا، ورقہ بن نوفل سے بیان فرمایا ـــــ مزید یہ فرمایا:

''جس وقت میں تنہائی میں ہوتا ہوں، یا محمد یا محمد کی آواز سنتا ہوں ـــــ میں بھاگتا ہوا چلا جاتا ہوں۔''

ورقہ نے کہا:

''جس وقت یا محمد یا محمد کی غیبی آوازیں سنیں تو آپ نہ بھاگئے بلکہ اپنی جگہ قائم رہیں ـــــ اور آواز دینے

---

۱۸۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ صفات میں مکارم اخلاق اور محاسن شمائل جمع فرما دیئے ہیں۔ کوئی مکروہ امر آپ کو نہ پہنچے گا۔

۱۸۶ یعنی جن کو آپ نے دیکھا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سروحی ہیں ـــــ اہل کتاب/ نصرانی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ناموس اکبر کہتے ہیں۔

Marfat.com

والا جو کچھ کہے' اسے سن کر میرے پاس تشریف لے آئیں اور مجھے بتلا دیجئے۔''

چنانچہ جس وقت آپ تنہا تھے ـــــ ندا کرنے والے نے یا محمد کہہ کر آپ کو پکارا۔ آپ اپنی جگہ پر قائم رہے ـــــ اس نے آپ سے کہا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ الحمد للہ رب العالمین پڑھو۔''

آپ نے آخر سورت تک پڑھا ـــــ پھر اس نے آپ سے کہا:

''لا الہ الا اللہ پڑھئے۔''

فرشتے کے تین بار بھینچنے میں حکمت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتے سے تین بار فرمایا کہ میں قاری نہیں ہوں ـــــ فتح الباری میں ہے کہ آپ کے اس فرمان کو:

- منع کر۔۔ پر گمان کیا جائے۔
- نفی محض کے ساتھ خبر دینے پر خیال کیا جائے۔
- دریافت کرنے پر گمان کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ آپ کیونکر پڑھیں ـــــ اور کیا پڑھیں' فرشتے نے تین بار آپ کو بھینچا ـــــ اس میں حکمت یہ تھی کہ

- آپ دوسری شے کی طرف توجہ نہ فرمائیں۔
- جو قول آپ پر وحی کیا جانا ہے' وہ وزنی ہے' اس پر تنبیہ مقصود تھی۔
- تخیل اور وسوسے کے گمان کو دور کرنا ـــــ

آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو کیونکر پہچانا:

اگر یہ خیال کیا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو کیسے پہچان لیا کہ وہ جن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں ـــــ اس کی دو وجوہ ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ پر معجزات کو ظاہر فرمایا ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچان لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں ـــــ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر معجزے ظاہر فرمائے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان معجزوں سے پہچانا کہ آپ نبی ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک میں علم ضروری پیدا فرما دیا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں۔ نہ جن ہیں اور نہ ہی شیطان ـــــ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام میں اس طور پر علم ضروری پیدا کر دیا ہے کہ ان کے ساتھ کلام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ان کو بھیجنے والا ان کا پروردگار

Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ان سے کسی نے کلام نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے ان کو بھیجا ہے۔

دلائل النبوت میں بیہقی نے بعض اہلِ علم سے یہ روایت کی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کرامت کا ارادہ کیا اور نبوت کے ساتھ آپ کی ابتداء کی' آپ جس درخت اور جس پتھر کے پاس سے گزرتے تھے' وہ پتھر اور وہ درخت آپ کو سلام کرتا تھا ــــ پتھروں اور درختوں سے آواز سن کر آپ اپنے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتے لیکن آپ کوئی شے نہیں دیکھتے تھے سوائے درختوں اور پتھروں کے ــــ جو ہر طرف سے نبوت کے سلام کے ساتھ آپ کو السلام علیك یارسول الله کہہ کر سلام کرتے تھے۔

کیا نزولِ وحی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ڈر گئے تھے؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک مہینہ غارِ حرا میں مجاورت کی ــــ مجاورت پوری کرنے کے بعد جب میں اوپر سے نیچے اترا تو مجھے کسی نے آواز دی ــــ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا لیکن کوئی نہ تھا' پھر میں نے اپنے پیچھے دیکھا مگر میں نے کوئی شے نہیں پائی ــــ جب اوپر سر اٹھایا تو جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ــــ اس شے سے میں اپنی حالت پر قائم نہ رہا ــــ اور میں نے کہا دثرونی دثرونی ــــ یعنی مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو ــــ پھر یا ایھا المدثر ○ قم فانذر وبرك فكبر ...... آخر آیت تک نازل ہوئی ــــ اس سورۃ کا نزول اس سے پہلے تھا کہ نماز فرض کی جائے۔[۱۸۷]

غارِ حرا میں آپ کی مجاورت طلب نبوت کے لیے نہیں تھی اس لیے کہ:

- نبوت اس سے برگزیدہ ہے کہ طلب کرنے سے ملے یا اکتساب سے ملے۔
- نبوت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک عطا ہے۔
- نبوت وہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسے نبوت کے ساتھ مخصوص فرماتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ جس جگہ اپنی رسالت تسلیم کرتا ہے' اس جگہ سے زیادہ عالم ہے۔ (بہتر جاننے والا ہے)

آپ کے قلبِ اطہر کی جو بے چینی بیان ہوئی' جبرئیل علیہ السلام کے خوف سے نہیں تھی' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے بلند وارفع واعلیٰ ہے کہ کہا جائے کہ آپ ڈر گئے ــــ آپ نہایت ثابت قلب تھے۔ اپنے حال کی فرحت کی وجہ سے آپ کو بے چینی نہیں تھی بلکہ یہ اضطراب اس وجہ سے ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے ــــ آپ نے یہ خوف کیا کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے' اللہ تعالیٰ کے سوا یا اس کے غیر کی طرف نہ متوجہ ہو جاؤں ــــ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ شاید نبوت کے بھاری بوجھ سے آپ کو خوف ہوا ــــ نبوت کا بوجھ اٹھانے سے تو پہاڑوں نے معافی چاہی تھی ــــ آخر حضرتِ انسان کا دل خاص طور پر محبوب اعظم و آخر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل مبارک اس گراں باری کے لیے انتخاب کیا گیا۔

---

۱۸۷ اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم اور ترمذی رحمتہ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

سب سے پہلی وحی —— مختلف روایات:

- صحیح روایت یہ ہے کہ قرآن شریف سے سب سے پہلے جو شے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی وہ سورہ اقرا ہے۔[۱۸۸]
- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے اول جو شے نازل ہوئی ہے، وہ سورہ یا ایھا المدثر ہے —— امام نووی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو ضعیف بلکہ باطل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وحی رک جانے کے بعد سورہ یا ایھا المدثر نازل ہوئی۔
- بیہقی نے کہا ہے کہ پہلے سورہ فاتحہ نازل ہوئی —— اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے یعنی ضعیف حدیث کی قسم سے ہے —— اگر یہ حدیث محفوظ مان لی جائے تو یہ حدیث یہ احتمال رکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر سورۂ اقراء اور سورہ یاایھا المدثر —— کے نازل ہونے کے بعد سورہ فاتحہ نازل ہوئی ہے۔
- امام ابوجعفر بن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے قرآن پاک سے سب سے پہلے جو چیز نازل کی، وہ تعوذ ہے۔ انہوں نے کہا:

  ''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اعوذ باللہ پڑھئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے استعیذ بسمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھئے''۔ پھر کہا: ''اقراء باسم ربك الذی پڑھئے''۔

- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اقرا باسم ربك اول وہ سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل کیا۔[۱۸۹]

اور غاروں پر غار حرا کو ترجیح کیوں؟

ابن ابی جمرہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس وجہ سے اپنے آپ کو غار حرا کی تنہائی کے ساتھ مختص کیا تھا —— غار حرا میں آپ تنہائی میں عبادت فرماتے تھے۔ غار حرا کے سوا اور بھی جگہیں (غاریں) تھیں لیکن آپ ان میں خلوت وعبادت نہیں فرماتے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے غار حرا کو خاص طور پر اس لیے انتخاب فرمایا تھا کہ اس غار کو دوسرے غاروں

---

۱۸۸ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح روایت میں مرفوعاً آیا ہے —— یہ ابو موسیٰ الاشعری اور عبید بن عمیر سے روایت کیا گیا ہے —— امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ صحیح وہ قول ہے جس پر جمہور سلف اور خلف ہیں۔

۱۸۹ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ یہ اثر غریب ہے —— اس اثر کے اسناد میں ضعف اور انقطاع ہے —— واللہ اعلم —— اس اثر کے نقل کرنے میں حافظ عماد الدین کی علمی شان پر قدح نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ محدثین جس وقت کسی حدیث کو لاتے ہیں اور اس کی سند ذکر کرتے ہیں تو وہ اس حدیث کے ذمہ سے بری ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

اس لیے زیادہ فضیلت ہے کہ آپ

- اس غار میں لوگوں سے دور رہتے۔
- اپنی عبادت دلجمعی' یکسوئی اور کھلے دل سے کرتے تھے۔
- وہاں سے اپنے رب کے بیت (خانہ کعبہ) کو دیکھتے تھے۔

بیت اللہ شریف کی طرف نظر کرنا عبادت ہے ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس غار میں تین باتیں جمع تھیں :ــــــ ایک خلوت ــــــ دوسرے عبادت ــــــ تیسرے بیت اللہ کی طرف دیکھنا۔

غار حرا کے سوا جو غار ہیں' ان میں یہ تین خصوصیات نہیں تھیں ــــــ شاعر مرجانی نے غار حرا کے فضائل میں کلام کہا ہے ــــــ غار حرا کے ساتھ جو فضیلت ہے' اسے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرجانی کو جزائے خیر عطا فرمائے

تامل حراء فی جمال محیاہ   فکم من اناس من حلاحسنہ تا ھوا

''حرا کے چہرہ کے حسن و جمال میں تم تامل سے دیکھو۔ تم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اس کے حسن کے زیور سے سرگشتہ ہیں۔

فمما حوی من جالعلیا زایرا   یفزح عنہ الھم فی حال مرقاہ

غار حرا کی دیگر فضیلتوں پر یہ فضیلت حاوی ہے جو اس کے لیے خاص ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کی جگہ ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے نزول کا مقام ہے ــــــ اس کے اس شرف کی وجہ سے جو شخص حرا کی بلندی کی زیارت کے لیے آتا ہے۔ غار حرا کی زیارت کرنے والے کے غم کو دور کر دیتا ہے جس وقت وہ شخص اس غار پر چڑھتا ہے۔

بہ خلوۃ الھادی الشفیع محمد   وفیہ لہ غار لہ کان یرقاہ

''اس غار میں اعلان نبوت سے پہلے اور وحی نہ آنے کے وقفہ میں ہادی خلائق اور شفیق امم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلوت (تنہائی) رہی ہے ــــــ اور حرا (پہاڑ) میں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاص غار ہے کہ آپ اس پر تشریف لاتے تھے اور حرا ہی میں آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوا کرتے تھے۔

وقبلتہ للقدس کانت بغارہ   وفیہ اتاہ الوحی فی حال مبداہ

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ بیت المقدس سے حرا کے غار میں تھا یعنی آپ بیت المقدس کی طرف غار حرا میں نماز پڑھتے تھے اور آپ کے ابتدائی احوال میں آپ کے پاس وحی آئی ــــــ ایک جگہ لفظ مبداہ کی صبراہ آیا ہے ــــــ یہ مبداہ سے احسن ہے۔ اس لیے کہ شعر میں اس لفظ سے ایطا واقع ہوتا ہے ــــــ صبراہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نفس شریف کو غار حرا میں خلوت پر روکا' اور اس غار میں آپ کے پاس وحی آئی۔۱۹۰

---

۱۹۰ شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار حرا میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ہے ــــــ آپ نے شب معراج اور نماز فرض ہونے کے بعد بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی ہے ــــــ اور اول آپ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے ــــــ یا یہ احتمال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عبادت کرتے تھے اور آپ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔

Marfat.com

وفیہ تجلی الروح بالموقف الذی به اللہ فی وقت البداۃ سواہ

اور حرا میں روح الامین نے اس موقف میں تجلی کی ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کی ابتداء میں اس موقف کو ہموار کیا ہے۔

وتحت تخوم الارض فی السبع اصله ومن بعد ھذا اھتز بالسفل اعلاہ

لفظ تخوم مفرد ہے۔ اس کی جمع تخم ہے جیسے فلس اور فلوس ـــــ تخوم کا معنی ہر ایک قریہ اور زمین اور اس کی انتہیٰ یعنی جڑ ساتویں زمین کے نیچے ہے ـــــ اور اس کے بعد یعنی امور مذکورہ کے بعد اپنے نیچے کی حصہ کی حرکت کے سبب حرا کے اوپر کے حصہ نے طرب (خوشی) سے جنبش کی ـــــ اس شرف کی وجہ سے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مبارک رکھا اور اس پر رونق افروز ہوئے۔[۱۹۱]

ولما تجلی اللہ قدس ذکرہ بطور تشظی فھو احدی شظایاہ

تشظی کا معنی ہے پھٹ گیا اور شظایا جمع شظی ہے ـــــ اس کا معنی ہے "شے کا ہر ایک ٹکڑا" ـــــ اللہ تبارک وتعالیٰ کہ جس کا ذکر پاک ہے، نے طور پر تجلی فرمائی، طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حرا بھی اس طور کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے جو بڑا پہاڑ ہو گیا۔[۱۹۲]

ومنھا ثبیر ثم ثور بمکة کذا قداتی فی نقل تاریخ مبداہ

"طور کے انہی ٹکڑوں میں سے جبل ثبیر ہے جو حرا کے مقابل ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک وادی ہے ـــــ پھر انہی ٹکڑوں میں سے جبل ثور ہے جو مکہ میں ہے ـــــ تاریخ میں حرا کی ابتدائی ایسے ہی بیان ہوئی ہے"۔

وفی طیبة ایضا ثلاث فعدھا فعیرا و درقانا واحدا رویناہ

"مدینہ منورہ میں بھی طور کے تین ٹکڑے ہیں۔ ان کی گنتی کر لو ـــــ ایک جبل عیر ہے ـــــ دوسرا جبل درقان ہے ـــــ تیسرا جبل احد ہے۔ ہم نے اسے روایت کیا ہے یعنی مکہ معظمہ کے تین پہاڑ اور مدینہ منورہ کے تین پہاڑ طور ہی کے ٹکڑے ہیں"۔

ویقبل فیه ساعة الظھر من دعا به وینادی دعانا اجبناہ

جو شخص ظہر کے وقت حرا میں دعا کرتا ہے، اس کی دعا قبول کی جاتی ہے ـــــ حرا میں یہ ندا کی جاتی ہے کہ "جو شخص ہم سے دعا کرتا ہے، ہم اس کی دعا قبول کرتے ہیں" ـــــ یہ ندا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔"

---

۱۹۱ یہ معجزہ ہے جسے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حرا پر تشریف رکھتے تھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ایک بڑے پتھر نے حرکت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے حرا ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔" یہ واقعہ جبل احد اور جبل ثبیر پر بھی رونما ہوا ہے۔

۱۹۲ حدیث پاک میں ہے کہ سرانگشت خنصر کے نصف مقدار میں اللہ تعالیٰ نے طور پر تجلی فرمائی تھی ـــــ وہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت، جلال اور جمال سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ـــــ ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا حرا ہے ـــــ تجلی سے مراد ہے نور کا اظہار۔

Marfat.com

وفی احد الاقوال فی عقبہ حرا　　اتی ثم قابیل لھا بیل غشاہ

عقبہ بفتح عین اور قاف یعنی پہاڑ پر چڑھنے کی وہ سخت جگہ جہاں دشواری سے چڑھا جائے۔۔۔۔ بہت سی روایتوں میں سے ایک روایت یہ ہے کہ عقبہ حرا میں قابیل آیا اور اس نے اس جگہ ہابیل کو قتل کیا ہے۔

وممّا حوی سرا حوتہ صخورہ　　من التبر کسیر ایقام سمعناہ

سمعت بہ تسبیحھا غیر مرۃ　　واسمعتہ جمعاً فقالو اسمعناہ

''غار حرا میں جو اسرار سونے کے ہیں، غار حرا کے بڑے پتھروں میں بھی سونے کے وہی اسرار ہیں۔۔۔۔ ہم کو روایت کی گئی ہے کہ غار حرا اور اس کے پتھروں میں سونے کی اکسیر ہے۔۔۔۔ میں نے غار غرا میں ان پتھروں کی تسبیح اکثر سنی ہے اور وہ تسبیح میں نے ایک جماعت کو سنائی ہے۔ ان لوگوں نے سن کر کہا کہ ہاں ہم نے بھی اس تسبیح کو سنا''۔

بہ مرکز النور الالھی مثبتا　　فللّٰہ ما احلی مقاما باعلاہ

''حرا میں نور الٰہی کی جگہ ثابت ہے۔۔۔۔ لہٰذا حرا کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ حرا اپنے اعلیٰ حصہ کے باعث اقامت کے لیے کتنا شیریں ہے۔

سینہ مبارک کا تیسری بار چاک (شق صدر)

ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا، اسے دھویا، پھر آپ سے کہا۔ اقرا باسم ربك مالم يعلم تک پڑھیے۔۔۔۔ اسی حدیث میں ہے کہ ورقہ نے کہا:

''آپ کو بشارت ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی ہے۔۔۔۔ آپ ناموس موسیٰ علیہ السلام کی صفت پر ہیں کہ آپ پر وحی آئی ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی تھی۔۔۔۔ اور آپ نبی مرسل ہیں۔'' ۱۹۳

شق صدر میں یہ حکمت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قلب قوی کے ساتھ تطہیر کے اکمل احوال میں جو وحی ہو، اسے پائیں۔ ۱۹۴

وحی کا سلسلہ رکنے پر آپ کا غم:

وحی کا سلسلہ وقفے وقفے سے تئیس سال جاری رہا۔۔۔۔ پہلی وحی کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اور وحی وقتی طور پر رک گئی۔۔۔۔ وحی کا سلسلہ رک جانے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا غم کیا کہ اس غم سے آپ کئی بار

---

۱۹۳ طیالسی اور حارث نے بھی اپنی اپنی مسندوں میں آپ کے صدر مبارک کا شق ہونا روایت کیا ہے۔

۱۹۴ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صدر مبارک کا یہ تیسرا شق ہے۔۔۔۔ پہلا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہوا۔۔۔۔ دوسرا شق اس وقت ہوا جبکہ آپ دس برس کے تھے۔۔۔۔ اور چوتھا شق صدر معراج کی شب میں ہوا۔

Marfat.com

تشریف لے گئے تاکہ خود کو اونچے پہاڑوں سے گرا دیں ـــــ جس وقت آپ پہاڑ کی بلندی پر پہنچے کہ خود کو اس سے نیچے گرا دیں ـــــ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

''یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ برحق رسول اللہ ہیں۔''

اس سے آپ کے قلب اطہر کی بے چینی کو قرار آ جاتا اور آپ گھر واپس تشریف لے آتے ـــــ پھر جس وقت وحی آنے میں کبھی عرصہ گزر جاتا اور وحی نہ آتی تو آپ پھر پہاڑ پر تشریف لے جاتے۔ جس وقت پہاڑ کی بلندی پر پہنچتے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہو جاتے اور پہلے ہی کی طرح عرض گزار ہوتے:

''یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ برحق اللہ کے رسول ہیں۔''

پھر آپ کے نفس انوار کو تسکین ہو جاتی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو یہ فرمایا تھا کہ مجھے اپنے نفس پر خوف ہوا ہے ـــــ علماء کا کہنا ہے کہ یہ خوف آپ سے اس سے پہلے تھا کہ آپ کو اس طور پر ''علم ضروری'' حاصل ہو جاتا کہ جو شخص آپ کے پاس آیا تھا' وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ تھا۔ اس کے وصول ہونے کے بعد خوف نہیں رہا ـــــ بلکہ آپ کے لیے یہ امور زیادہ دشوار تھے کہ

- آپ کی اس حالت پر آپ کو کوئی مجنون کہتا ـــــ اگرچہ اس وقت کسی نے آپ کو مجنون نہیں کہا۔ صرف آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔
- دوسرا یہ کہ آپ کا اپنی قوم سے یہ خوف تھا کہ کہیں وہ آپ کو قتل نہ کر ڈالیں۔ اگرچہ آپ کے علم میں یہ تھا کہ جو شے آپ کے پاس آئی ہے' وہ آپ کے رب کی طرف سے ہے۔ بشری طور پر قتل اور قوم کی اذیت کا خوف تو ہوگا۔

وحی کے مراتب:

اللہ تعالیٰ نے وحی کے متعدد مراتب کامل کیے ہیں اور اہل علم نے ان میں سے آٹھ مراتب بیان کیے ہیں۔ علی الترتیب تمام مراتب کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

وحی کا پہلا مرتبہ

وحی کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رویائے صادقہ دیکھتے تھے۔ آپ کوئی خواب نہیں دیکھتے تھے بلکہ صبح کے نور کی مانند ظہور میں آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں کلام کیا ہے۔ جیسا کہ امام زہری علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے:

اتانی ربی نی احسن صورۃ فقال یا محمد انذری فیم یختصم ملا الاعلیٰ

یعنی رات میں رب تعالیٰ میرے پاس احسن صفت میں آیا اور میرے رب نے مجھ سے پوچھا:

Marfat.com

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ملائکہ مقربین کس معاملہ میں آپس میں سوال و جواب کرتے ہیں ــــ کیا آپ اس واقعہ کو جانتے ہیں۔''

وحی کا دوسرا مرتبہ:

وحی کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مبارک اور قلب اطہر میں فرشتہ القا (دل میں بات ڈالنا) کرتا تھا اور آپ اس کو نہیں دیکھتے تھے ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان روح القدس نفث فی روعی لن تموت نفس حتی تستکمل رزقها فاتقوا الله و اجملو فی الطلب

یعنی ''روح القدس نے میرے نفس یا قلب میں پھونکا ہے کہ ہرگز کوئی نفس نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کرلے گا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور طلب معیشت میں اچھا طریقہ اختیار کرو۔[۱۹۵]

وحی کا دوسرا مرتبہ وہ علم ہے جس کو اللہ تعالیٰ آپ کے قلب اطہر اور آپ کی زبان مبارک پر احکام کے اجتہاد کے وقت القا کرتا تھا ــــ اس امر پر علماء نے اتفاق کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اجتہاد فرماتے تھے تو آپ کو قطعاً اصابت ہوتی تھی اور آپ خطا سے معصوم تھے ــــ تمام امت کے سوا امر اجتہاد احکام میں قطعاً اصابت آپ کے حق میں خرق عادت ہے ــــ وہ علم جو اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس علم میں فرق کرتا ہے جو نفس میں وحی سے پھونکا جاتا ہے' اس سبب سے کہ اس علم کا حصول اجتہاد سے ہوتا ہے ــــ لہٰذا دونوں علوم کا فرق ظاہر ہے۔

وحی کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دحیۃ الکلبی کے سوا کسی اور کی صورت میں آنا ــــ اس لیے کہ دحیہ عرب لوگوں میں معروف تھے۔ اسے ابن المنیر نے نقل کیا ہے۔

وحی کا تیسرا مرتبہ:

وحی کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آپ کے لیے فرشتہ مرد کی صورت میں حاضر خدمت ہوتا ہے اور آپ سے خطاب کرتا ــــ یہاں تک کہ وہ فرشتہ جو کچھ آپ سے کہتا آپ اسے سن کر یاد رکھتے تھے ــــ فرشتہ آپ کے پاس دحیہ الکلبی کی صورت میں آتا تھا۔[۱۹۶] ــــ اسے نسائی نے صحیح سند سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے ــــ

---

۱۹۵ یعنی بدوضعی سے طلب معیشت نہ کرو، تمہارا جو رزق ہے، وہ تم کو ملے گا ــــ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے قناعت کے باب میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح حدیث کہا ہے۔

۱۹۶ یہ اعتراض بھی ممکن ہے کہ جس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی صورت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو ان کی روح کہاں ہوتی تھی ــــ اگر وہ روح اس جسم میں ہوتی تھی جس کے چھ سو پر تھے تو جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا تھا، نہ وہ جبرئیل علیہ السلام کی روح تھی اور نہ ان کا جسم تھا ــــ اور اگر وہ روح اس شخص میں تھی جو دحیہ کی صورت میں تھا تو کیا ایسا عظیم جسم مر جاتا تھا یا وہ جسم اس روح سے خالی رہ جاتا تھا جو اس سے منتقل ہو کر اس جسم کی طرف جاتی تھی جو کہ دحیہ کے جسم سے مشابہ تھا ــــ جیسا کہ امام عینی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ امر بعید نہیں ہے کہ اس روح کا انتقال اس جسم کی صورت کا موجب نہ ہو، لہٰذا وہ جسم زندہ باقی رہتا تھا ــــ اس کے معارف سے کوئی شے ناقص نہیں ہوتی تھی ــــ اور اس جسم کی روح کا انتقال دوسرے جسم کی طرف ویسے ہی ہوتا تھا جیسے کہ شہیدوں کی ارواح کا انتقال سبز پرندوں کے پیٹ کی طرف ہوتا ہے ــــ اجسام کی موت ارواح کی جدائی سے عقلاً واجب نہیں ہے بلکہ اجسام کی موت ارواح (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

دحیہ کلبی اتنے جمیل وخوبرو تھے کہ جس وقت وہ شام کو تجارت کے لیے جاتے تو ہووج نشین عورتیں ان کے دیکھنے کے لیے نکل پڑتی تھیں۔

وحی کا چوتھا مرتبہ:

یہ ہے کہ وحی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اس گھنٹی کی آواز کی مانند آتی تھی جیسے جانوروں کے گلے میں اور ان کے سروں پر باندھتے ہیں ـــــ اس قسم کی وحی دیگر اقسام ومراتب وحی کی نسبت آپ پر ایسی زیادہ سخت ہوتی تھی کہ آپ کی جبیں مبارک پر سخت سردی میں پسینہ آجاتا ـــــ اس وحی کا ثقل آپ پر ہوتا تھا کہ آپ کی سواری کا اونٹ آپ کو لے کر زمین پر بیٹھ جاتا ـــــ ایک مرتبہ آپ پر ایسی ہی وحی ایسے حال میں آئی کہ آپ کی رات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پر تھی۔ آپ کی ران حضرت زید کی ران پر اتنی ثقیل ہوگئی کہ قریب تھا کہ آپ کی ران زید کی ران کو توڑ ڈالے۔

طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتا تھا ـــــ آپ کی شان یہ تھی کہ جس وقت آپ پر وحی نازل کی جاتی تھی تو آپ کو شدید بخار کی کیفیت ہو جاتی اور چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح آپ کو شدید پسینہ آجاتا' پھر وہ وحی آپ سے موقوف ہو جاتی تھی۔ میں اس وحی کو لکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے املا کراتے جاتے تھے ـــــ میں وحی لکھنے سے فارغ نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ میری حالت ایسی ہو جاتی تھی کہ گویا میرا پاؤں اس کے ثقل سے ٹوٹ جائے ـــــ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں اپنے پاؤں سے کبھی نہ چل سکوں گا ـــــ

جب سورۂ مائدہ نزل ہوئی تو سورۃ کے بوجھ سے قریب تھا کہ آپ کے اونٹ کا بازو ٹوٹ جائے ـــــ اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی علیہ الرحمہ نے ''شعب الایمان'' میں روایت کیا ہے۔

وحی کا پانچواں مرتبہ:

پانچواں مرتبہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرشتہ کو اس کی صورت میں دیکھتے تھے جس صورت پر وہ پیدا کیا گیا تھا۔ اس کے چھ سو بازو تھے ـــــ اللہ تعالیٰ جس شے کو چاہتا کہ آپ کی طرف وحی کرے' وہ فرشتہ آپ کے پاس وحی لاتا تھا ـــــ یہ آپ کو دو مرتبہ واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ سورہ نجم میں ہے۔

وحی کا چھٹا مرتبہ:

یہ وہ وحی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر آپ کی طرف وحی کی ہے ـــــ اس سے مراد یہ ہے کہ شب معراج میں وحی کی

کی جدائی سے (اور ارواح کا اتصال قبروں سے رہتا ہے) اس عادت کے سبب سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں جاری کیا ہے ـــــ بنی آدم کے غیر میں یہ لازم نہ ہوگا۔

فتح الباری میں ہے کہ حق بات یہ ہے کہ فرشتہ کا آدمی کی صورت پر ہو جانا اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ فرشتہ کی ذات منقلب ہو کر آدمی ہوگئی بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ فرشتہ آدمی کی صورت پر ظاہر ہوا۔

Marfat.com

ہے ـــــ وہ وحی فرض نماز اور نماز کے علاوہ جو چیزیں ہیں' ان کے لیے کی گئی تھی۔

وحی کا ساتواں مرتبہ:

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی طرف اللہ تعالیٰ کا کلام فرشتے کے واسطہ کے بغیر ـــــ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا ـــــ یعنی بلاواسطہ کلام کیا ہے۔

وحی کا آٹھواں مرتبہ:

بعض علماء نے وحی کا آٹھواں مرتبہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مواجہ میں بغیر کسی حجاب کے آپ سے روبرو کلام کیا ہے ـــــ یہ اس شخص کے مذہب پر ہے جو کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

وحی لانے والے:

عامر الشعبی نے صحیح احادیث سے ثابت کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لانے کے لیے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام متعین کیے گئے تھے جو تین سال تک آپ پر ظاہر ہوتے رہے اور وحی کے کلمات آپ کے پاس لاتے رہے ـــــ آپ کو آداب وافعال سکھاتے تھے۔

پھر آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام متعین کیے گئے ـــــ جبرئیل علیہ السلام قرآن شریف لائے ـــــ جو وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس لاتے تھے' اس کی دو صورتیں ہیں:

- جبرئیل علیہ السلام وحی کی اس حالت میں اپنی اصلی صورت پر ہوں گے یا
- جبرئیل علیہ السلام آدمی کی صورت پر ہوں گے۔

ان دونوں صورتوں کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا ہے ـــــ اگر اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے بغیر وحی کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ ظاہر ہے' وہ وہ صورت ہے جو ساتواں مرتبہ ہے۔

زمین وآسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ وحی:

ابن القیم نے چھٹے مرتبہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی کا ارادہ کیا ہے۔ اس مرتبہ اور اس سے پہلے ذکر ہونے والے جو پانچ مراتب ہیں' ان کے درمیان باعتبار وحی کرنے کے محل کا تغایر کیا ہے یعنی وحی کا فوق سماوات ہونا ـــــ یہ وحی پہلی پانچ وحی کے خلاف ہے' اس لیے کہ وہ وحی زمین پر تھیں ـــــ اس احتمال پر یہ لازم آتا ہے کہ باعتبار اس جگہ کے جس میں جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ہیں' وحی کی اقسام متعدد ہوں یہ غیر ممکن ہے۔ اس لیے کہ لاتعدو لاتحصیٰ مقامات میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لائے ہیں ـــــ

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جو وحی آسمان میں حاصل ہوئی ہے' باعتبار اس شان کے ہے جو ان مشاہد غیب میں ہے اور وہ ایک نوع وحی ہے ـــــ اس وحی کی نوع سے جو زمین پر مختلف مقامات پر آئی ہے' وہ نوع مغائر ہے ـــــ ولی عراقی کے اس

Marfat.com

قول کا ماحصل یہ ہے کہ:

- زمین کی جملہ جگہیں ایک نوع ہے اور
- جو وحی آسمان میں ہے وہ ایک نوع ہے

جگہیں متعدد ہونے کے اعتبار سے وحی کی نوعوں کا تعدد لازم نہ ہوگا۔

وحی کی حالتیں اور تقاضے:

ابن المنیر نے یہ ذکر کیا ہے کہ وحی میں وحی کے مقتضا کے اختلاف کے سبب حال مختلف ہوتا تھا۔

- اگر وحی وعدہ خیر اور بشارت میں نازل ہوتی تو فرشتہ آدمی کی صورت میں نازل ہوتا تھا۔
- بغیر اس کے کہ وحی میں مشقت ہوتی' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وہ فرشتہ خطاب کرتا تھا۔
- اگر وحی وعید شر اور کسی امر سے ڈرانے میں نازل ہوتی تو آواز گھنٹی کی طرح ہوتی تھی۔

انبیاء کرام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول:

ابن العادل نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مختلف انبیاء علیہم السلام کے پاس مختلف بار نازل ہوئے:

- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چوبیس ہزار بار نازل ہوئے۔
- حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بارہ مرتبہ نازل ہوئے۔
- حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس چار بار۔
- نوح علیہ السلام کے پاس پچاس مرتبہ۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار سو مرتبہ۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دس مرتبہ نازل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو اور نماز کی تعلیم:

حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس احسن صورت اور اطیب خوشبو سے ظاہر ہوئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہونے کے بعد کہا:

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے فرمایا ہے کہ آپ جن وانساں کی طرف میرے رسول ہیں ــــ آپ جن وانساں کو لا الہ الا اللہ کی طرف بلائیں۔''

پھر جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس سے پانی کا چشمہ ابل پڑا ــــ اس پانی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضو کیا۔ پھر آپ کو وضو کرنے کے لیے امر کیا ــــ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو

Marfat.com

گئے ـــــ پھر جبرئیل نے آپ سے عرض کی کہ آپ ان کے ساتھ نماز پڑھ لیں ـــــ جبرئیل علیہ السلام آپ کو وضو اور نماز کی تعلیم دینے کے بعد آسمان کی طرف چلے گئے ـــــ

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب گھر کو واپس تشریف لائے تو راہ میں آپ جس پتھر، ڈھیلے اور کسی درخت کے پاس سے گزرے وہ السلام علیك یا رسول اللہ کہتا تھا ـــــ جب آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا تو وہ سن کر فرحت سے بے ہوش ہوگئیں ـــــ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں چشمہ جبرئیل علیہ السلام پر لائے ـــــ آپ نے وضو کیا تاکہ ان کو وضو کرنا سکھا دیں ـــــ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ وضو کرلیں ـــــ انہوں نے وضو کیا اور پھر آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔ جس طرح آپ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھائی تھی ـــــ نمازوں سے پہلے جو دو رکعت نماز فرض ہوئی ہے' یہ اس کا واقعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دو رکعت نماز کو سفر میں ویسے ہی برقرار رکھا اور قیام کے دوران (حضر میں) اسے پورا کیا یعنی چار رکعتیں حضر میں ٹھہرائیں ـــــ مقاتل علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ پہلے دو رکعتیں فرض نماز صبح کی اور دو رکعتیں عشا کی تھیں ـــــ ارشاد باری ہے۔ وسبح بحمد ربك بالعشی والابکار ـــــ فتح الباری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شب معراج سے پہلے نماز پڑھا کرتے تھے اور ویسے ہی صحابہ کرام نماز پڑھتے تھے ـــــ سوال یہ ہے کہ کیا پانچ وقتوں کی نماز سے پہلے کوئی نماز فرض کی گئی تھی یا نہیں؟ ـــــ اس کا جواب یہ ہے کہ فرض نماز وہ تھی جو طلوع آفتاب سے پہلے اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے پڑھی جاتی تھی ـــــ فرضیت نماز کے بارے میں حجت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا۔

امام نووی نے کہا ہے پہلے جو شے واجب ہوئی ہے' وہ انذار یعنی مخلوق کو ڈرانا اور توحید الٰہی کی طرف بلانا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: یاایھا المدثر قم فانذر' پھر

- اللہ تعالیٰ نے رات کا وہ قیام فرض کیا جسے سورہ مزمل کے شروع میں ذکر فرمایا یعنی یاایھا المزمل قم اللیل ہے۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے اسے نسخ فرما دیا جیسا کہ اس سورہ کے آخر میں ہے۔ فاقرؤا ما تیسر من القرآن۔
- پھر اس فرض کو مکہ معظمہ میں شب معراج میں پانچ نمازیں فرض کرنے سے نسخ کر دیا۔

اوپر بیان کردہ روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرنا سکھایا ـــــ تو یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وضو شب معراج سے پہلے فرض ہوا ـــــ پھر وحی متاخر ہونے کے طور پر متاخر ہوگئی اور یہاں تک تاخیر ہوئی کہ آپ پر یہ تاخیر دشوار ہوگئی بلکہ اس تاخیر نے آپ کو غمگین کر دیا ـــــ وحی کی تاخیر میں حکمت یہ تھی کہ آپ کو وحی سے خوف ہوتا تھا اور وہ خوف دور ہو ـــــ اور وحی کے عود کرنے کی طرف آپ کو شوق پیدا ہو ـــــ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ وحی کو تین سال تک تاخیر ہوئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت آپ کی رسالت پر متقدم تھی ـــــ سورۂ اقراء کے نزول میں آپ کی نبوت

Marfat.com

ہوئی___ اور سورۂ مدثر کے نزول میں آپ کی رسالت انذار، بشارت اور تشریع کے احکام کے ساتھ ہوئی___ آپ کی رسالت قطعی طور پر نبوت سے متاخر ہے___ اس پر دلیل یہ ہے کہ

- سورہ اقراء آدمی کے احوال پیدائش، تعلیم اور افہام پر متضمن تھی تو یہ مناسب ہوا کہ سورہ اقراء اول سورہ ہے جو نازل کی گئی۔
- اس کا نازل ہونا ہی ترتیب طبعی ہے___ ترتیب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو شے علم، فہم، حکمت اور نبوت سے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پہنچائی ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرمائے___ اور اپنے بندوں کی تعریف کی جگہ میں اس شے سے جو نعمت بیان، نعمت فہمی، نعمت لفظی اور نعمت خطی کی قسم سے ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف اس ہر ایک نعمت کو پہنچایا ہے___ اس علم، فہم، حکمت اور نبوت کے ساتھ آپ پر منت رکھے، پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اس طور پر امر کرے کہ آپ کھڑے ہوں اور اس کے بندوں کو ڈرائیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اول ایمان لانے والے:

اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہونے والی مختلف شخصیات ہیں جن کا ذکر بالترتیب کیا جاتا ہے۔

ابن الصلاح نے کہا ہے کہ مردان حر سے اول جو شخص ایمان لایا ہے، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں___ لڑکوں یا کمسن لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں ان میں اول حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں___ عورتوں میں سے اول حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں___ موالی میں سے اول حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں___ اور عبید میں سے اول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں___ اللہ تعالیٰ اولیت اسلام کی حقیقت سے زیادہ عالم ہے۔

سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون:

اللہ تعالیٰ پر جو ذات سب سے پہلے ایمان لائی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کا شرف حاصل کیا ہے، وہ صدیقہ نساء حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

وہ مشقتیں جنہیں برداشت کرنا درجہ صدیقیت کے حقوق کی وفا کو طلب کرتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے لیے آمادہ ہوگئیں___ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اول جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تھے اور آپ نے انہیں دیکھا تو آپ کے قلب اطہر کو اضطراب پیدا ہوا___ آپ نے گھر آ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''مجھے میرے نفس پر خوف محسوس ہو رہا ہے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر آپ کا حوصلہ بڑھایا اور عرض کیا:

''آپ کو بشارت ہو کہ اللہ کریم آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔''

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے خصائص، عادات و صفات اور اخلاق و فضائل جو آپ کے اوصاف حمیدہ

Marfat.com

تھے' ان کی دلیل دیتے ہوئے کہا کہ جو شخص ان صفات سے متصف ہو' وہ کبھی رسوا نہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے ایمان لانے والے آزاد مرد:

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد مردوں میں سے اول صدیق' امت اور اسلام کی طرف اسبق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔۔۔۔

طبرانی نے ثقہ رجال حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے نازل کیا ہے۔''

یہ حدیث مرفوع ہے۔۔۔۔ اس نام (صدیق) کی ابتداء شب معراج کی صبح کو ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب مردوں سے پہلے معراج کا واقعہ سن کر تصدیق فرمائی تھی۔۔۔۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غمخواری اور مدد اپنی جان اور اپنے مال سے کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اسلام لانے میں کل آدمیوں میں سے اول ہیں۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی شہادت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار سے کی ہے۔

اذا تذکرت شجوی من اخی ثقة　　فاذکر اخاك ابابکر بما فعلا

''شجوی بمعنی غم اور حزن۔۔۔۔ معنی یہ ہے کہ جس وقت تم اس شخص کو یاد کرو کہ اپنے صدیق کے لیے اپنے نفس اور اپنے قلب پر مشقتیں برداشت کرتا ہے۔۔۔۔ اور تم چاہو کہ ہم اس شخص کی پیروی / اقتداء کریں تو تم اپنے بھائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے فعل جمیل سے یاد کرو۔

خیر البریة اتقاها را عدلها　　بعد النبی و اوفاها بما حملا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر خلائق ہیں اور تقویٰ میں خلائق سے زیادہ ہیں۔۔۔۔ اور خلائق سے عدل میں زیادہ ہیں۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور حفاظت عہد میں جو مشقتیں انہوں نے اٹھائی ہیں' خلائق سے زیادہ ہیں۔

الثانی التالی المحمود مشهده　　و اول الناس قدما صدق الرسلا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی ہیں۔۔۔۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے تابع ہیں کہ اپنے نفس کو بذل کیا۔۔۔۔ اور اپنے مال اور اہل کو اور اپنی ریاست کو اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے رسول کی طاعت اور ملازمت میں چھوڑ دیا۔۔۔۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں لوگوں سے عداوت کی اور اپنے نفس کے ساتھ آپ کی حفاظت کی۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور کی جگہ محمود تھی یعنی لوگ ان کی حضوری کے مقام کی مدح کرتے تھے۔۔۔۔ اس لیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے لوگوں

Marfat.com

سے مالوف تھے اور قوم ان سے محبت رکھتی تھی ___ تقدم میں اول الناس ہیں کہ رسولوں کی تصدیق کی ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کل امت کی تصدیق ہے ___ اسے ابوعمر علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔

طبری نے کہا ہے کہ اول وہ مرد جو عربی اور بالغ تھا اور اسلام لایا تھا اور اس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تھا' حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق' نخعی' ابن الماجشون' محمد بن المنکد ر اور اخنس نے حضرت ابن عباس اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس امر میں موافقت کی ہے کہ از روئے اسلام حضرت ابوبکر الصدیق اوّل الناس ہیں۔

کم عمری میں سب سے پہلے ایمان لانے والے:

میمون بن مہران کا کہنا ہے کہ واللہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بحیرا کے زمانہ میں ایمان لائے ہیں ___ ان کے اس ایمان سے مراد ان کا یقین صدق ہے اور وہ یقین ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب میں ثابت ہوا تھا ___ لہٰذا یہ منافی نہیں ہے کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے بعد اول المسلمین ہیں یا ثانی المسلمین ہیں یا ثالث المسلمین ہیں ___ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور پھر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کا سفر مبعوث ہونے سے پہلے کیا تھا ___ ملک شام کا یہ سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کیے جانے والے سفر کے بعد کا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ہیں ___ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آغوش تربیت میں تھے ___ اس صورت پر یہ ہے کہ لڑکوں میں سے پہلا لڑکا ایمان لایا ہے۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم ہیں ___ اس لیے کہ وہ لڑکے تھے اور اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے ___ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے:

سبقتکموا الی اسلام طرا صغیرا مابلغت اوان حلمی

یعنی میں نے اسلام کی طرف تم لوگوں سے ایسے حال میں سبقت لی ہے کہ میں کمسن لڑکا تھا اور بلوغ کے وقت کو نہیں پہنچا تھا۔

اسلام کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن دس سال کا تھا ___ طبری نے کہا ہے کہ اول مرد جو اسلام لایا ہے' حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ اس وقت لڑکے تھے' بالغ نہیں ہوئے تھے اور وہ اپنا اسلام چھپاتے تھے۔

شان ابوبکر صدیق بزبان علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما :

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے چار چیزوں کی طرف سبقت کی ہے کہ وہ چیزیں مجھے نہیں دی گئیں:

- انہوں نے افشائے اسلام میں مجھ سے سبقت کی ہے۔

Marfat.com

- وہ ہجرت میں مجھ سے مقدم رہے ہیں۔
- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں مصاحب رہے۔
- انہوں نے نماز کی اقامت کی ہے' میں اس وقت شعب بنی ہاشم میں تھا۔

وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں اپنے اسلام کو اس وقت چھپاتا تھا۔

اس حدیث کی تخریج صاحب ''فضائل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' نے کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں اس وقت رہے ہیں کہ اٹھارہ سال کے تھے اور اہل مکہ تجارت کے لیے شام کا ارادہ کرتے تھے___ اس سفر میں بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر سے پوچھا تھا کہ اس درخت کے نیچے کون تشریف فرما ہے؟___ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیرا کو جواب دیا کہ وہ محمد بن عبداللہ ہے___ اور بحیرا نے جب یہ کہا کہ آپ نبی ہیں تو بحیرا کے اس انکشاف پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یقین واقع ہوا تھا___

ورقہ بن نوفل کا ایمان:

ایک روایت ہے کہ پہلا مرد جو اسلام لایا تھا' وہ ورقہ بن نوفل ہیں___ اور اگر یہ کہا جائے کہ ورقہ بن نوفل نے آپ کی نبوت کو پایا ہے' نہ آپ کی رسالت کو' اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت نبوت کے بعد ہے___ رسالت کے وقت ورقہ نے وفات پائی تھی___ لیکن سیرت کی کتابوں میں آیا ہے اور ابونعیم کی روایت گزشتہ صفحات میں آ چکی ہے کہ ورقہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا۔

''آپ کو بشارت ہو کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ وہ رسول ہیں جن کی بشارت ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے___ اور آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناموس کی مثل پر ہیں اور تحقیق آپ نبی مرسل ہیں___ آپ کو جہاد کے لیے امر کیا جائے گا' اگر میں اس زمانہ کو پاؤں گا تو ضرور آپ کے ہمراہ جہاد کروں گا۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی ورقہ بن نوفل نے جو تصدیق کی ہے' یہ اس کی تصریح ہے۔ اس تصریح کی وجہ سے مردوں میں سے اول ورقہ ایمان لائے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جو جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایمان لائے ہیں' ان میں حضرت زید بن حارث کے بعد:

- حضرت عثمان بن عفان
- حضرت زبیر بن العوام
- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
- حضرت سعد بن ابی وقاص
- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے سے ایمان لائے___ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

Marfat.com

اصحاب کو جس وقت انہوں نے اسلام کی طرف ان کے بلانے کو قبول کیا' رسول اکرم کی خدمت میں لائے۔ یہ سب اصحاب مسلمان ہو گئے اور انہوں نے نماز پڑھی۔ ان نو نفوس کے بعد

- ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح
- ابو سلمہ عبداللہ بن الاسد
- ارقم بن ابی الاقرم المخزومی
- عثمان بن مظعون جمحی
- قدامہ بن مظعون جمحی
- عبداللہ بن مظعون جمحی
- عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف
- سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسلام لائے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد ایمان لانے والی صحابیات:

ابن سعد کی روایت کے مطابق درج ذیل خواتین نے دولت ایمان پائی:

- حضرت عمر فاروق کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بن الخطاب
- حضرت عباس کی زوجہ حضرت ام الفضل
- حضرت اسماء بنت ابوبکر
- حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ وہم ہے کہ اس وقت تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا نہیں ہوئی تھیں وہ کیونکر اسلام لائیں ــــ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت نبوت کے چوتھے سال میں ہوئی ہے۔

پھر اسلام میں مرد اور عورتیں گروہ در گروہ ایک دوسرے کے بعد داخل ہوئیں ــــ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس طور پر امر کیا کہ جو شے آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں' اس کے ساتھ مشرکین سے خطاب کریں یعنی نماز میں قرآن شریف جہر سے پڑھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی قوم کو دعوت اسلام:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی قلیل تعداد کے ہمراہ دار ارقم میں تشریف فرما تھے ــــ یہیں پر آیت کریمہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی ــــ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے نماز میں قرآن پاک سے جہر فرمایا ــــ

قاضی بیضاوی نے اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ جس شے کے ساتھ آپ کو امر کیا گیا ہے' آپ اس کے ساتھ جہر کریں یعنی مشرکین سے حجت کے ساتھ کلام کریں ــــ آپ جو شے لائے ہیں' اس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز کریں ــــ

یہ آیت کریمہ نبوت کے تین سال بعد نازل ہوئی ــــ پہلی وحی کے بعد اس آیت کریمہ کے نزول تک اسلام کی تبلیغ عام

Marfat.com

تھی ـــــ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار عام کے لیے حکم فرمایا ـــــ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کے سامنے اسلام کو کھلم کھلا بیان فرمایا اور اسلام کو ظاہر فرمایا ـــــ آپ نے اسلام کا اظہار اس طور سے فرمایا کہ ت کی دعوت کو دوبارہ پیش فرمایا اور اس پر تاکید کی ـــــ آپ نے اظہار حجت میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اس سے ان کے پھاڑ ڈالے اور ایسی حجتیں اور دلائل پیش فرمائے کہ وہ عاجز ہو گئے اور ان کے خلاف نہ لا سکے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاصدع بما تومر کا اظہار پورے طور پر کیا ـــــ

آپ کی قوم نے پیغام سن کر آپ سے دوری اختیار نہیں کی اور نہ ہی آپ کے دعویٰ کی تردید کی۔ یعنی آپ کے ارشاد کو لیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا، انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا ـــــ ایک دن آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگ بتوں کو سجدہ کر ہے تھے۔ آپ نے انہیں بتوں سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''تم نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین باطل کر دیا۔''

ان لوگوں نے کہا:

''ہم اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے ان بتوں کو سجدہ کرتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے اس فعل سے راضی نہیں ہوئے اور ان کے اس عمل کی خامی بیان فرمائی۔

دعوت اسلام پر اہل قوم کا رویہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے معبودوں کا ذکر فرمایا اور ان معبودوں کا عیب ظاہر فرمایا ـــــ یہ واقعہ ت کے چوتھے سال کا ہے ـــــ ان لوگوں نے آپ کے خلاف اور عداوت پر اتفاق کیا ـــــ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے باعث محفوظ رکھا، ان کا دامن رسول دشمنی سے آلودہ نہیں ہوا ـــــ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ پر عطوفت کی اور آپ کو دشمنوں سے بچایا۔ وہ آپ اور آپ کے دشمنوں کے درمیان حائل ہو گئے ـــــ

معاملہ ایسا سنگین شدید ہو گیا کہ قوم کے لوگوں میں سے بعض نے بعض کو مارا ـــــ بعض نے بعض سے عداوت ظاہر کی ـــــ جو شخص اسلام لے آتا، اہل قریش اس کو انواع و اقسام کی تکلیفیں دیتے تھے ـــــ ان مسلمانوں کو ان کے دین سے فتنہ میں ڈالتے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو آپ کے چچا ابو طالب اور بنی ہاشم کے سبب سوائے ابولہب کے اور بنی عبدالمطلب کے سبب قریش کے شر سے محفوظ رکھا۔

فروغ اسلام کے لیے ابو طالب کا کردار:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوطالب کے پاس تھے۔ آپ نے انہیں بھی اسلام کی طرف بلایا ـــــ قریش ابوطالب کے پاس جمع ہوئے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے تھے ـــــ ابوطالب نے قریش سے کہا:

''جس وقت اونٹ اپنی چراگاہ سے پلٹ کر آتے ہیں۔ اگر کوئی اونٹ اپنے بچے کے سوا دوسرے اونٹ کے بچہ پر مہربان

Marfat.com

ہو تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو تمہارے حوالے کر دوں۔"

یعنی یہ محال ہے کہ ایک ناقہ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کے بچہ پر مہربان ہو۔۱۹۷ ـــــ ابوطالب نے یہ اشعار پڑھے:

والله لن يصلوا اليك بجمعهم حتى اوسد فى التراب دفينا

اللہ کی قسم! وہ تمام لوگ آپ تک نہ پہنچیں گے یہاں تک کہ میں مٹی میں نہ مل جاؤں۔

فاصدع بامرك ما عليك غضاضة وابشر وقر بذاك منك عيونا

اللہ تعالیٰ نے جس شے کی تبلیغ کے لیے آپ کو امر کیا ہے، آپ اس کا جہر فرمائیں ـــــ اس کے اظہار سے آپ پر کسی قسم کی ذلت اور منقصت نہیں ہے ـــــ آپ کو بشارت ہو، آپ اس سے اپنی آنکھیں کیجئے۔ (غضاضۃ کے معنی ہیں ذلت، عیب)

ودعوتنى وزعمت انك ناصحى ولقد صدقت وكنت ثم امينا

"آپ نے اپنے دین میں داخل ہونے کے لیے مجھے دعوت دی ہے، آپ نے مجھ سے یہ ذکر کیا ہے۔ آپ میرے ناصح ہیں ـــــ یقیناً آپ نے سچ فرمایا اور جس دین کی طرف آپ نے مجھے بلایا ہے، اس میں آپ امین ہیں، آپ نے اس میں کمی کی ہے نہ زیادتی۔

وعرضت دينا لا محالة انه من خير اديان البرية دينا

آپ نے میرے روبرو ایک ایسے دین کو پیش کیا ہے، وہ دین مخلوق کے ہر دین سے اچھا ہے۔ اس لیے کہ وہ قاطع حجتوں سے ثابت ہے۔

لولا الملامة اوحذارى سبةً لو جدتنى سمحا بذاك مبينا

مجھے اگر ملامت کا خوف اور عار دلانے کا ڈر نہ ہوتا تو آپ ضرور مجھے اس دین کو اپنانے والا اور دین میں جواں مرد پاتے۔

بارگاہ رسالت کے اولین گستاخ اور ان کا انجام:

جو لوگ دین اسلام پر ٹھٹھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سے کفایت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعرض عن المشرکین ـــــ یعنی مشرکین جو بات کہتے ہیں اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ ہم نے آپ کو ٹھٹھا کرنے والوں سے کفایت کی یعنی ہم نے ان کو ذلیل کر دیا ہے۔ ان پر قہر کیا ہے، ان کو ہلاک کیا ہے۔ ان کی بیخ کنی کی ہے۔

دین پر ٹھٹھا کرنے والے قریش کے سرکردہ لوگوں میں سے پانچ تھے:

✪ ولید بن مغیرہ ✪ عاصی بن وائیل ✪ حارث بن قیس

۱۹۷ واقعہ یہ ہے کہ قریش ابوطالب کے پاس عمارہ ابن الولید کو لائے تا کہ وہ اسے بیٹا بنالیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں تا کہ آپ کو قتل کر ڈالیں ـــــ ابوطالب نے کہا "واللہ! یہ بڑا عیب ہے جو تم لوگ مجھ پر لگاتے ہو کہ میں تمہارا بیٹا لے لوں اور اسے کھلاؤں پلاؤں اور میں اپنا بیٹا تمہیں دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ واللہ یہ کبھی نہ ہوگا۔" ـــــ پھر قریش سے کہا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اونٹ اپنے بچے کو چھوڑ کر دوسرے کے بچے پر مہربان ہو۔ یہ محال ہے۔ ایسے ہی میرے لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمہارے حوالے کرنا محال ہے۔

Marfat.com

✪ اسود بن عبدی غوث ✪ اسود بن المطب

۱) ولید بن مغیرہ (لعین):

اس نے آپ پر یہ عیب لگایا کہ آپ جادوگر ہیں ـــــ اس کی قوم نے اس کا اتباع کیا ـــــ وہ بھی آپ کو جادوگر کہتے تھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کو ان سے کفایت کرتا ہوں ـــــ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ تیر بنانے والے کے سامنے سے گزرا۔ وہ اپنے تیر درست کر رہا تھا' ولید کے کپڑے پر ایک تیر لگا ـــــ تیر کی تعظیم کی وجہ سے اس کے لینے کی طرف وہ نہیں گزرا۔ اس کے پاشنہ کی رگ میں وہ تیر لگا۔ اس نے رگ کو کاٹ دیا ـــــ جس سے ولید بیمار رہا اور پھر کفر کی حالت میں مر گیا۔

۲) عاصی بن وائیل (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عاصی کے تلوے کی طرف اشارہ کیا' اس کے تلوے میں ایک کانٹ چبھ گیا ـــــ اس کا پاؤں ورم سے سوج گیا ـــــ ورم سے اس کا پاؤں ایک چکی کی طرح ہو گیا اور وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔

۳) حارث بن قیس (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حارث کی ناک کی طرف اشارہ کیا ـــــ اس کی ناک سے پیپ نکلنے لگا اور وہ مر گیا۔

۴) اسود بن عبدی غوث (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسود بن عبدی غوث کی طرف اشارہ کیا ـــــ وہ ایک درخت کی جڑ میں بیٹھا اپنے سر سے درخت پر ٹکریں مارنے لگا ـــــ وہ اپنے چہرہ کو کانٹوں پر مارتا تھا' یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گیا۔

۵) اسود بن المطلب (لعین):

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسود بن المطلب کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا' وہ اندھا ہو گیا ـــــ غرض یہ سب بری حالت سے مر گئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کی ایذا رسانی:

نبی اکرم آدمیوں پر ان کے مکانوں میں گردش کرتے اور یہ فرماتے تھے:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔''

مذکورہ بالا پانچ بے ادبوں کے علاوہ اور بھی گستاخ تھے ـــــ قریش نے آپ کو ایذا دی ـــــ آپ پر شعر گوئی' کہانت اور جنون کا عیب لگایا ـــــ انہی میں سے بعض وہ تھے کہ آپ پر مٹی ڈالتے تھے ـــــ آپ کے مکان کے دروازہ پر خون وغیرہ ڈالتے تھے ـــــ ان لعینوں میں چند ایک کے بارے میں کچھ تفصیل ملتی ہے:

Marfat.com

- ابولہب
- ابولہب کی بیوی
- عمرو بن ہشام (ابوجہل)
- عتبہ بن ربیعہ
- شیبہ بن ربیعہ
- ولید بن عتبہ
- امیہ بن خلف
- عقبہ بن ابی معیط
- عمارہ بن ولید

(۱) ابولہب (لعین)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے تو ابولہب آپ کے پیچھے ہوتا ــــ وہ کہتا کہ لوگو! یہ شخص تم سے یہ کہتا ہے کہ تم اپنے باپ کے دین کو ترک کر دو۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل قریش کو کوہ صفا پر تشریف لے جا کر پکارا ــــ جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں دین حق کی دعوت دی ــــ بتوں کی پرستش سے منع فرمایا ــــ اس پر ابولہب نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ نعوذ باللہ ــــ ''تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں' تو نے اسی لیے ہمیں بلایا تھا۔''

اس پر سورہ لہب نازل ہوئی جس میں اس لعین کے بدانجام کا ذکر ہے ــــ یہ بدبخت آپ کے دروازہ پر گوبر ڈالا کرتا تھا۔

(۲) ابولہب کی بیوی (لعین)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام آپ کی راہوں میں دل بچھاتے' آنکھیں بچھاتے ــــ یہ بدبخت عورت سرکار کی راہوں میں کانٹے بکھیرا کرتی ــــ سورۂ لہب میں اس کا انجام بھی بیان ہوا ہے ــــ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی سن کر آئی ــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کاش آپ اس سے دور ہو جاتے تو بہتر ہوتا۔ اس لیے کہ یہ ایک بے ہودہ گو عورت ہے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میرے اور اس کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کوئی شے حائل ہو جائے گی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابولہب کی بیوی نے کہا:

''اے ابوبکر! تمہارے صاحب نے ہماری ہجو کی ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''واللہ آپ شعر نہیں کہتے ہیں اور نہ ہی شعر پڑھتے ہیں۔''

یہ سن کر وہ پلٹ کے چلی گئی ــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ابولہب کی جورو نے آپ کو نہیں دیکھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جس نے مجھے اپنے بازو سے چھپا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ چلی گئی۔''

Marfat.com

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور نعیم نے روایت کیا ہے ــــــ بیہقی علیہ الرحمہ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم ابولہب کی جورو سے پوچھو' کیا میرے پاس کسی کو دیکھتی ہے ــــــ وہ ہرگز مجھے نہ دیکھے گی۔''

(۳) عقبہ بن ابی معیط (لعین)

یہ بدبخت بھی آپ کے دروازے پر گوبر ڈالتا تھا ــــــ ایک بار حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کعبہ کے پاس نماز میں سجدہ فرما رہے تھے کہ اس لعین نے آپ کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھ کر دبا دیا۔ قریب تھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں باہر نکل پڑیں ــــــ بعض نے گلا گھونٹنے کے طور پر آپ کا گلا گھونٹا ــــــ قریش نے آپ کا سر مبارک اور آپ کی داڑھی مبارک پکڑ کے کھینچی۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک سے اکثر بال گر پڑے ــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور قریش سے کہا:

''کیا تم اس شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

بخاری شریف میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صحن کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ یکا یک عقبہ بن ابی معیط لعین آیا ــــــ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا شانہ مبارک پکڑ لیا اور آپ کا کپڑا آپ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر اس طور پر گلا گھونٹا ــــــ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ انہوں نے عقبہ لعین کو بازو سے پکڑ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دفع کیا ــــــ ایک اور روایت میں ہے کہ عقبہ لعین کو دفع کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''کیا تم اس مرد کو قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''[198]

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ــــــ قریش کی ایک جماعت اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی تھی ــــــ ابوجہل نے کہا:

''کیا تم اس ریاکار شخص کو نہیں دیکھتے ہو (کہ آپ تنہائی میں پڑھنے کی بجائے نماز دکھلاوے کے لیے پڑھتے ہیں) ــــــ تم میں سے کون فلاں جگہ ذبح کیے گئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر آپ پر ڈالتا ہے کہ جب آپ سجدہ کریں ــــــ ''

عقبہ بن ابی معیط لعین جو ان میں زیادہ شقی تھا' اس کے نفس و شیطان نے اسے بھیجا اور جا کر گوبر سے بھری اوجھڑی اٹھا لایا ــــــ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سجدہ میں سر رکھا تو اس لعین نے وہ اوجھڑی آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ میں رہے اور سر مبارک سجدہ سے نہیں اٹھایا ــــــ آپ کی اس حالت سے وہ لعین اتنا ہنسے کہ بعض بعض پر ہنستے ہنستے گر پڑا ــــــ کوئی جانے والا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی

---

۱۹۸ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آل فرعون کے مومن سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ جس وقت فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زبان سے نصرت دی تھی اور زبان پر اقتصار کیا تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان کو ہاتھ کا تابع کیا یعنی زبان سے کہا اور ہاتھ سے قریش کو دفع کیا اور قول وفعل کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصرت دی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس گیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ (شاید وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے)۔۔۔۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت کم عمر تھیں۔ وہ سن کر دوڑتی ہوئی آئیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے۔ حضرت فاطمہ نے اس مشیمہ کو آپ کی شانوں پر سے اٹھا کر پھینک دیا اور لعینوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔ آپ انہیں برا کہہ رہی تھیں ۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز ادا کر کے ان لعینوں پر یوں بددعا فرمائی:

اللھم علیك قریش ''اے میرے اللہ! تو کفار قریش کو ہلاک کر۔'' پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر لعین کا نام لے کر اس کا تعین کیا اور فرمایا:

اللھم بعمرو بن ھشام۔۔۔۔ وعتبہ بن ربیعہ و۔۔۔۔ شیبہ بن ربیعہ۔۔۔۔ والولید بن عتبہ۔۔۔۔ وامیہ بن خلف۔۔۔۔ وعقبہ بن ابی معیط۔۔۔۔ وعمارہ بن الولید

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''واللہ! میں نے انہیں یوم بدر میں پچھڑا ہوا دیکھا۔۔۔۔ پھر وہ سب کھینچ کر قلیب بدر میں ڈال دیئے گئے۔۔۔۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''قلیب والے متبع لعنت کیے گئے ہیں۔۔۔۔

یعنی جب سے وہ دنیا میں قتل کیے گئے ہیں، ویسے ہی اللہ کی رحمت سے دور ہانک دیئے گئے ہیں۔۔۔۔ یا یہ معنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار قریش کی ہلاکت کے لیے دعا فرمائی تھی۔۔۔۔ پھر آپ نے ان کے قتل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

''اے اللہ! تو ان کو ان کی زندگی میں ہلاک کر اور ان کی موت کے بعد تو ان پر لعنت کو متبع کر۔''

یعنی لعنت ان کا پیچھا نہ چھوڑے۔ ۱۹۹

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت کہ انہوں نے ان مذکورہ معاندین کو قلیب بدر میں پچھڑا ہوا دیکھا ہے، یہ

---

۱۹۹ علماء نے گوبر اور اوجھڑی وغیرہ کی نسبت اس حدیث سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ جو شے یعنی کوئی نجاست ابتداء انعقاد نماز کو روکتی ہے، وہ شے اگر نماز میں پیش آ جائے تو اس شخص کی نماز کو باطل کر دے گی۔۔۔۔ نمازی نے اگر دوران نماز اس نجاست کو دور کر دیا ہو اور اس شے کا اثر باقی نہ رہا ہو تو اس شخص کی نماز صحیح ہوگی۔۔۔۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

اس حدیث پاک سے دو اور امور پر بھی استدلال ممکن ہے کہ۔۔۔۔ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے، اس کا گوبر پاک ہے۔۔۔۔ دوسرا یہ کہ نجاست کا دور کرنا فرض نہیں ہے (یہ استدلال ضعیف ہے)۔۔۔۔ امام نووی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم نہیں ہوا کہ آپ کی پشت مبارک پر کیا شے رکھی ہے۔ اصل طہارت کے لازم پکڑنے کے ساتھ آپ اپنے سجدہ میں قائم رہے۔۔۔۔

امام نووی کے قول کے تعاقب میں یہ کہا گیا ہے کہ اس صورت کی مثل میں نماز کا اعادہ واجب ہے۔ یہ مشکل ہے۔۔۔۔ لیکن فرض نماز میں اعادہ واجب نہیں ہوتا (شاید آپ کی نماز نفل تھی)۔۔۔۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نماز فرض تھی اور وقت میں بھی وسعت تھی جس میں فرض ادا ہو سکتا تھا۔ شائد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت اس فریضہ کا اعادہ فرمایا ہو۔۔۔۔ لیکن اگر رسول پاک نے نماز کا اعادہ فرمایا ہوتا تو ضرور کتابوں میں ذکر ہوتا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نماز کو فاسد قرار نہیں دیتا تھا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے کفش مبارک پر نجاست لگی ہوئی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو نجاست کی خبر اسی وقت دی تھی۔

Marfat.com

لام اکثر کفار کے بچھڑے ہونے پر محمول کیا گیا ہے ـــــ اس لیے کہ عقبہ بن ابی معیط لعین قلیب بدر میں نہیں پھینکا گیا بلکہ یہ عین اس کے بعد قید میں قتل کیا گیا ہے کہ مقام بدر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک منزل پر کوچ لیا تھا۔

(۴) عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل (لعین)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ابو جہل لعین نے لوگوں سے پوچھا:

''کیا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے درمیان اپنا چہرہ خاک آلود کرتے ہیں۔''

اس لعین کی مراد یہ ہے کہ کیا آپ سجدہ کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں ـــــ لوگوں نے کہا:

''بے شک آپ ہمارے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔'' ابو جہل نے لات اور عزیٰ کی قسم کھا کے کہا:

''اگر میں آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھوں گا تو ضرور آپ کی گردن کچل ڈالوں گا اور آپ کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔''

ابو جہل اپنے مذموم ارادے سے آیا۔ رسول کریم نماز ادا فرما رہے تھے تاکہ آپ کی گردن کچل ڈالے ـــــ یکا یک قریش نے ابو جہل کی یہ حالت دیکھی کہ وہ پیچھے ہٹ رہا تھا اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا تھا ـــــ کسی نے اس بدبخت سے پوچھا:

''تجھے کیا ہو گیا ہے جو یہ حرکت کر رہا ہے۔''

اس لعین نے کہا کہ:

''میرے اور اللہ کے رسول کے درمیان آگ کی ایک خندق ہے اور دہشت ہے ـــــ اور پرندوں کے بازو ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

''اگر ابو جہل میرے نزدیک آتا تو ملائکہ اس کا ایک ایک عضو اچک لے جاتے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے کلا ان الانسان لیطغی ـــــ آخر سورت تک نازل فرمایا۔

(۵) عمارہ بن الولید (لعین)

عمارہ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ اصحاب مغازی نے کہا ہے کہ وہ سیاہ بخت سرزمین حبشہ میں مر گیا ـــــ عمارہ کا نجاشی حبشہ کے ساتھ قصہ ہے۔ وہ یہ کہ عمارہ نجاشی کی عورت سے ملاقات کرنے کے درپے ہوا تھا ـــــ نجاشی نے عمارہ کی ایسی حرکت پر اس کی سزا کے لیے ساحرہ عورتوں کو مقرر کیا۔ انہوں نے اپنا سحر عمارہ کی شرم گاہ میں پھونک دیا ـــــ عمارہ اس سحر سے وحشی بن گیا اور بہائم کے ساتھ جا ملا ـــــ اور اسی حالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اپنے انجام کو پہنچا ـــــ

(۶) امیہ بن خلف (لعین)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لعین کے ہاتھوں بڑے دکھ اٹھائے تھے ـــــ اسے جنگ بدر میں حضرت عبدالرحمٰن

Marfat.com

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کیا تھا۔۔۔۔۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور امیہ کے درمیان عہد جاہلیت میں اخوت تھی۔ انہوں نے اسے زندہ رکھنا چاہا۔۔۔۔۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو عبدالرحمٰن کے ساتھ دیکھا تو بڑی آواز سے پکارا:

''اے انصار اللہ! راس الکفر امیہ گرفتار موجود ہے۔ اگر اس نے دوسروں سے نجات پائی تو میں نجات نہ دوں گا۔''

انصار نے اپنی تلواروں سے امیہ کو کونچے دیئے یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش میں قوی تر جوان اور عزت نفس میں زیادہ شدید تھے۔۔۔۔۔ آپ سن چھ ۶ ہجری میں اسلام آئے۔۔۔۔۔ آپ کے اسلام لانے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قوت ہوگئی۔ قریش کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدت اور طاقت کا بخوبی اندازہ تھا' اس لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا رسانی سے قریش قدرے باز رہے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دولت ایمان سے سرفراز ہوئے تو انہوں نے اپنے جذبات اور محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار شعر کے پیرائے میں کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

حمدت اللہ حین ھدی فوادی　　　الی الاسلام والدین الحنیف

اللہ تعالیٰ نے جس وقت میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی طرف رہبری فرمائی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔۔۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دین کی حقیقت پر رہبری کی' لہٰذا میں نے باطن میں اس دین کی فرمانبرداری اور ظاہر میں اس کا اقرار کیا۔۔۔۔۔ چنانچہ اس سے تصدیق' فرمانبرداری اور یقین دونوں کے درمیان جمع ہوگیا۔

لدین جاء من رب عزیز　　　خبیر بالعباد بھم لطیف

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اس دین پر کی جو ایسے رب کی طرف سے آیا ہے کہ وہ غالب و برتر ہے اور دوسروں کو عزت عطا کرنے والا ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے۔۔۔۔۔ وہ ہر شے کی حقیقت کا علم رکھتا ہے۔۔۔۔۔ اپنے نبیوں اور رسولوں پر اپنا کلام نازل کرتا ہے۔۔۔۔۔ بندوں کے اعمال سے قیامت تک اس کو علم ہے۔۔۔۔۔ کوئی شے ایسی نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔۔۔۔۔

اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہتے تھے اور ایذا پہنچاتے تھے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کے احوال سے باخبر ہے۔ یقیناً انہیں عذاب دے گا۔۔۔۔۔ اور وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطف و کرم کرنے والا ہے''۔

اذا تلیت رسائلہ علینا　　　تحدد مع ذی اللب الحصیف

''اس رب برتر کے احکام جس وقت ہمارے سامنے پڑھے جاتے ہیں جن کا ہمیں حکم ملا ہے۔۔۔۔۔ وہ رسائل (احکام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام لاتے ہیں تاکہ اس کے بندوں تک

Marfat.com

وہ احکام پہنچا دیں ــــ جو شخص عقل کامل رکھتا ہے' وہ ان رسائل و احکام میں فکر کرتا ہے۔ ان کے نادر معانی' ان کی تفصیل اور قصص و مواعظ میں وہ غور کرتا ہے اور اس غور و فکر میں اسے اپنے آنسوؤں پر اختیار نہیں رہتا''۔

رسائل جاء احمد من ھدایا　　　بآیات مبینة الحروف

وہ رسائل وہ ہیں کہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ساتھ ہدایت کرنے کے لیے وہ آیات لائے ہیں جو واضح ہیں اور کھول کر بیان کیے گئے حروف ہیں یعنی آپ قرآن شریف لائے ہیں جس کے ہر حرف سے حکم الٰہی ظاہر ہوتا ہے اور آدمی ہدایت پاتا ہے۔''

واحمد مصطفیٰ فینا مطاع　　　فلا تغشوہ بالقول العنیف

''اور احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مخلوق میں مختار ہیں اور ہمارے لیے واجب الاطاعت ہیں۔ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو شے حق سے لائے ہیں' اسے باطل سے نہ چھپاؤ۔''

فلا واللہ نسلمہ لقوم　　　ولما نقض فیھم بالسیوف

اللہ کی قسم! ہم احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو قوم کے حوالے نہ کریں گے بلکہ تلوار سے قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

مغلطائی نے کہا ہے کہ قریش نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیشکش کی کہ:

- اگر آپ ہم لوگوں کے درمیان شرف چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنی قوم پر سردار بناتے ہیں۔
- اگر آپ بادشاہ ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو اپنی قوم پر بادشاہ بنانے کے لیے تیار ہیں۔
- اگر وہ شے ہے جو آپ کے پاس صورت بن کے آتی ہے اور وہ آپ پر غالب ہوگئی ہے یعنی جن نے غلبہ کر لیا ہے تو ہم اپنے مال و اسباب آپ کے نفس اور بدن کے علاج میں خرچ کریں گے ــــ حتیٰ کہ آپ بھلے چنگے ہو جائیں اور اگر علاج سے صحت نہ ہوگی تو پھر لوگ ہمیں ملامت نہ کریں گے کہ ہم نے آپ کا علاج کیا' آپ پر اپنے مال مال خرچ کیے اور آپ اچھے نہ ہوئے''۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا:

''مجھ پر جن وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کے بھیجا ہے اور مجھ پر اپنی کتاب نازل کی ہے ــــ اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں جنت کی بشارت دوں اور دوزخ سے ڈراؤں ــــ لہٰذا میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کر دی ــــ جو شے میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ اگر تم اسے مجھ سے قبول کر لو گے تو دنیا و آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم اس شے کو قبول نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے لیے میں یہاں تک صبر کروں گا کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔''

Marfat.com

یہودیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کی حقیقت پوچھی:

جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو جن کے نصیب میں سعادت تھی' انہیں دولت ایمان مل گئی اور جن کی قسمت میں شقاوت تھی۔ انہوں نے شقاوت کی غلاظت سمیٹی ـــــ انہی سیاہ بختوں میں سے نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط لعین دونوں علمائے یہود کے پاس گئے ـــــ انھوں نے ان سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احوال پوچھا ـــــ ان یہودی علماء نے کہا کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تین چیزیں دریافت کرو۔ اگر تمہیں ان تینوں کی خبر آپ سے مل جائے تو سمجھنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی مرسل ہیں اور اگر انہوں نے اس امر کی خبر دی نہیں دی تو سمجھنا کہ آپ صرف باتیں بنانے والے ہیں۔ تم ان سے:

- ان جوان مردوں کا احوال پوچھو جو اول زمانہ میں گزرے ہیں ـــــ
- اس مرد کا حال پوچھو جو دنیا میں بڑا گردش کرنے والا تھا ـــــ
- روح کی حقیقت کیا ہے؟ ـــــ

انہوں نے واپس آ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان تینوں چیزوں کے متعلق پوچھا ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی میں تمہیں کل خبر دوں گا۔''

اس کے ساتھ انشاء اللہ نہیں فرمایا ـــــ لیکن وحی آنے میں کچھ دیر ہوگئی ـــــ وحی کی تاخیر میں مختلف روایات ہیں:

- پندرہ دن
- تین دن
- بارہ دن
- چار دن
- چالیس دن

پھر فرمان الٰہی ولا تقولن لشئی انی فاعل ذلك غدا الا ان یشاء اللہ نازل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے:

- ان جوان مردوں کا ذکر نازل فرمایا جو پہلے زمانہ میں گزر چکے' وہ اصحاب کہف تھے۔
- پھر دنیا میں گردش کرنے والے کا ذکر فرمایا کہ وہ ذوالقرنین ہے۔
- روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویسئالونك عن الروح قل الروح من امر ربی ....

یعنی اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لوگ آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں ـــــ ان سے کہہ دیجئے کہ روح امر رب سے ہے۔''

اسی مضمون پر مشتمل بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں تھا ـــــ اس وقت آپ درخت خرما کی ایک شاخ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے ـــــ کچھ یہودیوں کا ادھر سے گزرا ہوا ـــــ وہ آپس میں کہنے لگے:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کا پوچھو۔

Marfat.com

- روح کے امر میں کس چیز نے تمہیں شک میں ڈالا ہے جو آپ سے پوچھتے ہو۔
- آپ سے نہ پوچھو تا کہ آپ ایسی شے کے ساتھ نہ پیش آویں جسے تم مکروہ سمجھتے ہو۔
- بعض نے کہا آپ سے پوچھو۔
- بعض نے آپ سے روح کی حقیقت پوچھی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب کی آپس کی گفتگو و خودکلامی سن کر خاموش رہے اور انہیں کچھ جواب نہیں دیا۔۔۔ میں نے آپ کی ایسی حالت سے جان لیا کہ آپ کی طرف وحی بھیجی جا رہی ہے۔۔۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ نے فرمایا:

ویسئالونک عن الروح قل الروح من امر ربی ۔۔۔ ۲۰۰

روح سے کیا مراد ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے سوال سے دوسری بار جو خاموشی اختیار فرمائی تو یہ خاموشی اس بات پر محمول کی جائے گی کہ روح سے متعلق حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کریم سے مزید بیان کی توقع تھی۔۔۔

اس حدیث پاک میں روح سے متعلق جو سوال اٹھایا گیا ہے' اس سے جو مراد ہے' اس پر مختلف آرا ہیں:

- روح سے مراد روح انسان ہے۔
- روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔
- روح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔
- روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تنہا صف کے طور پر کھڑا ہوگا۔
- روح سے مراد ان چیزوں کے سوا ہے۔

قرطبی کا کہنا ہے کہ روح کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ ان لوگوں نے انسان کی روح سے متعلق سوال کیا تھا۔۔۔ اس لیے کہ یہودی اس طور پر اعتراف نہیں کرتے کہ:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔
- اس امر سے بھی غافل نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہیں۔

---

۲۰۰ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ جو شے بے تامل اور بے فکر کے ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ آیت شریف مدنی ہے۔۔۔ اور یہ آیت اس وقت نازل نہیں ہوئی جب یہود نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان چیزوں سے متعلق مدینہ منورہ میں پوچھا، باوجود اس امر کے کہ یہ سورہ مکیہ ہے۔۔۔ اس کا جواب اس طور پر دیا جاتا ہے کہ یہ سورۃ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مدینہ منورہ میں دوسری بار نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ مکہ معظمہ میں اس سے پہلے نازل ہوئی تھی۔۔۔ اور جو حدیث اس سورۃ کے مکی ہونے پر دلالت کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ کوئی ایسی شے ہم کو دو جس کو ہم اس مرد سے پوچھیں۔۔۔ یہود نے قریش سے کہا کہ تم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کی حقیقت پوچھو۔۔۔ قریش نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روح کی حقیقت پوچھی تو یہ سورت نازل ہوئی۔

Marfat.com

- اس امر سے بھی جاہل نہیں کہ ملائکہ ارواح ہیں۔

روح کے بارے میں مختلف آراء:

علماء کا مختار قول یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس روح سے متعلق پوچھا تھا جو کہ زندگی کا سبب ہے ـــــ اور اس سوال کا جواب احسن وجوہ پر واقع ہوا یعنی روح سے سوال کرنا روح کی ماہیت پوچھنے کا گمان رکھتا ہے ـــــ اور ان سوالوں کا گمان ہے۔

- کیا روح متخیر ہے یا متخیر نہیں ہے؟[۲۰۱]
- کیا روح متخیر میں حال ہے یا حال نہیں ہے؟
- کیا روح قدیم ہے یا حادث ہے؟
- کیا جسم سے اپنے انفعال کے بعد باقی رہتی ہے یا روح فنا ہو جاتی ہے؟
- روح کو عذاب دیئے جانے اور نعمت دیئے جانے کی کیا حقیقت ہے؟
- اور ان امور کے سوا جو امور روح کے متعلقات ہیں۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہود کے سوال میں وہ شے نہیں ہے جو کوئی شخص بیان کردہ ان معانی کی تخصیص کرے ـــــ مگر ظاہر بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے

- روح کی ماہیت پوچھی تھی اور یہ کہ
- کیا روح قدیم ہے یا حادث ہے؟

روح کے بارے میں جواب اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ

- روح ایک موجود شے ہے۔
- طبائع اور اخلاط کی ترکیب سے متغائر ہے۔
- روح ایک جوہر بسیط مادہ سے مجرد ہے ـــــ وہ پیدا کرنے والے سے حادث نہیں ہوتا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کن ہے۔
- گویا روح موجود ہے جو امر الٰہی' اس کی تکوین اور ایجاد سے پیدا کی گئی ہے۔
- اور جسم کے لیے زندگی کا فائدہ پہنچانے میں روح کو تاثیر ہے۔
- روح کی جو کیفیت مخصوصہ ہے۔ اس کے عدم علم سے علم کی نفی لازم نہیں آتی۔

یہ گمان ہوتا ہے کہ ارشاد باری من امر ربی میں امر سے مراد فعل ہو ـــــ جیسے کہ یہ ارشاد باری وما امر فرعون برشید ہے یعنی فرعون کا فعل ذی رشد بلکہ صریح ضلالت اور محض غی تھا ـــــ لہٰذا روح حادث ہے ـــــ البتہ سلف نے ان اشیاء میں

۲۰۱ یعنی جسم سے منفصلہ ہے یا منفصلہ نہیں ہے ـــــ جسم میں حال نہیں ہے اور جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہے جیسا عاشق معشوق سے تعلق رکھتا ہے۔

Marfat.com

بحث کرنے اور روح کے بارے میں غور اور مبالغہ کرنے سے خاموشی اختیار کی ہے۔

فتح الباری میں ہے کہ مختلف لوگوں نے روح کی حقیقت میں کلام میں مبالغہ آرائی کی ہے اور اس کی تہہ تک پہنچے ہیں اور ان کے اقوال ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئے ہیں۔

- روح وہ نفس ہے جو داخل اور خارج ہے۔
- روح ایک لطیف جسم ہے جو جمیع بدن میں حلول کرتا ہے۔
- روح خون ہے۔
- روح کے بارے میں لوگوں کے اقوال ایک سو تک پہنچے ہیں۔
- ہر نبی کے لیے پانچ روحیں ہیں۔
- ہر مومن کے لیے تین روحیں ہیں۔
- روح اور نفس متغائر ہیں ___ یہی قول حق ہے۔
- روح اور نفس دونوں ایک شے ہیں ___ کبھی روح کے ساتھ نفس سے تعبیر کی جاتی ہے اور کبھی نفس کے ساتھ روح سے تعبیر کی جاتی ہے ___ خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو روح کہتے ہیں اور روح کو نفس کہتے ہیں۔

ابن بطال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ روح کی حقیقت کی معرفت یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس کے علم کو اپنے لیے اختیار کیا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ روح کے بارے میں جیسے قرآن کریم نے خبر دی ہے ___ روح کو مبہم رکھنے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلق کی آزمائش کی ہے تاکہ مخلوق کو اس کی معرفت کرا دے کہ جس چیز کا وہ ادراک نہیں کرتے ہیں، اس کے علم سے وہ عاجز ہیں۔ یہاں تک کہ مخلوق کو اس طرف مضطر کرے کہ روح کے علم کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیں۔

قرطبی نے کہا ہے کہ اس بارے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ انسان کی عاجزی کا اظہار ہو، اس لیے کہ انسان کو باوجود اس کے اپنے وجود کا قطعی یقین ہے ___ جس وقت اس نے اپنے نفس کی حقیقت نہیں پائی تو رب تعالیٰ کی حقیقت کے ادراک سے اس کی عاجزی اولیٰ ہوگی۔

اور یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت سے مطلع نہیں فرمایا ___ بلکہ گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت بیان فرما دی ہو لیکن مخلوق پر اس کی حقیقت کے اظہار سے منع فرما دیا گیا ہو۔ جیسا کہ قیامت کے علم کے بارے میں ہے۔

اہل ایمان کو قریشی کفار کی ایذا رسانی:

کفار مکہ نے جب یہ دیکھا کہ دین اسلام آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے، لوگ اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے ___ تو کفار قریش کو فکر لاحق ہوئی ___ انہوں نے اہل ایمان کو تکالیف دینا شروع کر دیں۔ مظالم اس حد تک بڑھ گئے کہ ابوجہل لعین دشمن خدا حضرت سمیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں' کے پاس گیا۔۔۔۔ کفار قریش اس وقت انہیں عذاب دے رہے تھے۔۔۔۔ ابوجہل لعین نے حضرت سمیعہ کے مقام مخصوص میں حربہ سے کونچہ دیا اور قتل کر ڈالا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب غلاموں میں سے کسی غلام کی طرف سے گزرتے اور اسے عذاب دیا جا رہا ہوتا تو آپ اس غلام کو کفار قریش سے خرید کر آزاد فرما دیتے۔۔۔۔ انہی میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن اہل ایمان نے پہلے اسلام ظاہر کیا' وہ سات افراد ہیں:

- رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
- حضرت ابوبکر صدیق
- حضرت عمار بن یاسر
- حضرت سمیعہ
- حضرت صہیب
- حضرت بلال حبشی
- حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما

- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے شر سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کے سبب بچایا۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار قریش کے شر سے ان کی قوم کے سبب بچایا۔
- باقی لوگ جنہوں نے اسلام ظاہر کیا' انہیں مشرکین قریش نے پکڑ لیا اور انہیں لوہے کی زرہیں پہنا دیں' پھر انہیں دھوپ میں ڈال دیا۔
- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ اللہ عزوجل کے معاملہ میں ان کا نفس ان پر حقیر ہو گیا یعنی وہ عذاب و ایذا کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔۔۔۔ بلال غلاموں پر سبک ہو گئے تھے۔۔۔۔ کافروں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا۔۔۔۔ وہ لڑکے انہیں شعاب مکہ میں پھرانے لگے۔۔۔۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد احد پکارتے (یعنی اللہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں) ۲۰۲۔۔۔۔ مشرکین نے ان کی گردن میں رسی ڈالی اور لڑکے انہیں کھینچے کھیلتے۔۔۔۔ یہاں تک کہ ان کی گردن میں رسی کے نشان بیٹھ گئے۔

کفر پر مجبور کرنے کیلئے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی' بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایذا پر احد احد کہتے تھے۔۔۔۔ انہوں نے عذاب کی تلخی کو ایمان کی حلاوت (مٹھاس) کے ساتھ ملا دیا۔۔۔۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت بھی کچھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔۔۔۔ ان کی بیوی ان کے انتقال کے وقت واحرباہ کہتی تھیں۔ ۲۰۳ واحرباہ کی جگہ حوباہ بھی روایت کیا گیا ہے۔ ۲۰۴۔۔۔۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ واطرباہ کہہ کر یہ کہتے تھے کہ کل کے دن میں اپنے احباب سے ملوں گا کہ میرے وہ احباب میرے ملنے کو مشتاق ہیں۔۔۔۔ اور وہ احباب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ

---

۲۰۲ اس حدیث کو امام احمد علیہ الرحمہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔۔۔۔ اور اسی طرح سے مجاہد سے بھی ایک روایت ہے۔

۲۰۳ یہ کلمہ اس جگہ کہتے ہیں کہ کل مال واسباب لوٹ لیا جائے اور باقی کچھ نہ چھوڑا جائے۔

۲۰۴ حوباہ کا معنی شدت، سختی اور مصیبت میں اس کا ملال ہے۔

Marfat.com

کرام ہیں ـــــ مرتے دم بھی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت کی تلخی کو لقائے احباب کی حلاوت سے ملا دیا ـــــ

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں ـــــ آپ بھی غلام تھیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر آزادی دلائی تھی ـــــ زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان لوگوں میں سے تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں عذاب دیا جاتا تھا ـــــ ظالموں کے ظلم سے ان کی بینائی چلی گئی تھی ـــــ مشرکین مکہ جو بات زنیرہ سے کہتے تھے آپ اسے ماننے سے انکار کرتی تھیں اور اسلام پر ثابت قدم تھیں ـــــ

جب حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بینائی جاتی رہی تو مشرکوں نے کہا کہ ان کی بینائی کو لات وعزیٰ کی وجہ سے صدمہ پہنچا ہے ـــــ آپ نے فرمایا:

''ایسا ہرگز نہیں کہ میری بینائی کو لات وعزیٰ نے صدمہ پہنچایا ہے۔''

اللہ کریم نے کرم فرمایا اور زنیرہ کی بینائی زنیرہ کو پھر لوٹا دی اور وہ بینا ہوگئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

شانِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ابومحمد الشقراطیسی کو جنہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لا فی بلال جلاء من امیه قد ـــ اجله الصبر فیه اکرم النزل

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ سے بڑے بڑے دکھ اٹھائے۔ انہوں نے اس مصیبت پر صبر کر لیا تھا ـــــ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ انہیں اسلام سے پھیرنا چاہتا تھا ـــــ اللہ کریم نے ان کی ثابت قدمی پر ایسے اکرم مقام پر اتارا کہ وہاں مہمان کے لیے وہ طعام ہے جس سے مہمان کا اکرام کیا جائے یعنی ان کے صبر کا صلہ بہشت تھا۔

اذاجهدوه بضنك الامر وهو على ـــ شدائد الازل ثبت الازد لم يزل ۲۰۵

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس مصیبت کو دیکھا کہ مشرکین قریش نے ان کو ان کی طاقت و برداشت سے بڑھ کر عذاب میں ڈالا۔ انہوں نے قید کی تنگی ایسی مشقت پائی ـــــ وہ اس حال میں حبس کی سختیوں پر ہمیشہ اپنی قوت پر ثابت قدم رہے۔

القوه بطحا برمضاء البطاح وقد ـــ عالوا عليه صحور اجمة الثقل ۲۰۶

مشرکین نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوندھے منہ ایسی زمین پر ڈالا جو شدید تپتی ہوئی ریت تھی اور ان کی پیٹھ پر بڑے بھاری پتھر رکھ دیئے گئے۔

فوحد الله اخلاصا وقد ظهرت ـــ بظهره كندوب الطل فى الطلل ۲۰۷

ان مصیبتوں میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از روئے اخلاص اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور حال یہ تھا کہ ان کی پیٹھ پر اس طور پر زخموں کے نشان پڑ گئے تھے جیسے خفیف مینہ برسنے سے مکانوں کے آثار میں نشان پڑ جاتے ہیں یعنی جیسے خفیف قطروں

---

۲۰۵ ضنک بمعنی تنگی ـــــ ازل بمعنی قید اور تنگی کرنی ـــــ ثبت مصدر بمعنی اسم فاعل ـــــ ازد بمعنی ثابت توت

۲۰۶ بطح بمعنی سرنگوں ـــــ رمضاء گرم ریتلی زمین ـــــ عالو بمعنی رفعوا

۲۰۷ ندوب جمع ندب بمعنی نشان ـــــ طل، خفیف مینہ ـــــ طلل، قوم کے مکانوں کے نشان اور ان کے اترنے کی جگہیں۔

Marfat.com

سے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ ویسے ہی ایذا سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ پر گڑھے پڑ گئے تھے۔

ان قد ظهر ولي الله من دبر قد قد قلب عدوالله من قبل

دشمن خدا نے اللہ کے دوست کی پیٹھ پیچھے زخم دیئے' اس لیے کہ انہیں اوندھا ڈال دیا تھا اور پیٹھ پر مارا تھا۔۔۔۔ دشمن خدا کا دل سامنے سے چیرا گیا یعنی دشمن خدا نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سے حیلہ کر کے ایذا پہنچائی تھی۔۔۔۔ اور اس موذی کو اس کے روبرو سے عذاب دیا گیا کہ اس میں حیلہ کا شائبہ نہ تھا۔

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت:

یہ واقعہ ماہ رجب ۵ھ میں ہوا۔ مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔۔۔۔ حبشہ کی طرف متعدد مسلمانوں نے ہجرت کی۔

- ان میں سے وہ شخص ہے جس نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔
- ان میں سے وہ شخص ہے جس نے اپنی ذات سے (تنہا) ہجرت کی۔

ان مہاجرین کی تعداد سے متعلق مختلف روایات ہیں:

- گیارہ مرد
- بارہ مرد چار عورتیں
- پانچ عورتیں
- دو عورتیں

مہاجرین کے امیر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ زہری نے لکھا ہے کہ مہاجرین کا حبشہ میں کوئی امیر نہ تھا۔۔۔۔ یہ لوگ مشرکین قریش سے چھپ کر پیدل دربار کی طرف گئے اور نصف دینار کے بدلے کشتی کرایہ سے لی۔

سب سے پہلے جو مسلمان مکہ سے ہجرت کے لیے نکلا' وہ ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اپنی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔۔۔۔ آپ کے بارے میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عورت نے اطلاع دی۔۔۔۔ اس نے کہا:

''میں نے ان دونوں کو ایسے حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کرایا تھا۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی ہے۔''

کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مہاجرین کو حبشہ میں امن ہے تو قریش نے حبشہ کے والی نجاشی جس کا نام اصحمہ تھا' کے پاس اپنے نمائندے ہدیئے اور تحفے دے کر بھیجے۔ ان میں عمرو بن عاصی' عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمارہ بن الولید لعین شامل تھے۔۔۔۔ انہوں نے ان مہاجرین کو ان کی قوم کی طرف لوٹانے کے لیے نجاشی کو زور دیا۔۔۔۔ نجاشی نے انکار کیا اور انہیں ان کے تحفوں سمیت ناکام لوٹا دیا۔

Marfat.com

مرادِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام:

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے مبارک سے اسلام قبول کرلیا۔ وہ دعا یہ تھی:

اللھم اغر الاسلام بابی جھل او العمر ابن الخطاب

جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا' اس وقت انچاس مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ان کی بہن نے اسلام قبول کرلیا ہے ـــــ اس خبر سے آپ غصے سے ان کے گھر پہنچے اور ان سے کہا:

''اے اپنی جان کی دشمن! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو صابی ہوگئی ہے۔''

پھر انہوں نے اپنی بہن کو مارا۔ خون بہنے لگا ـــــ خون دیکھ کر آپ کی بہن رونے لگیں اور کہا:

''اے خطاب کے بیٹے! تو جو کچھ کرنے والا ہے' وہ کر۔ ہاں میں مسلمان ہوگئی ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ کی حالت میں بہن کے گھر میں داخل ہوئے تھے ـــــ اچانک ان کی نظر ایک کتاب پر پڑی ـــــ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** موجود پایا۔ جب میں رحمٰن اور رحیم کے پاس پہنچا' میں ڈر گیا اور صحیفہ کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا ـــــ آپ کا دل مائل ہوا اور پھر بے اختیار کتاب کو اٹھا لیا ـــــ اب جو کھولا تو سامنے آیت کریمہ **سبح للہ مافی السمٰوٰت والارض** موجود پایا اور پڑھتے پڑھتے **آمنو باللہ ورسولہ** تک پہنچا ـــــ اور دل میں ایمان کی شمع روشن ہوگئی ـــــ اور بے اختیار **اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ** کہا ـــــ جو لوگ مکان میں چھپے ہوئے تھے' مجھ سے کلمہ **لا الہ الا اللہ** سن کر دوڑتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے مجھے مبارک دینے کے لیے نکلے ـــــ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس مکان میں آیا جو اسفل صفا میں تھا۔ میں مکان میں داخل ہوا تو دو مردوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازوؤں سے پکڑ لیا ـــــ یہ حضرت حمزہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ جب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو۔''

انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے کپڑے پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ پھر آپ نے فرمایا:

''اے ابن الخطاب! تم مسلمان ہو جاؤ۔''

پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ **اللھم اھد قلبہ** ـــــ میں نے **اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ** کہا ـــــ مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مکہ کے راستوں میں لوگوں نے سنی۔

اس وقت حالت یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان ہو جاتا تو وہ اسلام کا اظہار نہیں کرتا تھا ـــــ پھر میں آپ کے پاس سے نکلا

Marfat.com

اور اس شخص کے پاس گیا جو کوئی راز کی بات نہیں چھپاتا تھا اور اسے فاش کر دیتا تھا ___ میں نے اسے چپکے سے کہا:

''میں صابی ہو گیا'' ___ یعنی ایک دین سے دوسرے دین میں داخل ہو گیا۔

وہ شخص بلند آواز سے شور کرنے لگا۔

''اے لوگو! تم سن لو کہ عمر ابن الخطاب صابی ہو گئے۔''

یہ سن کر آدمی مجھے مارنے لگے اور میں آدمیوں کو مارنے لگا ___ میرے لڑنے اور مارنے کو دیکھ کر میرے ماموں نے پوچھا:

''یہ کیا ہو رہا ہے' کون لڑ رہا ہے؟''

لوگوں نے کہا:

''ابن الخطاب ہیں۔''

میرا ماموں پتھر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی آستین سے اشارہ کر کے لوگوں سے کہا:

''تم لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنی بہن کے بیٹے کا ذمہ لے لیا ہے۔''

یہ سنتے ہی آدمی مجھ سے ہٹ گئے ___ میں ہمیشہ لوگوں کو مار پیٹ کرتا رہتا تھا اور وہ مجھ سے جھگڑتے تھے ___ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اہل آسمان عمر کے اسلام سے خوش ہوئے۔''

معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) اور شعب ابی طالب:

صحابہ کرام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر مثالی تھی' دیدنی تھی ___ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا قریش کے لیے دھچکے سے کم نہیں تھا ___ پھر صحابہ کرام کی حبشہ میں عزت و اکرام ہوئی ___ قبائل میں اسلام کی خوشبو پھیلنے لگی ___

قریش نے جب یہ سب دیکھا تو انہیں سخت تشویش ہوئی اور انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر دیا جائے ___ ابو طالب کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کیا ___ بنی ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شعب (مکان) میں داخل کر لیا۔[۲۰۸] اور جن لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا' ان سے آپ کو بچایا تھا' اب جبکہ ابو طالب نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو بلایا تو انہوں نے ابو طالب کے کہنے کو قبول

۲۰۸ یہ مکان بنی ہاشم کے رہائشی مکانوں کے علاوہ تھا اور شعب ابن یوسف سے مشہور تھا ___ یہ مکان ہاشم کا تھا ___ عبدالمطلب نے یہ مکان اپنے لڑکوں میں اس وقت تقسیم کر دیا تھا جس وقت ان کی بینائی ضعیف ہو گئی تھی ___ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ اس مکان میں آپ کے والد کی طرف سے ہو گیا تھا۔

Marfat.com

کیا ___ حیرت کی بات ہے کہ کفار قریش نے بھی جاہلیت کی عادت پر حمیت قومی سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بچاؤ کیا یعنی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ شریک ہو گئے۔

قریش نے جب یہ دیکھا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب حتیٰ کہ کفار قریش بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہو گئے ہیں تو قریش جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ قریش اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے مابین ایک معاہدہ لکھا جائے۔ اس معاہدہ کے تین نکات تھے۔

- قریش سے بنی ہاشم اور بنی مطلب شادی نہ کریں اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قریش شادی نہ کریں۔
- بنی ہاشم کو قریش کوئی شے فروخت نہ کریں اور نہ بنی ہاشم سے قریش کچھ خرید کریں۔
- قریش بنی ہاشم سے اس وقت صلح نہیں کریں گے جب تک کہ بنی ہاشم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کے لیے قریش کے حوالے نہ کر دیں۔

اس معاہدہ کو ایک صحیفہ میں منصور بن عکرمہ یا بغیض بن عامر نے لکھا ___ یہ معاہدہ لکھنے والے کا ہاتھ شل ہو گیا ___ قریش نے صحیفہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا ___ یہ واقعہ ہلال محرم نبوت کے ساتویں سال میں ہوا ___ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب شعب ابی طالب میں منتقل ہو گئے مگر ابولہب نہیں گیا' وہ قریش کے ساتھ تھا۔

اس معاہدہ پر دو یا تین سال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نے اقامت کی ___ ابن سعد نے کہا ہے کہ دو سال ٹھہرے رہے اور سخت مشقت اٹھائی۔ بنی ہاشم تک کوئی بھی شے اگر پہنچی تو چوری چھپے پہنچی۔

سورۂ والنجم اذاھویٰ کے واقعات:

حبشہ کی ہجرت سے چند لوگ اس وقت آئے جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ والنجم اذا ھویٰ پڑھی۔ جب آپ افرایتم الھلات والغبری ومناۃ الثالثتہ الاخریٰ تک پہنچے تو شیطان نے آپ کی تلاوت میں تلك الغرانیق العلاوان شفاعتھن ترتجیٰ کا القا کر دیا[۲۰۹] نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب سورہ نجم ختم کی تو آپ نے سجدہ کیا ___ آپ کے ساتھ مشرکین نے اس وہم سے کہ ان کے معبودوں کو خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے' سجدہ کیا ___ یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔ شیطان لعین نے اس امر کو ظاہر کیا یہاں تک کہ اس کی خبر حبشہ کی سرزمین پر ان تک پہنچی جو مکہ سے ہجرت کر کے گئے تھے ___ وہ عثمان بن مظعون اور ان کے اصحاب تھے ___ لوگوں نے آپس میں کہا کہ مکہ والے سارے مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی ___ اور مسلمان مشرکین کی ایذا رسانی سے امن وہ گئے ___ یہ خبر سن کر وہ مہاجرین حبشہ سے جلد لوٹ آئے۔

۲۰۹ غرانیق، غرنوق اور غرنیق کی جمع ہے۔ غرنیق پانی کا ایک پرندہ ہے ___ اس کی سفیدی کی وجہ سے اس کا نام غرنیق رکھا گیا ہے ___ غرنوق جوان گورے نازک مرد کو بھی کہتے ہیں ___ مشرکین یہ زعم کرتے تھے کہ بت انہیں اللہ سے قریب کرتے ہیں اور اللہ سے ان کی شفاعت کرتے ہیں ___ لہٰذا وہ بت اس پرندے سے تشبیہ دیئے گئے جو آسمان میں بلند ہوتا ہے۔

Marfat.com

جب مشرکین کو یہ ظاہر ہو گیا کہ تلك الفرانیق العلانہ آپ نے پڑھا اور نہ ہمارے معبودوں کا آپ نے خیر کے ساتھ ذکر کیا ـــــ مشرکین کا جو خیال اور ارادہ تھا' وہ اس سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں پلٹے ـــــ ۲۱۰

امام رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے۔ وما ینطق عن الهدیٰ ان هوالا وحی یوحی ـــــ اور یہ بھی فرمایا ہے سنقرئك فلاتنسی

صحیح بخاری میں بھی یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ والنجم پڑھی اور سجدہ کیا ـــــ اور مشرکین جن و انس نے سجدہ کیا ـــــ صحیح بخاری میں غرانیق کی حدیث نہیں ہے ـــــ اس بات میں شک نہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بتوں کی تعظیم کی تجویز کی ہے' وہ کافر ہو گیا ـــــ اس لیے کہ بالضرور یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعظم سعی بتوں کی نفی میں تھی ـــــ اگر ہم اسے جائز رکھیں گے تو آپ کی شریعت سے ایمان اٹھ جائے گا اور پھر ہر ایک حکم میں احکام اور شرائع سے ہم یہ تجویز کریں ایسا ہی ہو' یعنی شیطان نے احکام اور شرائع میں بھی القا کیا ہوگا۔ ایسا کہنا بالکل خطا ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالته کا فائدہ باطل ہو جائے گا یعنی

''اے رسول جو شے تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی ہے' اس کو تو پہنچا دے۔ اگر تو نہ پہنچائے گا تو تو نے اپنے رب کی رسالت نہیں پہنچائی۔''

اس لیے کہ وحی میں جو کمی یا زیادتی ہوگی اس کے درمیان فعل میں فرق نہ رہے گا ـــــ ان عقلی و نقلی وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ موضوع ہے۔ اس کی اصل نہیں ہے۔ ۲۱۱

سعید بن جبیر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ میں سورہ والنجم پڑھی۔ جب آپ افرایتم اللات والعزی و مناة الثالثة الاخریٰ کو پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق العلا وان شفاعتهن لترتجی کو القا کر دیا ـــــ مشرکین نے کہا آپ نے آج سے پہلے ہمارے معبودوں کو خیر کے ساتھ یاد نہیں کیا ـــــ آپ نے سجدہ کیا تو مشرکین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا ـــــ آیت کریمہ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا

---

۲۱۰ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''شفا شریف'' اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں اس قصہ اور اس کی اصل کو باطل اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ امام رازی نے اس قصے پر بات کرنا ناجائز قرار دیا ہے ـــــ بیہقی علیہ الرحمہ نے اس کے راوی کو مطعون قرار دیا ہے۔

۲۱۱ بیہقی نے جو کہا ہے کہ اس قصہ کی اصل نہیں ہے تو ایسا نہیں ہے بلکہ اس قصہ کی اصل ہے ـــــ اس کی روایت ابن ابی حاتم، طبری اور ابن المنذر رعلیہ الرحمہا نے بہت سے طریقوں سے شعبہ سے' انہوں نے ابن بشر سے' انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے ـــــ اور اسی طرح سے بزار، ابن مردویہ، ابن اسحاق نے سیرت میں، موسیٰ نے بن عقبہ نے مغازی میں اور ابومعشر نے سیرت میں تخریج کی ہے ـــــ جیسے کہ حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ نے اس پر تنبیہ کی ہے لیکن حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ اس قصہ کے تمام طریق مرسل ہیں اور کسی وجہ سے اس قصہ کو مسندہ نہیں دیکھا ـــــ اس قصہ کے اصل کے ثبوت پر شیخ الاسلام اور حافظ ابوالفضل نسطلانی نے تنبیہ کی ہے اور کہا ہے کہ ابن حاتم، طبری اور ابن المنذر نے بہت سے طریقوں سے شعبہ سے، انہوں نے ابو بشر سے اور انہوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے ـــــ

Marfat.com

اذاتمنی القی الشیطان فی امینۃ آپ کی تسلی کے لیے نازل ہوئی۔[۲۱۲]

اس سلسلہ میں علماء نے بہت سے پہلو اختیار کیے ہیں:

- کسی نے کہا ہے کہ **تلك الغرانیق العلا** آپ کی زبان پر اس وقت جاری ہوا کہ آپ پر غنودگی طاری ہو گئی تھی اور اس وقت آپ کو شعور نہیں تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اس کا علم ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو محکم کر دیا۔۔۔۔ اسے طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔
- قاضی نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا وقوع صحیح نہیں ہے۔۔۔۔ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ جائز نہیں ہے کہ غنودگی میں آپ کی زبان مبارک پر ایسا جاری ہو اور خواب کی غفلت میں شیطان کو آپ پر ولایت نہیں۔
- کسی نے کہا ہے کہ شیطان نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں تک مضطر کیا کہ آپ نے بے اختیار **تلك الغرانیق العلا** پڑھ دیا۔
- ابن العربی نے اس کا ارشاد باری سے رد کیا ہے جو حکایتاً شیطان سے ہے۔ **ماکان لی علیکم من سلطان** ابن العربی نے کہا ہے کہ اگر شیطان کو اس پر قوت ہوتی تو پھر کسی کو طاعت پر قوت باقی نہ رہتی۔
- کسی نے یہ کہا ہے کہ مشرکین جس وقت اپنے معبودوں کا ذکر کرتے تھے' ان معبودوں کو **تلك الغرانیق العلا وان شفاعتھن لترتجی** کے ساتھ وصف کیا کرتے تھے' لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حفظ کے ساتھ متعلق ہو کر آپ کی زبان مبارک پر جاری ہو گیا۔ اسے آپ نے سہواً ذکر فرمایا۔
- کسی نے کہا ہے کہ شاید نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کفار کی ملامت کے لیے کہا ہو۔
- قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ کہنا جائز ہے جس وقت اس جگہ کوئی ایسا قرینہ ہو کہ مراد پر دلالت کرتا ہو اور خاص کر ایسے حال میں کہ اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا۔
- کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت ارشاد باری **ومناۃ الثالثۃ الاخری** تک پہنچے تو مشرکین نے یہ خوف کیا کہ اس کے بعد آپ کوئی ایسی شے لائیں گے جس سے ان کے معبودوں کی مذمت کریں گے۔۔۔۔ مشرکین نے اس کلام کی طرف جلدی کی اور اس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت میں اپنی عادت کے مطابق مخلوط کر دیا۔۔۔۔ مشرکین کی عادت یہ تھی کہ وہ آپس میں کہتے تھے کہ جس وقت آپ قرآن پڑھیں تو تم لوگ اسے نہ سنو بلکہ آپس میں لغو باتوں کو مخلوط کر دو۔[۲۱۳]

---

۲۱۲ اس حدیث کی تخریج بزار اور ابن مردویہ نے امیہ بن خالد کے طریق سے کی ہے۔۔۔۔ ابن مردویہ نے اس کی اسناد بالترتیب، شعبہ، سعید بن جبیر اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔۔۔۔ ابن اسحاق اس قصہ کو سیرت میں مطول طور پر ذکر کیا ہے۔۔۔۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں۔۔۔۔ اور ابن شہاب الزہری نے اپنے شیخ سے ور ابو معشر نے اپنی سیرت میں محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس سے۔۔۔۔ اور ابن مردویہ نے عباد بن صہیب کے طریق پر یحییٰ بن کثیر سے، یحییٰ نے کلبی سے، کلبی نے ابو صالح اور ابوبکر الہذلی سے۔۔۔۔ اور ایوب نے عکرمہ بن عبداللہ البریری مدنی سے۔۔۔۔ اور ابن مردویہ نے سلمان التیمی سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسلی اپنے اس ارشاد سے فرما دی وما ارسلنا من قبلك...... اور اللہ تعالیٰ نے اس سے بندوں پر حق و باطل واضح فرما دیا۔

یہاں شیطان سے مراد جن یعنی ناری مخلوق نہیں بلکہ شیطان انسان ہے۔

✪ کہا گیا ہے کہ غوانیق العلا سے مراد ملائکہ ہیں۔ کفار کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اور کفار ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس طریق پر بعید نہیں ہے کہ یہ قرآن ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کل کے ذکر کو اس طور پر ترتیب دیا :

افرایتم الات والعزیٰ والمناة الثالثة الاخریٰ والعرانقه العلاوان شفاعتهن لترتجی۔

تاکہ مشرکین کے قول کہ ''ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں'' کا رد اپنے ارشاد عالی الکم الذکر وله الانثیٰ سے کرے۔ مشرکین نے جب اس کلام کو سنا تو انہوں نے اس ارشاد کو جمیع پر محمول کیا (اپنی جہالت سے یا دشمنی سے یا مکروہ وفریب سے)۔ مشرکین نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے معبودوں کی تعظیم کی اور اسی گمان میں مشرکین راضی ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں کلمے نسخ کر دیئے اور اپنی آیتوں کو محکم کر دیا۔ وہ دو کلمے یہ ہیں:

الغرانقة العلا وان شفاعتهن لترتجی

✪ کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک ترتیل اور آیتوں کے فاصلہ سے پڑھ رہے تھے۔ شیطان نے سکتوں میں سے ایک سکتہ کا انتظار کیا اور ان کلمات کے ساتھ ایسی آواز نکالی جو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھا' اس نے وہ آواز سنی اور اسے آپ کے ارشاد سے گمان کیا اور ان کلمات کو شائع کیا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سب وجوہ میں یہ وجہ احسن ہے اور اس کی تائید وہ شے کرتی ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لفظ ''تمنا'' کی تفسیر ''تلاوت'' کے معنی میں وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح ابن العربی نے اس تاویل کو مستحسن سمجھا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فی امینة کا معنی یہ ہے ای فی تلاوته۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اس کے رسولوں کے حق میں یہ ہے کہ جس وقت وہ کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اپنے نفس کی طرف سے اس بات میں زیادتی کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا اس بارے میں نص ہے کہ شیطان نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

۲۱۴ یعنی پکار پکار کے ایسی باتیں کرو جس سے دل پریشان ہو جائیں۔ اور آپ کا دل بھی پریشانی میں مبتلا ہو جائے۔ یہ اس لیے کرتے تھے کہ وہ قرآن شریف کی مثل لانے سے عاجز تھے۔ پھر مشرکین نے اس کی اشاعت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو آپ کو اس کا رنج ہوا۔ اور یہ شیطان سے منسوب کیا گیا۔ اس لیے کہ شیطان ہی مشرکین کو اس راہ پر لگانے والا تھا۔

Marfat.com

علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان میں زیادتی کی تھی' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے نہیں پڑھا تھا۔۲۱۴

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت:

جب مسلمانوں نے دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتیں تھیں ___ ان مہاجرین میں عبید اللہ بن جحش اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ تھا ___ عبید اللہ وہاں جا کر عیسائی ہوگیا اور عیسائیت پر ہی اس نے وفات پائی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت مدینہ کے ساتویں سال حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمایا جبکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت حبشہ میں تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی ___ جب آپ موضع برک انعماد (جو مکہ معظمہ سے پانچ راتوں کے راستہ پر ہے) میں پہنچے تو سید القارہ مالک بن الدغنہ کے جوار میں پلٹ آئے ___ آپ اپنے مکان میں اپنے رب کی عبادت کرتے تھے ___ پھر آپ نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی ___ آپ مسجد میں نماز اور قرآن پاک پڑھتے تھے ___ جب آپ قرآن پاک پڑھتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر اختیار نہیں رہتا تھا' بے اختیار رونے لگتے ___ جب آپ قرآن پاک پڑھنے لگتے تو مشرکوں کی عورتیں اور بچے آپ کے گرد جمع ہو جاتے ___ اشراف قریش جو مشرکین سے تھے' ان کو اس امر نے ڈرا دیا ___ انہوں نے ابن الدغنہ سے کہا:

"ہمیں یہ خوف ہے کہ یہ شخص ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈالے گا ___ انہیں قرآن پاک پڑھنے سے منع کر دو ___ اگر یہ بات مان لیں کہ اپنے رب کی عبادت اپنے مکان میں کرلیا کریں تو ٹھیک ہے ___ لیکن اگر وہ انکار کریں اور قرآن پڑھنے پر قائم رہیں تو تم نے جو امان دینے کا عہد کیا' اسے توڑ دیا جائے ___ لیکن ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تیرے عہد کو توڑ ڈالیں۔"

ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشرکین کے کہنے کے مطابق گفتگو کی ___ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا:

"میں تیرے جوار کو تیری طرف پھیر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے جوار کے ساتھ راضی ہوں۔" ۲۱۵

مشرکین کے معاہدہ کا نقض:

نو یا دس سنہ میں مشرکین نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے درمیان جو معاہدہ لکھ دیا تھا' وہ اس کے نقض پر آمادہ ہوئے ___ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس سے مطلع فرما دیا کہ قطع رحم اور ظلم (معاشرتی مقاطعہ) سے جو کچھ اس

---

۲۱۴ امام ابوجعفر طبری علیہ الرحمہ نے اپنی جلالت قدر اور وسعت علم اور نظر میں شدت ساعد کے ساتھ اس معنی کی طرف قاضی عیاض اور ابن العربی سے سبقت کی ہے اور اس معنی کو درست سمجھا ہے۔

۲۱۵ اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

معاہدہ میں لکھا تھا' سب دیمک نے کھا لیا ہے ــــ اس میں فقط اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہی محفوظ رہا ہے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین سے بیان فرمایا ــــ انہوں نے وہ معاہدہ جو کعبہ میں لٹکایا گیا تھا' حضور کے ارشاد کے مطابق دیکھا تو ایسا ہی پایا جیسے کہ ارشاد فرمایا تھا ــــ یہ واقعہ نبوت کے دسویں سال کا ہے۔

ابوطالب کے اسلام میں اختلاف:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابوطالب نے ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں وفات پائی ــــ یہ نبوت کے دسویں سال کا نصف شوال تھا ــــ اس وقت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک انچاس برس آٹھ ماہ گیارہ دن تھی ــــ اور آپ کی ہجرت سے تین سال قبل یہ سانحہ ہوا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوطالب سے ان کی وفات کے وقت فرمایا:

''اے چچا کلمہ لا الہ الا اللہ کہو ــــ یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ قیامت کے دن میں تمہارے لیے اپنی شفاعت کو حلال کر دوں گا (یعنی آپ کے کلمہ پڑھنے کی گواہی دوں گا۔)

ابوطالب نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرے کلمہ کہنے پر حرص ہے تو کہنے لگے:

''واللہ بھتیجے! اگر قریش کا خوف نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ میں نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا' میں آپ کو خوش کرنے کے لیے ضرور کلمہ پڑھ لیتا لیکن قریش کے خوف سے نہیں پڑھوں گا۔''

ابوطالب سے جب موت قریب ہوگئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کی طرف دیکھا' وہ اپنے دونوں ہونٹ ہلا رہے تھے ــــ انہوں نے اپنا کان ابوطالب کی طرف جھکا دیا اور سن کر کہا:

''واللہ بھتیجے! میرے بھائی نے وہ کلمہ پڑھ لیا جس کے لیے آپ انہیں اصرار کر رہے تھے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں نے ابوطالب سے نہیں سنا۔''

ابن اسحٰق نے لکھا کہ ابوطالب اپنی موت کے وقت مسلمان ہو گئے ۲۱۶ ــــ اس کا جواب اس وقت دیا گیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کی شہادت اپنے اسلام لانے کے بعد دی ہوتی تو قبول ہوتی ــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کے ساتھ وہ شہادت رد نہیں کی جاتی کہ میں نے ابوطالب سے کلمہ نہیں سنا۔

اس لیے کہ شاہد عادل جس وقت کہے کہ میں نے سنا ــــ اور وہ شخص جو شاہد عادل سے زیادہ عادل ہو' اس نے کہا' میں نے نہیں سنا ــــ تو جس نے سنے کو ثابت کیا ہے' اس کے قول پر عمل ہوگا لیکن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کے کلمہ پڑھنے کی اپنے مسلمان ہونے سے پہلے شہادت دی ہے' باوجود اس کے کہ صحیح حدیث نے ابوطالب کی وفات کو کفر اور

---

۲۱۶ اس کو بیہقی علیہ الرحمہ نے دلائل میں یونس بن بکیر کے طریق سے ابن اسحٰق سے یوں روایت کیا ہے کہ ہم سے عباس نے، عبداللہ بن معبد بن عباس سے، انہوں نے اپنے بعض اہل سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔

Marfat.com

شرک پر ثابت کیا ہے۔

صحیح بخاری میں سعید بن المسیب کی حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ ایسے لوگوں کی موجودگی میں جو آخری بات کہی' وہ یہ تھی کہ:

''وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے۔''

اور ابوطالب نے اس امر سے انکار کیا کہ لاالہ الا اللہ کہیں ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا:

''میں تمہارے لیے ضرور استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے تمہاری مغفرت چاہنے سے منع نہ کر دیا جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

وماکان النبی والذین امنوا ان یستغفرو المشرکین ولو کانوا اولی قربی

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرمایا:

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء

اور اس طور پر بھی جواب دیا گیا ہے کہ ابو طالب اگر کلمہ توحید پڑھ لیتے تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ان کی مغفرت چاہنے سے منع نہیں کرتا ـــــ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ابوطالب:

- آپ کے ساتھ مراعات کرتے تھے اور
- آپ کو نصرت دیتے تھے اور
- آپ کے لیے دشمنوں پر غضب کرتے تھے ـــــ

کیا یہ امور مرنے کے بعد ان کو نفع دیتے ہیں؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک یہ امور ان کو نفع دیتے ہیں ـــــ میں نے ان کو شدید عذاب دوزخ میں پلایا' میں نے ان کو ہلکے عذاب کی طرف نکال دیا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب دوزخ کے اسفل طبقہ میں ہوتے۔''

صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''یقین ہے میری شفاعت ابوطالب کو قیامت کے دن نفع دے گی ـــــ وہ ضحضاح دوزخ میں کیے جائیں گے' ان کے دونوں ٹخنوں تک وہ آگ پہنچے گی جس سے ان کا دماغ جوش مارے گا۔''۲۱۷

۲۱۷ ضحضاح۔ اس قدر پانی جو آدمی کے ٹخنوں تک پہنچے ـــــ آگ کے لیے اس آتش دوزخ سے استعارہ کیا گیا ہے یعنی جیسے قلیل پانی ٹخنوں تک پہنچتا ہے۔ ویسے ہی دوزخ کی آگ ابو طالب کے ٹخنوں تک پہنچے گی۔

Marfat.com

اور ابن اسحٰق کی روایت میں یہ زائد ہے کہ:

''ابوطالب کا دماغ اس آگ سے جوش مارے گا یہاں تک کہ ان کے دونوں قدموں پر بہے گا۔''

حکمت الٰہی میں جیسے فکر ونظر کرتے ہیں' سہیل نے اس قسم کی فکر سے اللہ پاک کی حکمت اور عمل کی جزا کی مشابہت میں یہ کہا ہے کہ:

''ابوطالب ہمہ تن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ناصر تھے ـــــ یعنی (آپ کی نصرت کیلئے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کرتے تھے) ـــــ لیکن عبدالمطلب کی ملت پر ثابت قدم تھے' انہوں نے مرتے دم اس کا اقرار کیا ـــــ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عذاب کو خاص کر ان کے دونوں قدموں پر مسلط کیا' اس لیے کہ ابوطالب نے اپنے دو قدموں کو خاص کر اپنے باپ دادا کی ملت پر ثابت قدم رکھا تھا ـــــ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔''[۲۱۸]

ابوطالب کی پیشین گوئی:

ابوطالب پر جب موت طاری ہوئی تو انہوں نے سرکردہ قریش کو اپنے پاس بلایا اور انہیں وصیت کی اور ان سے خطاب کر کے کہا:

''اے گروہ قریش! تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہو ـــــ میں تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ خیر کرنے کی وصیت کرتا ہوں' اس لیے کہ محمد:

- قریش میں امین ہیں۔
- عرب میں بڑے صادق ہیں۔

اور جن باتوں کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ان کل باتوں کے جامع ہیں (یعنی جتنے اعلیٰ خصال تم میں فرداً فرداً پائے جاتے ہیں' وہ سارے آپ میں جمع ہیں۔) ـــــ اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ایسا امر لائے ہیں جسے دل نے تو قبول کر لیا ہے لیکن تمہاری دشمنی کی وجہ سے زبان نے انکار کیا ہے ـــــ

اللہ کی قسم! عرب کے فقیر' اہل بادیہ' ضعیف لوگ اور اردگرد کے رہنے والوں نے' میں دیکھ رہا ہوں' محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت قبول کر لی ہے ـــــ اور آپ کے کلمہ کی تصدیق کی ہے ـــــ اور آپ کے امر کی تعظیم کی

---

۲۱۸ قرانی کی شرح تنقیح میں ہے کہ کفار چار قسم کے ہیں ـــــ ان میں سے اس شخص کا ذکر کیا ہے جو بظاہر اور بباطن ایمان لایا ہے اور بے اعتباری و بے عملی کے باعث کافر ہوا ہے جیسے کہ ابو طالب ـــــ ابو طالب کہتے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ میرا بھتیجا حق کہتا ہے، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ قریش کی عورتیں مجھے اسلام پر شرم دلائیں گی تو آپ کا اتباع ضرور کرتا ـــــ ابوطالب کہتے ہیں:

لقد علموا ان ابننا لا مکذب　　یقینا ولا یعزی بقول الا باطل

یعنی قریش کو پتہ ہے کہ ہمارا فرزند جھوٹ نہیں کہتا اور چھوٹی بات کی طرف اسے کوئی نسبت کرتا ہے ـــــ ابوطالب کا یہ کہنا تصریح باللسان اور اعتقاد بالجنان ہے۔ بغیر اس کے ابو طالب نے بے عملی نہیں کی۔

Marfat.com

ہے۔۔۔۔۔ آپ نے ان لوگوں کو غمرات موت میں گھسا دیا ہے (یعنی وہ لوگ جنگ کرنے اور دشمنوں پر فتح پانے کے بعد)۔۔۔۔۔ قریش کے رئیس اور صنادید ادنیٰ درجہ کے ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ قریش کے مکانات ویران ہو گئے ہیں جبکہ ان لوگوں کے ضعیف اشخاص بادشاہ ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔

قریش کے جو لوگ آپ پر آج اعظم ہیں' وہ اس وقت آپ کی طرف زیادہ حاجت مند ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ اور جو لوگ آپ سے زیادہ دور تھے' وہ قریش کی نسبت آپ کے نزدیک زیادہ نصیب والے ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ عرب نے آپ کے لیے اپنی دوستی کو خالص کر لیا ہے۔ اپنے دلوں کو آپ کے اخلاص اور محبت میں زیادہ صفا کر لیا ہے اور آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

اے گروہ قریش! تم آپ کے لیے خادم اور ناصر ہو جاؤ اور آپ کے گروہ کے حامی بن جاؤ۔۔۔۔۔ واللہ!

- جو شخص آپ کے راستہ پر چلے گا' وہ ہدایت پائے گا اور
- جو آپ کی سیرت اختیار کرے گا' وہ سعادت پائے گا۔

اگر میرے نفس کے لیے کچھ مدت ہوتی۔۔۔۔۔ اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ضرور آپ کو فتنوں سے بچاتا اور آفتوں کو آپ سے ضرور دفع کرتا۔"

اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔۲۱۹

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غم کا سال (عام الحزن)

بعثت کے دس سال بعد آپ کی دو عزیز القدر ہستیاں آپ سے جدا ہو گئیں۔۔۔۔۔ جن کے دم قدم سے آپ کو قریش کے مقابل بڑا سہارا تھا۔۔۔۔۔ رمضان کے مہینے میں پہلے ابوطالب نے وفات پائی۔۔۔۔۔ پھر ان کے تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال فرمایا کرتے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپ سے پچیس سال ساتھ رہا۔۔۔۔۔ ان کے وصال کے چند دن بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ کے ساتھ شادی کی۔

طائف کا سفر:

نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں چند راتیں رہ گئیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے تین ماہ بعد آپ طائف تشریف لے گئے۔ اس لیے کہ ابوطالب کے انتقال کے بعد قریش نے آپ کو اذیت پہنچائی۔ اس وقت آپ کے ساتھ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

---

۲۱۹ ابوطالب کی اس گفتگو سے ان کی فراست جھلک رہی ہے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا شروع ہی سے کس حد تک اندازہ کیا ہے۔۔۔۔۔ اور جیسے انہوں نے اظہار خیال کیا ویسا ہی ظہور میں آیا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف میں ایک ماہ قیام فرمایا۔ ایک روایت میں دس یوم ہے۔۔۔۔۔ آپ نے بنی ثقیف کے اشراف کو اسلام کی دعوت دی۔۔۔۔ انہوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی۔۔۔۔ بنی ثقیف نے کمینوں اور غلاموں کو آپ پر مسلط کر دیا۔۔۔۔ یہ ذلیل لوگ آپ کو برا کہتے تھے۔۔۔۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے کہ ان لوگوں نے آپ کے پاشنوں پر پتھر مارے۔۔۔۔ اور یہاں تک خون بہا کہ آپ کے دونوں نعلین مبارک خون آلود ہو گئے۔۔۔۔ جس وقت آپ کو پتھر لگتا' آپ اس کے صدمہ سے زمین پر بیٹھ جاتے۔ لوگ آپ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کرتے تھے۔۔۔۔ جس وقت آپ چلتے' وہ لوگ پھر پتھر مارتے اور ٹھٹھے کرتے۔۔۔۔ ایسے میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچاتے تھے۔ حتیٰ کہ زید نے پتھر کھائے اور ان کے سر پر جا بجا زخم ہو گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اکرم سے پوچھا:

''کیا یوم احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر آیا ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں نے تمہاری قوم قریش سے جو کچھ دیکھا' وہ بیان سے باہر ہے۔۔۔۔ اور اس سے زیادہ سخت وہ موقع تھا جو میں نے بنی ثقیف سے یوم عقبہ میں دیکھا۔ ۲۲۰ جب میں نے اپنے نفس کو ابن عبد یا لیل بن کلال کے سامنے پیش کیا اور جس چیز کے لیے میں نے ارادہ کیا تھا' اس نے مجھے جواب نہیں دیا (یعنی نہ نصرت دی اور نہ ہی اسلام قبول کیا)۔۔۔۔ میں حیرت کی حالت میں ایسا غمگین چلا گیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں۔۔۔۔ میں اس حالت سے سنبھل نہیں پایا' اس وقت میں مقام قرن الثعالب میں تھا۔۔۔۔

وہاں میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو اچانک میں نے ایک ایسے بادل کو پایا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا' میں نے دیکھا تو وہاں جبرئیل علیہ السلام تھے۔۔۔۔ جبرئیل نے مجھے آواز دی اور کہنے لگے:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سنی اور جو شے انہوں نے آپ پر رد کی ہے' اسے بھی سنا ہے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے تاکہ جس شے کے لیے آپ چاہیں' حکم فرمائیں۔۔۔۔''

پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور سلام کیا اور کہنے لگا:

''یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا بیان سنا ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے ارادے کے مطابق حکم فرمائیں۔۔۔۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں جبل ابوقبیس اور جبل قیقعان کو ان لوگوں پر آپس میں ملا دوں (تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں)۔''

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہاڑوں کے فرشتے سے فرمایا:

''نہیں! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے انہیں پیدا فرمائے گا جو اکیلے رب کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ

---

۲۲۰ یوم عقبہ سے وہ واقعہ مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو طائف میں عقبہ کے مقام پر عبد یا لیل کے ساتھ تکلیف اٹھانے کا موقع آیا۔۔۔۔ نہ کہ عقبہ منیٰ مراد ہے۔

Marfat.com

کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔"

عداس نصرانی کا قبول اسلام:

عبد یالیل ـــــ ابن عبد کلال کا بھائی تھا۔ اہل طائف جو بنی ثقیف سے تھے' ان کے اکابر سے تھا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب اہل طائف سے واپس تشریف لائے تو راستہ میں ایک باغ کے پاس سے گزرے۔ یہ باغ عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے دونوں بیٹوں کا تھا۔ وہ دونوں اس وقت باغ میں تھے ـــــ بنی ثقیف کے مکروہ رویئے سے ان دونوں کے دل میں رحم آیا اور انہوں نے آپ کی خدمت میں اپنے غلام عداس نصرانی کے ہاتھ انگور بھجوائے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انگور کا خوشہ اٹھایا تو بسم اللہ کہا' پھر انگور کھائے ـــــ عداس نے آپ کا چہرہ مبارک بڑے غور سے دیکھا' پھر کہا:

"واللہ! یہ وہ کلام ہے جسے اس شہر کے رہنے والے نہیں کہتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عداس سے پوچھا:

"تم کس شہر کے رہنے والے ہو' تمہارا دین کیا ہے؟"

عداس نے بتلایا:

"میرا دین نصرانی ہے' میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔"

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"تم مرد صالح یونس بن متی کے علاقے سے ہو؟"

عداس نے حیرت سے کہا:

"آپ کو اس کا علم کیونکر ہوا؟"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"یونس علیہ السلام میرے بھائی ہیں اور وہ میری طرح نبی ہیں۔"

یہ سن کر عداس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں ہاتھوں اور سر مبارک اور دونوں پاؤں پر جھک پڑا اور انہیں بوسے دیتا تھا ـــــ اور یوں عداس مسلمان ہو گیا۔

جنوں کا واقعہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب طائف سے واپس تشریف لائے تو مقام نخلہ میں رات میں قیام فرمایا۔ مقام نخلہ مکہ معظمہ سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے ـــــ قیام کی رات میں آپ نے نماز میں بعض قرآن پاک پڑھا:

- اول رکعت میں سورہ اقراء۔
- دوسری رکعت میں سورہ الرحمٰن اور

Marfat.com

✪ تیسری میں سورۂ جن پڑھی۔

اللہ تعالیٰ نے جنوں میں سے سات اشخاص کو جو نصیبین کے رہنے والے تھے (نصیبین ملک شام کا ایک شہر ہے) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھیر دیا۔۔۔۔

صاحب الروض نے ابن درید سے ان سات جنوں کے نام لکھے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تھے:

✪ منشی ✪ ناشی ✪ شاصر ✪ ماضر

✪ الاحقب ✪ عمرو بن جابر ✪ وسرق :

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جنوں نے قرآن پاک سنا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ "خاموش ہو جاؤ" ۔۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ نے **واذا صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن** .... نازل فرمایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ الجن میں جس شے نے خبر دی تھی وہ ایک درخت تھا (یہ معجزہ ہے)۔۔۔۔ جنوں نے آپ سے زاد کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر وہ ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا مبارک نام ذکر کیا جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ لگے تو جتنا گوشت اس پر تھا' تم اس سے زیادہ پاؤ گے۔۔۔۔ یہی تمہارا زاد ہے۔ ۲۲۱

اور ہر ایک مینگنی تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔"

اس بار جنوں نے قرأت سماعت کی تھی۔۔۔۔ پھر اپنی قوم کی طرف پلٹ کے چلے گئے۔۔۔۔ اس کے بعد گروہ کے طور پر ایک قوم۔۔۔۔ ایک قوم کے بعد اور ایک فوج۔۔۔۔ ایک فوج کے بعد آپ کے پاس جن آئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن وحی سنا کرتے تھے۔ ایک کلمہ سنتے اور دس کلمے میں زیادہ کر دیتے تھے۔۔۔۔ جو کلمہ انہوں نے سنا ہوتا تھا' وہ حق ہوتا تھا اور جن کلموں کو وہ زیادہ کر دیتے تھے' وہ باطل ہوتے تھے۔۔۔۔ اس سے پہلے جنوں کو ستارے نہیں مارے جاتے تھے' لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت فرمائی تو جنوں کا آسمان پر کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ انہیں آگ کے شعلے مارے جاتے جس جن کو شعلے کا جتنا حصہ پہنچتا' وہ اسے جلا دیتا تھا۔۔۔۔ اس نئی تبدیلی کی انہوں نے ابلیس لعین سے شکایت کی۔ اس لعین نے کہا:

"یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں' ضرور کوئی عظیم امر اس حادثے کا سبب ہے۔"

ابلیس لعین نے اپنے لشکروں کو چاروں طرف بھیجا۔۔۔۔ ان میں سے کچھ شیاطین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقام نخلہ کے دو پہاڑوں کے درمیان ایسے حال میں پایا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔۔۔۔ انہوں نے جا کر ابلیس کو خبر کی۔ اس لعین نے کہا:

---

۲۲۱ زاد سے مراد وہ کھانا ہے جو انسان کے کھانے سے بچ رہے۔۔۔۔ یا ایک قسم کے کھانے سے مراد ہے جیسے انسان کے لیے حلال و حرام اشیاء معین ہیں، اس سوال سے پہلے شاید جنوں کو جو ملتا ہوگا، کھا لیتے ہوں گے۔۔۔۔ یا انسان کا وہ کھانا کھا لیتے ہوں گے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جاتا ہوگا۔

Marfat.com

''یہ وہ حادثہ ہے جو روئے زمین پر ہوا ہے۔'' ۲۲۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طائف سے واپسی پر ایک درخت کے سایہ میں آرام فرمایا۔۔۔۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہاں نوافل کے بعد آپ نے یہ دعا مانگی:

اللهم اليك اشكو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهواني على الناس يا ارحم الراحمين انت ارحم الراحمين وانت رب المستفضعفين الىٰ من تكلني الى عدو بعيد يتجهني ام الى صديق قريب ملكته امرى ان لم تكن غضبانا الى فلا ابالى ان مافيتك اوسع لى اعوذ بنور وجهك الذى اضاء ت له السمٰوت واشرقت له الظلمات وصلح عليه امر الدنيا والاخرة ان ينزل بى غضبك اويحل بى سخطك لك العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة الا بك

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں مطعم بن عدی کے جوار میں داخل ہوئے۔

کیا معراج ربیع الاول میں ہوئی؟

امام زہری علیہ الرحمہ نے حکایت کیا ہے کہ معراج کا یہ واقعہ رسالت پر مبعوث ہونے کے پانچ سال بعد تھا۔۔۔۔ ماہ ربیع الاول میں آپ کو روح اور جسم کے ساتھ بیداری میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک معراج ہوئی۔۔۔۔ پھر اقصیٰ سے ساتوں آسمان کے اوپر تک تشریف لے گئے۔۔۔۔ اور اپنے رب کو اپنے سر کی دو آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی، وہ یہ کہ آپ پر پانچ نمازیں فرض کیں۔۔۔۔ پھر آپ اپنی اسی رات میں مکہ میں پلٹ آئے۔۔۔۔ آپ نے اس واقعہ کے بارے میں لوگوں کو بتایا۔۔۔۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے۔ انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔۔۔۔ کفار نے آپ کی تکذیب کی۔۔۔۔ کفار نے آپ سے بیت المقدس کا وصف پوچھا۔۔۔۔ بیت المقدس جس صورت پر تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے روبرو پیش کر دیا۔ آپ اس کی طرف دیکھتے اور کفار سے اس کی تعریف بیان کرتے جاتے تھے۔

زہری سے قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اسے نقل کیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات بعثت کے دس سال بعد ماہ رمضان میں ہوئی۔ یہ بات غلط ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے ساتھ نماز فرض ہونے کے بعد نماز پڑھی ہے۔۔۔۔ آپ کی وفات معراج سے پہلے ہوئی جبکہ نماز آپ کی وفات کے بعد فرض ہوئی۔۔۔۔

ابن حجر کا کہنا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی ہے۔

معراج ہجرت سے کتنا عرصہ پہلے ہوئی؟

اس بارے میں مختلف روایات ہیں:

۲۲۲ اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

- معراج ہجرت سے ایک سال پانچ ماہ پہلے تھی ــــ (سدی، طبری، بیہقی)
- معراج ماہ شوال میں تھی۔
- معراج ماہ رجب میں تھی ــــ (ابوعمر یوسف ابن عبدالبر)
- ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی ــــ (امام نووی، ابن سعد)
- ہجرت سے ایک سال تین ماہ پہلے ہوئی یعنی ماہ ذی الحجہ میں ــــ (احمد بن فارس)
- ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ــــ (ابن اثیر)
- ہجرت سے آٹھ سال دو ماہ پہلے ہوئی ــــ (ابن جوزی)
- ہجرت سے ایک سال دو ماہ پہلے ہوئی ــــ (عبدالبر)
- ہجرت سے پہلے سترہ ربیع الاخر میں ہوئی ــــ (حربی امام نووی)
- معراج ربیع الاوال میں تھی ــــ (شرح صحیح مسلم)
- معراج ستائیس رجب کو ہوئی ــــ (حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی سرو المقدسی)
- وہ دن جو معراج کی رات سے طلوع کرتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔
- شنبہ کا دن تھا۔
- ابن دحیہ نے کہا ہے کہ انشاء اللہ دوشنبہ کا دن ہوگا تا کہ میلاد بعثت اور ہجرت اور وفات کے دن کے موافق ہو ــــ

اس لیے کہ یہ اطوار انتقالات کے وجود اور نبوت اور معراج، ہجرت اور وفات کی رو سے ہیں۔

قبیلہ اوس اور خزرج کا قبول اسلام:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے اظہار، اپنے نبی کے اعزاز اور اپنے نبی سے اپنے وعدہ کے وفا کرنے کا جب ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس موسم میں تشریف لے گئے جس میں آپ نے قبیلہ اوس اور خزرج کے انصار سے ملاقات کی تھی ــــ آپ نے اپنے نفس مبارک کو عرب قبائل کے سامنے پیش کیا ــــ جیسا کہ آپ ہر موسم میں اظہار رسالت کے لیے عرب قبائل کے سامنے خود کو پیش فرمایا کرتے تھے ــــ اس دوران آپ ایسی جگہ تشریف فرما تھے جو عقبہ جمرہ سے قریب ہے ــــ آپ خزرج کے چند آدمیوں سے ملے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

''تم کون لوگ ہو؟''

انہوں نے بتایا کہ ہم قبیلہ خزرج سے ہیں ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کے لیے فرمایا:

''کیا تم لوگ بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ باتیں کروں!''

انہوں نے کہا کہ بے شک ہم بیٹھیں گے ــــ چنانچہ وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ ان کے سامنے قرآن پڑھا ـــــ

اس وقت ان کے ساتھ اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی۔ ان لوگوں کے شہروں کے ساتھ یہودیوں کے گھر تھے ـــــ یہودی اہل کتاب تھے۔ یہودیوں اور اوس وخزرج کے درمیان کوئی تنازعہ ہوتا تو وہ یہود اوس وخزرج کو دھمکایا کرتے۔

''ایک نبی اب مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کا زمانہ آ گیا ہے ـــــ ہم یہودی اس بنی کا اتباع کریں گے اور اس نبی کے ساتھ رہ کر تمہیں قتل کریں گے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اوس وخزرج کے ان لوگوں سے کلام فرمایا تو انہوں نے یہودیوں کی بیان کردہ صفات میں سے آپ کی صفت کو پہچان لیا ـــــ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:

''یہ تو وہی نبی ہیں' ایسا نہ ہو کہ آپ کی اتباع میں یہودی ہم پر سب سبقت لے جائیں۔''

چنانچہ انہوں آپ کی پیش کردہ اسلام کی دعوت کو انہوں نے قبول کرلیا۔ ان میں سے چھ آدمی مسلمان ہو گئے' وہ سب قبیلہ خزرج سے تھے:

- ابوامامہ اسعد بن زرارہ
- عوف بن الحارث بن رفاعہ (وہ ابن عفرا ہیں)
- رافع بن مالک ابن عجلان
- قطبہ بن عامر بن حدیدہ
- عقبہ بن عامر بن نابی
- جابر بن عبداللہ بن ریاب

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''کیا تم میری مدد کرو گے۔ حتیٰ کہ میں اپنے رب کی رسالت کو پہنچا دوں!''

انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ ہمارے دنوں سے ایک دن یوم بغاث ۲۲۳ اول سال میں تھا۔ اس دن ہم نے جنگ کی۔ اگر وہی دن آ جائیں اور ہم لوگ جنگ میں پہلی طرح ہوں تو ہم آپ کے حضور حاضر نہ ہوسکیں گے ـــــ آپ ہمیں اتنی مہلت دیں کہ ہم اپنے قبیلوں کو لوٹ جائیں ـــــ ہمیں اللہ کریم سے امید ہے کہ ہماری آپس میں اصلاح ہو جائے اور ہم اپنے عشائر کو اسلام کی طرف بلائیں جیسا کہ آپ نے ہمیں اسلام کی طرف بلایا ہے ـــــ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو آپ کے پاس اکٹھا فرما دے گا ـــــ اگر وہ متفق اللفظ آپ کی رسالت پر ہو جائیں گے اور آپ کا اتباع کرلیں گے تو آپ سے بڑھ کر کوئی غالب و برتر نہ ہوگا ـــــ اور آپ سے جو وعدہ ہم نے کیا ہے' وہ آئندہ سال کا حج ہے۔''

یہ کہہ کر وہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف پلٹ کر چلے گئے ـــــ ان کے مدینہ جانے کی دیر تھی کہ گھر گھر میں ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہونے لگا۔ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں آپ کی باتیں نہ ہوتی ہوں ـــــ دراصل

۲۲۳ بغاث، بعین مہملہ اور بغین معجمہ دونوں طرح آیا ہے ـــــ بغاث ایک جگہ کا نام ہے ـــــ بغاث ایک قلعہ ہے ـــــ بعض نے کہا ہے کہ ایک کھیت ہے جو بنی قریظہ کے پاس مدینہ منورہ سے دومیل پر ہے۔ جہاں اوس اور خزرج کی باہم جنگ ہوئی تھی۔

Marfat.com

جو کچھ انہوں نے دیکھا' سنا' اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ اس لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر چل نکلا ـــــ بلکہ کو بہ کو پھیل گیا۔

آئندہ سال حج کا سال تھا ـــــ بارہ آدمیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ـــــ ان میں سے چھ کا ذکر گزشتہ سطور میں ہو چکا ہے ـــــ بقیہ سات مرد یہ تھے جو دولت ایمان سے سرفراز ہوئے:

- معاذ بن الحارث بن رفاعہ
- ذکوان بن عبدالقیس الزرقی ۲۲۴
- عبادہ بن الصامت ابن قیس
- ابوعبدالرحمٰن یزید ابن ثعلبۃ البلوی
- عباس بن عبادۃ بن نضلہ (قبیلہ خزرج سے)
- ابوالہیثم بن الیتھان (بنی الاشہل سے)
- عویم بن ساعدہ

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عورتوں کی بیعت پر بیعت کی یعنی اس بیعت کے موافق تھی جو فتح مکہ کے وقت اس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ وہ بیعت یہ تھی:

- ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے۔
- ہم چوری نہ کریں گے۔
- ہم زنا نہ کریں گے۔
- ہم اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔
- ہم ایسا بہتان کسی پر نہ کریں گے جسے ہم اپنی طرف سے گھڑیں گے۔
- معروف میں نافرمانی نہ کریں گے۔
- تنگی اور آسانی دونوں حالتوں میں آپ کا حکم سنیں گے۔
- جو شے نفس کو مسرور کرتی ہے ارو جو شے نفس کو مکوہ لگتی ہے یعنی ہر ایک امر و نہی اور آسانی' دشواری میں ہم آپ کے مطیع وفرمانبردار رہیں گے۔
- آپ جس شے کو اپنے نفس مبارک کے لیے اختیار فرمائیں گے۔ ہم اس شے سے راضی رہیں گے اور اپنے نفوس کے لیے ہم وہ شے نہ چاہیں گے۔
- آپ جس کسی کو ملک یا حکومت دیں گے' ہم اس سے جھگڑا نہ کریں گے۔
- ہم جس جگہ ہوں گے' وہاں حق کا اعتراف کریں گے۔
- اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ہم خوف نہ کریں گے۔

ان امور کی بیعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

۲۲۴ ذکوان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ معظمہ میں کوچ کیا تھا ـــــ اور آپ ہی کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کر لی تھی ذکوان مہاجر انصاری ہیں۔ آپ جنگ احد میں شہید ہوئے۔

Marfat.com

''اگر تم اس عہد کو وفا کرو گے تو اللہ کے فضل سے تمہارے لیے جنت ہے ـــــ اور جو شخص ان امور کے خلاف کرے گا تو اس کا امر اللہ کی طرف سے سپرد کیا گیا ہے ـــــ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس کے بدلے اپنے عدل سے اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے معاف فرما دے گا۔''

جس دن ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تھی' اس دن کفار اور مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کو قتال فرض نہیں کیا گیا تھا ـــــ پھر یہ لوگ مدینہ کی طرف پلٹ کے چلے گئے ـــــ

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر کیا ـــــ جو لوگ ایمان لائے تھے' اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں انہیں جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے ـــــ اوس اور خزرج نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا:

''آپ اس شخص کو ہمارے پاس بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن پاک پڑھا دے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ مدینہ کے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھا دیں ـــــ اس وقت چالیس مرد تھے ـــــ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر انصار سے کثیر لوگ مسلمان ہوئے ـــــ انصار میں سے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر مسلمان ہوئے تو ان کے اسلام لانے سے بنی عبدالاشہل کے جمیع مرد اور عورتیں ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئیں ـــــ سوائے اشی اصیرام کے جو عمرو بن ثابت بن وقش ہیں' انہوں نے یوم احد تک تاخیر کی ـــــ پھر وہ یوم احد میں مسلمان ہو گئے اور احد میں شہید ہو گئے ـــــ اتفاق سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ بھی نہیں کیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اصیرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا:

''اصیرام اہل جنت سے ہیں'' سبحان اللہ!

کتنے کمال کی بات ہے کہ نبی عبدالاشہل میں نہ کوئی مرد منافق تھا اور نہ کوئی عورت منافقہ تھی' سبھی خالص مخلص تھے' یہ محض رب کریم کا فضل و کرم ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عقبہ ثالث میں آئندہ سال ماہ ذی الحج ایام تشریق کے درمیان ستر مرد آئے۔ ان آنے کی تعداد سے متعلق اور بھی روایات ہیں:

- ستر پر ایک یا دو مرد زیادہ تھے اور دو عورتیں تھیں ـــــ (ابن سعد)
- تہتر (۷۳) مرد اور دو عورتیں تھیں ـــــ (ابن اسحاق)
- پچھتر (۷۵) نفوس تھے ـــــ (حاکم)

لیلۃ العقبہ میں ان میں سے سب سے پہلے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی' ان سے متعلق مختلف آراء ہیں:

- براء ابن معرور
- ابو الہیثم
- اسعد بن زرارہ

Marfat.com

انہوں نے اس شرط پر بیعت کی کہ:

- وہ لوگ دین کے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کریں گے۔ جیسے وہ اپنی بیوی بچوں کو دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔
- احمر و اسود (یعنی عرب اور عجم یا جن و انس) سے جنگ کریں گے۔ قتال (جنگ) کی اجازت کے لئے پہلی جو آیت کریمہ نازل ہوئی' ان کے بارے دو روایتیں ہیں:
- وہ اذن للذین یقاتلون ہے۔
- وہ ان اللہ اشتری من المومنین .... ہے (اکلیل)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بارہ نقیب مقرر فرمائے ـــــ ارشاد باری ہے: وبعثنا فیھم اثنی عشر نقیبا [۲۲۵]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں دس سال تک قیام فرمایا ـــــ ہر سال حج کے موسم میں لوگوں کو ان کے ٹھہرنے کی جگہ مقام منیٰ وغیرہ میں تلاش کرتے اور ارشاد فرماتے:

''کون شخص مجھے ٹھکانا دے گا ـــــ کون شخص میری نصرت کرے گا تاکہ میں اپنے رب کی رسالت کو پہنچا دوں ـــــ جو شخص ایسا کرے گا' اس کے لیے جنت ہے۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یثرب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ـــــ

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ:

''جس وقت میں تمہارے پاس یثرب میں آؤں تم میری نصرت کرنا ـــــ اور تم میری اس طرح سے حفاظت کرنا جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی دشمنوں سے حفاظت کرتے ہو ـــــ اور اس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رات کو عقبہ میں اس لیے حاضر ہوئے کہ یثرب والوں سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عہد کی مضبوطی کریں اور ان سے وعدہ و تاکید کریں ـــــ حضرت عباس تاحال مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ اپنی قوم کے دین پر تھے ـــــ انہوں نے اہل یثرت سے کہا:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں میں جس مقام پر ہیں' تم نے دیکھ لیا ہے ـــــ ہم نے آپ کو اپنی قوم کے ساتھ بچایا ہے ـــــ آپ اپنی قوم میں عزت سے ہیں اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں ـــــ آپ نے انکار کیا مگر تمہارے ہاں رہنا اختیار فرمایا ہے ـــــ

اگر تم غور کرو کہ تم نے جس شے کی طرف بلایا ہے' اس کی وفا کرو گے اور جو شخص آپ سے خلاف کرے تو اس سے آپ کی حفاظت کرو گے تو تمہیں اختیار ہے کہ جس شخص کا تم نے بار اٹھایا ہے۔

---

۲۲۵ نقیب سے مراد متکفل امور ہے۔

Marfat.com

لیکن اگر آپ کے خروج کے بعد تم آپ کو دشمن کے حوالے کر دو گے یا آپ کو چھوڑ دو گے تو بہتر یہی ہے کہ آپ کو ایسے ہی چھوڑ جاؤ۔۔۔ اس وقت آپ بڑی عزت میں ہیں اور اپنی قوم میں سب آفتوں سے محفوظ ہیں اور (سب سے بڑھ کر) اپنے شہر میں ہیں"۔

اہل یثرب نے کہا:

"جو کچھ آپ نے کہا، ہم نے اسے سن لیا ہے (آپ اطمینان رکھیں)"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے جس شے کو اپنے رب اور اپنے نفس کے لیے دوست رکھا ہے، آپ سے اختیار فرمائیں۔"

صحابہ کرام کی مدینے کو ہجرت:

لیلۃ العقبہ میں اہل یثرب نے جو بیعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی، پوری ہوگئی۔۔۔ یہ بیعت کفار قریش سے مخفی رکھی گئی۔۔۔ جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے حکم فرمایا۔

وہ لوگ تنہا بھی اور گروہ بھی مکہ معظمہ سے نکلے۔۔۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں اس انتظار میں مقیم رہے کہ کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکہ سے ہجرت کے لیے حکم آ جائے۔

جب صحابی نے سب سے پہلے مکہ سے مدینہ کے لیے ہجرت کی وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ بیعت عقبہ سے ایک سال پہلے چلے گئے تھے۔ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے مکہ معظمہ میں آئے تھے۔۔۔ اہل مکہ نے ان کو ایذا پہنچائی۔۔۔ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب انصار کے اسلام قبول کرنے کی خبر پہنچی تو آپ انصار کی طرف چلے گئے۔۔۔

ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلیٰ۔۔۔ پھر عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما، پھر اور مسلمان گئے۔۔۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی حضرت زید اور عباس بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیس شتر سواروں میں گئے۔ مدینہ منورہ میں آئے اور عوالی میں اترے۔۔۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کو گئے۔۔۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص باقی نہ رہا، سوائے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت:

ابن اسحٰق اور مغلطائی نے لکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کے لیے کثرت سے اجازت چاہتے تھے (اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر جانا بھی نہیں چاہتے تھے)۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے:

Marfat.com

''تم جلدی نہ کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ہمراہی پیدا فرمادے۔''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دل کی گہرائیوں سے یہ آرزو کرتے تھے کہ وہ ہمراہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں۔

پھر قریش دارندوہ میں جمع ہوئے۔ ان کے ساتھ ابلیس لعین ایک نجدی بوڑھے کی صورت میں موجود تھا۔۲۲۶ ــــ دارندوہ ۲۲۷ میں حالات کی تازہ ترین صورتحال ان کے پیش نظر تھی:ــــ

- مسلمانوں کی شبانہ روز بڑھتی ہوئی طاقت'
- اسلام کا تیزی سے دل میں گھر کرنا
- مسلمانوں کا مکہ سے ان کی پہنچ سے باہر ہوتے جانا

ان سب امور پر صلاح مشورہ جاری تھا ــــ آخر کار قریش کی آراء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر جمع ہو گئیں ــــ اس اتفاق رائے کے بعد وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے کہا:

''آج رات آپ ہجرت فرما جائیں ــــ اور آج رات اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں۔''

جب رات ہوگئی تو قریش آپ کے مکان پر دروازہ پر جمع ہو گئے اور اس انتظار میں تھے کہ آپ سو جائیں تو پھر آپ پر حملہ کریں ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبز چادر اوڑھ لی اور آپ کے بستر مبارک پر سو رہے ــــ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اول شخص ہیں جنھوں نے اپنے نفس کو اللہ کے لیے بیچ کیا اور اپنی جان پیش کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بچایا ــــ حضرت علی اس بارے میں فرماتے ہیں:

وقيت بنفسي خير من وطي الثرىٰ ومن طاف بالبيت العتيق وبالحجر

''یعنی میں نے اپنے نفس کے ساتھ اس شخص کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں کا خیر ہے اور ان لوگوں کا خیر ہے جنھوں نے بیت عتیق کا طواف کیا ہے اور حجر کا طواف کیا ہے'':

رسول اهه خاف ان بمكر وابه فنجاه ذو الطول الا له من المكر

---

۲۲۶ ابلیس لعین نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش میں صلاح ومشورے کے لیے نجدی بوڑھے کا بہروپ اختیار کیا ــــ احادیث کتب سیر میں ابلیس لعین کا نجدی بہروپ اختیار کرنا نجدیوں کے منفی کرداروں کی سمت متعین کرتا ہے۔
ابلیس لعین کی موجودگی کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ قریش نے آپس میں کہا تھا کہ اہل تہامہ سے کوئی شخص ہمارے ساتھ صلاح مشورے میں شامل نہ ہو اس لیے کہ اہل تہامہ کا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میل ومحبت کا ساتھ ہے، اس لیے ابلیس لعین شیخ نجدی کی صورت میں شریک مشاورت ہوا تھا۔

۲۲۷ دارندوہ قصی بن کلاب کا گھر تھا۔ قریش کسی بھی کام کے لیے دارندوہ ہی میں صلاح ومشورہ کیا کرتے ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو کچھ قریش کرتے، اس کے لیے دارندوہ میں صلاح ومشورہ کرتے تھے ــــ ایک ندوہ بھارت میں بھی ہے۔

Marfat.com

''وہ خیر خلائق اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے دین کے دشمنوں سے یہ خوف کیا کہ وہ ان کے ساتھ مکر کریں گے ـــــ لیکن اب رب کریم نے جو صاحب بخشش وعطا ہے' اس رسول کو دشمنوں کے مکر سے نجات دی''۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نصف شب کو سورہ یاسین کی آیت **فاغشینا هم فهم لایبصرون** پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے۔ آپ نے ان سب کے سروں میں وہ مٹی ڈال دی جو آپ کے دست مبارک میں تھی ـــــ آپ ان کے درمیان میں سے گزرے لیکن اللہ تعالیٰ نے قریش کو اندھا کر دیا تھا۔ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکے ـــــ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس طرف تشریف لے گئے جس جگہ کا آپ نے ارادہ فرمایا تھا ـــــ

اس کے بعد قریش کے پاس ایک شخص آیا جو قریش کے ساتھ نہیں تھا۔ اس نے قریش سے کہا:

''تم لوگ اس جگہ کس کا انتظار کر رہے ہو؟''

انہوں نے کہا:

''ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔''

اس نے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ناکام کر دیا ـــــ واللہ! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے پاس سے نکل گئے ـــــ اور پھر تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال دی اور اپنے کام سے چلے گئے ـــــ تمہاری جو حالت ہے' کیا تم اسے نہیں دیکھتے۔''

یہ سن کر ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور سب نے ہی اپنے سر پر مٹی موجود پائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ قریش میں سے کسی مرد کو کوئی کنکر ہی نہیں لگی اور ان میں سے ہر ایک کو یوم بدر میں قتل کیا گیا کہ وہ کافر تھے (یعنی جو آپ کے قتل کے لیے مامور کیے گئے تھے' انجام کار وہ سب جنگ بدر میں مارے گئے) ـــــ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك .... یقتلوك اویخرجوك ۲۲۸

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہجرت کے لیے اجازت عطا فرمائی اور یہ بھی فرمایا

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطان نصیرا

یعنی مدخل صدق مدینہ منورہ ہے ـــــ اور مخرج صدق مکہ معظمہ ہے ـــــ معنی یہ ہے کہ مجھے مدینہ میں پسندیدہ طور پر داخل فرما کہ میں کوئی مکروہ امر نہ دیکھوں ـــــ اور مکہ معظمہ سے مجھے اس طرح سے نکال کہ اپنے دل میں مکہ کے لیے

---

۲۲۸ اس آیہ مبارک میں اہل ندوہ کے مکر کا بیان فرمایا ہے ـــــ ابوالبختری نے یہ رائے دی تھی کہ آپ کو باندھ ڈالو اور ایک مکان میں بند کر دو ـــــ ابوجہل لعین نے یہ رائے دی تھی کہ عرب کے تمام قبیلوں سے ایک ایک جوان لے لیا جائے اور وہ سب آن واحد میں آپ پر ایک ہی ضرب لگا دیں۔ آپ کے قتل کے بعد اگر بنی عبد مناف خون کا دعویٰ کریں گے تو دیت دے دی جائے گی۔ ابلیس لعین نے اس رائے سے اتفاق کیا تھا ـــــ ابوالاسود کی رائے یہ تھی کہ کیوں نہ آپ کو مکہ سے نکال دیں۔

Marfat.com

خیال نہ کروں اور مجھے وہ قوت عطا فرما کہ جس سے تو مجھے اپنے دشمنوں پر کامیابی عطا فرما۔

مدینہ کی طرف ہجرت میں حکمت:

اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ میں یہاں تک قیام فرمایا کہ یہیں سے اپنے رب کے پاس انتقال فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اس بات کا خیال کیا ہے کہ اشیاء کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب شرف حاصل ہو ـــــ یہ قطعاً خیال نہیں کیا کہ آپ کو اشیاء کے باعث شرف حاصل ہو ـــــ اگر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصال تک ہی مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہتے تو یہ وہم کیا جاتا کہ آپ کو مکہ معظمہ کے شرف نے حضرت خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ساتھ سبقت کی تھی ـــــ لہٰذا اللہ کریم نے یہ ارادہ کیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ظاہر کرے ـــــ اس لیے مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے آپ کو حکم فرمایا۔ جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمایا تو مدینہ نے آپ کی ذات مبارک سے شرف پایا ـــــ حتیٰ کہ اس امر پر اجماع ہے کہ دنیا جہان کی سب جگہوں سے افضل وہ جگہ ہے کہ جس جگہ نے آپ کے اعضائے کریمہ کو ملایا ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

مکہ سے کب نکلے، مدینہ میں کب تشریف لائے:

اس بارے میں متعدد روایات ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ سے خروج بیعت عقبہ کے تین ماہ بعد تھا یا تین ماہ کے قریب تھا ـــــ (حاکم)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول کے پہلے دن مکہ معظمہ سے نکلے۔ اس صورت پر بیعت عقبہ کے دو ماہ انیس دن بعد آپ کا مکہ معظمہ سے نکلنا ہوگا ـــــ (ابن اسحاق)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے دو ماہ چند راتوں میں بیعت عقبہ کے بعد نکلے ہیں ـــــ (اموی)
- اور کہا ہے کہ آپ عرہ ربیع الاول کو مکہ معظمہ سے نکلے اور ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں کہ مدینہ منورہ تشریف لائے۔
- اس صورت میں آپ پنج شنبہ کے دن مکہ معظمہ سے نکلے ـــــ (فتح الباری)
- متواتر اخبار وار ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے دوشنبہ کے دن نکلے اور دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں آپ داخل ہوئے ہیں ـــــ (حاکم)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے پنج شنبہ کے دن نکلے ـــــ (محمد بن موسیٰ الخوارزمی)

حاکم اور خوارزمی کے قولوں کو اگر اس طرح جمع کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے پنج شنبہ کے

Marfat.com

دن نکلے ۔۔۔۔۔ اور غار سے دوشنبہ کی رات میں نکلے' اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار میں تین رات قیام فرمایا (شب جمعہ' شب شنبہ اور شب یک شنبہ) اور اثنائے شب دوشنبہ میں نکلے ۔۔۔۔۔

نبوت کے وقت سے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ معظمہ میں قیام کی مدت تیرہ (۱۳) سال ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ابن عباس سے روایت ہے ۔۔۔۔۔ البتہ مسلم شریف میں ابن عباس سے پندرہ سال کی روایت ہے ۔۔۔۔۔ صحیح تر پہلی ہی روایت ہے۔ اس پر حضرت صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد دلالت کرتا ہے کہ آپ نبوت کے بعد مکہ معظمہ میں تیرہ سال مقیم رہے۔[۲۲۹]

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة　　یذکر لو یلقی صدیقا مواتیا

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش میں تیرہ سال قیام فرمایا۔ لوگوں کو اس شے کی طرف بلاتے تھے جو شے آپ اللہ تعالیٰ سے لائے تھے ۔۔۔۔۔ اور لوگوں کے جھگڑوں پر تحمل فرماتے تھے ۔۔۔۔۔ کاش! آپ ایسے صدیق کو پاتے جو آپ سے اتفاق کرتا اور اطاعت کرتا ۔۔۔۔۔ یا یوں کہہ لیں کہ اگر آپ کسی ایسے صدیق کو پاتے جو آپ کی اطاعت کرتا تو دعوت نبوت آپ کے لیے آسان ہو جاتی۔

ہجرت مدینہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ:

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ لے لیں ۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکہ سے جانے کی خبر کی اور یہ فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔ آپ کچھ دن مکہ میں ٹھہر جائیں۔ جب لوگوں کی امانتیں لوٹا دیں' تب آپ بھی مدینہ چلے آئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ خلاف معمول اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت میں آپ ہمارے ہاں تشریف نہیں لایا کرتے تھے ۔۔۔۔۔ آپ نے ڈھاٹا باندھا ہوا تھا ۔۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں' واللہ آپ ایسے وقت میں کسی عظیم حکم سے تشریف لائے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکان میں آنے کے لیے اجازت چاہی ۔۔۔۔۔ آپ اندر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

''میں تمہارے پاس سے جاتا ہوں'' (جیسے کوئی راز کی بات کہنا چاہتے ہوں)

---

۲۲۹ صرمہ بن انس ۔۔۔۔۔ یا صرمہ بن قیس ۔۔۔۔۔ یا ابن ابی انس بن مالک بن عدی ابی قیس الانصاری النجاری صحابی ہیں ۔۔۔۔۔ ان کے اشعار میں حکمت اور وصیتیں ہیں ۔۔۔۔۔ بڑے حق بات کہنے والے تھے ۔۔۔۔۔ اپنی قوم میں بہت عظیم تھے، مسلمان ہو گئے تھے ۔۔۔۔۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' میرے گھر کے لوگ آپ کے اہل ہیں۔'' ۲۳۰

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے مکہ سے نکلنے کے لیے حکم ہو گیا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے ساتھ ہوں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں تم میرے ساتھ ہو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' میرے سواری کے دونوں اونٹوں میں سے ایک اونٹ آپ لے لیجئے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''لیکن میں قیمت کے بدلے لوں گا۔'' ۲۳۱

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سفر کے لیے جو شے جلد تیار ہو سکتی تھی' ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تیار کر دی ـــــ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے توشہ راہ تیار کر کے توشہ دان میں بھر دیا ـــــ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کمر باندھنے کے کپڑے سے ایک ٹکڑا قطع کیا اور اسے توشہ دان کے منہ پر باندھ دیا تاکہ زاد راہ محفوظ رہے ـــــ اس سبب سے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''ذات النطاقین'' رکھا گیا ـــــ

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبل ثور کے غار میں پہنچے ـــــ جبل ثور اسفل مکہ میں پہاڑ ہے ـــــ جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے نکلے اور حزورہ میں ٹھہرے۔ آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور بیت اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

---

۲۳۰ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ میرے گھر کے لوگ آپ کے اہل ہیں، وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہو چکا تھا۔

۲۳۱ اگر یہ کہا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت کے بغیر اونٹ کی سواری کیوں قبول نہ فرمائی اور وہ بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اتنا مال صرف کیا تھا جو کہ اونٹ کی قیمت سے کثیر و بیش بہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول بھی فرما لیا تھا ـــــ ہجرت کا معاملہ دوسرا تھا۔ اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کی فضیلت کو کامل کرنا مقصود تھا تاکہ اللہ کے لیے ہجرت اپنی ذات اور اپنے مال سے ہو اور یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سب سے بڑھ کر ہوں۔

Marfat.com

''واللہ اے بیت اللہ! تو اللہ تعالیٰ کی کل زمین سے میرے نزدیک زیادہ دوست ہے۔۔۔۔ اور تو اے بیت اللہ! اللہ تعالیٰ کی کل زمین سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ دوست ہے۔۔۔۔ اگر تیرے شہر کے رہنے والے مجھے تجھ سے نہ نکالتے تو میں ہرگز نہ نکلتا۔''۲۳۲

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کا علم حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل کے سوا کسی کو نہیں ہوا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے سفر کے لیے توشہ تیار کیا تھا۔۔۔۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں اس کھڑکی سے نکل کر غار کی طرف تشریف لے گئے تھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی پشت میں تھی۔۔۔۔ جبکہ قریش نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کھو دیا اور آپ کو مکہ کے گرد و نواح میں تلاش کیا۔۔۔۔ اور ہر طرف نشان قدم پہچاننے والوں کو آپ کے نشان قدم پر بھیجا۔۔۔۔ جو شخص ثور کی طرف گیا تھا' اس نے وہاں پر آپ کے قدم مبارک کا نشان پایا۔ وہ اس نشان پر چلتا گیا۔ چلتے چلتے وہ جبل ثور تک پہنچا تو آپ کے قدم مبارک کا نشان منقطع ہو گیا یعنی ثور سے آگے پتہ نہ چلا۔۔۔۔ قریش پر آپ کا نکل جانا دشوار ہو گیا۔ انہیں صبر نہ رہا اور انعام رکھا کہ جو شخص آپ کو واپس لائے یا آپ کی خبر لائے تو اس کے لیے سو اونٹ انعام۔۔۔۔ شیخ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

ویح قوم جفوا نبیاء بارض الفته ضبابها والظباء

ویح کلمہ ترحم ہے۔۔۔۔ اس شخص کے لیے کہا جاتا ہے جو مہلکہ میں پڑ جائے اور اس ہلاکت کا مستحق نہ ہو۔۔۔۔ اس قوم کا بھلا ہو جس نے اپنے نبی پر اس سرزمین میں جفا کی یعنی ایذا پہنچائی کہ آپ کے قتل کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔۔۔۔ وہ زمین وہ ہے جس میں گوہ اور ہرن تک اس نبی سے مانوس تھے (ضب اور ظبی میں معجزوں کی طرف اشارہ ہے)۔۔۔۔ قوم کا بھلا اس لیے چاہا ہے کہ وہ لوگ آپ کے قرابت دار تھے۔

وسلوه وحن جذع اليه وقلوه وده العزباء

اس قوم کے دلوں نے آپ سے نفرت کی۔ حال یہ ہے کہ آپ کے لیے درخت کے تنے نے نالہ و فریاد کی اور قوم کے لوگوں نے آپ سے دشمنی کی۔۔۔۔ جبکہ غریب لوگوں نے آپ کو دوست رکھا یعنی انصار نے آپ سے محبت اور دوستی کی۔

اخرجوه منها وا راه غاره رحمته حمامة ورقاء

وہ قوم آپ اور آپ کے باپ دادا کے وطن سے نکلنے کا سبب ہوئی جبکہ جبل ثور کے غار نے آپ کو ٹھکانہ دیا۔۔۔۔ اور اس قوم سے آپ کی حمایت ایسے کبوتر نے کی جو ورقاء تھا یعنی جس کا سفید رنگ سیاہی میں مخلوط تھا۔۔۔۔ اس کبوتر نے آپ کی حمایت کے لیے غار پر انڈے دیئے۔

وكفته نبجها عنكبوت ما كفته الحمامة الصلاء

---

۲۳۲ یہ وہ درست ترین دلیل ہے جس کے ساتھ مدینہ منورہ پر مکہ معظمہ کی تفضیل کے بارے میں احتجاج کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور مکڑی نے اپنے جالے سے دشمنوں سے آپ کو وہ کفایت کی کہ آپ کو دشمنوں سے حمامہ حصلانے کی (حصلا ـــــ کثیر پتوں کا درخت' کبوتر کو اس درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے ـــــ اس کے پروں کی کثرت کی وجہ سے یہ استعارہ کے طور پر ہے)

روایت ہے کہ ہجرت کے دوران ثبیر پہاڑ نے آپ کو یہ ندا کی:

''آپ مجھ پر سے اتر جائیں ـــــ اس لیے کہ مجھے یہ خوف ہے کہ آپ مجھ پر قتل کیے جائیں ـــــ اور اس وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ عذاب دے۔''

پھر حرا نے ندا کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ میری طرف تشریف لائیں۔''

قاسم بن ثابت نے ''دلائل'' میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ غار میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے غار کے در پر راءۃ کو اگا دیا۔۲۳۳ یعنی اس کو اسی وقت اگا دیا۔ گویا جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف فرما ہوئے تو تین معجزات ہوئے:

- غار کے در پر راءۃ درخت اگا دیا جس نے کافروں کی آنکھوں کو غار سے روک دیا اور وہ نہیں دیکھ سکے۔
- اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا۔ اس نے غار کے منہ پر جالا تن دیا۔
- اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتر بھیج دیئے۔ انہوں نے غار کے منہ پر گھونسلا بنایا اور اس میں انڈے بھی دیدیئے ـــــ حرم شریف کے کبوتر انہی دونوں کبوتروں کی نسل سے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے انہیں حمایت کی جزا دی)

قریش کے نوجوان ہر ایک بطن سے لاٹھیاں اور تلواریں لے کر آئے ـــــ ان میں سے ایک غار تک آیا۔ اس نے غار کے منہ پر دو جنگلی کبوتر دیکھے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔ انہوں نے اسے کہا کہ

''تجھے کیا ہو گیا تو غار میں نہیں گیا' کیا بات ہے؟''

اس نے کہا:

''میں نے غار کے منہ پر دو جنگلی کبوتر دیکھے' ان سے میں نے جانا کہ غار میں کوئی نہیں۔''

ایک اور کافر نے دوسروں سے کہا کہ غار کے اندر داخل ہو ـــــ امیہ بن خلف نے کہا:

''غار کی طرف تمہاری حاجت نہیں۔ غار میں بلکہ ایک مکڑی ہے جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی میلاد سے اقدم ہے۔''

وہ آپس میں کہنے لگے کہ:

---

۲۳۳ راءۃ معروف درخت ہے ـــــ وہ درخت ام غیلان ہے ـــــ ابوحنیفہ دینوری نے لکھا ہے کہ وہ درخت انسان کی قد کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ڈورے ہوتے ہیں اور اس کی سفید کلیاں ہوتی ہیں ـــــ اس کے ڈورے اور پھول گل تکیوں میں بھرتے ہیں۔ وہ ایسے ہلکے اور نرم ہوتے ہیں جیسے پرندے کے پر، وہ روئی کی طرح ہوتے ہیں۔

Marfat.com

''اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے ہوتے تو انڈے ٹوٹ جاتے اور مکڑی کا جالا بھی ٹوٹ گیا ہوتا۔''

غور کا مقام ہے کہ لشکروں کے ساتھ قوم سے مقابلہ کرنے میں یہ چیزیں معجزہ ہیں ــــــ آخر درخت نے کیونکر ان کے مطلوب (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر سایہ کیا ــــــ اور کیسے ڈھونڈنے والوں کو حیران کر دیا اور کافر بھٹکتے پھرے ــــــ پھر مکڑی آئی اور اس نے غار کا دروازہ جسے طالب ڈھونڈ رہا تھا' اسے بند کر دیا اور مکان کے چہرے میں وہ فروکش ہوگئی اور اس مکڑی نے وہ کپڑا ایجاد کیا جسے اس نے بنا تھا اور جو کچھ اس نے بنا' اس سے چھپا لیا حتیٰ کہ قائف پر طالب مخفی ہوگئی ــــــ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

والعنکبوت اجادت حوک حلتها   فما تخال خلال النسج من خلل

مکڑی نے اپنے حلہ کے بنے میں متانت کی ــــــ اس کی اس متانت سے بنے میں تم خلل نہ پاؤ گے ــــــ اور جالے کے بنے سے مکڑی کو شرف حاصل ہوا ــــــ ابن النقیب نے کیا خوب کہا ہے:

ودود القزان نسجت حریرا   یجمّل لیسه فی کل شی

ریشم کے کیڑے نے اگر حریر (ریشم) بنا تو حریر (ریشم) کا پہننا ہر ایک حال میں زینت دیتا ہے۔

فان العنکبوت اجل منها   بما نسجت علی راس النبی

مکڑی ریشم کے کیڑے سے اس بنے کے سبب زیادہ بزرگ ہے جس کو اس مکڑی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر غار میں بنا ہے۔

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

''اے میرے اللہ! ان کی بینائیوں کو اندھا کر دے۔''

چنانچہ غار میں داخل ہونے سے ان کی بینائیاں اندھی ہوگئیں اور وہ کفار غار کے دائیں بائیں آ جا رہے تھے لیکن غار میں نہیں آتے تھے۔

قصیدہ بردہ شریف میں واقعہ غار ثور کا ذکر:

اس واقعہ کی طرف صاحب ''بردہ'' نے اشارہ کیا ہے:

اقسمت بالقمر المنشق ان له   من قلبه نسبة مبرورة القسم

میں نے شق ہوئے چاند کی قسم کھائی ــــــ چاند کے شق کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کے شق سے ایک نسبت ہے ــــــ میری وہ قسم پوری ہونے والی ہے۔

وما حوی الغار من خیرو من کرم   وکل طرف من الکفار عنه عم

اور میں نے اس شے کی قسم کھائی جو خیر اور کرم سے ہے ــــــ اس خیر کو غار نے جمع کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وآلہٖ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ یا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو غار میں نزول فرمایا' آپ کے خیر اور کرم کو غار نے جمع کیا اور میں نے اس کی قسم کھائی اور کفار کی ہر ایک آنکھ اندھی ہو گئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے نہیں دیکھا

فالصدق فی الغار والصدیق لم یرما　　وهم یقولون ما بالغار من ارم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عین صدق ہیں بلکہ آپ صاحب صدق ہیں ـــــ آپ غار میں تھے اور صدیق بھی غار میں تھے وہاں سے گئے نہیں تھے۔ جو شخص غار کے اردگرد چکر لگاتا' کبوتروں اور مکڑی کے جالے کو تیز نظر سے دیکھتا تھا ـــــ کفار یہ دیکھ کر کہتے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

ظنو الحمام وظنو العنکبوت علی　　خیر البریة لم تنسج ولم تحم

کفار نے کبوتر اور مکڑی پر یہ گمان کیا کہ انہوں نے خیر خلائق پر جالا نہیں تنا اور نہ آپ کے اطراف دورہ کیا کہ یہ جنگلی جانور ہیں جو آدمیوں سے بھاگتے ہیں۔

رقایة الله اغنت عن مضاعفة　　من الدروع وعن عال من الاطم

حفظ الٰہی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان درہوں سے جو دوہری کڑیوں کی ہوتی ہیں ـــــ اور ان قلعوں سے جو نہایت بلند ہوتے ہیں اور ان سے تحفظ نفس ہوتا ہے' ان سے بے نیاز کر دیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان کفار میں اندھے پن کی صفت پیدا کر دی۔ جو شے غار میں تھی' وہ اسے دیکھنے سے معذور رہے۔ باوجود اس کے ان کی بینائی سلامت تھی ـــــ اسی لیے انہوں نے گمان کیا:

- کبوتر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اطراف میں دورہ نہ کرے گا۔
- مکڑی بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جالا نہ بنائے گی۔

سبب یہ ہے کہ دونوں حیوان کبوتر اور مکڑی وحشی ہیں' آبادی سے جہاں آدمی ہوں' مانوس نہیں ہوتے ـــــ جب انہیں کسی انسان کی موجودگی کا حس ہوتا ہے تو فوراً اس سے بھاگ جاتے ہیں ـــــ بدبخت کفار یہ نہیں جان پائے کہ رب قدیر اپنے بندوں میں سے جس کے لیے جس شے کو چاہتا ہے' مسخر کر دیتا ہے ـــــ اور وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی حفاظت جس شے کے ساتھ چاہتا ہے' اس بندے کو اس کی حفاظت دوہری کڑیوں کی زرہوں اور بلند قلعوں کے ساتھ پناہ ڈھونڈنے سے بے نیاز کر دیتی ہے ـــــ ابوصبری شاعر کو اللہ جزائے خیر دے' ان کے قصیدہ لامیہ میں ہے

واغیرتا حسین اضحی الغار وهوبه　　کمثل قلبی معمور وما هول

قوم کی غیرت پر افسوس ہے جس وقت کہ آپ غار میں داخل ہوئے اور آپ غار میں تھے اور غار کی حالت معموری اور مرحبا اور خوش آمدید کہنے میں میرے دل کی مانند تھی ـــــ کہ میرا دل آپ کی محبت سے معمور ہے اور آپ کے خیال مجسم جمال کو مرحبا اور خوش آمدید کہتا ہے۔

Marfat.com

کانما المصطفیٰ وصاحبہ الصدیق یشان قد آوا اھماغیل

غیل ' شیر کے رہنے کی جگہ ــــ گویا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمراہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو شیر تھے جن کو شیر کی بوجھی نے ٹھکانا دیا تھا۔

وجلل الغار نسج العنکبوت علی وھن فیا حبذا نسج وتجلیل

اپنے ضعف کے باوجود مکڑی کے جالے نے غار کو ڈھانک لیا ــــ کیا اچھی اس کی بناوٹ ہے اور اس کا ڈھانکنا کیا اچھا ہے ــــ تجلیل سے جلل ماضی کا صیغہ ہے یعنی ڈھانک لیا ــــ وھن ' سستی ــــ یہاں پر کمزوری سے مراد مکڑی کے تار ہیں۔

عنایۃ ضل کید المشرکین سبھا وما مکایدھم الا الا ضالیل

وہ ایسی عنایت یعنی حفاظت تھی جس کے سبب مشرکین کا مکر رد ہو گیا ــــ مشرکین کا مکر نہیں بلکہ اسے گمراہی کہیے۔

اذ ینظرون وھم لا یبصرونھما کان ابصارھم من ذیغھا حول

مشرکین کبوتر ' اس کے انڈے اور مکڑی کے جالے کو دیکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھ پاتے تھے ــــ دلوں کی طرح ان کی آنکھیں بھی انہیں دیکھنے سے محروم تھیں ــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اگر مشرکین میں سے کوئی اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھے گا تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا'' ــــ (یعنی ہم اتنے قریب ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھارس بندھائی:

ماظنک باثنین اللہ ثالثھما

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار و جانثاری:

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے غار میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدموں کو ایسے حال میں دیکھا کہ ان سے خون ٹپکتا تھا۔ میں رونے لگا اور مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برہنہ پائی اور کسی کی جفا کی عادت نہیں کی ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے غار میں داخل ہوئے تاکہ اپنے نفس کے ساتھ آپ کی حفاظت کریں ــــ انہوں نے غار میں ایک سوراخ دیکھا۔ اس سوراخ میں اپنی ایڑی لگا دی تاکہ سوراخ سے کوئی شے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے باہر نہ نکلے ــــ اس سوراخ میں سے زہریلے سانپ نے ان کو کاٹ لیا ــــ اس کی تکلیف سے حضرت ابوبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو بہنے لگے ــــ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں رکھ کر آرام فرمانے لگے ــــ جب سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے پاؤں پر کاٹ لیا تو انہوں نے جنبش تک نہیں کی۔ ان کے آنسو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر گرے۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''ابوبکر! کیا بات ہے تمہارے آنسو کیوں ٹپک رہے ہیں؟''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس جگہ سانپ نے کاٹا تھا' لعاب دہن مبارک لگا دیا۔۔۔۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تکلیف محسوس کر رہے تھے' وہ جاتی رہی۔

ایک روایت اس طرح سے ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھوج لگانے والوں کو دیکھا جو غار کے منہ کے سامنے کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو ان پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال پر ان کا غم شدید ہو گیا۔ انہوں نے کہا:

''اگر میں قتل کیا جاؤں گا تو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ میں ایک مرد ہوں (یعنی میرے قتل کے سبب امت ہلاک نہ ہوگی)۔۔۔۔ اور اگر آپ قتل کیے جائیں گے تو امت ہلاک ہو جائے گی (کہ آپ کے سبب دین ہلاک ہو جائے گا)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

لاتحزن ان اللہ معنا۔۔۔۔ ''غم نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مدد اور کامرانی سے ہمارے ساتھ ہے' لہٰذا ابوبکر تم پریشان نہ ہو۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنا سکینہ نازل فرمایا۔۲۳۴۔۔۔۔ اس لیے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار تھے نہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ اپنی استقامت میں سکینہ کے ساتھ تھے۔۔۔۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے لشکروں سے تائید دی جنہیں تم نے نہیں دیکھا یعنی ملائکہ سے تائید دی تاکہ غار میں آپ کی حراست کریں اور ملائکہ سے تائید اس لیے دی کہ ملائکہ کفار کے منہ اور ان کی نگاہوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے سے پھیر دیں۔۲۳۵

---

۲۳۴ سکینہ وہ امنیت ہے کہ جس کے حاصل ہونے سے دلوں کو تسکین اور قرار ہو جاتا ہے۔

۲۳۵ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غم کا علم ہوا کہ وہ غم شدید ہو گیا ہے۔ وہ غم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے لیے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا۔۔۔۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے **لاتحز ان اللہ معنا** کے ارشاد سے ان کو ڈھارس بندھائی۔ ان کے قلب کو تقویت بخشی۔۔۔۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے ''ثانی اثنین'' کا تحفہ خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تھا نہ کہ دیگر اصحاب کرام کے لیے۔۔۔۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے میں ثانی رجال ہیں اور بذل نفس اور عمر۔۔۔۔ اور سبب موت میں ثانی ہیں، اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔۔۔۔ چنانچہ اس کی جزا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دی گئی کہ مرنے کے بعد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جگہ دفن ہوئے۔ گویا جیسے عمر بھر ایک ساتھ رہے، مرنے کے بعد یہ ساتھ قائم رہا۔۔۔۔ اور بزرگی دینے کا موذن کھڑا ہوا۔ شہروں کے منبروں پر ندا کر رہا ہے: **ثانی اثنین اذ ھما فی الغار**

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح فرمائی۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدوبه اذصاعد الجبلا

اور ثانی اثنین ایسے غار میں تھے کہ وہ غار اپنے شرف میں اپنے غیر سے نزول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور یق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سبب زائد تھا ـــــ جبکہ حال یہ تھا کہ دشمن اس غار کے اطراف میں پھر رہا تھا اور جس وقت کہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا۔

وکان حب رسول الله قدم علموا من الخلائق لم یعدل به بدلا

رت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے ـــــ عام مسلمانوں اور ان سوا جو لوگ تھے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ خلائق میں سے کسی کو برابر نہیں ٹھہرایا ہے ـــــ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو مقام و مرتبہ نہیں دیا کہ کوئی ان کا قائم مقام ہوتا ـــــ

شمس الدین بن اللبان عارف نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کلا ان معی ربی ہدین ـــــ اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ان اللہ ا ـــــ غور طلب بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے شہود معیت رب کو تنہا اپنے لیے خاص کیا اور اس شہود کو اپنی ذات سے نے تابعین کی طرف متعدی نہیں کیا ـــــ جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہود معیت الٰہی کو اپنی ذات سے رت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متعدی فرمایا ـــــ اور ''معی'' نہیں فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ میرے ہی ساتھ ہے' یہ نہ ایا ـــــ بلکہ آپ نے ان اللہ معنا فرمایا اور شہود معیت الٰہی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شریک رکھا ـــــ نبی یم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نور سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد دی ـــــ ابوبکر صدیق رضی اللہ الیٰ عنہ سر معیت میں موجود ہوئے اور اس جگہ سے سر سکینہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا ـــــ ورنہ حضرت ابوبکر ی اللہ تعالیٰ عنہ اس تجلی اور شہود کے بوجھ تلے قائم نہیں رہ سکتے تھے ـــــ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں معیت ربوبیت ہے ہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قصہ میں معیت الٰہیہ ہے' اس میں بڑا فرق ہے۔

ڑی کا تاریخی کردار:

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں عطا بن میسرہ سے روایت کی ہے کہ مکڑی نے دوبار جالا بنا ہے ـــــ ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام اس وقت جالا بنا تھا جب طالوت بادشاہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ڈھونڈ رہا تھا۔ طالوت بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے ائی کی اولاد سے تھا ـــــ طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ جالوت کو قتل کر ڈالو گے تو میں اپنی بیٹی تم سے ہ دوں گا اور اپنا ملک بھی آپ کو تقسیم کر دوں گا ـــــ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو طالوت نے اپنا وعدہ پورا کر

Marfat.com

دیا۔۔۔۔۔ بنی اسرائیل میں حضرت داؤد علیہ السلام کی قدر عظیم ہو گئی حتیٰ کہ مملکت کے ساتھ مستقل ہو گئے۔۔۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی مقبولیت اور پذیرائی دیکھ کر طالوت کی نیت میں فتور آ گیا اور ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس کا داؤ نہیں چلا۔۔۔۔۔ پھر طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو صحرا میں دیکھا تو کہنے لگا' آج ضرور ان کو قتل کر ڈالوں گا۔۔۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام طالوت سے بھاگے۔ یہاں تک کہ ان کو ایک غار مل گیا' وہ اس میں چھپ رہے۔۔۔۔۔ مکڑی نے اس غار پر جالا بن دیا۔۔۔۔۔ طالوت اس غار کے پاس گیا' داؤد علیہ السلام اسے نظر نہیں آئے۔۔۔۔۔ یہ غیر معمولی واقعہ دیکھ کر طالوت نے اپنے ارادہ سے توبہ کی اور ملک چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ طالوت اور اس کی اولاد مجاہدہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔۔۔۔۔ طالوت نے چالیس سال تک حکومت کی تھی۔۔۔۔۔ پھر اس کا ملک حضرت داؤد علیہ السلام کو منتقل ہو گیا اور آپ کے پاس جمیع بنی اسرائیل جمع ہو گئے۔۔۔۔۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل کسی ایک بادشاہ کے پاس جمع نہیں ہوئے' سوائے حضرت داؤد علیہ السلام کے۔۔۔۔۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا عرصہ حکومت سات برس تھا۔

اور ایک بار ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر غار کے منہ پر جالا بنا تھا۔۔۔۔۔ اور ایسا ہی جالا مکڑی نے اس غار پر بنا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تھے جبکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خالد بن نبیح الہذلی کے قتل کے لیے مقام عرنہ کو بھیجا تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے خالد کو قتل کیا' اس کا سر اٹھایا اور غار میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ مکڑی نے اس غار پر جالا بُن دیا۔ ڈھونڈنے والے آئے' انہوں نے کچھ نہیں پایا اور ناکام لوٹ گئے۔

ابن عساکر کی تاریخ میں ہے کہ مکڑی نے حضرت زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شرمگاہ پر بھی جالا بن دیا تھا۔ جب وہ برہنگی کی حالت میں سولی پر چڑھائے گئے تھے۔ یہ سانحہ سن ایک سو اکیس ہجری (۱۲۱ھ) میں واقع ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور غلام کی خدمات:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار میں تین رات قیام فرمایا۔۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں رہا کرتے تھے۔۔۔۔۔ بڑے سمجھدار اور حاذق نوجوان تھے۔ جس چیز کی طرف حاجت ہو' اس کی فطنت رکھتے تھے' سریع الفہم تھے۔۔۔۔۔ صبح کے تڑکے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے چلے جاتے تھے۔ ان کو مکہ میں قریش کے پاس صبح ہوتی تھی' گویا رات کو وہ قریش کے ساتھ رہتے ہیں۔۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کی باتیں سنتے' ان کی کارگزاری سنتے' آئندہ کے لائحہ عمل سنتے اور اس کو یاد رکھتے۔ جب خوب اندھیرا چھا جاتا تو اس گزرے دن کی خبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لاتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اطراف میں دودھ دینے والی بکریاں چرایا کرتے۔۔۔۔۔ عشاء کی ایک گھڑی گزرنے کے بعد عامر

Marfat.com

بکری آپ کے پاس لے جاتے تھے' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تازہ دودھ سے رات گزارتے تھے۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قیام کی جو تین راتیں تھیں' ان راتوں میں عامر بن فہیرہ ہر ایک رات کو دودھ کی بکری آپ کے پاس لاتے تھے۔

غارِ ثور سے مدینہ کو روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن الاریقط کو اجرت پر رہبر ٹھہرایا تھا۔۔۔۔ عبداللہ بن الاریقط کفار قریش کے دین پر تھا' اس کا اسلام معلوم نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن الاریقط کو اپنی سواری کے اونٹ دے دیئے تھے اور اسے تین راتوں کے بعد غارِ ثور کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔ عبداللہ بن الاریقط تیسری رات کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سواری کے دونوں اونٹ لایا۔۔۔۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور رہبر گئے۔۔۔۔ وہ رہبر ان کو سواحل کے راستہ پر لے گیا۔

سفر مدینہ میں ام معبد کے ہاں قیام:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عامر بن فہیرہ اور رہبر سب مقام قدید میں ام معبد عاتکہ بنت خالد الجزاعیہ کے پاس سے گزرے۔۔۔۔ ام معبد عفیفہ جلیلہ مزقویہ تھی۔ وہ اپنے قبہ کے صحن میں بیٹھتی تھی۔ پھر وہ آدمیوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی تھی۔ آپ کے ساتھیوں کا توشہ خرچ ہو چکا تھا اور گرمی کے وقت وہاں پہنچے تھے۔۔۔۔

انہوں نے ام معبد سے دودھ اور گوشت طلب کیا تاکہ ام معبد سے خرید کریں۔۔۔۔ ام معبد کے ہاں سے کوئی شے نہ پائی۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکان کے ایک طرف ایک ایسی بکری دیکھی جس کی لاغری نے اور بکریوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ام معبد سے پوچھا۔

''کیا اس بکری میں دودھ ہے؟''

ام معبد نے کہا:

''یہ بکری بیمار ہے۔ یہ ایسی ضعیف ہے کہ دودھ نہیں دے سکتی۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ام معبد سے فرمایا:

''کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس بکری کو دودھ لوں!''

ام معبد نے کہا:

''ہاں' میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔۔۔۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔۔۔۔ اگر آپ اس بکری میں دودھ دیکھتے

Marfat.com

ہیں تو دودھ لیں۔''

آپ نے بکری طلب فرمائی اور اس کی ٹانگیں اپنی پنڈلیوں اور رانوں کے درمیان رکھیں اور اس کے تھنوں کو ملا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا___ بکری نے اپنی ٹانگیں پھیلا دیں اور دودھ اتار لائی___ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایسا بڑا برتن طلب فرمایا جو ایک گروہ کو شکم سیر کر دیتا تھا اور سیری کی گرانی کے سبب دودھ پینے والے سو جاتے اور زمین پر لیٹ جاتے (یعنی وہ برتن ایسا سیر کرنے والا تھا)___ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کا دودھ قوی طور پر دوہا___ اس حدیث میں لفظ ثج آیا ہے___ شارح نے ثج کا معنی حلب قوی لکھا ہے جبکہ مصنف نے ثج کا معنی سیلان لکھا ہے۔ ایک اور روایت میں فحلب ثجاحتی علاوہ الثمال___ ثمال کا واحد ثمالہ ہے بمعنی رغوہ یعنی دودھ کا جھاگ___ اور قوم کو پلایا' یہاں تک کہ وہ تمام سیراب ہو گئے___ پھر دوسرے لوگوں نے پیا' وہ بھی سیراب ہو گئے___ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس برتن میں دوسری بار دودھ دوہا___ ان لوگوں نے ایک بار پینے کے بعد دوسری بار دودھ پیا___ پھر آپ نے وہ بکری ام معبد کے پاس چھوڑ دی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھی چلے گئے۔

ام معبد روایت کرتی ہیں کہ جس بکری کے تھنوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھوا تھا' وہ ہمارے پاس باقی رہی___ یہاں تک کہ زمان الرماد (۱۷یا۱۸ھ) سخت قحط سالی کا زمانہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں آیا میں ہم صبح و شام اس کا دودھ دوہا کرتے تھے اور ہماری سرزمین میں نہ تھوڑا دودھ تھا اور نہ بہت۔

ام معبد کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق اپنے شوہر سے ذکر:

ام معبد کو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اس کا شوہر ابو معبد آ گیا___ ابو معبد کا نام اکثم بن ابی الجون ہے' اسے ابن الجون بھی کہا جاتا ہے___ ابو معبد ایسی لاغر بھیڑوں کو ہانک کے لا رہا تھا کہ وہ لاغری سے گرتی پڑتی آ رہی تھیں___ ان بھیڑوں میں قلیل مغز تھا___ ابو معبد نے دودھ دیکھا تو اسے تعجب ہوا اور کہنے لگا:

''اے ام معبد! یہ کیا ہے اور تیرے لیے کہاں سے آیا ہے___ حال یہ ہے کہ بکریاں چراگاہ سے دور رہیں اور ان میں کوئی حاملہ نہیں ہے___ گھر میں دودھ دینے والی کوئی بکری نہیں ہے۔''

ام معبد نے کہا:

''نہیں ہے واللہ مگر یہ امر کہ ہمارے پاس ایک مبارک مرد آیا' اس کا احوال ایسا تھا ایسا تھا۔''

ابو معبد نے ام معبد سے کہا:

''اس مرد کا وصف بیان کر۔''

ام معبد نے کہا:

رایت رجلا ظاهر الوضاة مليح الوجه حسن الخلق لم تعبه ثجلت ولم تزريه صعلة وسيم قسيم فى عينيه وعج وفى اشفاره وطف وفى صوته صجل احور اكحل ازج اقرن شديدسواد الشعر فى عنقه

Marfat.com

سطع وفی لحیته کثاثة اذا صمت فعلیه الوقار واذا تکلم سماء وعلاوه الیهاء وکان منطقه خزرات نظمن ینحدرن حلوا المنطق فصل لا نزر ولا حذر اجهر الناس واجمله من بعید واحلاه واحسنه من قریب ربعة لاتشنوء ہ من طول ولا تقجمه عین من قصر عصن بین غصنین فهوا نضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدر اله رفقاء یحفون به اذا قال استمعوالقوله واذا امر تبادروا الی امره محفود محشود لاعابس ولا منفد

ابومعبد نے ام معبد سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ صفات ۲۳۶ سن کر کہا:

---

۲۳۶ ☆طاهر الوضاء ه ـــــ ظاہر میں حسین

☆ملیح الوجه ـــــ نمکین چہرہ

☆حسن الخلقت ـــــ خلقت میں حسین

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں یہی پھول خار سے دور ہے، یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

☆ لم تعبه ثجلة ـــــ ایسے بڑے پیٹ والا نہیں ہے جس کی وجہ سے اسے عیب لگایا جائے۔

☆ ولم تزدیه صعلة ـــــ اس کا سر چھوٹا نہیں ہے جو اسے عیب لگا دے۔

☆ وسیم قسیم ـــــ وہ حسین ہے

☆ وفی عینیه وعج ـــــ اس کی دونوں آنکھوں میں سیاہی ہے، یعنی آنکھ کی پتلیاں سیاہ ہیں۔

☆ وفی اشفاده وطف ـــــ اور اس کی آنکھوں کی پلکوں میں درازی ہے اور کثرت سے پلک ہیں اور ابرو کے بال کثرت سے ہیں۔

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں نرگس مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

☆ وفی صوته صحل ـــــ اس کی آواز میں تیزی نہیں ہے۔

☆ احور ـــــ اس کی آنکھوں کی سفیدی اور آنکھوں کی سیاہی شدت سے ہے۔

شش جہات سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال دھوم والنجم میں سے آپ کی بینائی کی

☆ اکحل ـــــ اس کی آنکھوں کی پلکیں سیاہ ہیں۔

☆ ازج ـــــ اس کے ابرو باریک اور دراز ہیں۔

☆ اقرن ـــــ پیوستہ ابرو ہے ـــــ

☆ شدید سواد الشعر ـــــ اس کے بال نہایت سیاہ ہیں۔

وہ کرم کی گھٹا، گیسوئے مشک سا لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

☆ وعنقه سطح ـــــ اس کی گردن میں ارتفاع اور طول ہے۔

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

☆ وفی لحیة کثاثة ـــــ اس کی داڑھی میں بال کثرت سے ہیں اور داڑھی طویل نہیں ہے:

خطا کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ہالہ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

☆ اذا صمت فعلیه الوقار ـــــ جس وقت وہ خاموش ہوتا ہے تو اس پر وقار ہوتا ہے۔

وہ دھن جس کی ہر بات وحی خدا چشمہ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

''واللہ یہ شخص قریش کا صاحب ہے' اگر میں اس شخص کو پاتا تو ضرور اس کا اتباع کرتا۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہم لوگوں سے چلے گئے ــــ قریش کے چند لوگ ہمارے پاس آئے۔ ان میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا۔ میں اس کے پاس نکل کے گئی ــــ اس لعین نے مجھے پوچھا:

''تمہارا باپ کہاں ہے؟''

میں نے کہا:

''واللہ میں نہیں جانتی' کہاں ہے۔''

☆ واذا تکلم سماء وعلا البہاء ــــ جس وقت وہ کلام کرتا ہے تو اپنے ساتھیوں/ دوستوں سے مرتفع اور بلند رہتا ہے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں ــ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

☆ وکان منطقہ خزرات نظمن ینحدرن ــــ اس کی باتیں وہ جواہر ہیں جو آپس میں انتظام پائے ہوئے ہیں اور مسلسل اتر رہے ہیں۔

☆ حلوا المنطق ــــ شیریں گفتار ہے۔

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود ــ اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود ــ اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

☆ فصل ولا نزرولا حذر ــــ اس کا کلام حق اور باطل کے درمیان فاصل ہے۔ نہ قلیل الکلام ہے اور نہ زیادہ گو کہ جس سے مخاطب بےلطف ہو۔

☆ اجھر الناس واجملہ من بعید ــــ دور سے وہ اجہر الناس اور اجمل الناس ہے اور قریب سے زیادہ شیریں اور احسن الناس ہے ــــ وہ میانہ قد ہے۔ قد کا طول اسے عیب نہیں لگاتا۔

سرتا بقدم تن سلطان زمن پھول ــ لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

☆ ولا تقتحمہ عین من قصر ــــ اس میں کوتاہ قد کا عیب نہیں ہے کہ جس کے دیکھنے والے کی آنکھ اس سے تجاوز کر کے دوسرے کو دیکھے۔ اس کا قد ایسا نازک ہے کہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ ہے۔

طائران قدس جس کی ہیں قمریاں ــ اس سہی سروقامت پہ لاکھوں سلام

تیرا قد تو نادر دہر ہے، کوئی مثل ہو تو مثال دے ــ نہیں پھولوں کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

☆ فھوا النظر الثالثہ منظرا ــــ وہ شاخ تین شاخوں میں سے منظر میں تروتازہ ہے۔

☆ واحسنھم قدا لہ ــــ اور آدمیوں سے قد میں احسن ہے۔

قد بے سایہ کے سایہ رحمت ــ ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

☆ رفقاء یحفون بہ ــــ اس کے ایسے رفیق ہیں کہ چار طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں۔

☆ اذاقال استمعوالقولہ ــــ جس وقت وہ بات کہتا ہے۔ اس کی بات فوراً سنتے ہیں۔

☆ واذا امر تبادر والی امرہ ــــ اور جس وقت وہ رفیقوں کو امر کرتا ہے تو وہ اس کے امر کی طرف سبقت کرتے ہیں اور دوڑتے ہیں۔

☆ محفود ــــ مخدوم

☆ محشود ــــ اس کے پاس لوگ جمع رہتے ہیں۔

☆ لاعابس ــــ وہ کسی کے ساتھ منہ نہیں بناتا۔

☆ ولامنفد ــــ وہ کسی کو ملامت نہیں کرتا۔

Marfat.com

یہ سن کر اس لعین' بدکلام و بدزبان وخبیث شخص نے میرے رخسار پر ایسا طمانچہ مارا جس سے میرے کان کا مندرا نکل پڑا ــــــ پھر وہ لوگ" پلٹ کے چلے گئے ــــــ جبکہ ہمیں یہ علم نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہیں۔

ایک مومن جن نے آپ کی خبر دی:

مومن جنوں میں سے ایک مرد اسفل مکہ سے آیا ــــــ لوگ اس کی آواز سنتے تھے لیکن اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ جن یہ اشعار پڑھتا تھا:

خبری اللہ رب الناس خیر جزائه رفیقین حلا خیمتی ام معبد

اللہ تعالیٰ جو رب الناس ہے' ان دو رفیقوں کو اپنی اچھی جزا دے جو کہ ام معبد کے دو خیموں میں اترے' ایک روایت میں جزی اللہ خیرا او الجزاء بکفه آیا ہے یعنی ان دونوں رفیقوں کو جزائے خیر دے۔ حال یہ ہے کہ جزا دینا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور حلاء کی جگہ قالا آیا ہے جو قیلولہ سے مشتق ہے یعنی ان دونوں رفیقوں نے ام معبد کے دو خیموں میں قیلولہ کیا۔

هما نزلا بالبوثم ترحلا فافلح من امسی رفیق محمد

وہ دونوں رفیق نیکی کے ساتھ اترے۔ پھر انہوں نے کوچ کر دیا جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہوا۔ اس نے فلاحیت پائی۔

فیا لقصی مازوی اللہ عنکم به من فعال لا تجازی وسودد

اے آل قصی! تم کیا اچھے ہو تم لوگوں سے اللہ تعالیٰ ان کرموں اور سرداری کو نہ لے جن کرموں کی برابری نہیں کی جاتی ہے یعنی ان کرموں اور سرداری کی کوئی کریم اور کوئی سردار برابری نہیں کر سکتا ــــــ اور اگر تجازی زائے معجمہ سے پڑھا جائے تو یہ معنی ہوگا کہ وہ کریم ایسے ہیں کہ جن کے عظیم ہونے کی وجہ سے ان کا بدلہ نہیں ہوسکتا

لیهن بنی کعب مکان فتا تهم ومقعدها للمنومنین بمرصد

بنی کعب کی جواں عورت کی بجائے بنی کعب کو چاہیے کہ مبارکباد دے ــــــ اور اس جواں عورت کے بیٹھنے کی جگہ بنی کعب کو مبارکباد دے کہ وہ مومنوں کے لیے انتظار کی جگہ ہے۔

سلوا اختکم عن شاتها واتائها فانکم ان تسالوا الشاة تشهد

اے بنی کعب تم اپنی بہن سے اس کی بکری اور اس کے دودھ کے برتن کا احوال پوچھو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا بکری دودھ چند مرتبہ دوھا اور وہ برتن بھر گیا اور وہ لوگ سیراب ہو گئے ــــــ اگر تم اپنی بہن کا احوال بکری سے پوچھو گے تو وہ بکری خود گواہی دے گی۔

فغادرها رهتا لدیها الحالب یرددها فی مصدر تم مورد

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام معبد سے غیر حاملہ بکری طلب فرمائی۔ آپ کے لیے بکری کے تھن نے وہ خالص دودھ جس میں مسکہ تھا' دیا۔

دعاها بشاة حايل فتحلبت　　　له بصريح ضرة الشاة مزيد

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کو ام معبد کے پاس دودھ دوہنے والے کے لیے رہن چھوڑ دیا۔ دودھ دوہنے والا اس بکری سے سرۃ بعد اخری دودھ دوہا کرتا تھا۔ اس سے دودھ کی کثرت مراد ہے۔

سراقہ سے حسن سلوک:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سراقہ بن مالک آنکلا ـــــ وہ قریش کے تلاش کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ وہ آگے بڑھا تو اس کے گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنس گئے ـــــ سراقہ نے آنحضرت سے امان طلب کی اور اس نے کہا:

''میں جانتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے۔ آپ دونوں صاحب میرے لیے دعائے خیر کریں تاکہ میرے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئیں ـــــ اس کے بدلے میں لوگوں کو آپ کی طرف سے پھیر دوں گا اور میں آپ دونوں صاحبوں کو ضرر نہ دوں گا۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے ـــــ سراقہ گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا ـــــ سراقہ نے کہا:

''اس وقت میں نے یہ شے دیکھی کہ میرے جی میں آیا کہ عنقریب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امر ظاہر ہو جائے گا ـــــ اہل قریش نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو ارادہ رکھتے تھے انہیں اس سے مطلع کیا ـــــ پھر میں نے اپنا زاد اور سامان ان کے روبرو پیش کیا لیکن انہوں نے اس میں سے کوئی چیز نہیں لی۔''

سفر مدینہ میں ایک چرواہے کا قبول اسلام:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ سے گزر رہے تھے۔ اس راستہ میں ایک غلام بکریاں چرا رہا تھا۔ اس سے دودھ پلانے کے لیے فرمایا۔ اس غلام نے کہا:

''میرے پاس کوئی ایسی بکری نہیں ہے جو دوہی جا سکے۔ سوائے اس کے کہ یہاں وہ بکریاں ہیں جو اول برس حاملہ ہوئی تھیں۔ ان میں اب دودھ باقی نہیں رہا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسی کو لے آؤ۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے پاؤں اپنی پنڈلیوں اور رانوں کے درمیان دودھ دوہنے کے لیے رکھے اور اس کے تھن ملے اور دعا فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ دودھ اتار لائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپر لائے۔ آپ نے اس

Marfat.com

میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا ـــــ پھر آپ نے دودھ دوہا اور اس چرواہے کو پلایا ـــــ پھر آپ نے دودھ دوہا اور خود نوش فرمایا ـــــ چرواہے نے کہا:

''آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ خبر دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ ـــــ میں نے آپ کے مثل نہیں دیکھا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تجھے خود پہ بھروسہ ہے کہ تو میرا راز چھپا سکے تاکہ میں تجھے خبر دوں؟''

اس غلام چرواہے نے کہا:

''ہاں میں آپ کا راز چھپا سکتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

اس غلام نے کہا:

''آپ وہی رسول ہیں جن کے بارے قریش یہ زعم کرتے ہیں کہ وہ صابی ہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''قریش البتہ یہ بات کہتے ہیں (وہ جھوٹے ہیں)''

اس غلام نے کہا:

''میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ جو شے آپ لائے ہیں' وہ حق ہے ـــــ جو کام آپ نے کیا ہے وہ سوائے نبی کے کوئی اور نہیں کر سکتا ـــــ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تو آج کے دن میرے ہمراہ جانے کی ہرگز ہرگز قدرت نہیں رکھتا ہے۔ جس وقت تجھے یہ خبر پہنچے کہ میں نے ظہور کیا ہے تو ہمارے پاس آ جانا۔''

مقام قبا میں تشریف آوری:

مدینہ میں مسلمانوں نے جب یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے نکل آئے ہیں ـــــ وہ روز ہر صبح کے تڑکے مقام حرہ کی طرف جاتے' آپ کی راہ دیکھتے اور آپ کا انتظار کرتے ـــــ جب دوپہر کو حرارت بڑھ جاتی تو شدید دھوپ کے باعث اپنے گھروں کو پلٹ آتے تھے ـــــ مدینہ کے مسلمانوں نے ایک دن خلاف معمول آپ کا زیادہ دیر تک انتظار کیا' پھر اپنے گھروں کو پلٹ آئے ـــــ اور اپنے گھروں میں آرام کیا ـــــ یہودیوں میں سے ایک شخص اپنے قلعوں میں سے کسی کام کے لیے چڑھا ـــــ وہ اس کام کی طرف دیکھ رہا تھا ـــــ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو دیکھا کہ سپید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور جلدی سے آ رہے ہیں ارو راستہ کا سراب ان کو اٹھا رہا ہے اور ظاہر کر رہا

Marfat.com

ہے یعنی سراب میں ان لوگوں کے چلنے کی حرکت اس کی آنکھوں کو نظر آ رہی تھی ___ یہودی کو خود پر اختیار نہ رہا۔ اس نے اپنی بلند آواز سے پکارا:

''اے بنی قیلہ! ۲۳۷ تمہارا خط اور تمہارا مطلوب آ گیا۔''

بنی قیلہ یعنی اوس اور خزرج اپنے ہتھیاروں کے ساتھ سرعت سے نکلے اور آپ سے ملاقات کی ___ آپ قبا میں عمرو بن عوف کے پاس اترے ___ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے ملاقات کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش بیٹھ گئے ___ انصار میں سے جن آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا' وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام علیک کرتے تھے' وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گمان کرتے تھے ___ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ آ گئی ___ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے اپنی چادر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیا۔ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا۔

اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دھوپ لگتی تھی اور اس سے پہلے آ چکا ہے کہ دھوپ کے وقت آپ کے لیے ابر اور ملائکہ سایہ فگن رہتے تھے۔ یہ امر مبعوث ہونے سے پہلے تھا جیسا کہ یہ اپنی جگہ پر صریح طور پر واقع ہوا ہے۔

ماہ ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف آوری:

یہ امر طے ہے کہ آپ مدینہ میں ماہ ربیع الاول میں تشریف لائے لیکن اس کی تاریخ میں اختلاف ہے اور اس بارے مختلف روایتیں ہیں:

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ میں آنا ہلال ربیع الاول کے وقت ہوا یعنی ماہ ربیع الاوّل کے اول دن ___ (موسیٰ بن عقبہ)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے وقت مدینہ میں تشریف لائے تھے ___ (ابن اسحاق)
- دوشنبہ کی رات کو تشریف لائے تھے ___ (ابومعشر)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے وقت میں تشریف لائے تھے ___ (ابن سعد)
- ربیع الاول کی تیرہ تاریخ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے ___ (کتاب' شرف المصطفیٰ)

---

۲۳۷ قیلہ ___ اوس اور خزرج کی والدہ ہے۔

Marfat.com

یہ قول اپنے اور اپنے پہلے قول میں اس طرح جمع کرتا ہے کہ ہلال کی روایت میں اختلاف پر محمول کیا جائے ـــــ یعنی آپ مدینہ منورہ میں ہلال کے وقت تشریف لائے یا ربیع الاول دو راتیں گزرنے کے وقت تشریف لائے ـــــ اور آخری دو قول یہ ہیں کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ گزرنے کے وقت تشریف لائے یا ربیع الاول کی تیرہ تاریخ کو تشریف لائے۔

- جس وقت آفتاب آخر وقت کو پہنچا تھا' دھوپ کی حرارت شدید تھی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مدینہ میں تشریف لائے' ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر گئی تھیں اور دوشنبہ کا دن تھا ـــــ (امام نووی ـــــ کتاب الیسر)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن ربیع الاول کے اول دن غار سے نکلے اور ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے وقت جمعہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے ـــــ (ابن الکلبی)
- ربیع الاول کی دو راتیں گزری تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے ـــــ (ابن جوزی)
- بائیس راتیں گزرنے کے وقت مدینہ میں تشریف لائے ـــــ (بیہقی)

یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے موافق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں چودہ رات قیام فرمایا ـــــ اسے ان کے اس قول کے ساتھ شامل کیا جائے۔

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے ایسے حال میں نکلے کہ ماہ صفر کی تین راتیں باقی رہی تھیں ـــــ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج پنج شنبہ کے دن اور غار میں قیام جمعہ اور شنبہ اور ایک شنبہ کی رات میں ہوگی اور غار سے خروج دوشنبہ کی رات کو ہوگا ـــــ

سابق میں جو مختلف اقوال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خروج کے بارے میں آئے ہیں' اس میں جمع کی صورت جو بتائی گئی ہے' یہ روایت اس جمع کے موافق ہے اور ابن حزم نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے حال میں مکہ معظمہ سے نکلے تھے کہ ماہ صفر کی تین راتیں باقی رہ گئی تھیں ـــــ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے خروج کے بعد مکہ میں تین دن قیام کیا ـــــ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوشنبہ کے دن سترہ یا اٹھارہ ربیع الاول کو قبا میں پا لیا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قیام کی مدت قبا میں ایک رات یا دو راتیں تھیں ـــــ

تاریخ ہجری کا آغاز:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں تاریخ لکھنے کے لیے امر فرمایا ـــــ ہجرت کے وقت سے تاریخ لکھی گئی ـــــ اور یہ کہا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے تاریخ لکھی ہے اور تاریخ ماہ محرم سے مقرر کی ہے ـــــ (بروایت حاکم)

قبا میں قیام کی مدت:

اس بارے میں بھی مختلف روایات ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا:

Marfat.com

- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں بنی عمرو بن عوف میں بائیس رات قیام فرمایا۔
- بنی عمرو بن عوف میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چودہ راتیں ٹھہرے ــــ (صحیح مسلم)
- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو قیام فرمایا۔

مسجد قبا کی بنیاد:

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبا کی اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی اساس تقویٰ پر ہے ــــ یہ صحیح قول پر ہے۔

- مسجد قبا اول وہ مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی ہے۔
- اور اول وہ مسجد ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جماعت سے ظاہری طور پر نماز پڑھائی ہے۔
- مسجد قبا وہ اوّل مسجد ہے جو عام مسلمانوں کی جماعت کے لیے بنائی گئی ہے۔

مساجد میں سے مسجد قبا کے سوا کسی مسجد کی بنا متقدم ہوئی ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان میں مسجد تعمیر کی تھی ــــ لیکن جس خصوصیت سے یہ مسجد آپ نے تعمیر فرمائی اور مسجد اس مسجد کے برابر نہیں ہو سکتی۔

مسجد جمعہ کی بنیاد:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن قبا سے اس وقت نکلے کہ دن بلند ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بنی سالم بن عوف میں جمعہ کی نماز کا وقت آ گیا ــــ مسلمانوں میں سے جو لوگ اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ان کی تعداد سو تک تھی۔ آپ نے ان کو وادی رانوناء کے بطن میں نماز پڑھائی ــــ مسجد کا نام غبیب اور وادی کا نام ذی صلب ہے ــــ جمعہ کی نماز کی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد جمعہ رکھا گیا ــــ یہ مسجد غبیب ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو پتھروں سے نصف قد آدم بنائی گئی ہے ــــ جو شخص مسجد قبا کی طرف جانے والا ہو اس کے دائیں طرف وہ مسجد واقع ہوتی ہے۔

مسجد جمعہ سے مدینے کا سفر:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ پر جمعہ کی نماز کے بعد ایسے حال میں سوار ہوئے کہ مدینہ کی طرف متوجہ تھے ــــ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کو جب تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ردیف کر لیا تھا ــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوڑھے تھے اور جانے پہچانے تھے کہ مکہ سے مدینہ کو تجارت کے لیے آنا جانا رہتا تھا ــــ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جوان تھے اور پہچانے نہیں جاتے تھے (مکہ سے سفر کیے آپ کو ایک مدت گزر گئی تھی) ــــ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ملتا تو وہ پوچھتا:

''اے ابوبکر! یہ کون مرد ہے جو تمہارے سامنے ہے؟''

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے جواب دیتے کہ:

''یہ مرد مجھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔''

وہ مردگمان کرتا کہ حضرت ابوبکر ظاہری راستہ سے مراد رکھتے ہیں یعنی جو لوگوں کی آنے جانے کی راہ ہے ـــــ جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد سبیل خیر سے تھی کہ وہ راہ اسلام ہے ـــــ ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''مجھے آدمیوں سے مشغول رکھو۔''

جس وقت کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتا کہ آپ کون ہیں؟ ـــــ تو وہ کہتے کہ باغی حاجت ہوں یعنی طالب حاجت ہوں ـــــ جس وقت ان سے پوچھا جاتا کہ

''آپ کے ساتھ یہ کون شخص ہے؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے:

یھدینی السبیل ـــــ یعنی مجھے راستہ بتاتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں مشہور آدمی تھے ـــــ جس وقت کوئی ملنے والا ان کو دیکھتا' وہ ان سے پوچھتا:

''یہ کون شخص ہے جو تمہارے ساتھ ہے؟''

حضرت ابوبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے کہتے:

ھذا یھدینی الطریق ـــــ اس قول سے دین کی ہدایت کا ارادہ کرتے تھے ـــــ پوچھنے والا شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رہبر گمان کر لیتا تھا ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مدینہ کے نزدیک معروف تھے۔ اس لیے کہ وہ اپنے سفر تجارت میں اہل مدینہ کے پاس سے گزر کے جایا کرتے تھے ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بوڑھے نہیں ہوئے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے تھے ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن آدمیوں نے ہجرت کی تھی' ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جس کے سیاہ بالوں میں سپیدی مخلوط ہو یعنی کچھری بال ہوں۔

مدینہ میں آپ کی قیام گاہ:

جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انصار کے مکانوں میں سے کسی مکان پر سے گزر فرماتے وہ لوگ آپ کو اپنے پاس قیام کرنے کی غرض سے بلاتے اور عرض کرتے:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قوت اور منعت کی طرف تشریف لائیں۔''

یعنی عزت اور اس کی جماعت کی طرف آپ آئیں جو کہ آپ کو دشمنوں سے روکنے والی ہو گی اور آپ کی حمایت کرے

Marfat.com

گی ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ایک کو یہ جواب فرماتے:

''تم میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دؤ اس لیے کہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی تھی اور آپ اسے حرکت نہیں دیتے تھے اور وہ اونٹنی دائیں اور بائیں طرف دیکھتی جاتی تھی ــــ چلتے چلتے مالک بن النجار کے مکان کے پاس آئی مسجد کے دروازہ پر بیٹھ گئی ــــ وہ جگہ سہل اور سہیل رافع بن عمرو کے بیٹوں کا مربد تھا۔۲۳۸ ــــ ان دونوں کی پرورش معاذ بن عفرا یا اسعد بن زرارہ کیا کرتے تھے ــــ یا دونوں پرورش کرتے تھے ــــ اسعد کی نسبت راجح روایت یہ ہے کہ

پھر وہ اونٹنی ایسے حال میں اٹھی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر سوار تھے' آخر کار حضرت ابو ایوب الانصاری کے دروازہ پر بیٹھ گئی ــــ پھر وہاں سے اٹھی اور پہلے جہاں بیٹھی تھی' اس جگہ پر بیٹھ گئی اور اپنی گردن کا باطن حصہ زمین پر ڈال دیا یا جس جگہ سے کہ اونٹ ذبح کیا جاتا ہے' اس آگے کے حصہ کو زمین پر ڈال دیا اور منہ کھولے بغیر اس نے آواز کی ــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اونٹنی سے اتر پڑے اور فرمایا۔

''اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا سامان اٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے مکان میں لے گئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔

بنی نجار کا مکان انصار کے مکانوں میں اوسط اور ان مکانوں سے افضل تھا ــــ بنی نجار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ماموں تھے ــــ صحیح بخاری میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے' میرے پاس اترے۔ میں مکان کے اوپر تھا جبکہ میں نے اپنی زوجہ ام ایوب سے تنہائی کی' میں نے اس سے کہا کہ

''اوپر رہنے میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ آپ کے پاس ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔''

وہ رات اس فکر سے نہ میں نے آرام سے گزاری اور نہ ام ایوب نے۔ صبح میں اٹھا تو میں نے عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آج کی رات نہ میں آرام سے سویا اور نہ ام ایوب۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا:

''اے ابو ایوب! ایسی حالت کس لیے رہی؟''

میں نے عرض کی:

''اوپر رہنے کے لیے آپ ہم سے زیادہ حق رکھتے تھے' آپ کے پاس ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔''

---

۲۳۸ مربد ــــ بکسر اول، اونٹوں کے روکنے کی جگہ، خرما اور خرمن خشک کرنے کی جگہ۔

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"نیچے کی جگہ ہمارے ساتھ زیادہ موافق ہے۔"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یہ نہ ہوگا کہ آپ نیچے رہیں ـــــ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس چھت پر کبھی نہ رہوں گا جس کے نیچے آپ رہیں گے۔" (حاکم)

ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا مکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی مکان ہے:

وہ مکان جو ابوایوب کا ہے' اس کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تبع اول نے اس وقت بنایا تھا جس وقت مکہ معظمہ سے پلٹ کر مدینہ میں گزرا تھا۔ اس نے چار سو عالم مدینہ میں چھوڑے تھے اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک خط لکھا تھا ـــــ وہ خط ان علماء میں سے جو کبیر تھا' اسے دیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ وہ خط نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے۔ اگر وہ آپ کا زمانہ پائے یا اس کی اولاد میں سے کوئی شخص آپ کا زمانہ پائے تو وہ خط آپ کو دے دے ـــــ مالک ہونے والے اشخاص باری باری سے اس مکان کے مالک ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ مکان ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف میں آ گیا ـــــ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عالم کبیر کی اولاد میں سے جس کو تبع نے اپنا خط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچانے کے لیے دیا تھا ـــــ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اہل مدینہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت دی ہے ـــــ انہی چار سو علماء کی اولاد سے ہیں ـــــ اس صورت میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ذاتی مکان میں ٹھہرے نہ کہ اپنے غیر کے مکان میں ـــــ اسی طرح اس واقعہ کو تحقیق لنصرۃ میں بیان کیا ہے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے اہل مدینہ مسرور ہو گئے اور مدینہ آپ کے تشریف لانے سے منور ہو گیا اور دلوں میں سرور آ گیا ـــــ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی ہر ایک شے مدینہ سے منور ہو گئی۔

آپ کے مدینہ تشریف لانے پر عورتوں کا اظہار مسرت:

پردہ نشین عورتیں آپ کے تشریف لانے کے وقت اپنے اپنے مکان کی چھتوں اور کوٹھوں پر چڑھ گئیں اور یہ اشعار کہتی تھیں

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ہم لوگوں پر چودھویں رات کا چاند ثنیات الوداع سے طلوع ہوا ہے۔ آپ کو حسن و جمال اور کمال ظاہری اور باطنی کے انوار سے چودھویں رات کا چاند قرار دیا ہے کہ انوار کمال میں کامل ہوتا ہے۔

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع ۲۳۹

۲۳۹ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری پر لڑکیوں کے ان اشعار پڑھنے کی بیہقی نے "دلائل" ابوالحسن مقری نے "کتاب الشمائل" اور طبری نے "الریاض" میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ہم لوگ پر آپ کی تشریف لانے کا شکر واجب ہوا ہے۔ جب تک دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہم پر واجب ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ بنی نجار کی لڑکیاں اپنے گھروں سے دف لے کر نکلیں۔ وہ یہ شعر پڑھتی تھیں:

نحن جوار من بنی نجار یا حبذا محمد من جار

ہم بنی نجار کی جوان لڑکیاں ہیں ــــ اے ہماری قوم! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کیا اچھے ہمسائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لڑکیوں سے پوچھا:

''کیا تم مجھے دوست رکھتی ہو؟'' ــــ انہوں نے کہا:

''بے شک یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ کو دوست رکھتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لڑکیوں سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میرا قلب تم لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔'' (طبرانی، معجم صغیر)

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت لڑکے اور خادم راستوں میں پھیل گئے، وہ یہ ندا کرتے تھے:

''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آئے ــــ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آئے۔''

حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اشعار:

مدینہ پہنچ کر حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار آ گیا۔ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار آ جاتا تو وہ یہ شعر پڑھتے تھے:

کل امرئی مصبح فی اھلہ والموت ادنی من شراک نعلہ

ہر ایک مرد کو صبحك الله بالخیر ہر ایک صبح کے وقت کہتے ہیں اور وہ اپنے اہل میں صاحب نعمت ہوتا ہے اور موت اس سے زیادہ قریب ہوتی ہے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اس کے پاؤں سے قریب ہوتا ہے۔

حضرت بلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت بخار ان کو چھوڑ دیتا، وہ اپنی آواز بلند کرتے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

الا لیت شعری ھل ابتین لیلۃ بوادو حولی اذخر و جلیل

کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ میں کسی رات وادی مکہ میں ایسے حال میں رہا ہوں کہ میرے اطراف اذخر کا جو خوشبودار گھاس ہے اور جلیل جو نازک نبات ہے، رہی ہو یعنی میں نے عیش سے رات گزاری ہو۔

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل

Marfat.com

کیا میں کسی دن مجنتۃ کے چشموں پر وارد ہوں گا ـــــ اور کیا شامہ اور طفیل میرے لیے ظاہر ہوں گے ـــــ شامہ [اور] طفیل مکہ میں دو پہاڑوں کے چشمے ہیں۔

اے میرے اللہ! تو شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کر اور انہیں اپنی رحمت سے خارج کر دے۔ اس لیے کہ انہوں [نے] ہمیں ہماری زمین سے ایسی سرزمین کی طرف نکالا ہے جس میں وباء ہے۔

[مد]ینہ کیلئے دعائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

اللھم حبب الینا المدینة کحبنا مکه اواشد اللھم بارك لنا فی صاعنا ومدنا وصحھالنا وانقل حماھا الی الحجفة

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں ایسے حال میں آئے کہ اللہ تعالیٰ کی کل زمین سے [مد]ینہ میں وباء زیادہ تھی ـــــ اور وادی بطحان ایسے پانی کو جاری کرتی تھی جو رنگ و بو میں متغیر تھا جسے سڑا کہنا چاہیے۔

[مد]ینہ کیلئے دعائے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد بلاد رسولك

[آ]پ نے حضرت ابوایوب کے ہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا:

اس بارے میں تین مختلف روایتیں ہیں کہ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کتنا عرصہ قیام [فر]مایا:

- سات ماہ (صحیح بخاری)
- ایک ماہ (دولابی)
- دوسرے سنہ کے ماہ صفر تک

[ثن]یۃ الوداع:

ثنیۃ الوداع مدینہ سے باہر وہ مقام ہے جہاں سے جانے والوں کو رخصت کیا جاتا ہے اور مدینہ آنے والوں کو خوش آمدید [ک]ہا جاتا۔

ثنیۃ الوداع ایک قدیم اسم ہے ـــــ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے تو [ان]صاری عورتوں نے یہ شعر پڑھا:

طلع البدر علینا ۔۔۔ من ثنیات الوداع

ثنیہ الوداع سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

- ثنیۃ الوداع کا نام اس لیے ثنیۃ الوداع رکھا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض سفروں

Marfat.com

میں کہ (وہ غزوہ تبوک ہے) بعض مدینہ کے رہنے والوں کو وہاں سے رخصت فرمایا ہے۔

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض لشکروں کی ثنیۃ الوداع تک مشائعت کی ہے اور اس لشکر کو وہاں سے رخصت کیا ہے۔
- قدیم عہد میں مدینہ سے مسافر کو ثنیۃ الوداع تک مشائعت کیا جاتا تھا اور اس کے پاس سے رخصت کیا جاتا تھا ــــ (قاضی عیاض)
- اہل مدینہ حجاج اور غازیوں کی ثنیۃ الوداع تک مشائعت کیا کرتے تھے اور ان کو اس کے پاس رخصت کیا کرتے تھے اور ثنیۃ الوداع کی طرف آنے والوں کی ملاقات کے وقت نکلا کرتے تھے ــــ (ابن بطال)
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک سے تشریف لائے تو مدینہ سے آدمی نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثنیۃ الوداع کے مقام سے ملاقات کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی شریف)
- شام کے ناحیہ سے مکہ آنے والا شخص ثنیۃ الوداع کو نہیں دیکھتا ہے اور اس کی طرف نہیں جاتا ہے ــــ لیکن مکہ سے آنے والا شام کی طرف متوجہ ہوتا ہے ــــ ثنیۃ الوداع کی طرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا واقع نہیں ہوا ہے کیونکہ اس وقت آپ تبوک سے آئے تھے ــــ (ابن القیم)
- احتمال ہوتا ہے کہ وہ ثنیۃ جو ہر ایک طرف سے ہے اور اس کی طرف مشائعت کرنے والے آدمی پہنچتے ہیں۔ اس کا نام ثنیۃ الوداع کہتے ہوں ــــ (ابن العراقی)

مسجد نبوی کی تعمیر:

پہلے پہل تو معاملہ یہ رہا کہ جس جگہ نماز کا وقت آجاتا' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ لیتے تھے ــــ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد شریف کی تعمیر کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا:

''اے بنی نجار! تم اپنے باغ کی قیمت مقرر کرو۔''

انہوں نے عرض کیا:

''ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی قیمت طلب نہیں کرتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر قیمت جگہ لینے سے انکار فرمایا اور اس باغ کو دس دینار کے بدلے خرید فر[مایا] لیا ــــ وہ دینار آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے ادا فرمائے ــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی ال[لہ] تعالیٰ عنہ اپنا تمام مال لے کر مکہ سے نکلے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کی جگہ میں کھجور کے درخت کچھ ویران جگہ اور مشرکین کی قبر[یں] تھیں ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مشرکین کی قبریں کھود کر ان کی ہڈیاں نکال دی گئیں' کھجور[کے] درخت کاٹ دیئے گئے اور ویرانہ سمیت ساری جگہ کو ہموار کر دیا گیا ــــ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

اینٹوں کے لیے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اینٹیں لے کر مسجد بنائی گئی ـــــ کھجور کے شاخوں سے اس کی چھت بنائی گئی اور کھجور کے تنوں سے اس کے ستون بنائے گئے۔

اس مسجد کی تعمیر میں مسلمانوں نے کام کیا ـــــ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو اینٹیں ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا رہے تھے ـــــ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور ایک اینٹ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''لوگوں کے لیے ایک اجر ہے اور تمہارے لیے دو اجر ہیں اور دنیا سے تمہارا آخری زاد ایک گھونٹ دودھ ہے ـــــ اور تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اس مسجد شریف میں لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے ـــــ اور دوران یہ فرماتے تھے:

هذا الحمال لا حمال خيبرا هذا برربنا واطهر

''یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے' اینٹوں کا بوجھ ہے ـــــ اے ہمارے رب! یہ بوجھ زیادہ نیک اور اطہر ہے ـــــ خیبر کے بوجھ سے مراد تمر دخرما ہے کہ وہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور آدمی اور اونٹ ان کو اٹھا کے لاتے ہیں۔''

اللهم ان الاجر اجر الاخرة فارحم الانصار والماجهرة

''اے میرے اللہ! اجر تو آخرت کا اجر ہے ـــــ تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما ـــــ کہ وہ تیرے دین کا کام مشقت سے کر رہے ہیں تو ان کو اس کام کا اجر آخرت میں عطا فرما۔

کتاب ''تحقیق النصرۃ'' میں ہے کہ اینٹیں اٹھاتے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر مبارک رکھ دی ـــــ لہٰذا صحابہ نے بھی اپنی اپنی چادریں رکھ دیں اور وہ بھی شعر پڑھتے جاتے تھے۔

لئن قعدانا والنبى يعمل ذاك اذا للعمل مضلل

اگر ہم ایسے حال میں بیٹھ جائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کام کر رہے ہیں ـــــ کام کرنے کی بجائے ہمارا بیٹھ جانا ہمارے عمل کو بے کار وضائع کرنے والا ہے۔

دوسرے صحابہ یہ شعر پڑھتے تھے:

لايستوى من تعمير المساجدا يدأب فيها قايما وقاعدا

ومن يرى عن التراب حايدا

''جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے اور اپنے عمل میں کوشش کرتا ہے۔ ایسے حال میں کہ وہ کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ شخص کہ مٹی سے بچتا ہے۔ وہ اس تعمیر کرنے والے کے برابر نہیں ہوتا۔

مسجد کا قبلہ قدس متعین کیا گیا ـــــ مسجد کے تین دروازے قائم کیے گئے:

Marfat.com

- ایک باب مسجد کے آخر بنایا گیا۔۔۔۔ اسے باب آل عثمان بھی کہتے ہیں۔
- ایک باب الرحمہ جسے باب عاتکہ بھی کہا جاتا ہے۔
- ایک وہ باب جس سے آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔

مسجد کا طول اس جگہ سے جو قبلہ سے ملی ہوئی ہے' مسجد کے آخر تک ایک سو ہاتھ رکھا گیا۔۔۔۔ اور دونوں جانب میں عرض اس کے مثال رکھا گیا یعنی مربع بنائی گئی۔۔۔۔ یا طول سے عرض کم رکھا گیا۔۔۔۔ اور مسجد کی بنیاد تین ہاتھوں کے قریب رکھی گئی۔ اس کے پہلو میں اینٹوں سے دو مکان بنائے گئے اور ان کی چھت کھجور کے تنوں اور کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اس حجرہ میں جو مسجد سے ملا ہوا تھا' مسجد تک راستہ بنا دیا۔۔۔۔ اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس آخر مکان میں رکھا جو مسجد سے ملا ہوا اس باب تک ہے جو باب آل عثمان سے ملا ہوا ہے۔۔۔۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان سے ان مکانوں میں تشریف لے گئے جن کو آپ نے مسجد نبوی کے ساتھ بنایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارث' حضرت ابو رافع کو مکہ بھیجا تا کہ وہ حضرت فاطمہ' حضرت ام کلثوم' حضرت سودہ بنت زمعہ' حضرت اسامہ بن زید اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مدینہ لے آئیں۔۔۔۔ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر والوں کو مدینہ لے گئے۔

اصحاب صفہ:

مسجد نبوی میں ایک سایہ دار جگہ تھی۔۔۔۔ اس جگہ مساکین ٹھکانا کرتے تھے۔۔۔۔ اس جگہ کا نام صفہ تھا۔۔۔۔ اور وہاں رہنے والوں کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کو رات کے وقت بلاتے اور انہیں اپنے اصحاب پر تقسیم فرما دیتے تھے اور وہ اصحاب ان اصحاب صفہ کو کھانا کھلاتے تھے۔۔۔۔ انہی اصحاب صفہ میں سے ایک طائفہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشاء کا کھانا کھاتا تھا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اصحاب صفہ سے ستر مردوں کو دیکھا۔ ان میں سے کسی کے بدن پر ایک چادر ہوتی۔۔۔۔ کسی کے فقط ایک تہمد ہوتا یا فقط ایک کمبل۔۔۔۔ جس کو وہ ستر پوشی کے لیے اپنی گردن میں باندھ لیتے تھے۔۔۔۔ ان کمبلوں میں ایسا کمبل ہوتا جو نصف پنڈلی تک پہنچتا۔۔۔۔ اور انہی کمبلوں میں سے وہ کمبل ہوتا جو ٹخنوں تک پہنچتا تھا۔ اس کو آدمی اپنے ہاتھ سے جمع کر کے اس کراہت سے پکڑے رہتا کہ اس کی شرم گاہ نظر نہ آئے۔۔۔۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصحاب صفہ ستر سے زائد تھے۔۔۔۔ اور جنہیں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا ہے' وہ ان ستر کے سوا تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بیر معونہ میں بھیجا تھا۔۔۔۔ یہ بھی اصحاب صفہ میں سے تھے لیکن یہ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے شہید ہو گئے تھے۔

Marfat.com

منبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔۔۔۔۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کھڑا رہنا مجھ پر دشوار ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ چنانچہ آپ کے لیے منبر بنایا گیا۔۔۔۔۔ یہ منبر میمون مولی سعد بن عبادہ کی بیوی نے تیار کیا

کھجور کے تنے کا رونا ہجرت کے سال میں واقع ہوا ہے۔۔۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت اوس وخزرج دونوں قبیلوں کے آدمیوں میں ایک دوسرے پر غضب اٹھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ آپس میں قتال کریں۔۔۔۔۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔۔۔۔۔ دونوں قبیلوں کی باتیں سن کر آپ منبر پر سے اتر آئے۔۔۔۔۔ اور ان کے ساتھ آپ نے مہربانی فرمائی کہ وہ دونوں گروہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے دشمنی چھوڑ دی۔

ابن سعد نے قطعی طور پر کہا ہے کہ منبر ہجرت کے ساتویں سال میں بنایا گیا ہے۔۔۔۔۔ بعض اہل سیرت سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے کہ لکڑی کے منبر کو لیں، آپ مٹی کے منبر سے خطبہ پڑھا کرتے تھے۔۔۔۔۔ البتہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خطبہ ارشاد فرماتے تھے، درخت کے تنے سے ٹیک لگا لیتے تھے۔

انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ (مواخات):

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے ہوئے پانچ ماہ ہوئے تھے۔ جب آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ قرار دی۔۔۔۔۔ یہ نوے (90) مرد تھے۔۔۔۔۔ ہر ایک طائفہ پینتالیس مردوں کا حق اور مواساۃ اور توارث پر تھا یعنی آپس میں ہمدرد اور شریک احوال اور شریک اموال اور ایک دوسرے کی میراث پانے کے باہم مستحق قرار دیئے گئے تھے۔

مہاجرین اور انصار ایسی ہی معاشرت رکھتے تھے حتیٰ کہ جنگ بدر کے بعد یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

والوالارحام بعضھم اولٰی ببعض آخر۔۔۔۔۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے آٹھ ماہ بعد یا نویں مہینہ کے آغاز پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیاہ کر اپنے گھر لائے۔۔۔۔۔ ایک اور روایت کے مطابق ہجرت سے اٹھارہ ماہ بعد شوال کے مہینہ میں بیاہ کے لائے۔

اذان کی ابتداء:

سیرت کی کتابوں میں ہے کہ نماز کے لیے نمازی کسی کے بلانے کے بغیر نماز کے اوقات میں جمع ہوا کرتے تھے۔۔۔۔۔ اذان کی ابتدا ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی۔۔۔۔۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے **الصلوٰۃ جامعۃ** کی ندا سے بلایا کرتے تھے۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کہ لوگوں کو نماز کے لیے کس طریق سے جمع کیا جائے۔۔۔۔۔

Marfat.com

اس بارے میں مختلف تجاویز پیش کی گئیں:

- بعض اصحاب نے کہا کہ جیسے نصاریٰ ناقوس بجاتے ہیں، نماز کے وقت ناقوس بجائی جائے۔
- یہ کہ جیسے یہود بوق پھونکتے ہیں، نماز کے وقت بوق پھونکا جائے۔
- یہ کہ آگ بھڑکا کر اسے بلند کیا جائے۔ لوگ آگ دیکھ کر نماز کے لیے آئیں گے۔

یہ سب باتیں چونکہ دوسروں کے لیے خاص تھیں اور ان کی شناخت تھی، اس لیے چاہیے تھا کہ اہل اسلام کے لیے کوئی جداگانہ طریقہ ہو، کوئی منفرد انداز ہو ـــــ اس کے لیے مختلف صحابہ کرام کو خواب میں اذان کے لیے رہنمائی کی گئی جبکہ اذان اور اقامت کے الفاظ تعلیم کیے گئے ـــــ خواب کے ذریعے ان صحابہ کرام کو اذان کی تعلیم دی گئی:

- حضرت عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ (اوسط از طبرانی)

کچھ روایات میں تعداد زیادہ بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

- تیرہ صحابہ کرام نے اذان کو خواب میں دیکھا ـــــ (وسیط از امام غزالی علیہ الرحمہ)
- چودہ صحابہ کرام نے اذان کو خواب میں دیکھا ـــــ (شرح التنبیہ از جیلی علیہ الرحمہ)
- سات انصار نے اذان کو خواب میں دیکھا ـــــ (سیرت مغلطائی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں امام احمد کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خواب میں ایک مرد کو دیکھا۔ اس نے حضرت عبداللہ کو اذان اور اقامت سکھلائی ـــــ جبکہ وہ صبح کو اٹھے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا۔ آپ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نے خواب میں دیکھا ہے بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ میں سو نہیں رہا تھا بلکہ بیدار تھا ـــــ میں نے ایک شخص کو دیکھا اس کے جسم پر دو سبز کپڑے تھے۔ اس نے روبہ قبلہ ہو کر دو بار اللہ اکبر اللہ اکبر کہا ـــــ یہاں تک کہ وہ اذان سے فارغ ہو گیا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''انشاء اللہ یہ سچا خواب ہے ـــــ تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور ان کو اذان کے الفاظ بتلاؤ تاکہ وہ اذان دیں ـــــ اس لیے کہ بلال تم سے آواز میں احسن ہیں اور ان کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں اذان بتلا رہا تھا اور وہ اذان دے رہے تھے۔

ابن اسحٰق کی روایت میں اس سے قدرے مختلف ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب اس طرح سے ہے کہ میں سو رہا تھا کہ ایک مرد میرے گرد پھر رہا تھا، اس کے ہاتھ میں ایک ناقوس تھا ـــــ میں نے اسے کہا کہ:

Marfat.com

''اے اللہ کے بند! کیا تو اس ناقوس کو بیچتا ہے۔''

اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو اس ناقوس کو کیا کرے گا ___ میں نے کہا کہ اس سے ہم لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے ___ اس نے مجھ سے کہا:

''کیا میں اس شے پر تیری رہنمائی نہ کروں جو تیرے لیے ناقوس سے اچھی ہے؟''

میں نے کہا:

''بے شک اس شے کے لیے رہنمائی کرو جو میرے لیے خیر ہے۔''

اس نے کہا:

''اللہ اکبر اللہ اکبر کہو'' ___ اور بقیہ کلمات اذان کا ذکر کیا ___ پھر اس نے مجھے کہا:

''جس وقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر اللہ اکبر آخر کلمات اقامت تک کہو۔''

خواب میں اذان کی تعلیم:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذان شب معراج میں دکھائی گئی تھی۔ جیسا کہ بزار نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذان کی تعلیم کرے ___ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس ایک چوپایہ لائے جس کا نام براق ہے ___ آپ اس پر سوار ہوئے اور آپ کو اس حجاب (آسمان) تک لائے جو عرش الرحمٰن سے ملا ہوا ہے ___ اس دوران کہ آپ ایسی حالت پر تھے' یکا یک ایک فرشتہ حجاب سے نکلا ___ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:

''یہ کون شخص ہے؟''

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور میں اور مخلوق سے زیادہ قرب مکانی میں ہوں ___ جب سے میں پیدا کیا گیا ہوں میں نے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا۔''

اس فرشتہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا ___ حجاب سے اس طرف سے فرشتہ سے کہا گیا:

''میرے بندے نے سچ کہا انا اکبر انا اکبر۔''

پھر بقیہ اذان کو ذکر کیا گیا ___ یہ وحی سے اقوی ہے' اس لیے کہ وحی کی سماعت بالواسطہ ہے اور یہ سننا بلاواسطے کے ہے۔

اذان کی مشروعیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے تک متاخر ہوئی ___ آپ نے نماز کے وقت میں جب لوگوں کو آگاہ کرنے کا ارادہ فرمایا' وحی کے نزول میں تاخیر ہوگئی۔ یہاں تک عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا۔ ان کا خواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ کے مطابق ہوا اور آپ نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے اور اس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے آسمان میں جو شے دیکھی تھی یعنی فرشتے نے اذان کہی تھی' اللہ تعالیٰ کی اس کے

Marfat.com

ساتھ مراد یہ ہے کہ آپ کو آسمان پر جو شے دکھائی گئی تھی' زمین پر وہ شے ایک سنت ہو اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب نے جو انصار کے خواب کے ساتھ موافق ہوا' اس کو آپ کے نزدیک قوت دیدی۔

حارث کی مسند میں ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نماز کے لیے اذان دی ہے' حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے دنیا کے آسمان پر اذان کہی ـــــ اس ذان کو حضرت عمر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے اور یہ ذکر کرنے میں حضرت عمر نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اس کے ساتھ عمر نے تم سے سبقت کی۔''

معلوم یہ ہوا کہ حضرت عمر اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان بیداری کی حالت میں سنی۔

صحابہ کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو صحابہ کرام کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی:

- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح مسلم شریف میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں حصہ لیا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رفع حاجت کے لیے کسی مناسب جگہ کی طرف تشریف لے گئے ـــــ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر سے پہلے طہارت کا لوٹا اٹھا لیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت سے پلٹے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ہاتھ دھوئے۔ پھر آپ نے اپنا منہ مبارک دھویا ـــــ پھر آپ نے اپنا جبہ اپنی کلائیوں سے نکالنا چاہا ـــــ آپ کے جبہ مبارک کی دونوں آستینیں تنگ تھیں ـــــ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ جبہ میں داخل کیے حتی کہ آپ نے اپنی دونوں کلائیاں دونوں کہنیوں تک نکال لیں ـــــ پھر آپ نے دونوں موزوں پر مسح کیا' پھر آپ تشریف لائے ـــــ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے ـــــ دیکھا کہ لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امام بنا لیا تھا اور وہ نماز پڑھا رہے تھے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں میں سے ایک رکعت پائی ـــــ چنانچہ آپ نے صحابہ کے ساتھ اخیر رکعت نماز پڑھی۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری فرما رہے تھے ـــــ اس بات نے مسلمانوں کو ڈرا دیا کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز پڑھنے میں سبقت کی ـــــ اس پر مسلمانوں نے کثرت سے تسبیح کی یعنی سبحان اللہ پڑھنے لگے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نماز ادا کر لی تو مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا:

Marfat.com

''تم نے اچھا کام کیا!''

سنن ابو داؤد شریف میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھا دی تھی ــــــ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے پیچھے دوسری رکعت نماز پڑھی۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام پھیرا تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر اپنی نماز پوری کی۔

امام نووی علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ فاضل کو مفضول کی اقتداء جائز ہے' اگرچہ فاضل کی تقدیم افضل ہے ــــــ اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی بعض امت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ــــــ لیکن اس موقع پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش امام تھے' وہ اپنی نماز میں باقی رہے ــــــ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیش امام ہونے کے باوجود پیچھے ہٹ گئے تھے تا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھ کر امامت فرمائیں ــــــ ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نماز رکعت پڑھ لی تھی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تقدیم کو اس لیے ترک فرمایا کہ قوم کی نماز کی ترتیب میں خلل نہ آئے۔ بخلاف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے۔ حالانکہ اس کی صورت یہ نہیں تھی ــــــ

سیرت ہاشمیہ میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پیش امام تھے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی اقتدا فرماتے تھے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مرض وفات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تین بار نماز پڑھی۔

دارقطنی نے یہ روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک کسی نبی کی امت کا ایک فرد نبی کی امامت نہ کرلے' تب تک نبی کا وصال نہیں ہوتا۔

ہجرت کے بعد نماز میں دو رکعت کا اضافہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ تشریف لائے تو:

- ہجرت کے ایک ماہ بعد ربیع الاخر کی تیرہ راتیں گزر گئیں' سنہ شنبہ کا دن تھا ــــــ (دولابی)
- ہجرت کے ایک سال بعد یا ایک سال کی مدت گزر گئی تھی ــــــ (سہیلی)

کہ نماز حضر میں دو رکعتیں زیادہ کی گئیں ــــــ اور صبح کی نماز کو اپنی حالت پر برقرار رکھا گیا کہ اس میں لمبی قرأت مستحب تھی ــــــ اسی طرح مغرب کی نماز بھی بحالت خود چھوڑ دی گئی' اس لیے کہ مغرب کی نماز کا وتر اور صلوٰۃ سفر برقرار کہی گئی۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مکہ میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی' پھر جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نماز چار رکعت فرض کی گئی ــــــ اور نماز سفر کو فرض تک رکھا گیا ــــــ یعنی مسافر کے لیے چار چار رکعتوں والی فرض نمازوں سے کمی کر دی گئی ــــــ اس کی دلیل یہ حدیث پاک

Marfat.com

ہے۔ ان اللہ وضع عن المسافر شطر الصلوٰۃ۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز ساقط کی ہے۔۔۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر نماز حضر میں چار رکعتیں فرض کی ہیں اور سفر میں دو رکعتیں۔۔۔

علمائے یہود کی رسول دشمنی:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ علمائے یہود نے دو وجہ کی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کا اظہار کیا:

- ازروئے بغاوت
- حسد

بغاوت شاید اس لیے کہ دوسرے شہر سے آ کر مدینہ منورہ میں تمام روساء سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عزت ملی۔۔۔ اور حسد اس لیے یہ آخری نبی، بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل سے کیوں ہوئے۔۔۔ حالانکہ یہودیوں کی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علامات و واقعات درج تھے اور یہودیوں کو اس آخری نبی کا شدت سے انتظار تھا۔۔۔ محض دوسری جد سے ہونے کے باعث وہ رحمت باری سے محروم رہ گئے۔ العیاذ باللہ!

بنی زریق سے ایک یہودی لبید بن اعصم تھا۔ اس لعین نے آپ پر سحر کیا۔۔۔ سحر کا عالم یہ تھا کہ آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ کوئی کام کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں آپ وہ کام نہیں کر رہے ہوتے تھے۔۔۔ اس نے ایک کنگھی اور کنگھی میں رہ جانے والے بالوں پر سحر کیا تھا۔۔۔ اس کنگھی کو بالوں سمیت اس نے کسی کنویں کے اندر بھاری پتھر تلے دبا دیا تھا۔۔۔

صحیح احادیث کے مطابق کسی نبی پر سحر ہو جانا نبوت کا عیب نہیں ہے۔ اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اجسام میں زخموں، زہروں، قتل اور ان کے علاوہ آفتوں میں مبتلا ہوتے تھے۔۔۔ وہ امور اس قسم کی مصیبتوں سے ہیں جن مصیبتوں کو علماء نے انبیاء کرام پر جائز قرار دیا ہے جیسے کہ ایک جماعت (اہل مکہ) نے آپ کو اپنے درمیان سے نکال دیا اور انہوں نے آپ کے قتل کے لیے سازش بھی کی۔۔۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور آپ کے اصحاب آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور آپ کی مدد کے لیے کھڑے ہو گئے۔۔۔ مدینہ آپ کے لیے دارالسلام اور پناہ کے لیے بڑا قلعہ ہو گیا کہ وہ اس میں پناہ رکھتے تھے۔۔۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کا جہاد شروع فرمایا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر روانہ فرمائے:

- ایسے لشکر جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو کفار سے جہاد کے لیے روانہ فرمایا اور خود تشریف نہیں لے گئے۔۔۔ انہیں بعوث اور سرایا کہا جاتا ہے۔
- اور ایسے لشکر جس میں آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ رہ کر کفار سے جہاد فرمایا ہے، انہیں غزوہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے بذات خود مشرکین سے غزا کیا ہے۔ آپ نے اور آپ کے اصحاب نے یہاں تک جنگ کی کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے۔

Marfat.com

غزوات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قتال کے لیے ستر سے زائد آیتوں میں آپ کو اجازت دی گئی۔۔۔۔ قتال کی اجازت میں سب سے پہلی جو آیت نازل ہوئی' یہ ہے **اذن للذین یقاتلون بالھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر**۔۔۔۔ اجازت کی اس طور پر وجہ بیان کی گئی ہے کہ جن لوگوں کو قتال کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی تھی' ان پر کفار ظلم کرتے تھے۔ وہ لوگ مار کھائے ہوئے' ستائے ہوئے اور سر پھٹے ہوئے آتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے تھے کہ

''صبر کرو۔۔۔۔ اس لیے مجھے ابھی قتال کے لیے حکم نہیں ہوا۔''

یہاں تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مکہ معظمہ میں چونکہ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی جبکہ مشرکین کثیر تعداد میں تھے۔۔۔۔ اس عالم میں قتال دشوار ہوتا۔۔۔۔ اس لیے اس وقت تک قتال کے لیے وحی نہ آئی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کی تعداد:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مغازی جن میں آپ نے بذات خود شرکت فرمائی' ستائیس (۲۷) ہیں۔۔۔۔ ان میں سے نو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نفس شریف سے غزا فرمایا:

- غزوہ بدر
- غزوہ خندق
- فتح مکہ
- غزوہ احد
- غزوہ قریظہ
- غزوہ حنین
- غزوہ مریسیع
- غزوہ خیبر
- غزوہ طائف

وہ سرایا جن میں آپ نے اپنے اصحاب کو بھیجا ہے' سینتالیس (۴۷) ہیں۔۔۔۔

- سریہ وہ لشکر ہے جو رات کو نکلے۔۔۔۔ سریہ کا نام سریہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کا جانا مخفی ہوتا ہے۔۔۔۔ یہ معنی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ لفظ سریہ سر سے لیا گیا ہے۔

سریہ' جیش کا ایک قطعہ ہوتا ہے جو جیش سے نکالا جاتا ہے اور وہ جیش کی طرف عود کر کے آتا ہے۔۔۔۔ سریہ ایک سو تا پانچ سو آدمیوں تک مشتمل ہوتا ہے۔۔۔۔ پانسو سے زیادہ کو منسر کہتے ہیں۔۔۔۔ اگر آٹھ سو آدمیوں سے زیادہ کا لشکر ہو تو اس کا نام جیش ہے۔۔۔۔ اگر چار ہزار سے زیادہ کا لشکر ہو تو اس کا نام جحفل ہے۔۔۔۔ خمیس' جیش عظیم کو کہتے ہیں۔۔۔۔ بعث وہ حصہ جو سریہ سے جدا ہوتا ہے۔۔۔۔ کیتبہ اس کہتے ہیں جو جمع ہو اور منتشر نہ ہو۔

- ساریہ وہ لشکر ہے جو دن میں نکلے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اول بعوث آغاز رمضان میں تھا۔۔۔۔ ایک روایت یہ ہے سن دو ہجری ربیع الاول میں تھا۔

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تیس (۳۰) مہاجرین پر امیر بنا کر بھیجا۔

انصار نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ طے کیا تھا کہ:

- وہ آپ کو اپنے گھر میں دشمن سے بچائیں گے۔
- وہ دشمن کو روکیں گے۔

انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہ کر بدر میں غزا کیا۔۔۔۔

جن مہاجرین کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار قریش کے لیے مقرر فرمایا تھا' وہ مدینہ سے نکلے۔۔۔۔ قریش کے اس قافلہ سے مزاحمت کرتے تھے جس میں ابو جہل لعین تھا۔ابو جہل کے قافلہ سے مشرکین کے تین سو شتر سوار آ ملے۔۔۔۔ یہ لوگ مقام عیص کے ناحیہ سے دریا کے کنارہ پہنچ گئے۔۔۔۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوئے تو ان کے درمیان مجدی عمرو الجہنی حائل ہو گیا۔۔۔۔ مجدی دونوں گروہوں میں صلح کرانے والا تھا۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوائے ابیض (۲۴۰) (سفید جھنڈا) قائم فرمایا تھا۔۔۔۔

سریہ عبیدۃ المطلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عبیدہ ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساٹھ آدمیوں پر امیر مقرر کیا گیا۔۔۔۔ بطن رابغ کی طرف یہ سریہ ہجرت کے آٹھویں مہینے کے شروع میں ماہ شوال میں روانہ کیا گیا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوائے ابیض قائم فرمایا۔۔۔۔ اس لوا کو مسطح بن اثاثہ نے اٹھایا۔

اس سریہ میں مشرکین کے امیر کے تین نام روایتوں میں ملتے ہیں:

- ابوسفیان بن حرب
- مکرز بن حفص
- عکرمہ بن ابی جہل

مشرکین کے لشکر میں دو سو آدمی تھے۔۔۔۔ ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔۔۔۔ مگر یہ ہوا کہ اس دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر چلایا۔۔۔۔ یہ پہلا تیر تھا جو اہل اسلام نے چلایا۔

---

۲۴۰ لوا۔۔۔۔ جنگ میں اٹھائے جانے والے جھنڈے کو کہتے ہیں۔۔۔۔ اس سے صاحب جیش کا مقام پہچانا جاتا ہے کہ یہاں ہے۔۔۔۔ لوا کو کبھی امیر الجیش اٹھاتا ہے اور کبھی مقدم جیش اس کو مقدم لشکر کو دے دیتا ہے۔۔۔۔

ایک جماعت نے اہل لغت سے تصریح کی ہے کہ لوا اور رایت ہم معنی ہیں۔۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا رایت سیاہ تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لوا ابیض تھا۔۔۔۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے رایت میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ درج تھا۔۔۔۔ لوا اور رایت میں جو فرق ہے، وہ ظاہر ہے۔۔۔۔ لوا وہ ہے جو رمح میں گرہ دیا جاتا ہے اور رمح پر لپیٹ دیا جاتا ہے۔۔۔۔ جبکہ رایت وہ شے ہے جس میں گرہ دی جاتی اور اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور ہوا اس کو ہلاتی ہے۔۔۔۔ لوا، رایت سے کم ہے۔۔۔۔ لوا موٹا بڑا علم ہے۔۔۔۔ علم امیر کی جگہ کی علامت ہے۔۔۔۔ جس جگہ امیر دورہ کرتا ہے، علم بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔۔ جبکہ رایت کا صاحب جنگ والی ہوتا ہے۔۔۔۔ شاید لوا اور رایت میں فرق عرف کے طور پر ہے۔۔۔۔ پہلی بار رایات یوم خیبر میں بنائے گئے۔۔۔۔ یوم خیبر سے پہلے صرف لواؤں کو پہچانتے تھے۔

Marfat.com

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اسلام میں پہلا رایت حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے ــــ ایک جگہ لکھا ہے کہ اسلام میں پہلا رایت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے ــــ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہی وقت ساتھ ساتھ بھیجا تھا' اسی لیے لوگوں کو یہ گمان ہوا ــــ

روایتوں میں ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ساتویں مہینہ کے آغاز پر بھیجا گیا تھا اور حضرت عبیدہ کا لشکر آٹھویں مہینہ کے آغاز میں بھیجا گیا ــــ اس میں شبہ نہیں ہوسکتا ــــ لیکن یہ احتمال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے رایت ساتھ ساتھ ایک ہی وقت میں قائم فرمائے ہوں ــــ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی روانگی آٹھویں مہینہ کے آغاز تک کسی وجہ سے دیر کا سبب بن گئی ہو۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے نویں مہینے آغاز ذیقعد میں تھا ــــ جو حجاز کی ایک وادی خرار کی طرف بھیجا گیا ــــ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوائے ابیض عطا ہوا ــــ اس سریہ میں لوائے ابیض کو مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس مردوں کے درمیان اٹھایا۔

قریش کے اونٹ غلے سے لدے ہوئے تجارت کے لیے آ رہے تھے ــــ یہ سریہ اس کے حائل ہونے کے لیے گیا ــــ یہ لوگ صبح کے وقت خرار میں پہنچے تو پانچویں تاریخ کی صبح تھی ــــ قریش کا غلہ لیکن ایک دن پہلے اس وادی سے گزر گیا تھا۔

غزوۂ ودان/ غزوۂ ابواء:

غزوات میں یہ پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت فرمائی ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بارہویں مہینہ کے آغاز پر ماہ صفر میں ساٹھ مہاجرین کے درمیان تشریف لے گئے ــــ قریش کا ارادہ رکھتے تھے ــــ اس غزوہ میں لواء کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے سے یہ اثر مرتب ہوا کہ مصالحت ان شرائط پر ٹھہری:

- بنی ضمرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ نہ کریں۔
- لوگوں کو آپ پر کثرت سے جمع نہ کریں۔
- آپ کے دشمنوں کی آپ پر اعانت نہ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر فرمایا۔

غزوۂ بواط/ جنگ کید:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے تیرہویں مہینہ کے شروع میں ماہ ربیع الاول میں یہ غزوہ فرمایا ــــ آپ ناحیہ رضوی سے دو سو اصحاب کے ہمراہ بواط میں پہنچے ــــ امیہ بن خلف الجمی قریش کے اونٹوں پر غلہ لا رہا تھا ــــ آپ نے اس قافلہ کے حائل ہونے کا ارادہ فرمایا تھا ــــ اس غزوہ کے دوران مدینہ پر سائب بن عثمان بن مظعون کو عامل قرار

۲۳۱ ینبع ایک قلعہ ہے جس میں چشمے اور کھجور کے درخت ہیں اور کھیتی ہے ــــ یہ مصر کے حاجیوں کے راستہ میں ہے۔

Marfat.com

فرمایا ـــــ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن سے جنگ نہیں فرمائی ـــــ

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کید کا معنی حیلہ کرنا، کوشش کرنا ہے ـــــ اس وجہ سے اس غزوہ کو جنگ کید بھی کہتے ہیں۔

غزوہ عشیرہ:

غزوہ عشیرہ ہجرت کے سولھویں مہینے کے آغاز میں پیش آیا ـــــ ایک روایت میں لشکر کی تعداد ڈیڑھ سو اور دوسری روایت میں دو سو آدمی ہیں ـــــ عشیرہ بنی مدلج کا ایک موضع ینبع میں ہے۔۲۴۱ ـــــ یہ غزوہ ایک روایت میں ماہ جمادی الاول اور دوسری روایت میں ماہ جمادیٰ الثانی میں ہوا۔ اس لشکر میں تیس اونٹ تھے۔ ایک کے بعد دوسرا سوار ہوتا تھا ـــــ اس غزوہ میں لوا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا تھا ـــــ یہ لوائے ابیض تھا ـــــ اس غزوہ کا مقصد مکہ سے شام کی طرف لوٹنے والے قریش کا قافلہ تھا ـــــ شام سے مکہ کی طرف لوٹنے والے اس قافلہ میں پچاس ہزار اشرفی اور ایک ہزار اونٹ تھے ـــــ لیکن یہ قافلہ چند دن پہلے گزر گیا تھا ـــــ اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مدلج سے جو بنو کنانہ سے تھے، مصالحت فرمائی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ضمرہ کے درمیان معاہدہ یوں لکھا گیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا كتاب من محمد رسول الله لبني ضمره فانهم امنون علی اموالهم و ان انفسهم وان لهم النصر علی من رامهم ان لا يحاد بوا فی دين الله مابل بحرصوفة وان النبی اذا دعاهم لنصرا اجابوه عليهم بذلك ذمة الله وذمة رسوله

ترجمہ "یہ تحریر محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بنی ضمرہ کے لیے ہے ـــــ اس طور پر کہ بنی ضمرہ کو اپنے اموال اور جانوں پر امن دیا گیا ہے ـــــ بنی ضمرہ کے لیے جو شخص برائی کا ارادہ کرے ان کی اس شرط پر مدد دی جائے گی کہ بنی ضمرہ اللہ کے دین کی نصرت میں مخالفت نہ کریں ـــــ نصرت کی یہ شرط ہمیشہ رہے گی ـــــ ان کو اس شرط کے ساتھ امن دیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مدد کے لیے بلائیں، بنی ضمرہ حاضر ہوں ـــــ اس کے ساتھ ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عہد ہے۔"

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ میں جانے کے وقت ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل مقرر فرمایا تھا۔

بدر کا پہلا غزوہ:

غزوہ عشیرہ کے دس دن بعد یہ غزوہ ہوا۔ مدینہ کے اونٹ اور بکریاں جو دن میں چرنے کے لیے چھوڑے جاتے تھے، کرز بن جابر الفہری نے لوٹ لیے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرز کی تلاش میں تشریف لے گئے۔ بدر کے ناحیہ سے مقام سفوان میں جب آپ پہنچے تو کرز نہیں مل سکا ـــــ اس غزوہ کا نام بدر اولیٰ ہے۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا گیا ـــــ اور

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوا اٹھایا تھا۔

سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ امیر المومنین حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں ہجرت کے سترہویں مہینے کے شروع ماہ رجب میں گیا ــــ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اٹھارہ یا بارہ مرد تھے۔ یہ لشکر نخلہ کی طرف گیا۔ نخلہ مکہ سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے ــــ آپ کو قریش کے قافلہ کے آنے کی خبر ملی تھی ــــ قریش کا قافلہ آپ کے ہمراہیوں کے پاس سے گزرا ــــ یہ قافلہ طائف سے منقّیٰ اور چمڑا لے کر آ رہا تھا ــــ اس قافلہ کا امیر عمرو بن الحضرمی تھا ــــ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اگر ہم نے انہیں قتل کر دیا تو اس مہینہ کی حرمت کی ہتک ہو گی ــــ اور اگر آج رات انہیں چھوڑ دیا گیا تو یہ لوگ حرم مکہ میں داخل ہو جائیں گے ــــ ان مہاجرین نے قتل پر اتفاق کیا۔ چنانچہ عمرو کو قتل کر کے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسانہ کو قید کر لیا ــــ قافلہ کے جو لوگ بھاگ سکے وہ بھاگ گئے ــــ یہ لوگ قافلہ کے اونٹ ہانک لائے۔

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی ــــ ابن جحش نے اس غنیمت کو تقسیم کیا اور اس سے پہلے کہ خمس فرض کیا جائے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غنیمت سے اپنے اجتہاد سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خمس علیحدہ کر لیا ــــ دوسری روایت کے مطابق اس قافلہ کی ساری غنیمت مدینہ منورہ لے آئے ــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"میں نے شہر حرام (حرمت والے مہینے) میں قتال کے لیے تمہیں حکم نہیں دیا تھا ــــ آپ کو اس غنیمت کی علت میں توقف ہوا۔ اس لیے مال غنیمت کی تقسیم اور دونوں قیدیوں کے بارے میں تاخیر فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ بدر سے پلٹ آئے ــــ آپ نے اس غنیمت کو انہی لوگوں پر تقسیم فرما دیا جو اس غنیمت میں شریک تھے۔

قریش نے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حرمت والے مہینے میں خونریزی کی اور مال لے لیا ــــ اس پر یہ وحی نازل ہوئی۔ ویسالونك عن الشهر الحرام قتال فيه ــــ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں کہتے ہیں:

تعدون قتلا فی الحرام عظیمة ‏ ‏ ‏ واعظم منه لونری ذاك راشد
صدود کم عما یقول محمد ‏ ‏ ‏ وکفر به والله راء و شاهد

تم لوگ شہر حرام میں قتل کو عظیم شمار کرتے ہو ــــ قتل سے بڑھ کر تمہارا وہ فعل ہے کہ اگر صاحب رشد اس کو دیکھے یعنی اس فعل میں غور کرے تو تمہارا وہ فعل اس شے سے رک رہنا ہے جس شے کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ تمہارا کفر ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے اور تم پر گواہ ہے۔

سقینا من ابن الحضرمی رما حنا ‏ ‏ ‏ بنخلة لما اوقد الحرب واقد

مقام نخلہ میں ہم نے ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو سیراب کیا جبکہ جنگ کی آگ بھڑکانے والے نے آگ

Marfat.com

بھڑ کائی۔

قریش نے دونوں قیدیوں عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسانہ کے فدیہ کے لیے کسی کو بھیجا___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کا فدیہ لے لیا___ ہر ایک کا فدیہ چالیس اوقیہ تھے___ حکم بن کسانہ نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ٹھہر گئے اور بیر معونہ میں شہادت پائی___ جبکہ عثمان بن عبداللہ مکہ لوٹ گیا اور اس کی موت کفر پر واقع ہوئی۔

تحویل قبلہ:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو صخرہ بیت المقدس کی طرف رخ کے نماز ادا فرماتے رہے___ صخرہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز ادا کرتے رہے بلکہ صخرہ بیت المقدس تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ ہے___ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا عرصہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی___ اس مدت سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

- سولہ ماہ
- سترہ ماہ
- اٹھارہ ماہ

حربی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف لائے___ پھر پورا سال بلکہ دوسرے سال سے چھ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز ادا فرمائی۔

تحویل قبلہ کا واقعہ کب پیش آیا___ اس کے تعین کے لیے بھی کئی روایتیں ہیں:

- جمادی الآخر
- نصف شعبان بروز سہ شنبہ
- نصف رجب بروز دوشنبہ

تحویل قبلہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کونسی نماز ادا فرما رہے تھے۔

- نماز عصر (صحیح بخاری)
- نماز ظہر (نسائی شریف)

اہل قبا کو دوسرے دن صبح کی نماز تک تحویل قبلہ کی خبر نہیں پہنچی___ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کسی نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف نماز پڑھیں۔ چنانچہ اہل قبا کعبہ رخ ہو گئے۔

طبری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی' اس وقت اکثر اہل مدینہ یہود تھے۔ وہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے___ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں___ یہود اس بات سے خوش تھے کہ آپ نے سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی___ حقیقت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلی تمنا یہ تھی کہ قبلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف نماز پڑھیں___ آپ دعا مانگتے تھے اور بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ چنانچہ تحویل قبلہ کے بارے میں وحی نازل ہوئی۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام احمد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں ایسے حال میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے کہ کعبہ آپ کے سامنے تھا۔

طبری نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اول جو نماز پڑھی' وہ کعبہ کی طرف پڑھی۔ پھر آپ جب مکہ میں تھے' بیت المقدس کی طرف پھر گئے۔ آپ نے تین سال تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو سولہ ماہ تک آپ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کعبہ کی طرف متوجہ کرایا۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں' پھر آپ کو یہ حکم ہوا کہ آپ مسجد حرام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ آپ مسجد حرام کی طرف پھر گئے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی مسجد حرام کی طرف پھر گئے۔ اس مسجد کا نام مسجد قبلتین رکھا گیا۔

تحویل قبلہ پر یہود و منافقین کی ہرزہ سرائی:

اللہ تعالیٰ نے جب تحویل قبلہ کی تو بعض لوگوں کو جو منافقین' کفار اور یہود سے تھے' انہوں نے کہا:

ماولٰهم عن قبلتهم التی کانوا علیها

یعنی انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کبھی بیت المقدس کو قبلہ بتاتے ہیں اور کبھی کعبہ کو قبلہ ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

قل للہ المشرق والمغرب یعنی حکم' نصرت اور امر کل اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے' ہم متوجہ ہوتے ہیں۔ ہماری طاعت اس کے لیے حکم کی تعمیل میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہر روز ہم کو چند مرتبہ کتنی ہی سمتوں میں متوجہ کرائے تو ہم اس کے بندے ہیں اور اس کے حکم ماننے والے ہیں۔ اس کے خادم ہیں۔ وہ جس جگہ ہمیں متوجہ کرے گا' ہم متوجہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ عظیم عنایت ہے۔ اس لیے کہ آپ کی امت کو اپنے خلیل کے قبلہ کی طرف ہدایت فرمائی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہود ہم سے ان پر حسد کریں گے۔

- جمعہ سے ہم سے حسد کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت کی ہے اور
- اس قبلہ پر ہم سے حسد کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہدایت فرمائی اور پھر وہ اس قبلہ سے گمراہ رہے۔

بعض مومنوں نے کہا کہ ہماری ان نمازوں کا کیا ہوگا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف پڑھیں اور ہمارے فوت ہو جانے والے بھائیوں کی نمازوں کا کیا ہوگا جو انہوں نے بیت المقدس کی طرف پڑھیں۔ ان کی تسلی کے لیے اللہ کریم نے فرمایا **وماکان اللہ لیضیع ایمانکم**۔ یہود نے کہا (کہ تحویل قبلہ سے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے باپ کے شہر

Marfat.com

کے لیے مشتاق ہو گئے ___ اور اس سے آپ اپنی قوم کو خوش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ___ اگر آپ ہمارے قبلہ (صخرہ بیت المقدس) پر ثابت رہتے تو ہم یہ امید کرتے کہ آپ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے آئے ہیں کہ وہ آئیں گے ___ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وان الذین اوتو الکتاب لیعلمون انه الحق من ربهم** ___ یعنی وہ یہود جنہوں نے استقبال کعبہ اور بیت المقدس سے پھر جانے کا انکار کیا ہے۔ ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کی جو کتابیں ہیں' ان سے انہیں خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کعبہ کی طرف متوجہ کرے گا۔

رمضان المبارک کی فرضیت:

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے اٹھارہ ماہ بعد تحویل کعبہ اول نصف شعبان میں ہوئی ___ ماہ رمضان شریف کے روزے فرض کیے گئے ___ اور عید سے دو دن پہلے فطرانہ کی زکوٰۃ فرض کی گئی کہ چھوٹا بڑا' آزاد غلام مرد' عورت کی طرف سے

- ایک صاع تمر یا
- ایک صاع زبیب یعنی منقیٰ
- ایک صاع شعیر یعنی جو
- یا ایک صاع گندم

سے نکالا جائے ___ یہ زکوٰۃ فطر' اموال کی زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے فرض کی گئی۔

اموال کی زکوٰۃ دوسرے سنہ ہجری میں فرض کی گئی ہے ___ ایک اور روایت میں ہے کہ اموال کی زکوٰۃ ہجرت سے پہلے فرض کی گئی۔ **واللہ اعلم**

غزوۂ بدر عظمیٰ:

اس غزوۂ بدر کو ان ناموں سے پکارا جاتا ہے:

- غزوۂ بدر الکبریٰ
- غزوہ بدر العظمیٰ
- بدر الثانیہ
- بدر القتال

بدر کو بدر پکارنے کی یہ وجوہات ہیں:

- بدر ایک قریہ ہے جو بدر بن مخلد بن النضر بن کنانہ سے منسوب ہے' بدر اس قریہ میں اترا تھا۔
- دوسری روایت کے مطابق اسے بدر بن الحارث سے نسبت ہے جس نے اس کے کنوئیں کو کھودا تھا۔
- بدر کو بدر پکارے جانے کی وجہ اس قریہ کا وہ کنواں ہے جس کا نام ہی بدر ہے ___ اس کنوئیں کا نام بدر اس لیے رکھا گیا کہ اس میں گولائی تھی ___ یا یہ کہ وہ کنواں صاف تھا' اس کا پانی روشن تھا اور کنوئیں میں چاند نظر آتا تھا۔

ابن کثیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یوم بدر یوم الفرقان ہے یعنی اس دن حق و باطل کے درمیان فرق واقع ہوا ___ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی اور غالب کیا اور اہل اسلام کو قوی اور غالب کیا ___ اور کفر کے دماغ کی ہڈی توڑ ڈالی یعنی اسے فنا کر دیا ___ اور کفر کے اس محل کو اللہ تعالیٰ نے ویران کر دیا جس کی کفار اور مشرکین تعظیم کرتے تھے۔

اسلام کی یہ عزت اور کفر کا سر توڑنا ایسے حال میں ہوا کہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور دشمن کثیر تعداد میں تھا ___ دشمن

Marfat.com

کی زرہیں بڑی اور پوری تھیں ـــــ ان کے مال اور کامل ہتھیار ان کے ساتھ تھے اور چرنے کے کھلے چھوڑے ہوئے گھوڑے ان کے ساتھ تھے اور سب سے بڑھ کر انہیں تکبر تھا ـــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قوی کر دیا اور اپنی وحی نازل فرمائی ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے چہرے روشن کر دیئے ـــــ اور شیطان لعین اور اس کے تابعین کو اللہ تعالیٰ نے خوار اور رسوا کیا ـــــ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے حال میں کہ اپنے مومنین اور پرہیزگاروں پر جو دین کی کامیابی دینے والے ہیں' کی لاج رکھنے والا ہے۔ یہ فرمایا ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ـــــ یعنی تمہاری تعداد قلیل تھی تاکہ تم لوگ یہ جان لو کہ نصرت صرف اللہ کی طرف سے ہے نہ تعداد کی کثرت اور نہ مال واسباب کے سبب!

غزوۂ بدر اسلام کے اعظم غزوات میں سے ہے اس لیے کہ

- اس غزوہ سے اسلام کا ظہور ہوا اور اس کے بعد آفاق پر اسلام کا نور چمکا۔
- اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع سے کفار کو ذلیل کر دیا۔
- مسلمانوں میں سے اس غزوہ میں جو حاضر ہوا' اللہ تعالیٰ نے اسے عزت دی۔

جو شخص اس غزوہ میں حاضر و شامل ہوا' اللہ کے نزدیک وہ ابرار سے ہے ـــــ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے احوال پر مطلع ہوا اور فرمایا اعملوا ما شئتم یعنی تمہارے لیے جنت واجب ہوگئی ـــــ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ـــــ یہ پہلا غزوہ ہے جس میں انصار شامل ہوئے۔ اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی ـــــ لیکن آپ کے ساتھ تین سو پانچ آدمی گئے تھے اور آٹھ آدمی بدر میں حاضر نہیں تھے۔ وہ کسی ضرورت سے نہیں گئے لیکن

- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غنیمت عطا فرمائی۔
- اور فرمایا کہ ان کا اجر ویسا ہی ہے جیسا کہ بدر میں حاضر ہونے والوں کا ہے ـــــ

چنانچہ وہ لوگ ان کی مانند ہیں جو حاضر ہوئے ہیں ـــــ اور وہ اہل بدر میں شمار کیے جاتے ہیں ـــــ ان آٹھ اصحاب کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ ہوگئی ـــــ اصحاب بدر کے پاس تین گھوڑے نہایت دوڑنے والے تھے:

- ایک حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
- دوسرا حضرت یعسوب زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
- اور تیسرا مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

صحابہ کرام کے پاس یہی تین گھوڑے تھے' ان کے علاوہ ستر اونٹ تھے۔

مشرکین کے لشکر کی تعداد ایک روایت میں ایک ہزار اور دوسری روایت میں ساڑھے نو سو ہے ـــــ ان کے ساتھ ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے۔

غزوہ بدر سترہ رمضان جمعہ کے دن ہوا ـــــ اس جنگ کے لیے مسلمانوں کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی معیاد مقرر تھی

Marfat.com

کہ جنگ فلاں وقت میں ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولو تواعد تم لاختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللہ امر کان مفعولا

یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں نے ارادہ نہیں کیا تھا لیکن قریش کے قافلہ کے تعرض کے لیے۔''

اس کا پس منظر یہ ہے کہ شام سے قریش کا تجارتی قافلہ آ رہا تھا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان تیس شتر سواروں کے ساتھ تھے۔ اسی قافلے میں عمرو بن العاص تھے۔ جب یہ لوگ بدر کے قریب پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس قافلہ کی اطلاع ملی۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بلا کر قریش کے کثرت مال اور قلیل تعداد سے مطلع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

''قریش کا قافلہ ہے۔ اس میں کثرت سے اموال ہیں۔ تم اس قافلہ کی طرف جاؤ۔ امید ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس قافلہ سے (مال) غنیمت دے۔''

ابوسفیان نے نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے آنے کی خبر سنی تو ایک شخص ضمضم بن عمرو العقاری کو اجرت دے کر مکہ بھیجا کہ قریش کو مکہ جا کر اطلاع دے کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ ان کے قافلہ کے متعرض ہوئے ہیں ــــ قریش قریباً ایک ہزار خود پوش اٹھے اور اشراف قریش میں سے کسی نے تخلف نہیں کیا ــــ اس لشکر میں ابولہب نے اپنی جگہ عاصی بن ہشام بن المغیر ہ کو روانہ کیا۔

ادھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب مقام روحا میں پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ قریش اس لیے آئے ہیں کہ اپنے قافلہ سے آپ کو روکا جائے ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے قافلہ کی طلب اور اس گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا جو ان سے لڑنے سے بھاگتا تھا ــــ اور صحابہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے دونوں طائفوں میں سے ایک طائفہ کا وعدہ کیا ہے کہ قافلہ کو لو یا قریش سے جنگ کرو۔

صحابہ کرام کا رجحان قافلے کی طرف تھا ــــ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے انہوں نے بہت اچھا کلام کیا ــــ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر کلام کیا ــــ ان کے بعد حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو کام کے لیے حکم دیا ہے' آپ وہی کریں ــــ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واللہ ہم ہرگز یہ نہیں کہیں گے جیسے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون یعنی آپ اور آپ کا رب جائیں اور دونوں لڑو ــــ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ اور آپ کے رب دونوں کے ساتھ رہ کر جہاد کریں گے ــــ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ ہمیں برک انعماد یعنی ملک حبشہ کو لے جائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ رہ کر ان سے لڑیں گے جو ملک حبشہ کے اس طرف ہوں گے' یہاں تک کہ آپ ملک حبشہ کو پہنچ جائیں۔''

مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اچھا کہا اور ان کے لیے دعائے

Marfat.com

خیر فرمائی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو! مجھے اشارہ دو۔"

اس ارشاد کے مخاطب انصار نہیں تھے کیونکہ انصار نے جس وقت عقبہ میں آپ سے بیعت کی تھی تو انہوں نے کہا تھا:

"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے ہمارے گھر پہنچنے تک ہم آپ کے ذمہ سے بری ہیں ــــ جب آپ ہمارے پاس پہنچیں گے تو آپ ہمارے ذمہ میں ہوں گے ــــ اور جن ناپسندیدہ باتوں سے ہم اپنی جانوں، اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کو بچاتے ہیں، ان کی حفاظت کرتے ہیں، ہم آپ کی بھی حفاظت کریں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خیال تھا کہ انصار نے کہیں یہ اعتقاد نہ کر لیا ہو کہ ان پر آپ کی نصرت واجب ہے ــــ مگر مدینہ میں اچانک آ جانے والے دشمنوں سے حفاظت انصار کے ذمہ واجب نہیں ہے کہ ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی دشمن ہو تو آپ انصار کو اس طرف لے جائیں۔ اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے اشارہ دو تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"واللہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گویا آپ ہم لوگوں کا ارادہ فرماتے ہیں۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بے شک!"

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"ہم آپ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی شہادت دی کہ آپ جو شے لائے ہیں، وہ حق ہے ــــ اس پر ہم نے آپ کو اپنے عہد اور مواثیق سمع اور طاعت پر دے دیئے ہیں ــــ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے جس شے کا ارادہ فرمایا ہے، آپ اسے جاری فرمائیں ــــ قسم ہے اس ذات پاک کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم سے اس بحر محیط میں جانے کے لیے فرمائیں، ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں اتر جائیں گے ــــ ہم میں سے کوئی ایک بھی تخلف نہ کرے گا اور ہم اس سے کراہت نہیں کرتے کہ ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں ــــ جنگ کے وقت ہم بڑے صابر ہیں اور دشمن کے مقابلہ کے وقت بڑے صادق ہیں ــــ امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سے وہ امر دکھا دے کہ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ آپ ہمیں اللہ کی برکت پر لے جائیں۔"

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت مسرور ہوئے۔ انکی ان باتوں نے آپ کو دشمن کے سامنے جلد آنے پر آمادہ کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم اللہ کی برکت پر چلے جاؤ اور تمہیں بشارت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا مجھ سے وعدہ کر لیا ہے ــــ واللہ میں کفار کے مرنے کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس کافر کے مرنے کی جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی، کوئی بھی اس جگہ سے دور نہیں گرا۔

Marfat.com

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوچ کر کے بدر کے قریب اترے اور قریش عدوۃ القصوی میں اترے جو مدینہ منورہ سے دور ہے اور وادی کی طرف ہے ـــــ مسلمان سرخ یا سفید ریت کے ایسے ٹیلے پر اترے جس میں آدمیوں کے قدم اور جانوروں کے سم اتر جاتے تھے۔ بدر میں جو پانی تھا' اس پر مشرکین نے پہل کر کے قبضہ کر لیا اور اس میں سے اپنے لیے کنوئیں بنا لیے۔

شیطان کی شیطانی اور صحابہ کرام کی استقامت:

مسلمان صبح جب بیدار ہوئے تو بعض کو وضو کی حاجت تھی اور بعض کو غسل کی۔ پانی کی تنگی اور پیاس سے سخت تکلیف ہوئی ـــــ شیطان نے یہ وسوسہ پیدا کیا اور کہنے لگا:

''تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو اور نبی اللہ تمہارے درمیان ہیں اور تم اولیاء اللہ ہو ـــــ جبکہ مشرکین نے پانی سے تم پر غلبہ کر لیا ہے ـــــ حال یہ ہے کہ تم پیاسے ہو۔ کیا تم بغیر طہارت اور بغیر غسل کے نماز پڑھو گے؟ تمہارے دشمن تو انتظار نہیں کرتے' خواہ پیاس میں تمہاری گردنیں کاٹ ڈالے اور کمزور تمہیں گھیر لیں ـــــ پھر دشمن جیسے چاہیں تم سے سلوک کریں' تمہیں قتل کریں یا قیدی بنا ڈالیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بارش بھیج دی ـــــ اتنا پانی برسا کہ جنگل بہنے لگا ـــــ مسلمانوں نے پانی پیا' غسل کیا' وضو کیا ـــــ اونٹوں کو پلایا اور پانی کے برتن بھر لیے ـــــ بارش نے غبار کو ہٹا دیا اور زمین کو اس طور پر خشک کر دیا کہ اس پر چلنے والوں کے قدم جم گئے اور جانوروں کے سم بھی نکلنے لگے ـــــ یوں شیطان لعین کا وسوسہ زائل ہو گیا اور اس کا وار اس کے سینے پر رد کیا گیا۔ مسلمانوں کے دل خوش ہو گئے۔

قرآن کریم میں اس واقعہ سے متعلق اس طرح سے ہے۔ **وینزل علیکم من السمآء ماءً لیطھر کم بہ** ـــــ ''یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اس لیے نازل کرتا ہے کہ اس سے تمہیں ہر طرح کی پاکی کی حاجت سے پاک فرما دے'' ـــــ یہ طہارت ظاہری ہے۔

ویذھب عنکم رجز الشیطان ـــــ ''یعنی تم سے شیطان کے بہکاوے کو لے جائے'' ـــــ یہ طہارت باطنی ہے۔ جنابت بھی رجز باطن ہے' اس لیے کہ جنابت شیطان کے خیال سے ہوتی ہے ـــــ لہٰذا یہ طہارت باطنی ہے۔

ولیربط علی قلوبکم بالصبر ـــــ ''اور تمہارے دلوں پر صبر کو باندھے'' ـــــ یعنی تمہیں یہ کامل بھروسہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا لطف مسلمانوں کے حال پر ہے ـــــ اور اس پانی کے سبب تمہارے قدموں کو قائم رکھے تاکہ زمین خشک اور سخت ہونے کی وجہ سے ریت میں تمہارا پاؤں نہ اترے اور اس پر قدم جمے رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک عریش (یعنی سائبان) بنایا گیا اور آپ اس میں تشریف فرما تھے۔

جنگ کا آغاز:

عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ہمراہ نکلا اور جنگ کے لیے پکارا ـــــ مسلمانوں

Marfat.com

میں سے چند انصار نوجوان نکلے ـــــــ عوف بن حارث، معاذ بن حارث (ان کی ماں عفراء تھی) ـــــــ اور تیسرا جوان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ـــــــ عتبہ کہنے لگا:

''تم کون ہو؟'' ـــــــ انہوں نے کہا۔

''ہم انصار سے ہیں۔'' ـــــــ قریش نے کہا:

''ہمیں تمہارے ساتھ کوئی حاجت نہیں۔''

پھر کفار کے منادی نے یوں ندا کی:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہمارے لیے ہماری قوم کے ہمارے برابر کے جوان نکالیے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اے عبیدہ بن الحارث! تم اٹھو ـــــــ اے حمزہ! تم اٹھو ـــــــ اے علی! تم اٹھو۔'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یہ حضرات کھڑے ہوئے اور قریش کے مقابل جا پہنچے ـــــــ قریش نے پوچھا:

''تم کون ہو؟'' ـــــــ ان حضرات نے انہیں اپنے اپنے نام بتلائے ـــــــ کفار نے کہا:

''بے شک یہ ہمارے برابر کے ہیں۔''

چنانچہ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مسلمانوں میں مسن تھے، کفار کے مسن عتبہ بن ربیعہ سے جنگ کی ـــــــ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ سے لڑائی کی ـــــــ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی ـــــــ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید کو اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ کو قتل کر دیا ـــــــ لیکن حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عتبہ قتل نہ ہو سکا، البتہ ان کا گھٹنا زخمی ہو گیا ـــــــ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عتبہ کے قتل کے لیے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کی۔

ابوداؤد نے مزید یہ لکھا ہے کہ ولید کے قتل کے بعد حضرت علی و حضرت حمزہ زخمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے آئے۔[۲۴۲]

مسلمانوں کی فتح ونصرت کے لیے دعائیں:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اس کے بعد ایک دوسرے کی طرف گیا اور بعض بعض سے قریب ہو گیا یعنی عام جنگ شروع ہو گئی ـــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے عریش میں تشریف فرما رہے۔ آپ کے ہمراہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب کے حضور مسلمانوں کی فتح و نصرت کے لیے دعا فرما رہے تھے اور آپ کے رب نے آپ سے جس نصرت کا وعدہ فرمایا تھا، اس کی طلب فرما رہے تھے:

---

۲۴۲ اس روایت کو، ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ، حاکم، ابو الاسود اور ابن سعد، ابن حجر نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

اللھم ان تھلك ھذہ العصابة من اھل الایمان الیوم فلا تعبد فی الارض ابدا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنے رب سے اپنے بعض سوال کو ترک فرما دیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جس کا وعدہ فرمایا ہے' اسے آپ کے لیے پورا فرمانے والا ہے۔''

ایک اور روایت' جو ابن عتبہ سے ہے' میں اس طرح سے ہے کہ یوم بدر میں جنگ شروع نہ ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دائیں طرف کھڑے تھے ___ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم لاتخذلنی اللھم انشدك ماوعدتنی

تیسری روایت جو حاکم ونسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے یوم بدر میں کچھ قتال کیا ___ پھر میں آیا' یکایک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجود میں یاحی یا قیوم کہہ رہے ہیں' میں پلٹ کے چلا گیا ___ میں نے قتال کیا اور پھر آیا' چنانچہ میں نے آپ کو ویسے ہی سجدے میں پایا۔ آپ یاحی یاقیوم کہہ رہے تھے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم بدر میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے ___ آپ کو غنودگی آ گئی۔ پھر آپ ایسے حال میں بیدار ہوئے کہ تبسم فرما رہے تھے ___ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تمہیں بشارت ہو (کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے پاس آ گئی) ___ یہ جبریل علیہ السلام موجود ہیں۔ ان کے سامنے کے دونوں دانتوں پر غبار ہے۔'' ۲۴۳

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سائبان کے دروازہ سے باہر تشریف لائے اور یہ پڑھ رہے تھے:

سیھزم الجمع ویولون الدبر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترک دعا کیلئے کیوں کہا:

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ترک دعا کے لیے کیونکر عرض گزار تھے' وہ دراصل آپ کی امید کو قوی کر رہے تھے اور آپ کو ثابت قدم رکھ رہے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام' مقام احمد ہے ___ اور آپ کا یقین ہر ایک کے یقین سے بڑھ کر ہے ___ اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام رجا میں تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے جو وعدہ کیا تھا' ان کو اس پر بھروسہ تھا ___ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام خوف میں تھے ___ قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ

---

۲۴۳ دانتوں پر غبار نصرت اور اہتمام کی وجہ سے تھا تا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کو سرور ہو۔

Marfat.com

دونوں مقام فضیلت میں برابر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوف اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کو یہ خوف ہوا کہ اس کے بعد روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جائے گی' لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ خوف عبادت تھا ـــــ اس میں شک نہیں کہ آپ کا خوف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رجا سے اعلیٰ تھا۔

خطابی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص یہ وہم کرے کہ اس حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے رب کے ساتھ زیادہ بھروسہ تھا ـــــ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس حالت میں خوف پر اٹھانے والی وہ شفقت تھی جو آپ کو اپنے اصحاب پر تھی اور ان کے دلوں کو تقویت دینا مقصود تھا ـــــ چنانچہ آپ نے توجہ اور ابتہال میں مبالغہ فرمایا تاکہ دعا اور ابتہال کے وقت ان کے دلوں کو تسکین ہو جائے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام کو یہ علم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ مستجاب ہے ـــــ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے جو کچھ کہا کہ آپ دعا اور ابتہال سے باز رہیں ـــــ آپ کو یہ علم ہو گیا تھا کہ آپ کی دعا قبول کی گئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نفس میں قوت اور طمانیت پائی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبولیت دعا کا علم ہونے پر **سیھزم الجمع ویولون الدبر** پڑھا۔

جبکہ سہیلی نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس حالت میں مقام خوف میں تھے کہ وہ حالت اکمل حالات صلوٰۃ کی ہے ـــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک یہ جائز ہو گیا تھا کہ اس دن نصرت واقع نہ ہوگی۔ اس لیے کہ آپ کے ساتھ نصرت کا وعدہ اس واقعہ کے لیے معین نہیں تھا' نصرت کا وعدہ نہیں تھا مگر مختصر طور پر یہ وہ امر ہے جو بادی الرائے سے ظاہر ہوتا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے **اللھم ان تھلك ھذہ العصابه من اھل الایمان فلا تعبد بعد الیوم** نہیں کہا ـــــ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شدت اجتہاد اور دعا میں تعب اس لیے تھا کہ آپ نے دیکھا کہ ملائکہ قتال میں تعب اٹھا رہے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے اور اللہ تعالیٰ کے انصار شدائد موت میں گھس رہے تھے ـــــ اور جہاد دو قسموں پر ہے:

- ایک جہاد تلوار کے ساتھ ہے۔
- ایک جہاد دعا کے ساتھ ہے۔

اور امام کی عادت سے ہے کہ وہ جیش کے پیچھے رہے اور لشکر کے ساتھ رہ کر جنگ نہ کرے ـــــ چنانچہ تمام لوگ کوشش اور اجتہاد میں تھے آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ اپنے نفس کو دو کوششوں میں سے ایک کے ساتھ راحت دیں (یعنی جہاد بالسیف اور اجتہاد بدلدعا) ـــــ حال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے انصار اور ملائکہ اجتہاد کر رہے تھے' آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ راحت اختیار کریں ـــــ اللہ تعالیٰ کا گروہ یونی مومنین اللہ کے دشمنوں سے جنگ کر رہے تھے۔

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ یوم

Marfat.com

بدر میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشرکین کی طرف ایسے حال میں نظر فرمائی کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس تھے ـــــ آپ عریش میں داخل ہوئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھ دیئے اور اپنے رب کو پکارنے لگے: اللھم انجزلی ما وعدتنی ـــــ آپ اپنے رب کو پکارتے ہی رہے اور اپنے ہاتھ دراز کیے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی چادر مبارک آپ کے شانوں سے گر پڑی ـــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی چادر مبارک اٹھا کر آپ کے دونوں شانوں پر ڈال دی اور آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر چادر کو پکڑے رہے اور عرض کی:

''یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کا اپنے رب سے سوال کرنا آپ کے لیے کافی ہے (یعنی آپ زیادہ دعا نہ مانگیے) اس لیے کہ جو کچھ آپ کے رب نے آپ سے وعدہ کیا ہے' وہ اسے پورا کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: **اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین** یعنی جس وقت تم لوگ اپنے رب سے مدد چاہتے تھے' ایسے حال میں تمہاری طرف ایک ہزار ملائکہ بھیجنے والا ہوں جو ان ملائکہ سے ردیف کے طور پر یعنی کے پیچھے ایک آئے گا۔'' ۲۴۴

غزوہ بدر میں اللہ کی نصرت:

دوسری آیت مبارک میں ہے: **بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین** ـــــ اس کا معنی یہ ہے کہ ہزار فرشتوں کے پیچھے تین ہزار اور فرشتے اور آئے ـــــ لہٰذا یہ تین ہزار ان ایک ہزار کے لیے کثیر ہیں جو پہلے قلیل تھے (اس کا معنی یہ ہے کہ تین ہزار فرشتوں نے ایک ہزار فرشتوں کو قوت دی اور ان کو زیادہ کر دیا اور

- ایک ہزار فرشتے وہ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے ہمراہ کفار سے قتال کیا اور
- ایک ہزار فرشتے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو بشارت سے ثابت قدم رکھو اور وہ فرشتے مردوں کی صورت میں تھے' اور مومنوں سے کہتے تھے! اثبتوا یعنی ثابت قدم رہو ـــــ تمہارے دشمن قلیل ہیں اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

ربیع بن انس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد ایک ہزار ملائکہ سے کی' پھر وہ تین ہزار ہو گئے' پھر پانچ ہزار ہو گئے ـــــ سعید بن عروبہ نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم بدر میں مومنوں کی مدد پانچ ہزار فرشتوں سے کی تھی ـــــ عامر شعبی نے کہا ہے کہ یوم بدر میں مسلمانوں کو یہ خبر ملی تھی کہ کرز بن جابر مشرکوں کی مدد کر رہا ہے۔ یہ بات ان پر بڑی دشوار گزری' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملائکۃ منزلین

---

۲۴۴ اگر مردفین دال کے فتح سے پڑھا جائے گا تو یہ معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ملائکہ کو مسلمانوں کا ردیف کیا اور مسلمانوں کے پاس مدد کے لیے ملائکہ کو لایا۔

۲۴۵ یعنی دیکھنے والوں کو ان کا نور سپید عمامہ نظر آتا۔ ملائکہ نورانی اجسام ہیں۔ ان کے لیے جسمانی لباس لائق نہیں ہیں اور ملائکہ کی یہی علامتیں ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں اور ان کی دموں میں تھیں۔

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں میں ـــــ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام پانسو فرشتوں میں مردوں کی صورت میں نازل ہوئے ـــــ فرشتے ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے جسموں پر سپید کپڑے تھے اور ان کے سروں پر سپید عمامے تھے اور عماموں کے اطراف کو انہوں نے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ رکھا تھا ـــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ملائکہ کی علامت سپید عمامے تھے اور یوم حنین میں سبز عمامے تھے ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ملائکہ کی علامت سپید عمامے تھے۔ ۲۴۵ ـــــ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ملائکہ ایسے حال میں نازل ہوئے تھے کہ زرد عمامے باندھے ہوئے تھے ـــــ

کیا فرشتوں نے قتال کیا تھا؟

کہا گیا ہے کہ ملائکہ نے یوم بدر کے سوا اور دنوں میں قتال نہیں کیا ـــــ بدر کے سوا تعداد یا سامان اور مدد کے طور پر مسلمانوں کے ساتھ رہتے تھے۔

''نہایت البیان'' تفسیر قرآن میں اللہ تعالیٰ کے فرمان **ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم** میں یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ کیا یوم حنین میں ملائکہ نے قتال کیا ہے یا قتال نہیں کیا ہے ـــــ جمہور علماء کا قول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے قتال نہیں کیا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے یوم احد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں اور بائیں طرف وہ مرد دیکھے جن کے جسموں پر سپید کپڑے تھے ـــــ ان مردوں کو نہ میں نے اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد دیکھا یعنی حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام دونوں سخت قتال کرتے تھے۔

ابن الانباری نے کہا ہے کہ ملائکہ نہیں جانتے تھے کہ آدمی کیونکر قتل کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اس ارشاد سے تعلیم فرمائی۔

- **فاضربوا فوق الاعناق** ''سروں پر تلوار مارو'' اور فرمایا
- **واضربو امنهم کل بنان** ''یعنی ہر ایک جوڑ پر مارو'' ـــــ

سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تفسیر میں آیا ہے کہ یوم بدر میں سر اور ہر جوڑ پر ضرب واقع تھی ـــــ مسلمان ملائکہ کے مقتولوں کو اپنے قتل کیے ہوئے کفار سے پہچانتے تھے کہ ان کی گردنوں اور مفصلوں پر سیاہ نشان تھے۔

ابو امام بن سہل بن حنیف نے روایت کی ہے کہ یوم بدر میں ہم نے دیکھا کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنی تلوار سے کسی مشرک کی طرف اشارہ کرتا' اس سے پہلے کہ تلوار اس مشرک تک پہنچے اس کا سر گر پڑتا تھا۔

شیخ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ ملائکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر قتال کیا۔ باوجود اس کے کہ جبریل علیہ السلام اس امر پر قادر تھے کہ اپنے ایک بازو پر سے کفار کو دفع کر دیں۔ اس میں کیا حکمت تھی؟ ـــــ اسے یہ جواب دیا گیا کہ اس ارادہ کی وجہ سے یہ ہوا کہ قتال کا فعل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا فعل ہو ـــــ اور ملائکہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی مدد ہوں جیسے کہ لشکروں کی لشکر مدد کرتے ہیں ـــــ یہ ان

Marfat.com

اسباب کی وجہ سے تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں جاری فرمایا۔ حالانکہ جمیع افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی غفاری نے بیان کیا کہ میں اور میرا چچازاد جنگ بدر کے دوران آئے اور اس پہاڑ پر چڑھے جہاں سے مقام بدر نظر آتا ہے ـــــ اس وقت ہم دونوں مشرک تھے۔ ہم اس تاڑ میں تھے کہ لوگ بھاگیں تو ہم ان کا مال و اسباب لوٹ مار کریں ـــــ اس دوران ہم نے یکایک دیکھا کہ ایک ایسا بادل ہم سے نزدیک ہو گیا جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز تھی ـــــ میں نے ایک کہنے والے کو سنا' وہ کہتا تھا:

''اے حیزدم! آگے بڑھ''[۲۴۶]

میرے چچازاد بھائی کا دل اس ہیبت سے پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں' پھر میں نے اس حالت سے افاقہ پایا۔

غزوہ بدر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کفار پر کنکریاں پھینکیں:

جب عام جنگ شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکرایں لیں اور وہ کنکریاں کفار کے منہ پر دے ماریں اور فرمایا ـــــ ''شاھت الوجوہ'' ـــــ چنانچہ کوئی مشرک باقی نہ رہا جس کی دونوں آنکھوں اور دونوں نتھنوں میں کنکریاں نہ داخل ہوئیں ـــــ چنانچہ کفار بھاگ گئے اور صنادید قریش میں سے جس شخص کو قتل کیا' اسے اللہ تعالیٰ نے قتل کیا اور قریش کے اشراف میں سے جو شخص قید کیا گیا' وہ قید کیا گیا (اشراف قریش میں سے گرفتار ہونے والے ستر آدمی تھے۔)

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے ارشاد باری تعالیٰ ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمٰی میں کہا ہے کہ یوم بدر میں یہ ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین کنکریاں لیں:

- ایک کنکری قوم کی صف میمنہ میں پھینکی اور
- ایک کنکری میسرہ میں پھینکی اور
- ایک کنکری ان کے درمیان پھینکی

اور فرمایا شاھت الوجوہ ـــــ چنانچہ کفار بھاگ گئے ـــــ اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کنکریاں مارنے کے بارے میں یوم بدر میں نازل ہوئی ہے۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم حنین میں بھی کنکریاں ماری تھیں۔

ایک جماعت نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ آیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کا سبب آپ کی ذات سے ہے اور اس فعل کی اضافت رب تعالیٰ کی طرف ہے ـــــ اس جماعت نے اسے مذہب جبریہ میں اور بندوں کی طرف افعال کی جو نسبت ہوتی ہے' اس نسبت کے رد میں اور تنہا رب تعالیٰ کی طرف بندوں کے افعال کی نسبت ثابت کرنے میں اصل گردانا ہے۔ (تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا) ـــــ ابن القیم نے کہا ہے کہ ان کا یہ اعتقاد قرآن شریف کے سمجھنے میں غلط

---

۲۴۶ حیزدم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔

Marfat.com

ہے اور اگر ان کا یہ قول صحیح بھی ہو تو اس کا طرد کرنا واجب ہے۔۔۔۔ چنانچہ اس کے طرد میں یہ کہا جائے گا۔ ماصلیت اذصلیت ولاصمت اذ صمت ولا فعلت کذااذا فعلت ولکن اللہ فعل ذلك یعنی مخاطب سے یہ کہا جائے گا کہ جس وقت تو نے نماز پڑھی' تو نے نماز نہیں پڑھی اور جس وقت تو نے روزہ رکھا تو نے روزہ نہیں رکھا اور جس وقت تو نے ایسا فعل کیا تو نے وہ فعل نہیں کیا بلکہ یہ تمام افعال اللہ تعالیٰ نے کیے''۔۔۔۔ اگر وہ لوگ اس کا طرد کریں گے تو ان کو بندوں کے افعال میں بندوں کی طاعت اور بندوں کی گنہگاری کہنا لازم آئے گا۔۔۔۔ اس وقت کوئی فرق نہ ہوگا اور بندوں کا کوئی فعل ان کی طرف منسوب نہ ہوگا۔۔۔۔ اور بندوں سے مامور بہ اور منہی عنہ امتثال کا ثابت نہ ہوگا' اور نہ طاعت سے ان کو کچھ ثواب حاصل ہوگا اور نہ گناہ سے کوئی عذاب' یہ امر شریعت کا ہدم ہوگا۔۔۔۔ اور آیات اور احادیث کثیرہ کا رد ہوگا۔۔۔۔ اور آیات اور احادیث کثیرہ کا رد ہوگا۔۔۔۔ اور اگر یہ لوگ اسے تنہا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مخصوص کریں گے اور آپ کے جمیع افعال کے ساتھ یا تنہا آپ کے کنکریاں پھینکنے کے ساتھ' نہ آپ کے دوسرے افعال کے ساتھ مخصوص کریں گے' وہ اپنے نفوس سے جھگڑا کریں گے۔۔۔۔ اس لیے کہ انہوں نے بندوں سے تمام افعال کی نفی کی ہے اور بعض افعال کی نسبت بعض بندوں کی طرف کی ہے' لہٰذا اس آیت میں جو بیان ہوا ہے' لوگ اسے سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس لیے کہ بشر کا وہ پھینکنا اس حد کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اس پھینکنے کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے تھی کہ وہ کنکریوں کا پھینکنا ہے۔۔۔۔ اور اس پھینکنے کی انتہاء رب تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ وہ کنکریوں کا پہنچا دینا ہے۔۔۔۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے کنکریاں پھینکنے کی وہ مبدا ہے' اضافت ہے۔۔۔۔ اور اس پھینکنے کے پہنچانے کی وہ نہایت ہے۔ آپ سے اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے۔۔۔۔ اس کی مثال آیت شریف میں نفس آیت ہے (یہ انجام کے اعتبار سے ہے۔ اس لیے کہ ان لوگوں سے قتل کی نفی اور قتل کا اثبات ان کے لیے آیت میں نہیں ہے) فرمان الٰہی ہے فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم ۔۔۔۔۔۔۔ وما رمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی۔۔۔۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس طور پر خبر دی کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کی آنکھوں میں کنکریاں پہنچانے کے ساتھ منفرد ہے۔۔۔۔ کنکریوں کا پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب نہیں تھا لیکن اس آیت کے ساتھ اشارے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب کو قائم کیا تھا جو بندوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔۔۔۔ چنانچہ کافروں کی شکست اور ان کا قتل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اضافت کی گئی اور آپ کے ساتھ اضافت کی گئی اور یہ امور آپ کے فعل سے حاصل ہوئے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ خیر الناصرین ہے۔ جیسا کہ اس نے کتاب مبین میں فرمایا ہے۔

غزوہ بدر میں معجزات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم:

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محصن الاسدی نے یوم بدر میں اپنی تلوار سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ وہ تلوار عکاشہ کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی۔۔۔۔ عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی سوکھی لکڑی کا تنہ ان کو دے دیا جس میں کوئی شاخ نہیں تھی اور فرمایا' ''اس سے جنگ کرو''۔

Marfat.com

انہوں نے اسے حرکت دی، وہ لکڑی کا تنا ان کے ہاتھ میں لمبے قد کی سخت پیٹھ سفید چمکدار تیز تلوار ہوگئی ــــ عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس تلوار کا نام عون تھا۔ پھر وہ تلوار عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہمیشہ رہتی تھی اور عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مقامات جنگ میں موجود ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ عکاشہ شہید کیے گئے۔ وہ تلوار ان کی شہادت کے وقت ان کے پاس تھی۔

عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر میں ایسے حال میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا اٹھا کر لا رہے تھے۔ اس ہاتھ پر عکرمہ ابن ابوجہل نے تلوار ماری تھی اور وہ ہاتھ چمڑے سے لٹک رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہاتھ پر لعاب دہن مبارک ڈال دیا۔ وہ ہاتھ مل گیا ــــ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عکاشہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

کفار ومشرکین قریش کا انجام:

عروہ بن الزبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ عظمائے مقتولین بدر قلیب میں ڈال دیئے جائیں ــــ وہ قلیب میں ڈال دیئے گئے مگر امیہ بن خلف، قلیب بدر میں نہیں ڈالا گیا۔ وہ مر کر اپنی زرہ میں پھول گیا تھا۔ اس لیے اس پر اتنی مٹی اور پتھر جو اس کو چھپا دیتے، ڈال دیئے گئے ــــ کفار قریش کے عظماء قلیب میں ڈال دیئے گئے ــــ کفار کی مردار لاشوں کی کثرت تھی ــــ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ اپنے اصحاب کو ان کے دفن کے لیے حکم فرمائیں ــــ البتہ انہوں نے انہیں کھینچ کر قلیب میں ڈال دینا آسان سمجھا۔ ۲۴۷

جملہ مقتولین کفار ستر آدمی تھے اور یہ چوبیس روساء قریش سے تھے ــــ یہ قلیب بنی انمار کے ایک شخص بدر نے کھودا تھا۔

طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام بدر میں ہمیں کل کے دن اہل بدر کے پچھڑنے کی جگہ دکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے:

"ان شاء اللہ! کہ یہ فلاں کے کل پچھڑنے کی جگہ ہے۔"

قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو حد ٹھہرائی تھی، کفار قریش نے اس سے خطا نہیں کی۔ یہاں تک کہ آپ مقتولین بدر کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے مقتولین بدر کو مخاطب کر کے فرمایا:

"یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان هل وجدتم ماد عدکم الله و رسوله حقا ــــ الله

---

۲۴۷ کافر پر نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے اور کافر کو غسل دینا مسلمان پر واجب نہیں ــــ کافر کے قرابت دار کافر کے لیے اس کو غسل دینا جائز اور اولیٰ ہے ــــ مسلمانوں پر ذمی کا کفن دفن واجب ہے نہ حربی اور مرتد کا کفن دفن اور اس پر کتوں کو چھوڑنا جائز ہے۔ اگر وہ دفن کر دیا جائے تو دفن اس لیے کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ پہنچے (مختصر الروضہ از حجازی)

Marfat.com

اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا تھا' کیا تم نے اس کو حق پایا۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ مجھ سے کیا' میں نے اس کو حق پایا۔''

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان مقتولین کو مخاطب کر کے پکارا:

''یا عتبہ بن ربیعہ۔۔۔۔۔۔ یا شیبہ بن ربیعہ۔۔۔۔۔۔ یا امیہ بن خلف۔۔۔۔۔۔ یا ابوجہل بن ہشام''

امیہ بن خلف قلیب میں نہیں تھا۔ وہ لحیم شحیم تھا اور سڑ کر پھول گیا تھا۔ اس پر اتنے پتھر اور مٹی ڈال دی گئی تھی جس نے اس کو چھپا لیا تھا۔۔۔۔۔۔ اگر ان دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا جائے کہ امیہ بن خلف قلیب بدر سے قریب تھا' لہٰذا جن لوگوں میں وہ پکارا گیا' ان میں پکارا گیا۔ اس سبب سے امیہ جملہ روساء قریش سے تھا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے بعض اہل علم سے لکھا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے اہل قلیب بدر! تم لوگ برابر عشیرہ تھے۔ تم نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری تصدیق کی۔''

سماع میت کی تحقیق:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں ارواح نہیں ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''جو بات میں کہتا ہوں تم ان لوگوں سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔۔۔۔۔۔ فرق یہ ہے کہ یہ لوگ جواب میں کچھ کہنے کی قدرت نہیں رکھتے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی تاول کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ مقتولین قلیب بدر جانتے ہیں کہ توحید اور ایمان کی قسم سے جو بات میں نے زمانہ ماضی میں کہی ہے' وہ حق ہے۔۔۔۔۔۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انك لاتسمع الموتى .... آخر آیت تک پڑھا۔۔۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاویل اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مردہ کے سننے سے مطلقاً انکار کرتی تھیں۔۔۔۔۔۔ ان کے انکار پر ان کا یہ قول دلیل ہے کہ انہوں نے کہا کہ وہ مقتولین بدر البتہ اب جانتے ہیں۔

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولین کو توبیخ' ذلت اور عذاب اور حسرت کے لیے زندہ کیا۔۔۔۔۔۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے مردوں کے سننے کا انکار کرنے والوں کا رد ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے ما انتم باسمع لما اقول منهم۔۔۔۔۔۔ یعنی میں جو بات ان مقتولین بدر سے کہتا ہوں' تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔۔۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت امام احمد نے حسن اسناد سے کی ہے۔ اگر یہ حدیث محفوظ ہے تو گویا یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس ارشاد سے اس وجہ سے رجوع کیا ہے کہ وہ اس قصہ میں موجود نہیں تھیں' ان کے نزدیک صحابہ سے یہ ثابت ہو گیا۔

Marfat.com

اسماعیل علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس فہم' ذکا اور کثرت روایت اور علم کے غوامض میں غور کا وہ سرمایہ تھا جس پر زیادتی ممکن نہیں ہے۔۔۔ لیکن ثقات کی روایت کے رد کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے مگر ایسی نص کے ساتھ جو اس کی مثل ہو اور اس کے نسخ پر دلالت کرتی ہو۔۔۔ یا اس کی تخصیص۔۔۔ یا اس کے استحالہ پر دلالت کرتی ہو۔ اس مقام پر یہ تینوں امور منتفی ہیں' لہٰذا صحابہ کی وہ روایت کیونکر رد کی جائے گی اور اس امر کے درمیان اس جمع کا انکار کیا جائے گا جس کا انکار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا ہے۔۔۔ ان کے غیر نے اس امر کو ثابت کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **انك لا تسمع الموتی** '۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد **انهم الان يسمعون** کے منافی نہیں۔۔۔ اس لیے کہ اسماع کا یہ معنی ہے کہ سنانے والا اپنی آواز سامع کے کان میں پہنچا دے۔۔۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ارشاد مقتولین قلیب بدر کو سنا دیا۔ اس طور پر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز ان کو پہنچا دی۔۔۔ لیکن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب اس طور پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے **انهم ليعلمون** فرمایا۔ اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس واقعہ کے بعد اس کو سنا ہے تو یہ جواب **يسمعون** کی روایت کا منافی نہیں ہے بلکہ اس کی تائید کرتا ہے۔

سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان **وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذير** کے ساتھ احتجاج کیا ہے۔۔۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مانند ہے: **افانت تسمع الصم اوتهدی العمی** یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہدایت کرتا ہے اور توفیق دیتا ہے اور دلوں کے کانوں تک نصیحت کو پہچانتا ہے' نہ کہ آپ پہنچاتے ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور بہروں کے ساتھ تشبیہ کی بنا پر کفار کو مردہ و بہرا گردانا ہے' حالانکہ وہ زندہ ہیں۔۔۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس وقت چاہتا ہے درحقیقت وہی سناتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا نبی اور نہ کوئی دوسرا شخص۔۔۔ اس وقت آیت کے ساتھ دو وجوہ کی بنا پر کوئی تعلق نہیں:

- ایک وجہ یہ ہے کہ آیت کفار کو ایمان کی طرف بلانے میں نازل ہوئی ہے اور
- دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی نفی کی ہے کہ آپ کفار کو سنانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت چاہیں کفار کو نہیں سناتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ چاہتا ہے' وہی کرتا ہے۔ **وهو علی كل شیء قدير**

واقعہ بدر نظم میں:

علامہ ابن جابر نے واقعہ بدر کو اپنے اشعار میں بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے:

بد ايوم بدر وهم كالبدر حوله   كواكب فی الافق الكواكب تنجلی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یوم بدر میں ایسے حال میں ظاہر ہوئے کہ بدر کی مثل تھے۔۔۔ اور آپ کے اطراف

Marfat.com

جو مرد تھے، اشراق اور ظہور میں وہ کواکب کی مانند تھے ـــــ اور آپ ان کواکب کی طرف میں ظاہر ہوتے تھے اور اپنے غیر سے پہچانے جاتے تھے۔ جیسے چودھویں رات کا چاند ستاروں میں پہچانا جاتا ہے ـــــ بعض کتب میں کواکب کی جگہ مواکب آیا ہے۔ شتر سواروں کی وہ جماعت جو آہستہ آہستہ جائے، ان سے بھی قوم مراد ہے۔

وجبريل فى جند الملائك دونه　　فلم تغن اعداد لعد والمخذل

اور جبرئیل علیہ السلام ان فرشتوں کے لشکر میں تھے جو آپ کے اور اصحاب کے اعوان اور انصار تھے اور آپ کے آگے تھے ـــــ سو دشمن مخذول کی کثرت اور تیاری سامان نے ان کو بے نیاز نہیں کیا یعنی اس کی کثرت اور سامان اس کو بکار آمد نہیں ہوا یعنی مسلمانوں کی شدت اور قوت دشمنوں کی آنکھوں میں اس طور سے ظاہر ہوئی کہ وہ مخذول ہو گئے اور مسلمانوں نے قدرت پا کے ان میں بعض کو قتل اور بعض کو قید کیا۔

رمى بالحصى فى اوجه القوم رمية　　فشراهم مثل النعام بمجهل

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کے چہروں پر ایک بار کنکریاں پھینکیں، شتر مرغ کی طرح ان کو ہانک دیا اور ان کی جماعت ایسی جگہ میں بکھیر دی کہ جہاں سے ان کو راستہ نہیں ملتا تھا اور نہ وہ پلٹ سکتے تھے۔

فجادلهم بالمشرفى فلموا　　فجادله بالنفس كل مخبدل

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دشمنوں کے ساتھ مجادلہ کیا یعنی ان کو تلوار سے مارا ـــــ یا تلوار سے ان کے ساتھ بخشش کی۔ ان دشمنوں نے اپنے آپ کو سونپ دیا اور ہر ایک بچھڑے ہوئے نے آپ کے لیے اپنے نفس یعنی جان سے بخشش کی یعنی آپ نے ان کو قتل کیا اور انہوں نے اپنی جان دیدی۔

عبيدة سل عنهم وحمزة واستمع　　حديثهم فى ذلك اليوم من على

ان دشمنوں کا احوال عبیدہ بن الحرث المطلبی اور حمزہ بن عبدالمطلب سے پوچھ لو اور اس دن کی باتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سن لو کہ وہ بدر میں موجود تھے اور کفار سے لڑے تھے۔

فهم عتبوا بالسيف عتبة اذ غدا　　فذاق الوليد الموت ليس له ولى

عبیدہ اور حمزہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو تلوار سے مارا۔ جس وقت اس نے طلب مبارزت (جنگ) کے لیے مبادرت کی ـــــ چنانچہ ولید بن عتبہ نے موت کا مزا چکھا، اس کا کوئی مددگار نہیں تھا۔

وشيبه لما شاب خوفا تبادرت　　اليه العوالى بالخضاب المعجل

اور شیبہ جبکہ غم سے اس کے سر کے بال اور داڑھی سپید ہوگئی تو نیزوں کے بھالوں نے خضاب معجل کے ساتھ مبادرت کی یعنی ان اصحاب نے نیزوں کے بھالوں سے خون بہایا ـــــ وہ خون شیبہ کے سر کے بالوں اور داڑھی کے لیے خضاب ہو گیا خون کو حنا کے خضاب سے تشبیہ دی گئی ہے۔

Marfat.com

وجال ابو جهل فحقق جهله عداة تردی بالردی عن تذلل

اور ابوجہل نے اپنی شدت کے اظہار کے لیے مقام حرب اور جنگ میں چکر لگائے ـــــ چنانچہ اس وقت اس کا جہل ثابت (محقق) ہوگیا کہ اس نے خواری سے ہلاکت کی چادر اوڑھی یعنی ابوجہل ذلت سے قتل کیا گیا۔

فاضحی قلیبا فی القلیب وقومه یومونه فی الی شرمنهل

ابوجہل قلیب بدر میں پھینک دیا گیا اور اس کی قوم قلیب بدر میں اس کا ارادہ کرتی تھی اور اس کو برے سرچشمہ کی طرف لے جارہی تھی ـــــ آتش دوزخ کو شرمنهل سے تعبیر کیا ہے کہ وہ لوگ اس میں اترے۔

وجاء لهم خیر الانام مونّجا ففتح من اسماعهم کل مقفل

ان مقتولین کے پاس خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں تشریف لائے کہ ان کو ملامت فرما رہے تھے اور ان کے اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا اور فرمایا کہ ''تم لوگ اپنے نبی کا برا عشیرہ تھے'' ـــــ اور ان کے کانوں سے ہر ایک قفل کھول دیا یعنی وہ لوگ غفلت میں تھے اور سچ بات سے گریز کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں حق داخل نہیں ہوتا تھا۔ مرنے کے بعد وہ قفل زائل ہو گئے، ٹوٹ گئے ـــــ اور انہوں نے حق کو ظاہر جان لیا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا ـــــ چنانچہ آپ کا خطاب اکمل حالت سماع میں ان کے کانوں تک پہنچ گیا۔

واخبر ما انتم باسمع منهم ولکنم لایهتدون لمقول

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پوچھنے والوں کو کہ آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ خبر دی کہ تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو بلکہ وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں یا سماعت میں تمہارے برابر ہیں لیکن وہ لوگ جواب ادا کرنے کی طرف راستہ نہیں پاتے۔

سلاعنهم یوم السلا اذا تضاحکوا فعاد بکاء عاجل لم یوجل

شعرائے عرب دو شخصوں کو مخاطب کر کے کلام کرتے ہیں۔ اس لیے ثنیہ کا صیغہ لائے ہیں یعنی تم دونوں مخاطب ان لوگوں سے یوم سلا کو پوچھو ـــــ یوم سلا وہ دن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے ـــــ ابوجہل لعین نے جانور کا سلا یعنی بچے کی اوجھڑی طلب کر کے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھوا دیا۔ آپ اپنی اس حالت نماز میں رہے ـــــ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم ہوا، وہ تشریف لائیں اور اس اوجھڑی کو آپ کے شانوں سے علیحدہ کیا اور ان لوگوں کو برا بھلا کہا ـــــ اوجھڑی رکھنے کے بعد وہ لوگ اس طور سے ہنسے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے ـــــ یوم سلا کو اس لیے پوچھو کہ وہ آپس میں ہنستے تھے۔ ان یک ہنسی بکاء عاجل ہوگئی یعنی ہنسنے کے ساتھ ہی انہیں رونا پڑا۔

الم یعلموا علم الیقین بصدقه ولکنهم لایرجون لمعقل

کیا علم الیقین سے ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صدق نہیں جانا' لیکن کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اپنی جائے پناہ کی طرف رجوع کریں اور جو مصیبت ان کو پہنچی ہے، اس سے اپنے آپ کو بچالیں۔

Marfat.com

فیا خیر خلق اللّٰہ جاھك ملجئ   وحبك ذخری فی الحساب و موئلی

اے خیر خلق اللہ! آپ کی شان میرا ملجا ہے اور روز حساب میں آپ کی محبت میرا بھروسہ اور میرا مرجع ہے۔

علیك صلوٰۃ بشمل الآل عرفھا   واصحابك الاخیار اھل التفضل

آپ پر ایسا درود جس کی رائحہ ذکیہ آپ کی آل اور آپ کے اصحاب اخیار کو شامل ہو جو جان و مال کے ساتھ اوروں پر فضیلت رکھتے تھے، ہمیشہ پہنچے۔

بدر میں قتل ہونے والے کفار کو عذاب:

علامہ ابن مرزوق علیہ الرحمہ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کی طرف گئے ــــ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک مرد کو عذاب دیا جا رہا ہے اور وہ شخص عذاب کی تکلیف سے آہ و پکار کرتا ہے۔ جب اس کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے یا عبداللہ کہہ کے پکارا ــــ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ:

''میں نہیں جانتا کہ اس شخص نے میرا نام پہچانا یا جیسے کہ کوئی شخص کسی کا نام نہیں جانتا لیکن اہل عرب کی روایت کے مطابق یا عبداللہ کہہ کر پکارتا ہے۔'' ــــ

میں نے اس پکارنے والے کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ پانی پلا دو۔

میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پانی پلاؤں لیکن ایک حبشی جو اس کے عذاب دینے پر مامور تھا، اس نے کہا:

''اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلاؤ ــــ یہ ان مشرکین سے ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں قتل کیا ہے۔''

اس واقعہ کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

مرزوق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آیات باقیہ سے وہ آیت ہے کہ میں اکثر حاجیوں سے سنا کرتا تھا کہ جس وقت حاجی اس جگہ سے گزرتے تھے، وہ بادشاہان وقت کے طبل کی مثل آواز طبل سنتے تھے اور وہ حاجی یہ اعتقاد کرتے تھے کہ وہ آواز طبل اہل ایمان کی نصرت کیلئے ہے ــــ اور میں نے اکثر اس بات کا انکار کیا تھا اور اکثر بار میں نے اس کی تاویل یہ کی تھی کہ شاید وہ جگہ سخت ہے ــــ چارپایوں کے سموں کی آواز اس سے نکلتی ہے۔ مجھ سے لوگ کہتے تھے کہ وہ جگہ نرم ہے، ریت کی طرح ہے، سخت نہیں ہے ــــ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسی سخت جگہ پر اونٹ جاتا ہے کہ اس کے پاس سخت زمین میں آواز نہیں دیتے ریت میں کیونکر آواز دیں گے ــــ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس روشن مقام یا بلند مقام میں پہنچنے کا مجھ پر احسان فرمایا، میں اپنے اونٹ سے اترا اور میں وہاں چل پھر رہا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک لمبی لکڑی درخت سعدان کی تھی جس کا نام ام غیلاں ہے ــــ اور جو خبر میں حاجیوں سے سنا کرتا تھا، وہاں مجھے اس کا خیال تک نہ رہا تھا ــــ میں دوپہر کی شدید گرمی میں جا رہا تھا۔ مجھے ایک شخص نے جو بادیہ نشین اونٹ والوں کے غلاموں سے تھا، نے ڈرا دیا ــــ وہ کہنے لگا ''کیا تم طبل کی آواز سنتے ہو'' ــــ جب میں نے اس کا کلام سنا تو مجھے قوی لرزہ آ گیا

Marfat.com

اور جو بات مقام بدر میں طبل کی آواز سے متعلق تھی، مجھے یاد آ گئی اور آسمان سے جو ہوا تھی، میں نے طبل کی آواز سنی ــــ اور میں فرحت یا ہیبت یا جس کیفیت کو خدا جانتا ہے، اور مجھے وہ شے پہنچی تھی جس سے میں حیران تھا، مجھے شک ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا:

''شاید میرے ہاتھ میں جو لکڑی ہے، ہوا اس میں آ کر ٹھہر گئی ہے اور اس کی آواز کی مثل پیدا ہوئی۔''

اور میں اس آیت عظیمہ کی طلب تحقیق کے لیے حریص تھا۔ میں اپنے ہاتھ سے لکڑی زمین پر ڈال کر بیٹھ گیا یا کود کر کھڑا ہو گیا ــــ یا میں نے یہ سب حرکات کیں ــــ میں نے طبل کی آواز محقق طور پر سنی یا ایسی آواز سنی کہ جس میں مجھے شک نہیں کہ وہ طبل کی آواز ہے جو جانب یمن سے آ رہی ہے ــــ ہم لوگ مکہ مشرفہ کی طرف جا رہے تھے۔ پھر ہم لوگ بدر میں اترے۔ میں سارا دن اس آواز کو بار بار سنتا رہا۔

اسیران بدر:

یوم بدر میں مسلمانوں میں سے چودہ شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین سے اور آٹھ انصار سے ــــ ان میں چھ انصاری خزرج سے تھے اور دو اوس سے۔

مشرکین سے ستر آدمی قتل کیے گئے اور ستر قید کیے گئے ــــ ان قیدیوں میں افضل

☆ حضرت عباس ابن عبدالمطلب

☆ عقیل بن ابی طالب

☆ نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب

تھے ــــ یہ سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں امام احمد علیہ الرحمہ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے'' (اور کل کے دن وہ تمہارے بھائی تھے)

یہ سن کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگوں کی گردن مار دیجئے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا ــــ پھر دوسری بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب کر کے فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر یہی کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کی گردن مار دیجئے۔''

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار ایسا کیا ــــــ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کو قتل نہ کیجئے ــــــ ان کو معاف فرمادیں اور ان سے فدیہ قبول فرمائیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کچھ غم تھا اور آپ کے چہرہ اقدس سے نمایاں تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تقریر سے وہ جاتا رہا ــــــ آپ نے ان کو معاف فرمادیا اور ان سے فدیہ قبول کرلیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذ تم عذاب عظیم فکلو امماغنمتم حلالاً طیبا .

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کا قبول اسلام:

طبرانی اور بزار نے ابی الیسر کی حدیث سے روایت کی ہے۔ ابی الیسر نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کیا ــــــ
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسیم مرد تھے ــــــ ان سے کسی نے کہا:

''ابوالیسر نے آپ کو کیونکر قید کیا ــــــ ابوالیسر بدصورت، چھوٹے قد کا آدمی ہے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنی ہتھیلی میں اس کو لے لیتے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ابوالیسر سے ملا تو میری آنکھوں میں خندمہ پہاڑ کی طرح ظاہر ہوا۔'' ۲۴۱

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر کے قیدیوں کے باندھنے کا اختیار دیا گیا ــــــ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قید کو سخت کیا تاکہ اسلام قبول کرلیں ــــــ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے حال میں سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نالہ کر رہے تھے ــــــ آپ کو نیند نہیں آئی ــــــ انصار کو معلوم ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کیلئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھول دیا ــــــ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کامل خوشنودی کیلئے آپ سے عرض کیا:

''کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے؟''

آپ نے اس سلسلہ میں انصار کو کوئی جواب نہیں دیا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''آپ اپنے نفس اور اپنے بھائیوں کے دونوں بیٹوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن الحارث اور عتبہ بن عمرو اپنے حلیف کا

---

۲۴۱ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ خندمہ مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔

Marfat.com

فدیہ دیں۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"میں مسلمان تھا لیکن قوم نے مجھے کراہت دلائی۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے۔ جو بات تم کہتے ہو، اگر وہ حق ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت میں جزا دے گا لیکن تمہارا ظاہری امر یہ ہے کہ تم ہم لوگوں کے مخالف تھے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سو اوقیہ اور حضرت عقیل پر اسی اوقیہ فدیہ ٹھہرائے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"کیا رشتہ داری کی وجہ سے یہ فدیہ ٹھہرایا ہے؟" ۲۴۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ اس لیے کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مالدار تھے تاکہ دین محاباۃ نہ ہو۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یاایھاالنبی قل لمن فی ایدیکم من الاساری ان یعلم اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر آیت تک۔ یہ آیت سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"کاش مجھ سے اس کا دو چند لیا جاتا۔"

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: **یؤتیکم خیرا مما اخذ منکم**۔۔۔۔

یعنی "اللہ تعالیٰ دنیا میں تمہیں اس کا دو چند دے گا اور آخرت میں تمہیں ثواب ملے گا۔"

کہا جاتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے بدر کے لیے سونے کے بیس اوقیہ نکالے تھے تاکہ مشرکوں کو کھانا کھلائیں۔۔۔۔ لیکن قید ہونے پر وہ بیس اوقیہ ان سے لے لیے گئے۔ انہوں نے فدیہ طلب کیے جانے پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

"یہ بیس اوقیہ ان کے فدیہ کے حساب میں رکھ لیے جائیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ وہ شے نہیں جسے لے کر آپ نکلے تھے اور جس سے ہم مسلمانوں پر کفار کو مدد دی تھی، لہٰذا یہ تمہارے لیے نہیں چھوڑے جاسکتے۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"آپ نے مجھے ایسے حال میں چھوڑ دیا ہے کہ غربت کے باعث قریش کے آگے ہاتھ پھیلاؤں گا۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

---

۲۴۲ گویا غصے کے طور پر کہا۔۔۔۔ کہ رشتہ دار کے ساتھ کمی ہونی چاہیے جبکہ آپ نے ہم سے اوروں کے مقابلے میں فدیہ زیادہ لیا ہے۔

Marfat.com

''وہ سونا کہاں ہے جو آپ نے ام الفضل کو مکہ سے نکلتے وقت دیا تھا۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی حیرت سے پوچھا:

''آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے رب نے مجھے خبر دی ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں ـــــ اس سونے کے بارے میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ میں یہ شہادت دیتا ہوں لا الہ الا اللہ وانك عبدہٗ ورسولہ ''۔

☆ اہل علم نے تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم مسلمان تھے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے اور یوم بدر میں مشرکین کے ساتھ نکلے تھے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرما دیا تھا کہ جو شخص حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے، وہ ان کو قتل نہ کرے۔ اس لیے کہ وہ کراہت سے نکلے ہیں ـــــ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان کا فدیہ دیا اور مکہ مشرفہ کی طرف پلٹ گئے۔

☆ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر میں مسلمان ہوئے ہیں ـــــ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم فتح میں الوا کی طرف تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس فتح کے ساتھ ہجرت ختم ہوگئی۔

☆ اور یہ کہ یوم خیبر میں مسلمان ہوئے تھے۔

☆ اور یہ کہ اپنا اسلام چھپاتے تھے اور اس کا اظہار یوم فتح مکہ میں کیا ـــــ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام بدر سے پہلے تھا ـــــ آپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کی خبریں لکھا کرتے تھے ـــــ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کو دوست رکھتے تھے ـــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ آپ کا مقام مکہ مشرفہ میں آپ کے لیے خیر ہے۔

قیدیوں کے بارے میں فیصلہ:

جمہور علماء کے نزدیک قیدیوں کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ قیدیوں کے بارے میں امام کو اختیار ہے کہ

☆ اگر چاہے قتل کرے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کے ساتھ کیا۔

☆ اور اگر چاہے تو مال سے فدیہ لے لے، جیسا کہ آپ نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا اور

☆ اگر چاہے غلام بنائے جس کو قید کیا ہے۔

Marfat.com

یہ امام شافعی علیہ الرحمہ اور علماء کے ایک گروہ کا مذہب ہے اور اس مسئلہ میں کتب فقہ میں خلاف مقرر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے قیدیوں میں سے دو کے قتل کے لیے حکم فرمایا:

☆ بدر سے پلٹتے وقت عقبہ بن معیط کے قتل کے لیے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا ــــــ یہ عاصم، عاصم بن عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے نانا ہیں ــــــ انہوں نے اس کے ہاتھ باندھ کر قتل کر ڈالا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مضیق الصفراء سے باہر تشریف لائے تو حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو نضر بن الحارث کے قتل کے لیے حکم فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بدر سے مدینہ کے لیے تشریف لائے تو آپ کے ساتھ مشرکین کے قیدی تھے ــــــ اور مشرکین سے جو مال غنیمت اکٹھا ہوا تھا، وہ بھی ہمراہ تھا۔ عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو بنی مازن سے تھے، مال غنیمت پر مقرر فرمایا ــــــ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مضیق الصفراء سے باہر تشریف لائے تو غنیمت کو مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم فرمایا ــــــ

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے۔ آپ قیدیوں سے ایک دن پہلے مدینہ تشریف لے آئے۔ جب قیدی مدینہ پہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اصحاب کے درمیان تقسیم فرما دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ نیکی کرو۔

بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زوجہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بدر کے جمیع امور سے آخر رمضان اور یکم شوال کے دن فارغ ہوئے ــــــ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دینے کے لیے مدینہ بھیجا ــــــ وہ چاشت کے وقت مدینہ میں ایسے وقت پہنچے کہ حضرت رقیہ بن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگ دفن کر چکے تھے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ قول صحیح ہے۔

اور یہ روایت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن میں موجود تھے ــــــ آپ ان کی قبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ کی چشمان مبارک میں آنسو بھر آئے۔ آپ نے اصحاب سے پوچھا کہ:

"تم میں سے آج کی رات کس نے جماع نہیں کیا ہے؟"

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"میں نے جماع نہیں کیا ہے۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر میں اتاریں۔"

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس روایت کا انکار کرتے ہوئے صحیح بخاری میں حدیث کی تخریج کی ہے ــــــ اور کہا ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے دفن میں حاضر ہوئے تھے ــــــ اس حدیث کے ذکر میں انہوں نے نہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لیا ہے اور نہ کسی اور کا ــــــ جبکہ طبرانی،

Marfat.com

طبری، امام طحاوی، واقدی، ابن سعد اور دولابی کی روایت میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام لکھا ہے۔

طبرانی کی حدیث میں یقین حاصل ہو گئی ـــــ اور جس نے یہ کہا ہے کہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، اسے وہم ہوا ہے ـــــ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ حضرت رقیہ کی بیماری کے باعث غزوہ بدر میں نہیں گئے تھے ـــــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا غنیمت سے حصہ نکالا اور مستحق اجر ٹھہرایا۔

ابولہب کا انجام:

ابوسفیان ابن حارث بدر سے جب مکہ آیا تو ابولہب نے اس سے قریش کی خبر پوچھی ـــــ ابوسفیان نے کہا:

''جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے، ہم نے اپنے شانے ان کو دے دیئے ـــــ وہ جس طرح چاہتے، ہمیں قتل کرتے تھے ـــــ اور جس طور سے چاہتے تھے، ہمیں قید کرتے تھے ـــــ اللہ کی قسم! اس کے باوجود میں نے اپنے ساتھیوں کو ملامت نہیں کی ـــــ ہم نے گورے رنگ کے ایسے مرد دیکھے جو ابلق گھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان تھے، ان سے کوئی شے باقی نہیں رہتی۔'' (یعنی سب کو فنا کر دیتے ہیں)

ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مولی نے جو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے، کہنے لگے:

''اسلام ہم میں داخل ہو چکا تھا ـــــ واللہ وہ ملائکہ تھے۔''

ابولہب نے یہ سن کر اپنا ہاتھ اٹھایا اور ابو رافع کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا ـــــ ام الفضل ایک ستون کے پاس گئیں اور وہ ستون ابولہب کے سر پر مارا اور کہنے لگیں:

''تو نے ابو رافع کو اس لیے کمزور جانا کہ اس کا سردار اس وقت یہاں نہیں ہے۔''

ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ واللہ ابولہب سات راتوں تک زندہ نہیں رہا ـــــ اللہ نے ابولہب کو عدسہ میں مبتلا کیا ـــــ عدسہ ایک ایسا مرض ہے جو شدید طور پر متعدی ہے اور عرب اس سے بدفالی لیتے تھے ـــــ ابولہب کے بیٹے اس سے دور ہو گئے یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو گئی ـــــ اس کی لاش تین دن تک پڑی رہی۔ کوئی اس کے قریب نہیں جاتا تھا، نہ کسی کو اس کے دفن کی فکر تھی ـــــ جب اس کے بیٹوں کو یہ خوف ہوا کہ لوگ ان کے باپ کی لاش کو یونہی پڑا رہنے پر انہیں برا بھلا کہیں گے تو انہوں نے اس کے لیے ایک گڑھا کھودا اور ایک لکڑی سے اسے اس میں دھکیل دیا۔ پھر دور سے اس پر پتھر پھینک کر ڈال دیئے حتیٰ کہ ابولہب پتھروں میں چھپ گیا۔

ابن عقبہ نے کہا کہ مقتولین قریش پر ایک مہینہ نوحہ ہوتا رہا۔

سریہ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عصما کا قتل:

ہجرت کے انیسویں ماہ کے آغاز میں یہ واقعہ ہوا ـــــ عصما بنت مروان جو یزید بن زید الخطمی کی بیوی تھی ـــــ عصما اسلام کی برائی کرتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچاتی تھی۔

عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو بصیر فرماتے تھے۔ ایک رات وہ عصما کے

Marfat.com

گھر آئے ــــــ عصما کے اردگرد اس کے لڑکے لڑکیاں سو رہے تھے ــــــ عصما کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ سو رہا تھا۔ عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصما کو اپنے ہاتھ سے ٹٹولا اور بچے کو اس سے دور کر دیا۔ پھر اپنی تلوار اس کے سینہ پر رکھی اور زور سے اس کی پشت سے پار کر دی۔

عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور آپ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس عورت کے مارے جانے کے بارے میں کوئی نہیں پوچھے گا اور نہ ہی کوئی بدلہ لے گا۔ نہ خون طلب کرے گا، اس کا خون معاف ہے۔''

علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد **لاینتطحان فیھا عنزان**[۲۴۳] کلام مفرد مختصر بلیغ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی نے ایسا بلیغ کلام نہیں کیا ہے ــــــ اس کا مطلب یہ ہے کہ عصما کے قتل کے بارے میں کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ اس کا خون معاف کیا گیا ہے، اس لیے کہ وہ دشمن خدا اور دشمن رسول تھی۔

غزوۂ ذی قرقرہ:

اس غزوۂ کی تاریخ سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ یکم شوال میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کی نماز ادا فرمائی۔

☆ غزوہ بدر کے ساتھ دن بعد۔

☆ تیسرے سنہ ہجری میں نصف محرم میں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی سلیم کا ارادہ فرما کر مدینہ سے نکلے اور اس پانی پر پہنچے جس کا نام کدر ہے ــــــ کدر ایک قسم کا پرندہ ہے جس کے رنگ میں کدورت ہوتی ہے، وہ پرندے اس مقام میں رہا کرتے ہیں ــــــ یہ مقام ان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نرم زمین ہے ــــــ اور اس غزوہ کا نام غزوہ ذی قرقرہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام پر قیام کی مدت سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ تین دن ☆ دس دن ☆ پندرہ راتیں

لیکن آپ نے بنی سلیم اور بنی غطفان میں سے کسی کو نہیں پایا ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پر سباع بن عرفطہ کو خلیفہ مقرر فرمایا ــــــ ایک اور روایت میں ابن مکتوم کو خلیفہ مقرر فرمایا ــــــ اس غزوہ میں لوا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا ــــــ لوا کا رنگ سفید تھا۔[۲۴۴]

سریہ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے بیسویں مہینہ کے آغاز میں ہوا ــــــ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی عفک لعین یہودی کی طرف

---

۲۴۳ انتطاح ــــــ بکریوں اور مینڈھوں کا سینگوں سے لڑنا، غنز ــــــ بھیڑ کو کہتے ہیں۔

۲۴۴ ابن سعد نے اس غزوہ کا ذکر غزوہ سویق کے بعد کیا ہے۔

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ یہ لعین نہایت بوڑھا تھا۔ ایک سو بیس برس کا تھا۔۔۔۔ لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر اکساتا تھا اور آپ کی شان اقدس میں اشعار کی صورت میں گستاخیاں کرتا تھا۔۔۔۔ سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی کے پاس آئے۔ اپنی تلوار اس کے جگر پر رکھ کر اسے زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ وہ تلوار بستر میں گھس گئی۔ اللہ و رسول کے دشمن ابو عفک نے چیخ ماری۔۔۔۔ اس کے ماننے والے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اسے اس کے مکان میں داخل کیا، پھر وہ مر گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل کفار کی اقسام:

ہجرت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار تین قسم پر تھے:

☆ ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر مصالحت کی تھی کہ وہ آپ سے جنگ نہ کریں گے۔۔۔۔ اور آپ کے دشمن کو آپ سے جنگ کیلئے نہ اکسائیں گے۔۔۔۔ یہود کے وہ تین گروہ تھے:

☆ بنی قریظہ ☆ بنی نضیر ☆ بنی قینقاع

☆ ایک قسم وہ کفار تھے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی اور آپ سے دشمنی قائم کی تھی جیسے قریش تھے۔

☆ ایک قسم وہ کفار تھے جنہوں نے آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیا تھا اور اس بات کے انتظار میں تھے کہ آپ کا آخر کار انجام کیا ہوتا ہے۔۔۔۔ جیسے عرب کے گروہ تھے کہ باطن میں آپ کے ظہور اور غلبہ کو دوست رکھتے تھے جیسے بنی خزاعہ تھے۔۔۔۔ ان کے برعکس بنی بکر اور ان کفار میں سے وہ لوگ تھے جو ظاہر میں آپ کے ساتھ تھے لیکن باطن میں آپ کے دشمن کے ساتھ تھے، یہ منافقین لوگ تھے۔

غزوۂ بنی قینقاع:

بنی قینقاع بطن یہود کا مدینہ میں زیادہ مشہور تھا۔۔۔۔ یہ لوگ بہادر مگر جنگ میں صابر تھے۔ مال، شجاعت اور بغاوت میں دیگر یہود سے اکثر تھے۔۔۔۔ یہ غزوہ ہجرت کے شروع بیسویں مہینہ نصف شوال شنبہ کے روز ہوا۔

یہود میں سے جن لوگوں نے پہلے معاہدہ توڑا، وہ بنی قینقاع تھے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد شوال میں ان سے جنگ کی۔۔۔۔ واقدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ بدر کے ایک ماہ بعد ان کو جلاوطن کر دیا۔۔۔۔ جبکہ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ بنی نضیر کو بدر کے چھ ماہ بعد جلاوطن کیا گیا۔

غزوہ بنی قینقاع کا پس منظر یہ ہوا کہ ایک عرب عورت ایک یہودی زرگر کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔ اس زرگر نے اس عورت کو اپنا چہرہ کھولنے کیلئے پھسلایا۔ عورت نے منہ دکھانے سے انکار کیا۔ زرگر نے اس کے کپڑے کی طرف ارادہ کیا۔ عورت نے کپڑے کو کمر سے باندھ لیا۔۔۔۔ لیکن جب وہ کھڑی ہوی تو اس کی شرم گاہ کھل گئی۔۔۔۔ لوگ ہنسنے لگے۔ عورت نے چیخ ماری۔۔۔۔ مسلمانوں میں سے ایک مرد نے زرگر پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ یہودیوں نے بھی اس مسلمان پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ مسلمانوں اور بنی قینقاع کے درمیان دشمنی ہو گئی۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد مدینہ میں ابولبابہ ابن عبدالمنذر کو خلیفہ مقرر کیا اور خود صحابہ کے ہمراہ بنی قینقاع کی طرف تشریف لے گئے۔ پندرہ راتوں میں ذیقعدہ تک ان کا سخت محاصرہ کیا ـــــ جھنڈا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ یہ جھنڈا سفید تھا ـــــ اللہ تعالیٰ نے بنی قینقاع کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے قلعہ سے اس شرط پر اترے کہ

''ان کے اموال آپ کے ہیں اور عورتیں اور بچے ان کے لیے!''

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مندر بن قدامتہ السلمی اوسی البدری کو ان کی مشکیں باندھنے کے لیے حکم فرمایا ـــــ

ان لوگوں کے سلسلہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی اور ان کے لیے منت کی ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کو کھول دینے کے لیے حکم فرمایا اور انہیں قتل کرنے سے چھوڑ دیا لیکن انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں۔ یہ لوگ ملک شام کے ایک شہر اذرعات میں پہنچ گئے ـــــ وہاں ان کی بقاء نہایت تھوڑی ہوئی ـــــ ایک سال نہیں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قلعہ سے بہت سے ہتھیار اور کثیر آلات لیے ـــــ بنی قینقاع، عبداللہ بن ابی اور عبادہ بن الصامت کے حلیف تھے ـــــ عبادہ بن الصاعت نے ان کے حلف سے نفرت کی اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کر کے ان کے حلف سے نفرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین سے محبت کرتا ہوں اور جمیع کفار کے حلف اور کفار کی دوستی سے آزاد ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے عبادہ بن الصامت اور عبداللہ ابن ابی کے بارے میں فرمایا:

یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء ـــــ اور یہ بھی کہ فان حزب اللہ ھم الغالبون ....

یعنی ''یہود و نصاریٰ پر اعتماد نہ کرو اور ان کے ساتھ مل جل کر نہ رہو، وہ لوگ تمہارے خلاف متفق ہیں ـــــ بعض ان کا بعض کا دوست ہے ـــــ مگر اللہ تعالیٰ کی جماعت غلبہ والی ہے۔''

غزوہ السویق:

یہ غزوہ پانچ ذی الحجہ یک شنبہ کے دن ہجرت کے بائیسویں مہینہ کے آغاز میں ہوا ـــــ السویق کے معنی ہیں ستو ـــــ اس لیے کہ مشرکین کی خوراک اس غزوہ کے دوران ستو تھے اور یہ ستو مسلمانوں کا مال غنیمت ٹھہرے۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جس وقت ابوسفیان بدر سے مکہ لوٹا تو اس نے یہ قسم کھائی کہ نہ عورتوں سے مقاربت کروں گا، نہ بالوں میں تیل ڈالوں گا اور نہ جنابت کی حالت میں سر دھوؤں گا جبکہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ نہ کرلوں ـــــ

Marfat.com

ابوسفیان قریش کے دوسو سواروں کے ساتھ نکلا تاکہ اپنی قسم پوری کر سکے ـــــ یہ گروہ مقام عریض میں پہنچا ـــــ جو مدینہ کا ایک ناحیہ ہے اور مدینہ سے تین میل پر واقع ہے ـــــ انہوں نے کھجور کے درخت جلا ڈالے اور ایک دو انصاری شہید کر دیئے ـــــ اس کارروائی سے ابوسفیان نے گمان کیا کہ میری قسم پوری ہوگئی اور اپنے ساتھیوں سمیت مکہ واپس چلا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ میں ابولبابہ کو خلیفہ کیا اور ان لوگوں کی طلب میں دوسو مہاجرین وانصار کے ہمراہ نکلے ـــــ ابوسفیان اور اس کے ساتھی واپس بھاگتے ہوئے ستوؤں کی تھیلیاں پھینکتے جاتے تھے ـــــ ستوؤں کی تھیلیاں پھینکنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی سواری سے بوجھ کم ہو جائے اور وہ ہلکا پن محسوس کرتے ہوئے تیز دوڑیں۔ مسلمانوں نے وہ تھیلیاں اکٹھی کر لیں لیکن ابوسفیان اور اس کے ساتھی نکل گئے۔ رسول کریم واپس مدینہ تشریف لے آئے ـــــ اور ماہ ذی الحجہ میں عید کی نماز ادا فرمائی اور قربانی کرنے کے لیے حکم فرمایا۔

اس مہینہ میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی۔

حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی:

اس شادی کے سن سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ ہجرت کے دوسرے سال نکاح ہوا ـــــ (حافظ مغلطائی)

☆ ماہ صفر ہجرت کے دوسرے سال نکاح ہوا اور ماہ ذوالحجہ کے بائیسویں مہینے کے شروع میں بیاہ ـــــ (طبری، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ)

☆ جنگِ اُحد کے بعد نکاح ـــــ (ابوعمرو)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیاہ کر لائے تھے، اس کے ساڑھے چار ماہ بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور پھر ساڑھے سات ماہ بعد انہیں بیاہ کر اپنے گھر لائے ـــــ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جب شادی ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا ساڑھے چھ ماہ تھی ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت تک دوسری شادی نہیں کی۔ [۲۴۵]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ دونوں باری باری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی

---

۲۴۵ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی جویریہ کے ساتھ منگنی کرنا چاہی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے منبر پر تشریف فرما کر تین بار فرمایا کہ ''میں اجازت نہ دوں گا۔ بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اللہ کے دشمن کی بیٹی جمع نہ ہوگی'' ـــــ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگنی ترک فرما دی ـــــ اسے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابو داؤد علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں دوسری عورت اپنے اس ارشاد مااتکم الرسول فخذذہ ومانھاکم عنہ فانتھوا کی وجہ سے حرام کر دی تھی ـــــ

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیغام سن کر خاموش رہے اور دونوں کو کچھ جواب نہیں دیا ـــــ

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرنے کے لیے کہا ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ان دونوں حضرات نے مجھے اس طرف توجہ دلائی جس سے کہ میں غافل تھا۔ چنانچہ مارے خوشی کے میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس سرشاری میں اپنی چادر کھینچتا جا رہا تھا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فاطمہ کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے ـــــ''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا:

''تمہارے پاس کچھ ہے جس سے فاطمہ کا مہر ٹھہراؤ گے؟''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا گھوڑا تمہارے لیے مجبوری ہے، تم اپنی زرہ کو بیچ ڈالو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زرہ چار سو اسی (۴۸۰) درہم میں فروخت کر دی اور وہ درہم لے کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ درہم لے کر اپنی گود میں رکھ لیے اور ان میں سے ایک مٹھی میں لے کر فرمایا:

''اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے لیے خوشبو خرید لو۔''

اور حاضرین سے فرمایا کہ حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لیے جہیز تیار کرو ـــــ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے چھوارے کی چھال کے بانِدھوں کا پلنگ اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری گئی تھی، تیار کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''جس وقت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہارے پاس آئیں، تم ان سے کوئی بات نہ کہنا، یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔''

حضرت فاطمہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر میں ایک جانب بیٹھ گئیں جبکہ دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا:

''کیا اس جگہ میرا بھائی ہے؟''

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

Marfat.com

''آپ کے بھائی موجود ہیں ـــــ کیا آپ نے ان کے ساتھ اپنی بیٹی کو بیاہ دیا ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں بیاہ دیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکان میں داخل ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ''پانی لاؤ'' ـــــ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک پیالے میں پانی لائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی لے لیا اور اس میں کلی کی۔ پھر حضرت فاطمہ سے فرمایا:

''آگے آؤ۔''

وہ آگے آئیں تو آپ نے وہ پانی ان کی دونوں چھاتیوں کے درمیان اور سر پر چھڑکا اور فرمایا:

اللھم انی اعیذھا بك د ؤریتھا من الشیطان الرجیم

پھر آپ نے فرمایا، ''پیٹھ پھیرو'' ـــــ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیٹھ پھیری۔ آپ نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان پانی ڈالا۔ پھر اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے ساتھ کیا اور فرمایا:

''اپنے اہل کے پاس اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی برکت کے ساتھ داخل ہو۔'' ۲۴۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ابوالخیر اتفرد مینی الحاکمی کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ منگنی چاہی تھی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کے لیے میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چند دنوں کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا:

''اے انس! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس ابوبکر وعمر وعثمان اور عبدالرحمٰن اور چند انصار اور چند مہاجرین کو بلاؤ۔'' جب یہ سب اصحاب جمع ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہ تھے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خطبہ پڑھا:

خطبہ نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

الحمد للہ المحمود بنعمة المعبود بقدرته المطاع سلطانه المرهوب من عذابه وسطوته النافذ امره فی سمایه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم ببنیه محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم ان اللہ تبارك اسمه و تعالت عظمته جعل المصاهرة سببا لاحقا وامرا مفترضا او شبح به الارحام والزم به الانام فقال غرمن قائل وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله

---

۲۴۶ اس حدیث کی روایت ابوحاتم نے اور احمد نے مناقب میں اس کی مثل کی ہے۔

Marfat.com

نسبا وصهرا وكان ربك قديرا نام الله تعالىٰ يجرى الى قضائه يجرى قضائه الى قدره ولكل قضاء قدر ولكل قدر اجل ولكل اجل كتاب يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب ثم ان الله امرنى ان ازوج فاطمه (رضى الله تعالىٰ عنها) من على بن ابى طالب (رضى الله تعالىٰ عنه) فاشهدوا انى قد زوجه على اربعمائة مثقال فضة ان رضى بذلكعلى

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ جو اپنی نعمتوں کے باعث تعریف کیا گیا۔ اس کی ان نعمتوں کا شمار کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی قدرت کے باعث عبادت کے لائق ہے۔ اس لیے کہ اس کی عبادت پر کسی کو قدرت نہیں ہے۔ صرف اس کے اقدار اور اطیعوا اللہ کے حکم کی وجہ سے ـــــ وہ اللہ تعالیٰ کہ جس کے عذاب اور سطوت سے خوف کیا جاتا ہے، اپنے غلبہ کے سبب اطاعت کیا گیا ہے ـــــ تنزیل میں فرمایا ہے وایای فارھبون ـــــ اور تمام زمینوں اور آسمان میں اپنا امر نافذ کرتا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا ہے ـــــ تمام مومنوں اور کافروں اور جن و انسان کو اپنے احکام کے ساتھ ممیز کیا ہے اور ان کو اپنے دین کے ساتھ معزز کیا ہے ـــــ اور مخلوق کو اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب مکرم کیا ہے۔ (اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين دلیل ہے) ـــــ اللہ تعالیٰ نے کہ اس کا نام مبارک ہے اور اس کی عظمت برتر ہے، نکاح کو سبب لاحق کیا ہے یعنی ایک نسب دوسرے نسب کے ساتھ نکاح کے ذریعے متصل ہوتا ہے ـــــ اور نکاح کو ایسا امر ثابت کیا ہے کہ جس کے باعث ارحام کو ملا دیا ہے اور اس کے ساتھ مخلوق کو لازم کیا ہے ـــــ وہ کہنے والا بڑا بزرگ ہے جس نے فرمایا وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسباو صهرا وكان ربك قدير ـــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کی قضاء کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کی قدر کی طرف جاری ہوتی ہے۔ ہر ایک قضا کے لیے ایک قدر ہے اور ہر ایک قدر کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور ہر ایک مقررہ وقت کیلئے ایک حکم لکھا ہوا ہے جس میں اس کی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شے کو چاہتا ہے، فنا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، قائم و ثابت رکھتا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کے پاس ام الکتاب ہے"۔

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کا ایک طبق منگوا کر فرمایا۔ "کھجوریں لوٹو" ـــــ حاضرین نے کھجوریں سمیٹ لیں۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں چار سو مثقال چاندی کے بدلے تمہارے ساتھ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی کر دوں۔ کیا تم اس پر راضی ہو؟"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"بے شک میں راضی ہوں۔"

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جمع اللہ سملکما وغر جدکما وبارك علیکما واخرج منکما کثیرا طیباً

دولابی نے اسماء سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ کیا۔ اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے بڑھ کر افضل نہیں تھا ____ اس لیے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی ____ ان کا ولیمہ چند صاع تمر اور حیس سے تھا ____

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز خمیلہ (روئی کی چادر جس کے اردگرد ریشے ہوں یا روئی کی توشک) اور قربہ اور رسادہ تھا جس میں درخت خرما کا ریشہ بھرا تھا۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: (۳ ہجری)

محمد بن مسلمہ چار ساتھیوں سمیت چودہ ربیع الاول، ہجرت کے پچیسویں ماہ کے آغاز میں کعب بن اشرف یہودی کی طرف گئے ____ کعب بن اشرف شاعر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں شاعری میں گستاخیاں کرتا تھا اور کفار قریش کو آپ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے۔ مختلف قبائل کے لوگ آباد تھے۔ آپ نے ان کے عقائد کے اختلاف کے باعث ان کی اصلاح کرنے کا ارادہ فرمایا کہ وہ سب ایک ہی کلمۂ اسلام پر متفق ہو جائیں ____ جبکہ حال یہ تھا کہ یہود اور مشرکین مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے ____ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو صبر کے لیے تلقین فرمائی۔ کعب مردود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے سے باز نہ آیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ایک گروہ کو بھیج دیں تاکہ کعب کا کام تمام کر ڈالے۔

کعب بن اشرف نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عہد کیا تھا کہ آپ کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کروں گا ____ وہ عہد توڑ کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کو گالیاں دیں ____ اس کی دشمنی کی وجہ یہ تھی کہ دو آدمی فتح بدر کی بشارت لے کر مدینہ میں آئے۔ انہوں نے بتلایا کہ فلاں قتل کیا گیا، فلاں قید کیا گیا۔ کعب نے سن کر کہا:

> ''کیا یہ دونوں جو کہتے ہیں حق ہے! ____ اگر ایسا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے تو یہ لوگ اشراف عرب اور ملوک الناس تھے ____ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے تو زمین کا بطن اس کی ظہر سے خیر ہے یعنی مر جانا اچھا ہے۔''

کعب نے جب خبر کا یقین کیا اور قیدیوں کو بندھا ہوا دیکھا تو ذلیل وخوار ہو کر قریش کی طرف گیا اور ان کے مقتولین پر رویا ____ قریش کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا تھا ____

مکہ میں کعب، مطب ابی وداعہ سہمی کے مکان میں اترا ____ مطلب کی زوجہ عاتکہ بنت السید بن ابی العیص نے اس کو اتارا اور اس کا اکرام کیا ____ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کفار قریش کو اکساتا اور گستاخانہ اشعار پڑھتا تھا ____

Marfat.com

یہ خبر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ انہوں نے مطلب اور ان کی زوجہ کی ہجو کی ـــــ بعد میں یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ عاتکہ نے کعب کا کجاوہ پھینک دیا اور کہا کہ ہمیں اس یہودی سے کیا کام! ـــــ کعب عاتکہ کے ہاں سے نکل کر ایک کے بعد دوسرے گروہ کے پاس جاتا جس طرح عاتکہ کے پاس گیا تھا اور اسی طرح جگہ جگہ کرتا پھرتا تھا ـــــ اس کی خبریں مسلسل رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ رہی تھیں ـــــ آپ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر فرماتے، حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کی ہجو کرتے ـــــ ہر شخص کعب کے ساتھ عاتکہ کا معاملہ کرتا تھا۔

پھر کعب پلٹ کے مدینہ آیا اور مسلمانوں کی عورتوں سے اپنے عشق کے حالات غزل میں بیان کرتا تھا اور ان کی برائی کرتا تھا ـــــ کعب نے مکہ میں ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اپنے اشعار میں برائی کی ـــــ ان وجوہات کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کے لیے حکم فرمایا۔ اس بارے میں روایتیں ہیں:

☆ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کعب بن اشرف کے قتل کا کون شخص متکفل ہوتا ہے۔

☆ دوسری روایت میں ہے کہ وہ کون شخص ہے جو کعب بن اشرف کے قتل کے لیے متوجہ ہوتا ہے۔

ایک بار خصوصاً سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متوجہ ہو کر فرمایا اور دوسری بار عمومیت سے ارشاد فرمایا:

''اس نے ہماری دشمنی کا اعلان کیا ہے اور اپنے اشعار میں ہماری برائی کی ہے ـــــ وہ قریش کی طرف مکہ میں گیا ہے اور انہیں ہمارے خلاف بھڑکایا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی خبر دی ہے۔ **الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون کفروا ھولاء اھدی من الذین امنو سبیلا اولئک الذین لعنھم اللہ** ـــــ

ابن اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ آپ کا ارشاد محمد بن مسلمہ اخو بنی عبدالاشہل نے سن کر کہا:

''آپ کے لیے کعب کے قتل کا میں تکفل کرتا ہوں۔ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اسے قتل کر ڈالتا ہوں۔''

آپ نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا:

''اگر تم اس کی قدرت رکھتے ہو تو اس کو قتل کر ڈالو۔''

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے لیے مجبوری ہے کہ ہم خلاف واقع باتیں کریں تاکہ اس کے قتل کے لیے وسیلہ بنے ـــــ ہمارا مقصود یہ ہے کہ کوئی حیلہ کریں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو بات تمہارے لیے کعب کے قتل کیلئے حیلہ بن سکے، کہو ـــــ تم جو بات کہو، وہ تم کو حلال ہے۔''

چنانچہ کعب کے قتل کیلئے محمد بن مسلمہ، ابو نائلہ سلکان بھی سلامہ (کعب کا دودھ شریک بھائی) عباد بن بشر، حارث بن اوس بن معاذ اور ابوعبس بن جبر متفق ہوئے یہ پانچوں اصحاب بنی اوس سے تھے۔

Marfat.com

ابن سعد علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے کہ کعب کو قتل کر کے یہ اصحاب بقیع غرقد ۲۴۷ میں پہنچے اور وہاں انہوں نے تکبیر کہی ـــــ رات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ان کی تکبیر سنی تو آپ نے بھی تکبیر کہی اور پہچان لیا کہ انہوں نے کعب کو قتل کر ڈالا ـــــ پھر یہ اصحاب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان چہروں نے فلاحیت پائی۔''

ان حضرات نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے چہرہ مبارک نے فلاحیت پائی۔''

یہ کہہ کر کعب کا سر آپ کے قدموں میں ڈال دیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعب کے قتل پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں ہے کہ اسلام میں پہلا سر کعب کا ہے جو اٹھا کر لایا گیا ـــــ اس غزوہ میں حارث بن اوس کی پنڈلی پر تلوار کا پیپلا لگ جانے سے وہ زخمی ہو گئے۔ ان کا کافی خون بہہ گیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر لعاب دہن مبارک، ڈال دیا، پھر انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔

غزوہ غطفان:

یہ غزوہ دو اور ناموں سے بھی مشہور ہے:

☆ غزوہ ذی امر ☆ غزوہ انمار

یہ غزوہ نجد کے ناجیہ میں واقع ہوا۔ ہجرت کے پچیسویں مہینے میں ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزری تھیں، جب یہ واقعہ رونما ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اطراف میں جمع ہوئے۔ یہ لوگ لوٹ مار کا ارادہ رکھتے تھے ـــــ دعثور بن الحارب المحاربی ان کا سردار تھا ـــــ اس کا نام غورث اور غورک بھی ملتا ہے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو بلایا اور ساڑھے چار سو سواروں کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔

ان لوگوں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے شہروں میں اترے ہیں تو یہ لوگ خوف سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام حبان تھا اور بنی ثعلبہ سے تھا، اسے مسلمانوں نے پکڑ لیا ـــــ اسے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی، وہ مسلمان ہو گیا ـــــ اسے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا تاکہ اسے تعلیم دیں۔

---

۲۴۷ بقیع غرقد مدینہ منورہ کا مقبرہ ہے۔ اس جگہ غرقد کے درخت جمع ہیں۔ ان درختوں کے نام پر یہ جگہ مشہور ہوئی۔

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بارش ہوئی۔ آپ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر ایک درخت پر پھیلا دیئے تاکہ خشک ہو جائیں ـــــ اور آپ اسی درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ وہ لوگ پہاڑ سے آپ کو دیکھ رہے تھے ـــــ انہوں نے دعثور سے کہا:

''اس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اکیلے ہیں، تجھے چاہیے کہ اب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو نہ چھوڑے۔'' ۲۴۸

دعثور تلوار لیے آپ کی طرف آیا اور آپ کے سر پر کھڑا ہو کر للکارنے لگا:

''آپ کے دن کون آپ کو مجھ سے بچائے گا۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرا اللہ!''

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر ریلا دیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی ـــــ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلوار لے لی اور فرمایا:

''مجھے تو میرے اللہ نے بچا لیا، اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا!''

دعثور نے کہا:

''کوئی نہیں ـــــ اور میں گواہی دیتا ہوں **لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ** ''

پھر دعثور اپنی قوم کی طرف آیا اور انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ اس پر وحی خدا نازل ہوئی۔

یاایھا الذین آمنوا ذکروا نعمة اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم ...... آخر آیت تک۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کیے بغیر واپس تشریف لے گئے ـــــ آپ مدینہ سے تیرہ راتیں باہر تشریف فرما رہے۔

غزوہ بحران:

اس غزوہ کو غزوہ بنی سلیم بھی کہا جاتا ہے ـــــ بحران ناحیہ فرع میں ایک گاؤں ہے ـــــ اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ بحران میں بنی سلیم کی بڑی جمعیت ہے ـــــ آپ تین سو صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ سے نکلے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بنی سلیم کے لوگ اپنے اپنے پانیوں میں متفرق ہو گئے ہیں ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس تشریف لے آئے اور ان سے جنگ نہیں ہوئی۔

اس غزوہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر عامل مقرر فرمایا تھا ـــــ ابن ہشام نے لکھا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے دس راتیں باہر رہے۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ: (۳ ہجری)

نجد کے پانیوں میں سے ایک پانی کا نام قردہ ہے ـــــ ابن اسحاق نے اس غزوہ کا سبب یہ لکھا ہے کہ بدر کی جنگ کے بعد

۲۴۸ صحابہ کرام اس وقت اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

Marfat.com

قریش نے تجارت کے لیے راستہ بدل لیا۔ انہوں نے شام کی طرف جانے والے راستوں سے خوف کیا اور انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کرلیا۔

قریش میں سے تاجر لوگ نکلے۔ ان میں ابوسفیان بن حرب تھا۔ ان تاجروں کے ساتھ کثیر چاندی تھی ___ ابن سعد نے لکھا ہے کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے کے شروع میں ماہ جمادی الاخر کو ایک سو سواروں کے ساتھ بھیجا کہ قریش کے قافلہ کو روکیں۔ اس قافلہ میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ کثیر مال اور چاندی کے برتن تھے۔ اصحاب نے قافلہ کو پالیا اور لدے ہوئے اونٹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے ___

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے پانچ حصے کیے۔ پانچواں حصہ تیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا ___ مغلطائی نے مال کے پانچویں حصہ کی مالیت پچیس ہزار درہم لکھی ہے ___ ابن اسحاق نے اس غزوہ کو کعب بن اشرف لعین کے قتل سے پہلے ذکر کیا ہے۔

غزوۂ اُحد:

یہ غزوہ اُحد نامی پہاڑ کے دامن میں ہوا ___ احد پہاڑ مدینہ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر ہے ___ اس کا نام احد اس کے اکیلا ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ___ احد پہاڑ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: احد یحبنا ونحبه ___ احد پہاڑ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی قبر ہے۔

یہ جنگ ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں ہوئی۔ شنبہ کا دن تھا ___ ماہ شوال کی تاریخ سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ شوال کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں۔

☆ شوال کی سات راتیں گزری تھیں۔

☆ نصف شوال تھا۔

جنگ احد جنگ بدر کے ایک سال بعد اور ہجرت کے اکیسویں مہینہ میں ہوئی۔

اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ جب قریش بدر سے مکہ کی طرف پلٹ کے گئے اور ان کے ساتھی قلیب بدر میں مارے گئے۔ ابو سفیان، عبداللہ بن ربیعہ اور عکرمہ ابن ابوجہل نے ان لوگوں کے مجمع میں جن کے باپ بھائی بیٹے بدر میں مارے گئے، سے کہا:

> ''اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تم لوگوں کو گھٹا دیا اور ظلم کیا اور تمہارے بڑوں کو مار ڈالا ___ ابوسفیان کے قافلہ کے مال سے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے جنگ کے لیے ہماری مدد کرو۔ وہ شخص بھی مال سے ہماری مدد کرے جس کی تجارت اس قافلہ میں تھی ___ ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے مرنے والوں کے خون کا بدلہ آپ سے لے لیں گے۔''

اس بات پر سب نے اتفاق کیا ___ مال کے ایک ہزار اونٹ تھے، بیچ دیئے گئے۔ پچاس ہزار اشرفی کا مال تھا ___ ابن

Marfat.com

اسحاق نے لکھا ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان الذین ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ فسینفقنھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لیے قریش جمع ہوئے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھ کر قریش کی اطلاع دی۔۔۔۔ کفار قریش ابوسفیان کے ہمراہ احد کے بطن وادی میں اترے۔ مسلمانوں میں بہت سے ایسے تھے کہ غزوہ بدر کے موقع پر ان کے شامل نہ ہو سکنے پر انہیں افسوس تھا۔

غزوہ احد سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خواب:

شب جمعہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا۔ جب آپ صبح اٹھے تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''واللہ میں نے خیر دیکھی ہے۔۔۔۔ میں نے ایک گائے دیکھی کہ ذبح کی جاتی ہے اور میں نے اپنی تلوار کے پیپلے میں رخنہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مستحکم زرہ میں داخل کیا ہے۔۔۔۔

اس کی تعبیر یہ ہے کہ گائے میرے اصحاب میں سے ہیں جو شہید کیے جائیں گے۔۔۔۔ اور وہ رخنہ جو اپنی تلوار کے پیپلے میں میں نے دیکھا ہے، وہ میرے اہل بیت میں سے ایک مرد ہے جو شہید کیا جائے گا''۔

ابن عقبہ نے کہا ہے کہ وہ رخنہ کہ آپ کی تلوار میں پڑا دکھائی دیا۔ وہ زخم تھا جو آپ کے چہرہ مبارک میں آیا ہے۔ اس لیے کہ دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو اس دن صدمہ پہنچایا اور آپ کے دو دائیں دانت شہید کیے اور آپ کے نیچے کے ہونٹ کو زخمی کر ڈالا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''میں نے مستحکم زرہ کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ مدینہ ہے۔۔۔۔ تم مدینہ میں ٹھہرے رہو۔ اگر قریش کوچوں میں داخل ہوں گے تو ہم ان سے جنگ کریں گے اور مکانوں پر سے ان پر پتھر مارے جائیں گے۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا جن میں نوجوان بھی شامل تھے:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آج کے دن کی تمنا کرتے تھے۔ آپ ہمیں ہمارے دشمنوں کی طرف لے چلیں، جب ہم ان کی طرف جائیں گے تو وہ یہ گمان نہ کریں گے کہ ہم نے ان سے کمزوری دکھائی۔''

جنگ کے لیے تیاری اور روانگی:

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمعہ کی نماز پڑھائی، پھر انہیں وعظ سنایا اور کوشش اور اجتہاد کے لیے حکم فرمایا اور یہ بھی فرمایا:

''تم جب تک اپنی جگہ پر قائم رہو گے اور صبر کرو گے تو تم کو نصرت ہوگی۔''

اور پھر حکم دیا کہ دشمن کے لیے تیار ہو جائیں۔ صحابہ کرام کو اس سے بڑی فرحت ہوئی۔۔۔۔ پھر آپ نے عصر کی نماز

Marfat.com

پڑھائی ـــــ اس دوران حاضرین کی تعداد بڑھ گئی تھی ـــــ مدینہ سے تین میل پر واقع موضع عوالی کے رہنے والے بھی آ ملے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ ان دونوں حضرات نے آپ کے سر اقدس پر عمامہ باندھا اور آپ کو لباس پہنایا۔ صحابہ کرام اس وقت صفیں باندھے کھڑے تھے اور آپ کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے ـــــ حضرت سعد بن معاذ اور سید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صحابہ سے کہا:

''تم لوگوں نے شہر سے نکلنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جبر کیا ـــــ بہتر یہی ہے کہ یہ فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا جائے۔ اس لیے کہ جس کام میں مصلحت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بہتر جانتے ہیں ـــــ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زرہ پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور اپنی تلوار میان میں ڈالے ہوئے تھے ـــــ صحابہ نے جو کچھ کہا تھا (یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شہر سے باہر جنگ کیلئے کیوں کہا) اس پر سب نادم ہوئے ـــــ سب نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں قطعاً یہ حق نہیں کہ ہم آپ کی بات کی مخالفت کریں، آپ جو چاہیں کریں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ جس وقت وہ اپنی زرہ جنگ کے لیے پہنے، اسے اتار کر رکھ دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ فرما دے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے یہ فرمایا تھا کہ وہ مدینہ کو نہ چھوڑیں جبکہ صحابہ کرام نے طلب شہادت کے لیے باہر نکلنے کے لیے ایثار کیا تھا ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زرہ پہنی، اس سے صحابہ نادم ہوئے۔ تب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا:

''کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ زرہ پہنے اور اسے اتار کر رکھ دے، یہاں تک کہ اگر دشمن کو پائے تو وہ اس سے قتال کرے ـــــ''

اور اس حدیث میں یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں۔ ۲۴۹

جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین جھنڈے قائم کیے:

☆ ایک جھنڈا السید بن حضیر کے ہاتھ میں دیا۔

☆ ایک جھنڈا مہاجرین کے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا ـــــ ایک اور روایت کے مطابق مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا گیا۔

☆ اور ایک جھنڈا قبیلہ خزرج کیلئے حضرت حباب بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا ـــــ ایک اور روایت میں

---

۲۴۹ اس حدیث کو امام احمد، نسائی، طبرانی، حاکم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔

اس وقت مسلمانوں میں ایک سو زرہ پوش تھے ـــــ حضرت سعد بن معاذ اور سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں زرہ پہنے ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے دوڑ رہے تھے ـــــ آپ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ پر نماز پڑھانے کے لیے عامل مقرر کیا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حراست پر مقرر فرمایا ـــــ مسلمانوں میں سے جن کی عمر کم تھی یعنی چودہ سال تھی، انہیں واپس بھجوا دیا۔ ان میں

☆ حضرت اسامہ بن زید ☆ حضرت عبداللہ ابن عمر ☆ حضرت زید بن ثابت

☆ حضرت ابوسعید خدری ☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی ـــــ جبکہ مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہ پوش تھے، دو سو گھوڑے تھے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں بھی ہمراہ تھیں ـــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم احد میں تشریف لائے۔ رئیس المنافقین اپنے تین سو ساتھیوں سمیت آپ سے علیحدہ ہو گیا ـــــ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کو مقام شوط میں پلٹ جانے کے لیے حکم فرمایا ۲۵۰ ـــــ مسلمانوں نے احد کی جڑ میں صفیں باندھیں اور مشرکین نے شورہ زار زمین میں صف باندھی ـــــ ابن عقبہ نے کہا ہے کہ مشرکین کے میمنہ کے سواروں پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل تھے۔

تیر اندازوں کا تقرر اور انہیں تاکید:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس تیر اندازوں پر مقرر فرمایا اور انہیں دو باتوں کی تاکید فرمائی:

☆ اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں پرندے اٹھائے لیے جا رہے ہیں، تم اپنی اس جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ جب تک کہ میں کسی کو تمہارے پاس بھیجوں۔

☆ اور اگر تم ہمیں دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دی اور ہم نے انہیں روند ڈالا ہے، تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ جب تک کہ میں کسی کو تمہارے پاس نہ بھیجوں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں امام احمد، طبرانی اور حاکم کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تیر اندازوں کو ایک جگہ کھڑا کر کے فرمایا کہ ہماری پیٹھوں کی حفاظت کرو یعنی ہمارے پیچھے نہ کوئی آنے پائے ـــــ انہیں تاکید فرمائی:

☆ اگر تم دیکھو کہ ہم قتل کیے جاتے ہیں، تم ہماری مدد نہ کرنا۔

☆ اور اگر تم دیکھو کہ ہم مال غنیمت لے رہے ہیں، تم ہمارے ساتھ شامل نہ ہونا۔

---

۲۵۰ شوط مدینہ منورہ اور احد کے درمیان ایک باغ ہے۔

Marfat.com

جنگ کا آغاز:

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لیے کون لیتا ہے؟''

بہت سے صحابہ اس غرض سے حاضر خدمت ہوئے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو تلوار نہیں دی۔ حضرت ابو دجانہ سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس تلوار کا کیا حق ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس کا حق یہ ہے کہ اسے دشمن کے منہ پر مارو یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔''

حضرت ابو دجانہ نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔''

آپ نے وہ تلوار ان کو عطا فرمائی ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاع مرد تھے اور لڑائی کے وقت متکبرانہ وضع سے رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ابو دجانہ تبختر سے چل رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ وہ رفتار ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے مگر جنگ کے دوران اسے ناپسند نہیں کرتا۔''

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے اپنے دل میں کہا واللہ میں ضرور دیکھوں گا کہ ابو دجانہ کیا کرتے ہیں ـــــ میں ان کے پیچھے گیا۔ انہوں نے اپنا سرخ عصابہ لیا اور اس سے اپنے سر پر پٹی باندھی ـــــ انصار نے دیکھ کر کہا کہ موت کا عصابہ نکالا ہے۔ ابو دجانہ ایسے حال میں نکلے کہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

انا الذی عاھد نی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیلی
ان لا اقوام الدھر فی الکیول اضرب بسیف اللہ والرسول

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار عطا کرتے وقت ابو دجانہ سے پوچھا تھا کہ اگر میں یہ تلوار تم کو دے دوں گا تو شاید تم آخر صف والوں سے جنگ کرو گے جبکہ آخر صف والے جنگ نہیں کرتے ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وعدے یا عہد کو اپنے شعر میں بیان کرتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں کہ میرے خلیل حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اس وقت عہد لیا ہے کہ ہم پہاڑ کی جڑ میں نخلون کے پاس تھے ـــــ وہ عہد یہ ہے کہ میں آخر صف میں کبھی قیام نہ کروں گا اور دشمنوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تلوار سے ماروں گا ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین میں سے جسے پاتے، اسے قتل کر ڈالتے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی تو ارطاۃ بن شرجیل ابن ہاشم بن عبد مناف کو قتل کیا ـــــ حضرت

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہ الکریم نے طلحہ بن ابی طلحہ مشرکین کے علمبردار کو قتل کیا ــــ پھر جھنڈا اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کے دونوں ہاتھ دونوں شانے کاٹ ڈالے ــــ حضرت حنظلہ غسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسفیان بھڑ گئے۔ حنظلہ کو شداد بن اوس نے شہید کر ڈالا ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ملائکہ حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔''

صحابہ کرام نے ان کی بیوی جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ہمشیرہ تھیں، سے ان کی کیفیت دریافت کی۔ حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''حنظلہ ایسے حال میں نکلے تھے کہ وہ جنب تھے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسی لیے حنظلہ کو ملائکہ نے غسل دیا تھا۔ ۲۵۱

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نصرت نازل فرمائی۔ مسلمانوں نے تلواروں سے کفار کو قتل کر کے استیصال کیا۔ یہاں تک کہ کفار کے لشکر کو بھگا دیا ــــ اس ہزیمت میں کوئی شک نہ تھا کہ کفار اس طور پر پیٹھ دکھا کر بھاگے کہ کسی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔ کفار کی عورتیں انہیں پکار پکار کر کہتی تھیں:

''تمہارا برا ہو، یوں بھاگ رہے ہو۔''

مسلمانوں نے کفار کا پیچھا کیا اور انہیں دور تک بھگا دیا ــــ اور مال غنیمت سمیٹنے لگے ــــ

حکم عدولی پر نقصان عظیم:

تیر اندازوں نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو فراموش کر دیا اور اپنے سربراہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے اپنی جگہ چھوڑ دی:

''لوگو! غنیمت لو، تمہارے ساتھی کفار پر غالب ہو گئے، اب کیا انتظار کرتے ہو؟''

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد دلایا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے جو بات کہی تھی، کیا تم اسے بھول گئے؟''

لیکن ان کے ہمراہیوں نے اپنے فرض کو پس پشت ڈالتے ہوئے کہا:

''واللہ ہم اپنے ساتھیوں کے پاس ضرور جائیں گے اور مال غنیمت سے ضرور حصہ لیں گے۔''

جب یہ لوگ کفار کے پاس آئے، مشرکین نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا جس کے باعث یہ بھاگتے ہوئے اپنے ٹھکانے کی طرف چلے آئے ــــ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ یوم احد میں مشرکین فاش طور پر بھاگے۔ ابلیس لعین نے پکار کر کہا:

---

۲۵۱ - علماء سے جس نے یہ کہا ہے کہ شہید جس وقت **جنب** ہو تو اسے غسل دیا جائے، اس نے اس خبر کے ساتھ تمسک کیا ہے۔

Marfat.com

''اے مسلمانو! اپنی آخر کی طرف سے احتراز کرو۔''

اول طرف میں جو مسلمان تھے۔ وہ پلٹے۔ ابلیس لعین نے جعیل بن سراقہ کی صورت اپنا رکھی تھی اور انہوں نے آخر والے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا شروع کر دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت مسلمان پلٹے تو مشرکین کے ساتھ خلط ملط ہو گئے اور انہیں یہ تمیز نہ رہی کہ مسلمان کون ہیں اور کفار کون ہیں ــــ اس لعین نے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالا تاکہ بعض مسلمان بعض مسلمانوں کو قتل کریں۔ اس آواز کے سنتے ہی مسلمان پلٹے اور بعض بعض کو قتل کر رہا تھا ــــ وہ نہیں جانتے تھے کہ ہم آپس میں قتل کر رہے ہیں ــــ قلیل مسلمانوں کا گروہ مدینہ کی طرف چل دیا اور باقی بکھر گئے اور ان میں قتل واقع ہوا۔ مسلمانوں میں قتل و غارت ہوئی، بعض نے بعض کو قتل کیا ــــ تیراندازوں کی کوتاہی نے جنگ کا پانسہ بدل دیا ــــ ابن سعد کی روایت ہے کہ خالد بن ولید نے پہاڑ کی خالی جگہ کی طرف نظر کی اور وہاں مسلمانوں کی تعداد کم دیکھ کر سواروں کے ساتھ حملہ کیا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے خالد بن ولید کی پیروی کی۔ انہوں نے تیراندازوں میں سے جو باقی رہ گئے، ان کو شہید کر ڈالا اور ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شہید کر ڈالا ــــ شہید ہونے والے ان تیراندازوں کی تعداد دس سے کم تھی۔

بخاری شریف میں وحشی کی طویل حدیث میں یہ ہے کہ مشرکین نے پھر صف جنگ باندھی ــــ سباع ابن عبدالعزیٰ خزاعی نکلا۔ اس نے للکارا:

''ہے کوئی لڑنے والا!''

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکل کے اس کی طرف گئے۔ آپ نے سباع پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا ــــ وحشی اس وقت ایک پتھر کے نیچے گھات میں تھا ــــ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب سے گزرے ــــ وحشی نے اپنا حربہ تاک کے مارا۔ ایسا کاری زخم لگا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں درکون کے درمیان سے نکل گیا ــــ یہ حربہ ان کی شہادت کا باعث ہوا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ:

تیراندازوں کی غلطی سے ایسی بھگدڑ مچی کہ مسلمانوں کے تین گروہ ہو گئے:

☆ ایک گروہ نے مدینہ کی راہ لی۔

☆ دوسرا گروہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی خبر سن کر حیرت زدہ رہا۔

☆ تیسرا گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قائم رہا۔

پھر دوسرا گروہ رفتہ رفتہ تیسرے گروہ سے آملا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے قتال کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا ــــ ابن قمءہ نے انہیں شہادت کے مرتبے پر سرفراز کیا ــــ ابن قمہ حضرت مصعب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گمان کرتا تھا، اس لیے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زرہ پہنتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوتے تھے ___ ابن قمہ نے شور کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قتل کیے گئے ___ ان شور مچانے والوں میں ازب العقبہ اور ابلیس لعین کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نظروں سے اوجھل ہو گئے تو صحابہ میں سے ایک نے کہا:

''تم اپنی قوم کی طرف لوٹ چلو تاکہ وہ تمہیں امن دیں، اس سے پہلے کہ کفار تمہارے پاس آئیں اور تمہیں قتل کریں ___ اس لیے کہ کفار تمہارے گھروں میں داخل ہونے والے ہیں۔''

صحابہ کرام میں سے اکثر نے کہا:

''اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہید کیے گئے ہیں، کیا تم اپنے دین پر کفار سے جنگ نہ کرو گے ___ اور جس امر پر تمہارے نبی تھے، اس پر نہ آؤ گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور شہید ہو کر ملاقات کرو گے۔''

ان کہنے والوں میں سے حضرت انس بن مالک بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ___ ان کی شہادت پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اس کی گواہی دی۔

اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے (یعنی تیر مار رہے تھے اور پتھر پھینک رہے تھے) ___ آپ کے اردگرد صحابہ میں سے فقط چودہ حضرات رہ گئے تھے۔ ان میں سات مہاجرین سے تھے:

☆ حضرت ابوبکر صدیق ☆ حضرت عمر بن خطاب ☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

☆ حضرت سعد بن عبادہ ☆ حضرت طلحہ ☆ حضرت زبیر

☆ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور سات صحابہ انصار میں سے تھے:

☆ حضرت ابودجانہ سماک ☆ حضرت حباب بن منذر ☆ حضرت عاصم بن ثابت

☆ حضرت حارث بن صمہ ☆ حضرت سہل بن حنیف ☆ حضرت سعد بن معاذ

☆ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مسلمانوں میں سے ستر صحابہ نے شہادت پائی ___ جبکہ غزوہ بدر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ستر کفار کو قید کیا تھا اور ستر ہی مارے گئے تھے۔

آپ کی شہادت کی تصدیق کیلئے ابوسفیان جب مکہ کو لوٹنے لگا تو تین بار آواز دیکر پوچھا:

''کیا مدینہ والوں میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں؟''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع فرمایا ___ پھر ابوسفیان نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تصدیق چاہی اور کہنے لگا:

Marfat.com

''کیا مدینہ والوں میں ابن ابی قحافہ ہیں؟'' ـــــ تین بار پوچھا ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دینے سے منع فرمایا ـــــ پھر ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تصدیق کرنا چاہی اور آواز دے کر پوچھا:

''کیا مدینہ والوں میں ابن الخطاب ہیں؟''

اس نے تین بار پوچھا ـــــ ابن قمہ نے انہیں بتایا کہ میں نے ان حضرات کو قتل کر ڈالا ہے ـــــ اہل مدینہ کی طرف سے خاموشی پر ابوسفیان کو ابن قمہ کی بات پر سچائی کا گمان ہوا ـــــ چنانچہ وہ اپنے لشکر والوں کو خبر دینے کے لیے پلٹ گیا اور کہنے لگا:

''وہ لوگ قتل کیے گئے ـــــ اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود پر اختیار نہ رہا اور ابوسفیان کو جواب دیا:

''او دشمن خدا! تو جھوٹا ہے ـــــ جن لوگوں کی تو نے گنتی کی ہے، وہ تمام زندہ ہیں ـــــ اور جو شے تجھے غمگین کرنے والی ہے، وہ باقی رہی ہے یعنی یوم فتح۔''

ابوسفیان نے کہا:

''آج کا دن بدر کے دن کے مقابلہ میں ہے ـــــ جنگ ایک ڈول ہے کہ ایک بار ان لوگوں کے لیے ہے ـــــ اور دوسری بار ان لوگوں کیلئے ہے۔'' ۲۵۲

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ:

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو ڈھونڈنے کے لیے متوجہ ہوئے۔ مشرکین آپ کے سامنے آئے ـــــ اور آپ پر حملہ آور ہوئے آپ کو تکلیف دینے اور زخم لگانے والے پانچ بدبخت ولعین تھے:

- ☆ عبداللہ بن عمرو بن قمہ
- ☆ عتبہ بن ابی وقاص برادر سعد
- ☆ عبداللہ ابن شہاب
- ☆ ابو عامر فاسق
- ☆ ابی ابن خلف

آپ کے چہرہ انور پر پتھر مارے اور اسے خون آلود کر دیا ـــــ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سر مبارک پر خود کو کچل دیا تھا یعنی پتھروں سے خود کو توڑ ڈالا تھا ـــــ عبداللہ بن قمہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پتھر مار کر آپ کا چہرہ مبارک زخمی کر دیا اور آپ کے سامنے کے دانت توڑ دیئے ـــــ ارو آپ کے مغفر کے دو حلقے آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئے۔ ابن قمہ مردود نے کہا:

''اس پتھر کو لو، پتھر مارنے والا میں ابن قمہ ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال میں اسے بددعا دی کہ اپنے چہرہ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے۔

۲۵۲۔ یعنی جیسے ڈول سے ایک پانی بھرتا ہے اور اس کے بعد دوسرا پانی بھرتا ہے ـــــ اسی طرح کبھی ایک کو فتح دوسرے کو شکست اور کبھی دوسرے کو فتح اور ایک کو شکست ہوتی ہے

Marfat.com

''اقماء ك الله!''۔۔۔۔ ''اللہ تجھے ذلیل کرے۔''

اللہ تعالیٰ نے ابن قمئہ پر ایک پہاڑی نر ہرن کو مسلط کر دیا۔ وہ اسے سینگ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔۔۔۔ ابن عایذ نے عبدالرحمٰن بن زید بن جابر سے روایت کی ہے کہ ابن قمئہ یوم احد سے پلٹ کے اپنے اہل کے پاس گیا۔ پھر اپنی بکریوں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر گیا۔۔۔۔ اس کو ایک نر ہرن مل گیا۔ اس کے سامنے آیا، اس پر حملہ کرتا تھا۔ ایسے سینگ مارے کہ اس کو ہلاک کر دیا اور پہاڑ سے پھینک دیا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے تھا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے دانت عتبہ بن ابی وقاص برادر سعد نے زخمی کیے تھے۔ اس نے چار پتھر مارے تھے۔ ان میں سے ایک پتھر آپ کے دندان مبارک پر لگا تھا۔ آپ کی دائیں طرف کی نیچے کی رباعی ٹوٹ گئی اور نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہو گیا۔۔۔۔ جب سے یہ سانحہ ہوا کہ عتبہ کی نسل سے کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو وہ جوان نہیں ہوتا تھا کہ اس کے منہ سے بدبو آتی تھی۔۔۔۔ یا پھر اس کے سامنے کے چار دانت جڑ سے نہیں ہوتے تھے۔۔۔۔ یہ عتبہ کی نسل کی پہچان تھی۔۔۔۔ دوسری روایت میں ہے کہ عتبہ کے پتھر مارنے سے آپ کے مسوڑھے زخمی ہو گئے تھے۔ دندان مبارک جڑ سے نہیں اکھڑے تھے۔

عبداللہ ابن شہاب نے پیشانی مبارک کو زخمی کیا۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے جن کو ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کے ساتھ کید کرنے کے لیے کھودا تھا یعنی مسلمان ان گڑھوں میں گریں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب گھاٹی کی طرف ارادہ فرمایا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں کا ایک گروہ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔۔۔۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی پر چڑھے تو ابی بن خلف نے آپ کو پہچان لیا اور کہنے لگا کہ:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں۔۔ اگر آپ نے نجات پائی ہے، میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔''

صحابہ کرام نے آپ سے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا ہم میں سے کوئی اس کی طرف جائے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو۔''

آپ نے حارث ابن الصمہ سے حرب لیا۔[۲۵۳] آپ نے اس سے اس انداز سے حرکت دی کہ لوگ آپ کے قریب سے اس طور سے دور ہو گئے جس طور سے اونٹ اپنی پیٹھ کو حرکت دیتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابی ملعون کے سامنے آئے اور اس کے اس طرح سے برچھا مارا کہ ملعون اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اور اس کا خون نہیں نکلا۔ البتہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی۔ ابی بن خلف جب پلٹ کے قریش کی طرف گیا تو اس نے کہا:

''واللہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے قتل کر ڈالا۔۔۔۔ کیا مکہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نہیں کہا تھا کہ تجھے میں قتل کروں گا۔۔۔۔ واللہ! اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ پر تھوک دیتے تو ضرور مار ڈالتے۔''

۲۵۳- یہاں تین اور نام بھی لیے جاتے ہیں: ابن الزبیر۔ طلحہ۔ سہل ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

Marfat.com

دشمن خدا ابی ابن خلف مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر مقام سرف میں مر گیا۔ قریش اس وقت اسے لے کر مکہ کی طرف پلٹ رہے تھے ـــــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ ابی ابن خلف بطن رابغ میں مر گیا۔ جو جحفہ کے نزدیک ہے ـــــ طویل مدت گزرنے کے بعد میں بطن رابغ میں جا رہا تھا۔ یکا یک میں نے دیکھا کہ میرے لیے آگ کی لپٹ بھڑکی۔ میں ڈر گیا اور یکا یک میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس آگ میں سے زنجیریں بندھا ہوا نکل رہا ہے اور زنجیر کو کھینچ رہا ہے اور العطش کہہ کے پکارتا ہے ـــــ اور یکا یک میں ایک اور شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ:

''اسے پانی نہ پلاؤ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قتیل ہے۔ یہ ابی بن خلف ہے۔''

اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

جانثاروں کی وفاشعاریاں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑا ـــــ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ یہاں تک کہ آپ سیدھے کھڑے ہو گئے ـــــ آپ کے چہرہ انور میں خود کی دو حلقی گھس گئی۔ ان حلقوں کو ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخسار مبارک سے کھینچ کے نکالا اور ان حلقوں کو دانتوں سے اس زور سے پکڑا کہ دو بار میں ان کے سامنے کے دو دانت گر پڑے۔ دونوں حلقے اس شدت سے آپ کے چہرہ انور میں گھس گئے تھے ـــــ مالک بن سنان والد ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے رخسار مبارک کا خون چوسا، پھر وہ خون نگل لیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کے خون کو میرے خون نے مس کیا، اسے دوزخ کی آگ نہ پہنچے گی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ اسے دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

امام زہری نے لکھا ہے کہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر تلوار کی ستر ضربیں لگائی گئیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب ضربوں کے شر سے محفوظ رکھا ـــــ فتح الباری میں ہے کہ یہ حدیث مرسل اور قوی ہے اور یہ احتمال ہے کہ راوی نے تلوار کی ستر ضربوں سے حقیقی ستر ضربوں کا ارادہ کیا ہے یا کثرت ضربات میں مبالغہ ہے (اس لیے کہ زبان عرب میں جہاں کہیں لفظ سبعین واقع ہوتا ہے، اس سے حقیقی تعداد نہیں مراد ہوتی بلکہ کثرت مراد ہوتی ہے)

سیرت ابن ہشام (عبدالمالک بن ہشام) میں لکھا ہے کہ ام عمارہ نسیبہ بن کعب المازینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوم احد میں قتال کیا۔ ام عمارہ نے کہا کہ میں اول دن میں اپنی جگہ سے نکلی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی اور میں کھڑی ہو کر جنگ کرنے لگی۔ کفار کو آپ کے پاس سے تلوار سے دفع کر رہی تھی اور کمان سے تیر مار رہی تھی حتیٰ کہ میں زخمی ہو گئی ـــــ ابن قمئہ کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے، اس نے مجھے اس وقت زخمی کیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے آدمی پیٹھ پھیر کے چلے گئے۔ ابن قمئہ ملعون سامنے سے آیا اور کہنے لگا:

''مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا بتا دو، میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔ اگر اس سے پہلے وہ بچ رہے ہیں۔''

Marfat.com

میں اس کے سامنے آ گئی اور اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور رکھنا چاہا۔ اس نے مجھ پر وار کیا، اس وار پر میں نے اس پر تلوار کے تین وار کیے لیکن اس دشمن خدا کے جسم پر دو زرہیں تھیں جس وجہ سے میری ضربوں نے اس پر اثر نہیں کیا ــــــ ام سعد بنت سعد ابن الربیع جو اس حدیث کی راوی ہیں، نے کہا کہ میں نے نسیبہ کی گردن پر گہرا خشک زخم دیکھا۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا تھا۔ ان کی پیٹھ پر تیر لگتے تھے۔ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر جھکے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم میں تیروں کی کثرت ہوگئی اور وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک ہزار تیر چلائے ــــــ ان کے تیر ختم ہو گئے تو بعض تیر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چلائے ــــــ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے تیر دے رہے تھے اور فرماتے تھے:

ارم فداك ای وابی ــــــ ''تم تیر مارو، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔''

غزوۂ اُحد میں معجزات:

﴿۱﴾

یومِ اُحد میں قتادہ بن النعمان کی آنکھ کو تیر یا نیزا سے صدمہ پہنچا یہاں تک کہ آنکھ ان کے رخسار پر گر پڑی ــــــ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آنکھ کو اپنے دست مبارک میں لے لیا اور اس کی جگہ پر اس کو پھینک دیا اور یہ دعا فرمائی: **اللھم اکسه جمالا** وہ آنکھ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں میں احسن تھی اور زیادہ قوی نگاہ تھی ــــــ

﴿۲﴾

ابو رہم الغفاری نے کلثوم بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں تیر مارا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن مبارک ڈال دیا، وہ اچھے ہو گئے ــــــ

﴿۳﴾

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی، وہ شاخ ان کے ہاتھ میں تلوار ہوگئی۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تلوار سے قتال کیا۔ اس تلوار کا نام عرجون تھا اور وہ تلوار ہمیشہ میراث میں چلی آتی تھی۔ یہاں تک کہ بغاالترکی جو معتصم باللہ کے امراء سے بغداد میں تھا، دو سو دینار میں اس کے ہاتھ بیع کی گئی ــــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کی یہ حدیث عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی مثل ہے جو غزوہ بدر میں بیان ہو چکی ہے مگر فرق یہ ہے کہ عکاشہ کی تلوار کا نام عون تھا اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تلوار کا نام عرجون تھا۔

Marfat.com

آپ کی سلامتی سے مردہ تنوں میں جان آ گئی:

مشرکین مسلمانوں کے مقتولین کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ ان کا مثلہ کرتے تھے۔ کان، ناک اور شرم گاہ کاٹتے تھے اور پیٹ چیرتے تھے۔۔۔۔ مشرکین کو گمان یہی تھا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اشراف اصحاب کو شہید کر ڈالا ہے۔۔۔۔ اول جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کعب نے کہا:

''میں نے آپ کی دونوں آنکھیں پہچان لیں۔ مغفر کے نیچے چمک رہی تھیں۔ میں نے بلند آواز سے پکارا۔ اے گروہ مسلمانان! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ ہیں۔۔۔۔

مسلمانوں نے آپ کو پہچانا تو انہوں نے جلدی کی اور آپ کے پاس آئے۔

زخم کھا کر دعائیں دیں:

ابن اسحاق نے حمید الطویل سے روایت کی ہے۔ انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رباعی ٹوٹ گئی۔ آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ کے چہرہ انور پر خون بہہ رہا تھا۔ آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے تھے:

''وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون سے رنگین کر دیا اور ان کا نبی انہیں ان کے رب کی طرف بلاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے **لیس لك من الامر شئی اویتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون** نازل فرمایا۔''

یعنی ''آپ کو امر سے کچھ اختیار نہیں ہے۔ آپ قوم کو ڈرانے کے لیے ایک عبد ہیں اور ان کے جہاد کے لیے مامور ہیں۔۔۔۔ یا اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب دے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ یوم احد میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوئے۔ آپ کسی شے سے اپنا خون مبارک خشک کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

''اگر اس خون سے کچھ زمین پر گرے گا تو ان لوگوں پر آسمان سے عذاب نازل ہو جائے گا۔''

پھر آپ نے یوں دعا فرمائی:

''**اللھم اغفر لقومی** ''اے میرے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔'' **فانھم لایعلمون**۔ ''وہ جاہل ہیں، نہیں جانتے ہیں۔''

حزب اللہ اور حزب الشیطان:

ابو سفیان نے احد سے مکہ پلٹ جانے کا ارادہ کیا تو پہاڑ پر چڑھا اور اس نے بلند آواز سے پکارا:

انعمت فعال[۲۵۴] ''تو اچھا ہو گیا۔ پس بلند ہو جا۔ جنگ ایک پانی کا ڈول ہے۔ ایک کے بعد دوسرا کامیاب ہوتا ہے۔۔۔۔

۲۵۴-انعمت فعال اپنے آپ سے خطاب ہے کہ تو اچھا ہوا، یعنی اچھا کام کیا۔۔۔۔ لہٰذا تو بلند ہو۔۔۔۔ یا جنگ یعنی واقعہ سے خطاب ہے کہ اے جنگ! تو اچھی ہوئی۔۔۔۔ یا ازلام سے خطاب ہے کہ جوتیوں کے پاس تیر ڈالے جاتے ہیں،

Marfat.com

یوم احد یوم بدر کے مقابلہ میں ہے ــــــ اے ہبل! تو اپنے دین کو ظاہر کر یا اپنی بڑائی کو زیادہ کر۔"

ابوسفیان نے جس وقت احد کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک تیر پر لفظ نعم لکھا تھا۔ وہ نکل آیا۔ ابوسفیان احد کی طرف نکلا جبکہ اعل ھبل کہا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"تم اسے جواب دو اور کہو اللہ اعلیٰ واجل"

ابوسفیان نے کہا:

"انعمت فعال ھبل کا ذکر چھوڑ دے۔ ہبل اپنے فتوے میں سچا ہوا اور تیروں نے لفظ نعم کے ساتھ جواب دیا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"تجھے ایسا کہنا سزاوار نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مساوات نہیں ہے ــــــ ہمارے مرنے والے جنت میں ہیں اور تمہارے قتل ہونے والے دوزخ میں ہیں۔"

ابوسفیان نے کہا:

"ہمارے لیے عزیٰ بت ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"تم یہ کہو اللہ مولینا ولا مولیٰ لکم"

ابوسفیان اور اس کے ساتھی جب احد سے پلٹے تو ابوسفیان نے پکار کر کہا:

"آئندہ سال تمہاری وعدہ گاہ مقام بدر ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے کسی سے فرمایا کہ ابوسفیان کو جواب میں نعم کہہ دو یعنی "بہتر! آئندہ سال ہم لوگ مقام بدر میں آئیں گے ــــــ ہمارے تمہارے درمیان مقام بدر وعدہ گاہ ہے"۔

جنگ کے بعد مشرک عورتوں کا کردار:

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہندہ بنت عتبہ اور وہ عورتیں جو ہندہ کے ساتھ تھیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو اصحاب قتل کیے گئے تھے، ان کی لاشوں کی بے حرمتی کرنے لگیں۔ ان کا مثلہ کرنے لگیں یعنی کان اور ناک کاٹتی تھیں ــــــ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر چاک کیا اور اسے چبایا مگر ہندہ کو اسے نگلنے کی قدرت نہ ہوئی اور چبا کے پھینک دیا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مرہم پٹی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم گھاٹی کے منہ تک پہنچ گئے ــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی ڈھال مہراس کے پانی سے بھری ــــــ مہراس بڑا عظیم پتھر جس میں گڑھا ہو اور کثیر پانی کی وسعت روکتا ہو ــــــ مہراس ایک چشمہ کا نام ہے جو احد میں ہے ــــــ وہ پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لائے اور آپ کے چہرہ مبارک کو دھویا اور آپ کے سر اقدس میں پانی ڈالا ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت فرماتے تھے:

Marfat.com

''ان لوگوں پر اللہ کا غضب شدید ہو گیا جنہوں نے اللہ کے نبی کا چہرہ زخمی کیا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن ظہر کی نماز ان زخموں کی وجہ سے بیٹھ کر ادا فرمائی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ (مسلمانوں نے بھی خود زخمی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی ـــــ یا امام کی اتباع کی وجہ سے واجب ہے، پھر یہ وجوب منسوخ ہو گیا)

طبرانی نے ذکر کیا ہے کہ یوم احد میں مشرکین جب پلٹ گئے، عورتیں اصحاب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نکل کے آئیں اور ان کو مدد دیتی تھیں ـــــ ان عورتوں میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو غایت، شوق اور فرحت سے آپ سے معانقہ کیا اور پانی سے آپ کے زخم دھونے لگیں ـــــ جس قدر دھوتی تھیں خون زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ جب انہوں نے خون کی زیادتی دیکھی، تھوڑا بوریا لیا اور اسے جلایا اور پھر اسے زخموں پر چپکایا۔ یہاں تک کہ وہ زخم پر چپک گیا اور خون ٹھہر گیا۔

زخمیوں اور شہداء کی جستجو:

مرہم پٹی کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقتولین میں بھیجا ـــــ واقدی نے لکھا ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا سعد بن الربیع کہہ کے مکرر آواز دی ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب نہیں دیا ـــــ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضعیف آواز سے ان کو جواب دیا ـــــ محمد بن مسلمہ نے سعد کو مقتولین میں نہایت مجروح پایا۔ تھوڑی جان باقی تھی ـــــ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''میرا سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دو اور آپ سے عرض کر دو کہ سعد کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس جزا سے بہتر جزا دے جو جزا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی ہے ـــــ

اور اے محمد بن مسلمہ! اپنی قوم کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔ اگر کوئی دشمن تمہارے نبی کے پاس پہنچ جائے، جب تک تم زندہ ہو تو کسی دشمن کو آپ کے پاس نہ پھٹکنے دو۔''

پھر سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ـــــ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے اور وہ انگلیوں سے پہچانے گئے ـــــ یا ہاتھ پاؤں سے پہچانے گئے ـــــ نہ پہچانے جانے کا سبب یہ تھا کہ دشمنوں نے ان کے کان ناک کاٹ ڈالے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے نکلے۔ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر رہے تھے۔ آپ نے ان کو بطن وادی میں پایا۔ ان کا پیٹ جگر کی جگہ سے چیرا گیا تھا اور ان کا مثلہ کیا گیا تھا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال جو دیکھا تو اس سے زیادہ آپ نے دل دکھانے والی کوئی شے نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''رحمتہ اللہ علیك آپ بہت خیر کے کام کرتے تھے اور بہت صلہ رحمی کرتے تھے۔۔۔۔۔ لوگو! سن لو واللہ آپ کے بدلے مشرکین کے ستر آدمیوں کا ضرور مثلہ کروں گا۔''

آپ پر سورۂ نحل کے خواتیم نازل ہوئے۔ فان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم .... آخر آیت تک۔۔۔۔ چنانچہ آپ نے صبر کیا اور اپنی قسم کا کفارہ دیا اور آپ نے جو ارادہ کیا تھا، اس سے رک گئے۔

جن کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند مثلہ کیا گیا تھا، ان میں حضرت عبداللہ ابن جحش، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے ہیں۔ اس لیے ان کو مجدع فی اللہ کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ان کے کان ناک کاٹے گئے ہیں۔۔۔۔ جس وقت عبداللہ ابن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے، ان کی عمر پچاس سال سے کچھ کم تھی۔ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیے گئے۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بلندی پر چڑھ کر شہدا کرام کو دیکھا تو فرمایا:

''میں ان لوگوں پر گواہ ہوں۔۔۔۔ زخمیوں میں سے جس نے اللہ کی راہ میں زخم اٹھائے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ایسے حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہے گا۔۔۔۔ جس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی بو مشک کی بو ہوگی۔''

عبداللہ بن ثعلبہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کے لیے فرمایا۔

''جس حالت میں یہ مقتولین ہیں، ان کے زخموں کے ساتھ ان کو کپڑے اوڑھا دو یعنی ان کے زخموں کو نہ دھوؤ۔۔۔۔''

شہداء سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ:

ابوبکر بن مردویہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''سنو میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حجاب کے اس طرف سے کسی سے ہرگز کلام نہیں کیا لیکن تمہارے باپ سے اپنی ذات سے بالمشافہ (یعنی بغیر کسی ذریعے کے) کلام کیا۔۔۔۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''تم مجھ سے سوال کرو، میں تمہیں عطا کروں گا۔''

تمہارے باپ نے عرض کیا:

''میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میں دنیا کی طرف دوسری بار پھیر دیا جاؤں اور تیری محبت میں دوسری بار قتل کیا جاؤں۔''

رب کریم نے فرمایا:

''میں نے پہلے وعدے کر لیا ہے کہ بندے دنیا کی طرف نہیں پلٹیں گے۔''

تمہارے باپ نے عرض کیا:

''اے رب! تو نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے، جو لوگ میرے پر اس طرف ہیں، ان کو میری خبر پہنچا دے۔''

اللہ تعالیٰ نے ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا .... آخر آیت تک نازل فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''جب کہ تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں رکھیں۔ وہ جنت کی نہروں پر وارد ہوتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں سونے کی جو قندیلیں لٹک رہی ہیں، ان میں وہ ٹھکانہ کرتے ہیں۔

ان شہیدوں نے جنت کا پاکیزہ کھانا کھایا اور نہروں کا پانی پیا اور ان کی جگہ اچھی ہوئی۔ ان شہیدوں نے کہا، کاش اللہ تعالیٰ نے جو احسان ہمارے ساتھ کیا ہے، ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس کا علم ہوتا تاکہ جہاد سے اعراض نہ کرتے اور اسے ترک نہ کرتے اور جہاد سے پیچھے نہ رہتے ___ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں تمہارے بھائیوں کو تمہاری خبر پہنچاتا ہوں ___ فرمایا **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا** ___''

امام سہیلی علیہ الرحمہ نے ''روضہ'' میں کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ پھر وہ پرندے ان قندیلوں میں ٹھکانہ پکڑتے ہیں جو عرش عظیم سے لٹک رہے ہیں ___ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کرتا ہے:

والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم

''ان قندیلوں میں رات کو ٹھکانہ پکڑتے ہیں اور دن کو چرتے ہیں ___ ان کی یہ دونوں حالتیں جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہیں اور آخرت میں جنت میں داخل ہونے کے بعد ان قندیلوں میں ٹھکانہ نہ پکڑیں گے۔ یہ حالت برزخ میں ہے۔

مسند ابن ابی شیبہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''شہدا نہر میں ہیں۔'' یا یہ فرمایا ہے۔ ''نہر پر ہیں۔'' ___ اس نہر کا نام بارق ہے اور جنت کے دروازہ کے پاس ہے۔ شہداء سبز قبوں میں ہیں۔ صبح و شام ان کا رزق جنت سے آتا ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے کہا ہے، گویا شہدا کی اقسام ہیں:

☆ ان میں سے وہ شہید ہیں جن کے ارواح جنت میں چرتی ہیں اور

☆ ان میں سے وہ شہید ہیں جو اس نہر پر جنت کے دروازہ کے پاس ہیں اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان شہداء کی سیر کی انتہا اس نہر تک ہو۔ اس جگہ وہ جمع ہوتے ہیں اور اس جگہ ان کا رزق صبح و شام پہنچتا ہے۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مسند امام احمد میں یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ ''ہر ایک مومن کے لیے خوشخبری ہے کہ ہر ایک مومن کی روح بھی جنت میں رہتی ہے اور جنت میں چرتی ہے اور جنت کے پھل کھاتی ہے ___ اور جو کچھ حسن، رونق اور سرور جنت میں ہے، اسے دیکھتی ہے ___ اور مومن کی کرامت کے لیے جو شے اللہ تعالیٰ نے جنت میں مہیا کی ہے، مومن کی روح اس کا مشاہدہ کرتی ہے'' ___ ابن اکثیر نے کہا ہے کہ یہ حدیث عزیز عظیم اسناد ہے۔

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی روح ایک پرندہ ہے کہ جنت کے درخت سے لٹکتی رہتی ہے یعنی پھل کھاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو اس مومن کے جسم کی طرف پلٹا دے گا جس دن کہ مومن کو اٹھا دے گا۔

Marfat.com

اور اس حدیث میں یہ ہے کہ مومن کی روح جنت میں پرندے کی شکل پر ہوتی ہے ___ لیکن شہداء کی اروح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں ___ شہدا کی ارواح عام مومنین کی روحوں کی نسبت سوار کی طرح ہیں ___ عام مومنوں کی روحیں بذات خود اڑتی ہیں ___ ہم اللہ تعالیٰ سے جو کریم اور منان ہے، یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ایمان پر موت دے۔

جنگِ اُحد میں کتنے شہید اور ہلاک ہوئے:

یوم احد میں شہداء کرام کی تعداد سے متعلق مختلف روایتیں ہیں:

☆ ستر آدمی شہید ہوئے۔

☆ پینسٹھ شہید ہوئے ___ چار مہاجرین سے اور اکسٹھ انصار سے۔

☆ ستر شہید ہوئے ___ چھ مہاجرین سے اور چونسٹھ انصار سے۔ (ابی ابن کعب سے روایت)

ابن حبان نے اس حدیث کو اس وجہ سے صحیح کہا ہے کہ مشرکین سے تیئس (۲۳) مرد قتل کیے گئے ___ یہ جو کہا گیا کہ ابی ابن خلف کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا، درست نہیں۔ آپ نے اپنے دست اقدس سے کسی کو قتل نہیں کیا ___ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ یوم احد میں ملائکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے یمین اور شمال میں دو ایسے مرد دیکھے جن کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے نہ اس سے پہلے ان دونوں کو دیکھا تھا اور نہ بعد میں ___ وہ دونوں حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام تھے۔ وہ دونوں سخت جنگ کر رہے تھے۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر ملائکہ کا جنگ کرنا یوم بدر کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

کفار مدینہ کا رویہ:

مسلمان یوم احد میں اپنے شہید ہونے والوں پر روئے تو اس سے منافقین بہت خوش ہوئے اور یہود کی دشمنی کی آلودگی ظاہر ہوگئی یعنی یہود دل میں دشمنی رکھتے تھے لیکن ظاہر میں مسلمانوں کے خوف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ یہود نے کہا:

''اگر آپ نبی ہوتے تو آپ زخمی نہ ہوتے اور اصحاب مقتول نہ ہوتے۔''

یہ ان کا محض بہتان تھا ___ اور یہ بہتان اس سے بڑھ کر نہ تھا کہ یہود نے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تھا جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زخمی ہونا اس سے بڑھ کر نہ تھا ___ یہ تنبیہ اس لیے ہے کہ ناقص العقل اس حدیث کے سیاق سے وہم میں نہ پڑے اور خلاف اعتقاد کو جائز سمجھے یا حدیث میں کلام کرے۔

جنگِ اُحد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ثابت قدمی:

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے قاضی ابی عبداللہ بن المرابط مالکی سے لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھاگ گئے یا چھپ رہے ___ اس سے توبہ طلب کی جائے کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے ___ اگر اس نے توبہ کی تو

Marfat.com

بہتر ہے ورنہ وہ شخص قتل کیا جائے ـــــ اس لیے کہ ایسا کہنا برائی اور عیب لگانا ہے۔ اس لیے کہ ایسا کہنا آپ پر اس امر کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کیا ہے، جائز نہیں ہے ـــــ کیونکہ آپ ثابت القلب ہیں اور آپ کے دشمن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا رعب ڈالا ہے ـــــ اور آپ کا جو امر ہے، آپ کو اس کی بصیرت ہے اور اپنی عصمت کا آپ کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ ہے۔ اس سے زیادہ آپ کی عصمت کا یقین اور کیا ہوگا۔ یوم احد میں بعض اوقات ایسا واقع ہوا کہ آپ کے ساتھ سوا طلحہ اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی باقی نہ رہا۔ آپ ثابت قدم رہے۔ آپ تیر مارتے تھے اور انی عبداللہ فرماتے جاتے تھے ـــــ اور آپ نے اس کی پروانہیں کی کہ دشمن آپ کی آواز سنیں گے ـــــ

جنگ احد میں حکمت الٰہی:

یوم احد میں مسلمان شہید ہوئے اور زخمی ہوئے۔ فوائد اور حکمت ربانی کے عظیم مظاہر ہیں ـــــ ان مظاہر میں سے مسلمانوں کی تعریف، گناہ کے انجام کی برائی میں اور حکم عدولی کے برا ہونے میں ہے ـــــ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیر اندازوں کو حکم فرمایا کہ اپنی اس جگہ سے کہیں نہ جائیں جہاں ٹھہرنے کے لیے حکم فرمایا تھا ـــــ

انہی مظاہر میں سے یہ ہے کہ رسل علیہم السلام کی عادت ہے کہ ان کی آزمائش کی جاتی ہے اور ان کے لیے عاقبت کی نیکی ہوتی ہے ـــــ اس میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ اگر انبیاء کو ہمیشہ نصرت دی جائے تو البتہ مسلمانوں میں وہ لوگ شامل ہو جائیں گے جو کہ مسلمانوں میں سے نہیں ہیں اور صادق اپنے غیر سے جدا ہونے والا نہ ہوگا ـــــ اور اگر ہمیشہ رسل علیہم السلام کو شکست ہو تو بعثت (اعلان وظہور نبوت) سے مقصود حاصل نہ ہوگا ـــــ چنانچہ حکمت الٰہی نے دو امروں کے درمیان جمع کرنے کا تقاضا کیا تا کہ سچائی جھوٹ سے جدا ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ منافقوں کا نفاق مسلمانوں سے چھپا ہوا تھا لیکن واقعہ احد کے موقع پر اہل نفاق نے اپنے قول اور فعل سے جو شے چھپائے رکھی تھی، ظاہر ہوگئی یعنی جو امر اپنے دلوں میں چھپاتے تھے اور آپس میں اس کی باتیں کرتے تھے اور مسلمانوں سے اسے چھپاتے تھے، وہ واضح طور پر ظاہر ہو گیا اور مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کا دشمن ان کے گھر میں ہے، ان کے لیے وہ آمادہ ہو گئے اور ان پر نظر رکھی اور ان سے پرہیز کیا ـــــ

انہی مظاہر میں سے یہ ہے کہ بعض جگہوں میں نصرت کی تاخیر نفس کی شکست ـــــ اور اس کی بلندی و تکبر کی شکست مقصود تھی ـــــ جبکہ مسلمان شکست میں مبتلا ہوئے اور انہوں نے صبر کیا لیکن منافقین نے بے صبری کی۔

ان مظاہر میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لیے اپنے دار کرامت میں منزلیں مہیا رکھی ہیں۔ ان کے اعمال ان منزلوں کو نہیں پہنچتے ـــــ لہٰذا ان کے لیے وہ ابتلاء اور رنج کے اسباب اس طرح جمع کیے تا کہ ان کی وجہ سے وہ ان منزلوں کی طرف پہنچیں۔

انہی مظاہر میں سے یہ ہے کہ شہادت اولیاء کے اعلیٰ مراتب سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف مسلمانوں کو گامزن کر دیا۔

ان مظاہر میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے ہلاک کا ارادہ کیا اور ان کے لیے اسباب بھی مہیا کر دیئے جس کے وہ لائق تھے ـــــ اور یہ امر ان کے کفر اور بغاوت کے سبب اور اولیاء اللہ کو تکلیف میں زیادتی کرنے کی وجہ سے ہوا ـــــ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے گناہ پاک کر دیئے اور کفار کو ہلاک کیا۔

Marfat.com

غزوہ حمراء الاسد:

مدینہ منورہ سے ذوالحلیفہ کے لیے نکلیں تو راستہ کے بائیں جانب آٹھ یا دس میل پر حمراء الاسد آتا ہے ـــــ ہجرت کے بتیسویں مہینے کے شروع میں یہ غزوہ ہوا ـــــ یعنی یوم احد کی صبح کو شنبہ کے دن چھ یا آٹھ راتیں شوال کی گزری تھیں ـــــ

جن لوگوں نے کل کے دن دشمنی کی تھی، ان کی طلب کے لیے یہ غزوہ ہوا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موذن نے یہ ندا کی:

''ہمارے ساتھ صرف وہ لوگ نکلیں جو یوم احد میں حاضر ہوئے تھے۔ صرف وہی چلیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دشمن کو ڈرانے کے لیے نہیں نکلے بلکہ اس لیے نکلے کہ دشمن کو خبر ہو کہ آپ ان کی طلب میں نکلے ہیں ـــــ اور وہ یہ سمجھ لیں کہ آپ طاقت رکھتے ہیں اور دشمن کے ہاتھوں جو صدمہ آپ کو پہنچا ہے، اس نے آپ کو کمزور نہیں کیا۔

مدینہ سے پانچ دن باہر رہنے کے بعد جمعہ کے دن آپ واپس تشریف لائے۔ اس غزوہ میں آپ نے حمراء الاسد میں دو شنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو قیام فرمایا ـــــ اور دشمن بھاگ گئے۔ البتہ معاویہ بن مغیرہ بن العاصی ہاتھ آ گیا ـــــ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کی گردن مارنے کے لیے حکم دے دیا گیا۔

شراب کی حرمت:

شراب ہجرت کے چوتھے سال ماہ شوال میں حرام کی گئی ـــــ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جسے امام احمد نے روایت کیا ہے، میں ہے کہ خمر تین بار حرام کی گئی ہے:

☆

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تھے تو اہل مدینہ خمر پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے ـــــ اہل مدینہ نے خمر اور جوئے دونوں کے متعلق آپ سے پوچھا۔ وحی نازل ہوئی:

یسئلونك عن الخمر والمیسر قتل فیھما اثم کبیر و منافع للناس .... آخر آیت تک ـــــ آدمیوں نے کہا:

''ہم پر خمر حرام نہیں ہوئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ـــــ **فیھما اثم کبیر** ـــــ آدمی خمر پیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک دن تھا کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے نماز پڑھی یا آپ کے اصحاب نے مغرب میں نماز پڑھی۔ اپنی قرات میں غلط کر دیا۔

ابوداؤد، ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور حدیث حسن بھی کہا ہے ـــــ

☆

نسائی اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت کی ہے کہ ہمارے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا پکوایا اور ہمیں بلایا اور ہمیں خمر پلائی ـــــ خمر نے ہمیں بے خود کر دیا ـــــ نماز کا وقت آ گیا تو لوگوں نے مجھے پیش

Marfat.com

امام کیا۔ میں نے قل یاایھا الکافرون لا اعبد ماتعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پڑھا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے زیادہ سخت آیت نازل کی:

یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون

اس کے بعد بھی لوگ خمر پیا کرتے تھے۔۔۔۔

☆

پھر دوسری آیت سے اغلظ آیت نازل ہوئی:

یاایھا الذین آمنو انما الخمر والمیسر .... لعلکم تفلحون

لوگوں نے کہا۔ "ہمارے رب نے ہماری انتہاء کر دی۔"

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سنہ میں پیدا ہوئے۔

سریہ ابی سلمہ عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے ۳۵ویں مہینہ کے آغاز میں محرم میں ہوا۔ یہ واقعہ قطن نامی پہاڑ (جبل قطن) جوفید کے ناحیہ میں ہے، ہوا۔۔۔۔ ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ انصار اور مہاجرین سے ڈیڑھ سو لشکری تھے۔۔۔۔ آپ خویلد کے دونوں بیٹوں طلحہ اور سلمہ کی تلاش میں گئے۔۔۔۔ لیکن انصار اور مہاجرین نے انہیں نہیں پایا۔۔۔۔ چنانچہ اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں لیکن کسی سے جنگ نہیں ہوئی۔

سریہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

محرم کی پانچ راتیں گزرنے پر دوشنبہ کے دن ہجرت کے ۳۵ ویں مہینہ کے آغاز میں یہ واقعہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا وادی عرفہ میں واقع مقام عرفہ گئے۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ آپ سے جنگ کے لیے وہاں پر سفیان بن خالد الہندلی نے گروہوں کو جمع کیا ہے۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس پہنچے۔۔۔۔ اس نے پوچھا:

"تم کس گروہ سے ہو؟"

انہوں نے کہا:

"میں خزاعہ سے ہوں۔۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آدمیوں کو جمع کرتے ہو۔۔۔۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔"

سفیان نے کہا۔۔۔۔ "بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر اسے غفلت سے قتل کر دیا۔۔۔۔ اور اس کا سر لے لیا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو سفر کرتے تھے اور دن میں چھپ رہتے تھے حتیٰ کہ مدینہ پہنچ گئے۔۔۔۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''افلح الوجه'' ــــ یعنی اس چہرہ نے فلاح پائی۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''افلح وجهك يارسول الله !'' ــــ ''یارسول اللہ! آپ کے چہرہ نے فلاح پائی۔''

کہ آپ کا دشمن مارا گیا اور سفیان بن خالد الہذلی کا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ عبداللہ اس مہم میں مدینہ سے اٹھارہ راتیں باہر رہے ــــ محرم کے سات دن باقی تھے کہ بروز شنبہ عبداللہ مدینہ آ گئے تھے۔

سریہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مکہ اور عسفان کے درمیان مقام رجیع کی طرف ناحیہ حجاز میں ہذیل کا ایک پانی ہے ــــ یہ سریہ ماہ صفر میں ہجرت کے ۳۶ ویں مہینہ کے آغاز میں ہوا ــــ یہاں کے رہنے والے عضل کہلاتے ہیں جو بنی الہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر کا ایک بطن ہے۔ یہ لوگ عضل بن الدیش کی طرف منسوب ہیں۔ ابن اسحاق نے لشکر رجیع کا سنہ تین کے آخر میں ذکر کیا ہے ــــ لشکر رجیع حضرت عاصم، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا سریہ تھا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ عاصم بن قتادہ نے حدیث بیان کی ہے کہ یوم احد کے بعد عضل کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم لوگوں میں اسلام ہے ــــ آپ اپنے اصحاب میں سے چند آدمی ہمارے ساتھ بھیجئے تاکہ وہ ہمیں دین کے احکام سکھائیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہمراہ چھ صحابہ کرام کو حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بھیجا ــــ یہ لوگ مقام رجیع پر بنی ہذیل کے پانی پر پہنچے تو انہوں نے ان کے ساتھ بے وفائی کی ــــ اور بنی ہذیل کو پکار کر بلایا ــــ صحابہ کرام ابھی اپنے کجاوں میں ہی تھے ــــ آنے والے تلواروں سے لیس تھے اور آ کر صحابہ کرام کا گھیراؤ کر لیا۔

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنی اپنی تلواریں نکال لیں ــــ انہوں نے کہا:

''واللہ! ہم تمہارے قتل کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ہمارا مقصد تمہارے بدلے اہل مکہ سے فائدہ حاصل کرنا ہے ــــ اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اس کا یہ معاہدہ ہے کہ ہم تمہیں قتل نہ کریں گے۔''[۲۵۵]

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس وعدہ اور معاہدہ سے انکار کیا ــــ حضرت مرثد، حضرت خالد اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہم کسی مشرک سے وعدہ قبول نہ کریں گے۔''

یہ صحابہ کرام ان سے لڑے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

---

۲۵۵ - یعنی تمہیں مکہ والوں کے حوالے کر دیں گے اور ان سے تمہارے بدلے میں نفع حاصل کریں گے کہ اہل مکہ کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں جو کوئی ملے، اس کا مثلہ کریں ــــ اور بدر و احد میں اہل مکہ کے جو مارے گئے ہیں، ان کے بدلے انہیں قتل کریں۔

Marfat.com

بخاری شریف میں یہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان آدمیوں پر حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا تھا ـــــ جب یہ اصحاب مقام ہداۃ میں پہنچے جو کہ مکہ اور عسقان کے درمیان ہے تو ہذیل نے قبیلہ بنی لحیان سے دو سو مردوں کو جمع کیا ـــــ ایک اور روایت میں ایک سو تیر انداز لکھے ہیں جو ان کے ہمراہ ہوئے ـــــ ابو معشر کی روایت ان کے مغازی میں یہ ہے کہ صحابہ کرام صبح کے وقت مقام رجیع میں اترے اور وہاں انہوں نے عجوہ کھجوریں کھائیں (جو ہمراہ لائے تھے) ان کی گٹھلیاں زمین پر گریں۔ یہ اصحاب رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے ـــــ قبیلہ ہذیل کی ایک چرواہا عورت آئی جو بکریاں چرا رہی تھی۔ اس نے عجوہ کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں جو کہ چھوٹی اور زرد رنگ ہوتی ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں ـــــ اس نے اپنی قوم میں شور کیا:

"دشمن تم پر پہنچ گئے۔"

اس قبیلے کے آدمی ان کی تلاش میں آئے۔ انہوں نے پہاڑ کی طرف جاتے قدموں کے نشان دیکھے اور اس طرح انہوں نے انہیں پا لیا۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو جب دشمن کا پتہ چلا تو انہوں نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر خود کو بچایا ـــــ لیکن لوگوں نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان سے کہا:

"تمہارے لیے وعدہ اور معاہدہ ہے کہ اگر تم لوگ اس ٹیلہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جاؤ گے تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔"

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"ساتھیو سن لو! میں کافر کے ذمہ پر نہ اتروں گا۔"

پھر عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی:

"اے اللہ! ہماری خبر اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمائی ـــــ جن دن یہ اصحاب شہید کیے گئے، ان کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہو گئی ـــــ مشرکین نے ان لوگوں کو تیر مارے اور عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر ڈالا ـــــ حضرت خبیب بن عدی، حضرت زید بن وثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کے وعدہ اور معاہدہ پر ان کے پاس چلے گئے ـــــ ان ظالموں نے حضرت خبیب اور حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں بیچ ڈالا ـــــ

بنو الحارث بن عامر نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید لیا ـــــ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی قید میں رہے ـــــ حتیٰ کہ اہل مکہ نے ان کے قتل پر اتفاق کیا ـــــ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا مانگا، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر ناف بال صاف کرنے کے لیے استرا تیز کر رہے تھے ـــــ اس دوران وہ عورت اپنے چھوٹے بیٹے سے غافل ہو گئی۔ وہ بچہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گیا۔ انہوں نے اسے پاس بٹھا لیا ـــــ عورت اس بات سے ڈری کہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں اس قتل نہ کر دیں، لرزنے لگی ـــــ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی

Marfat.com

حالت دیکھ کر اسے تسلی دی اور فرمایا:

''میں ایسا نہیں ہوں کہ بے وفائی کروں۔''

اس عورت نے کہا:

''واللہ! میں نے کسی قیدی کو خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اچھا نہیں دیکھا ___ واللہ! میں نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ایسے حال میں پایا کہ انگور کے خوشہ سے انگور کھا رہے تھے، وہ خوشہ مرد کے سر کے برابر تھا ___ اور وہ زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے۔ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا، وہ انگور نہ تھے ___ مگر وہ رزق اللہ تعالیٰ نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نصیب کیا تھا۔''

یہ وہ کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے کفار پر اس کو آیت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے لیے دلیل قرار دیا۔[۲۵۶]

اہل مکہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حرم سے نکالا تا کہ ان کو مقام حل میں قتل کریں۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''مجھے چھوڑ دو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔''

موسیٰ بن عقبی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد تنعیم کی جگہ نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی:

اللهم احصهم عدد ولا تبق منهوا حدا واقتلهم بددا

''اے میرے رب! ان کو اس طرح سے ہلاک فرما کہ ان کی گنتی سے کوئی باقی نہ رہے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھ اور انہیں متفرق قتل کر۔''

سال نہیں پلٹا کہ ان میں سے کوئی زندہ رہا ہو، سب ہلاک ہو گئے ___ بریدہ بن سفیان کی روایت میں ہے کہ خبیب رضی

۲۵۶- اہل سنت کے نزدیک اولیاء کی کرامت مطلقاً ثابت ہے لیکن بعض محققین نے اس شے کو جس کو انبیاء علیہم السلام کو دشمن کی لڑائی کے لیے بلانا اور اس پر غلبہ ڈھونڈنے سے علیحدہ رکھا ہے۔ ان محققین میں سے علامہ ابوالقاسم القشیری علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ اولیاء کرام بغیر باپ کے بیٹا موجود کرنے اور اس کے مثال تک نہیں پہنچے ہیں ___ جیسے جماد کو جانور بنا دینا ہے ___ اس بارے میں یہ بہت عدل کرنے والا مذہب ہے۔
اور یہ امر کہ فی الحال دعا کی قبولیت اور کھانے کا کثیر کرنا اور اس شے کا انکشاف جو آنکھ سے اوجھل ہے اور جو شے آنے والی ہے، اس کی خبر دینا اور اس کی مثل تحقیق کثرت سے ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا اس شخص سے وقوع جو صلاح کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ عادت کی مانند یقین کیا جاتا ہے، لہٰذا اس وقت خارق عادت اس شے کی مثل میں منحصر ہو گیا۔
امام قشیری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ ہر ایک معجزہ جو کسی نبی کے لیے پایا جائے، یہ جائز ہے کہ وہ معجزہ ولی کے لیے کرامت واقع ہو ___ اس کی تقلید اس طور پر واقع ہو گئی ___ اور جس امر کو ہم نے ثابت کیا ہے، اس کے سوا وہ امر ہے کہ عامہ علماء کے نزدیک قرار پا چکا ہے ___ خرق عادت اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص سے خرق عادت واقع ہو، وہ اولیاء اللہ سے ہو یہ غلط ہے ___ اس لیے کہ کبھی مبطل کے ہاتھ پر جو جادوگر اور کاہن اور راہب ہو، ظاہر ہوتا ہے ___ لہٰذا جو شخص اس کے ساتھ اولیاء اللہ کی ولایت پر استدلال کرتا ہے، وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اولیاء کے خارق عادت اور ان کے غیر کے درمیان کوئی فرق پیش کرے ___ اولیٰ یہ ہے کہ جس شخص سے خارق عادت واقع ہو، اس کے احوال کا امتحان کیا جائے ___ اگر وہ شخص احکام شرعیہ، اوامر و نواہی کے ساتھ عمل پیرا ہے تو خارق عادت اس کی ولایت کی علامت ہے ___ اور جو شخص اس کے برعکس اوامر و نواہی شرعی کے ساتھ عمل پیرا نہ ہو، وہ ولی نہیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی:

''اے میرے اللہ! میں اس شخص کو نہیں پاتا کہ تیرے رسول کو میرا اسلام پہنچا دے۔''

اور اسود کی روایت میں جو عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت خبیب کے واقعہ سے مطلع کیا۔۔۔۔ پھر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

ولست ابالی حین اقتل مسلما علی ای شق کان للہ مصرعی

میں پروانہیں کرتا جس وقت میں قتل کیا جاؤں۔ ایسے حال میں کہ مسلمان ہوں اور کسی پہلو پر اللہ تعالیٰ کے لیے میرے بچھڑنے کی جگہ ہو۔

و ذالک فی ذات الا لہ وان یشاء یبارک علی اوصال شلو ممزع

اور میرا یہ قتل اللہ کے لیے اس کی رضا چاہنے کے لیے اور اس کے ثواب کے لیے ہے۔۔۔۔ اگر اللہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے جسم کے جوڑوں یعنی ہر ایک عضو میں برکت دے۔[۲۵۷]

لقد اجمع الاحزاب فی والبو قبایلھم واستجمعوا کل فجمع

میرے بارے میں گروہوں نے اجماع کیا ہے اور اپنے قبیلوں کو خاص کیا ہے اور ہر ایک مجمع کو جمع کیا ہے۔[۲۵۸]

الی اللہ اشکو غربتی بعد کرمتی وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی

سختیاں اٹھانے کے بعد جو غربت مجھے ہے، اس کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں اور اس شے کی شکایت کرتا ہوں کہ گروہوں نے میرے بچھڑنے کے وقت اس کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے تیرہ (۱۳) اشعار ذکر کیے ہیں۔۔۔۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعتوں کو ہر ایک مسلمان کے لیے سنت کیا ہے جبکہ اسے جبراً یعنی ہاتھ پیر باندھ کر قتل کیا گیا ہو۔۔۔۔ دراصل حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل ذاتی نہیں بلکہ سنت جاریہ ہے۔۔۔۔ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات میں کیا اور جس شخص نے یہ فعل کیا، آپ نے اسے مستحسن جانا۔۔۔۔ اور اسے مسلمانوں نے مستحسن جانا۔۔۔۔ نماز اس عمل سے بڑھ کر ہے جس کے ساتھ بندے کا عمل ختم ہوا۔[۲۵۹]

---

۲۵۷ -شلو یعنی جسم، اس کا اطلاق عضو پر کیا جاتا ہے۔۔۔۔ ممزع، ٹکڑے ٹکڑے۔

۲۵۸ -البو یعنی خاص کیا ہے۔

۲۵۹ -رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مولیٰ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ وہ نماز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں پڑھی تھی۔۔۔۔ یہ روایت لیث بن سعد کی طرف منسوب ہے۔۔۔۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طائف میں کسی سے ایک خچر کرایہ پر لیا۔ کرایہ کرنے والے نے ان سے یہ شرط کی کہ جس جگہ وہ چاہے اتار دے۔۔۔۔ کرایہ کرنے والا انکو لے کر ایک ویرانہ کی طرف مڑ گیا اور زید سے کہا، اتر پڑو۔۔۔۔ وہ اتر پڑے۔ یکا یک انہوں نے اس ویرانہ میں مقتولین دیکھے۔ زید نے کہا کہ جب اس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو قتل کرے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔۔۔۔ اس نے کہا، تم پڑھ لو۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ابو الاسود کی روایت جو عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ جب اہل مکہ نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر نیزے اور حربے لگانے شروع کیے تو اس وقت انہیں آواز دی اور قسم دی:

''کیا تم اس بات کو دوست رکھتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں یعنی ہم آپ کو (نعوذ باللہ) قتل کریں اور تمہیں چھوڑ دیں۔''

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا ـــــ واللہ! میں تو اس بات کو بھی دوست نہیں رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک میں کوئی کانٹا چبھے اور میں اس کانٹے کا فدیہ ہوں۔'' (مقصود یہ ہے کہ میں آپ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھنا پسند نہیں کرتا۔[۲۶۰]

ابوسفیان نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''میں تمہیں قسم دیتا ہوں، کیا تم اس بات کو دوست رکھتے ہو کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے پاس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں ـــــ اور ہم ان کی گردن ماریں جبکہ تم اپنے گھر رہو۔''

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

''واللہ میں اس امر کو دوست نہیں رکھتا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنی جگہ پر ہیں، ان کو کوئی ایسا کانٹا چبھے جو تکلیف دے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں۔''

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا:

''میں نے لوگوں میں سے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی ایسے کو دوست رکھتا ہو جیسے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کی محبت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہے۔''

پھر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نطاس نے قتل کیا ـــــ قریش نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کسی کو بھیجا تا کہ ان

(صفحہ گزشتہ کا بقیہ حاشیہ) تم سے پہلے ان مقتولین نے بھی نماز پڑھی تھی۔ ان کی نماز نے ان کو کچھ نفع نہیں دیا ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب میں نے نماز پڑھ لی تو وہ شخص میرے پاس آیا تا کہ مجھے قتل کرے۔ میں نے یا ارحم الراحمین کہا ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس شخص نے ایک آواز سنی کہ اسے قتل نہ کر ـــــ اس آواز نے اسے ڈرایا۔ وہ وہاں سے نکلا اور آواز دینے والے کو ڈھونڈنے لگا لیکن اسے کچھ نظر نہ آیا ـــــ وہ میری طرف پلٹ کے آیا ـــــ میں نے پھر یا ارحم الراحمین کہہ کر آواز دی ـــــ اور تین بار ایسا کیا۔ اچانک میں نے ایک گھڑ سوار کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک لوہے کا حربہ تھا۔ اس حربہ کے سرے پر آگ کا شعلہ تھا۔ اس نے اس حربہ سے اس شخص کو ایسا کونچہ دیا کہ اس کی پیٹھ سے باہر نکال دیا اور وہ مرا ہوا گرا ـــــ پھر اس سوار نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جس وقت تم نے پہلی بار یا ارحم الراحمین کہہ کے پکارا، میں ساتویں آسمان پر تھا ـــــ دوسری بار تم نے یا ارحم الراحمین کہہ کے پکارا، میں دنیا کے آسمان میں تھا ـــــ جب تم نے تیسری بار یا ارحم الراحمین کہہ کے پکارا تو میں تمہارے پاس آ گیا۔

۲۶۰ - روایت ہے کہ سب سے پہلے جس صحابی نے یہ کہا تھا کہ میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھنے نہیں دینا چاہتا، وہ زید بن الدثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

Marfat.com

کے جسم کی کوئی شے لائے جس سے ان کی پہچان ہو سکے۔۲۶۱

بریدہ بن سفیان کی روایت میں ہے کہ جب عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے تو ہذیل نے ارادہ کیا کہ ان کا سر لے کر سلافہ بنت سعید کو بیچ ڈالیں ـــــ سلافہ، مسافع اور جلاس طلحۃ العبدری کی ماں ہے ـــــ یہ دونوں حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں یوم احد میں مارے گئے تھے ـــــ ان کی ماں سلافہ نے نذر مانی تھی کہ اگر عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر میرے ہاتھ لگا تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی اور جو شخص عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر لائے گا، اسے سو اونٹ دوں گی ـــــ جو لوگ حضرت عاصم کا سر لینے کے لیے گئے تھے، انہیں حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شہد کی مکھیوں نے باز رکھا ـــــ وہ لوگ ان کے جسم سے کچھ نہیں پا سکے ـــــ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد چاہا تھا کہ انہیں کوئی مشرک نہ چھوئے اور نہ وہ کسی مشرک کو ہاتھ لگائیں ـــــ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن بندے کی حفاظت اس کی وفات کے بعد کرتا ہے۔ جیسا کہ مومن بندہ کو اس کی حیات میں محفوظ رکھا تھا ـــــ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی کہ مشرکین سے ان کے گوشت کو محفوظ رکھا۔۲۶۲ اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے نہیں منع کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے شہادت سے ان کے اکرام کا ارادہ فرمایا ـــــ ان کی کرامت یہ ہے کہ ان کے گوشت کے کاٹنے سے ان کی ہتک حرمت ہوتی ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان کی حمایت کی۔

سریہ منذر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریۃ القراء/ سریہ بیر معونہ:

بیر معونہ بلاد ہذیل میں مکہ اور عسفان کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ یہ واقعہ ہجرت کے ۳۶ ویں مہینہ کے آغاز اور جنگ احد کے چار ماہ کے شروع میں ماہ صفر میں ہوا ـــــ بیر معونہ کے پاس وقوعہ ہونے سے یہ سریہ بیر معونہ سے منسوب ہے۔ یہ غزوہ رعل اور ذاکون کے ساتھ ہوا ـــــ رعل اور ذکوان بن سلیم کی مختلف شاخیں ہیں۔ اہل رعل، رعل بن عوف بن مالک سے منسوب ہیں ـــــ جبکہ اہل ذکوان، ذکوان بن ثعلبہ سے متعلق ہیں ـــــ یہ غزوہ سریۃ القراء کے نام سے بھی مشہور ہے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے اس کا پس منظر یہ بیان کیا ہے کہ ابو براء بن عامر بن مالک بن جعفر المعروف ملاعب الاسنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا ـــــ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا اور اس نے اسلام سے دوری بھی ظاہر نہیں کی بلکہ یہ کہنے لگا:

"اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ ساتھی اہل نجد کی طرف بھیجیں گے تو میں اہل نجد کو آپ کے پیغام کی طرف بلاؤں گا ـــــ مجھے امید ہے کہ وہ آپ کے پیغام کو قبول کر لیں گے۔"

---

۲۶۱ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم بدر میں قریش کے سرداروں میں سے عقبہ بن ابی معیط لعین کو قتل کیا تھا ـــــ غزوہ بدر سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقبہ کے ہاتھ پیر باندھ کر قتل کیا تھا۔

۲۶۲ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی کہ "یا اللہ! میں نے تیرے دین کی حمایت اول دن میں کی ہے تو میرے گوشت کی حمایت آخر دن میں فرما"۔

Marfat.com

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اہل نجد سے اپنے اصحاب کے لیے خدشہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ انہیں نقصان پہنچائیں گے۔''

ابو براء نے کہا:

''میں آپ کے اصحاب کا ہمسایہ اور ذمہ دار ہوں، آپ انہیں بھیج دیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت منذر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مطلب سلمی کو بھیجا تا کہ ان کو راستہ بتا دیں۔ حضرت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں متعدد قاری حضرات تھے ـــــ ان کی تعداد مختلف ہے:

☆ ستر قاری حضرات ☆ چالیس قاری حضرات ☆ تیس قاری حضرات

قتادہ نے اپنی روایت میں کہا ہے یہ قاری حضرات دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھایا کرتے تھے ـــــ ثابت کی روایت میں ہے کہ لکڑیوں کے بدلے اہل صفہ کے لیے غلہ خرید لیا کرتے تھے اور رات میں قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

یہ اصحاب روانہ ہوئے تو بیر معونہ کے پاس جا کر ٹھہرے ـــــ انہوں نے حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خط مبارک کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن عامر بن الطفیل العامری کے پاس بھیجا۔ یہ عامر بن الطفیل کافر ہے۔ یہ عامر بن الطفیل الاسلمی صحابی نہیں ہے ـــــ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عامر کے پاس آئے۔ عامر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خط مبارک کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے سفیر پر ظلم و ستم کر کے اسے شہید کر دیا ـــــ

ان قاریوں نے بنی عامر سے انصاف چاہا ـــــ بنی عامر نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ یہ کہا کہ:

''ہم ابو براء کا وعدہ نہ توڑیں گے ـــــ ابو براء نے ان قاریوں کے لیے وعدہ کیا ہے اور ذمہ لیا ہے اور ہمسائیگی کا وعدہ کیا ہے۔''

پھر عامر بن الطفیل نے بنی سلیم کے قبائل بنی عصیہ اور بنی رعل سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کے موقف کو سنا پھر بنی عصیہ اور بنی رعل نے نکل کر قاریوں کو گھیر لیا اور جہاں ان کا قیام تھا، وہاں ان کا گھیراؤ کر لیا ـــــ جب قاریوں نے یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے اپنی اپنی تلواریں نکال لیں اور ان سے جنگ کی، یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے۔ سوائے حضرت کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، وہ سخت زخمی حالت کے باوجود بچ نکلے ـــــ پھر آپ یوم الخندق میں شہید ہوئے ـــــ عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید کر لیے گئے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ وہ بنی مضر سے ہیں ـــــ عامر بن الطفیل نے انہیں اس خیال سے اپنی تحویل میں لے لیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے۔ چنانچہ اس کے بدلے عمرو کو آزاد کر دیا ـــــ

ان قاریوں کی شہادت کی خبر جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

''اس کا ذمہ دار ابی براء ہے۔ اس نے ان لوگوں کو اپنی پناہ میں لیا تھا۔ اس لیے مجھے کراہت محسوس ہوتی تھی اور خدشہ تھا۔''

Marfat.com

یہ خبر جب ابو براء کو ملی کہ اس کے بھتیجے عامر بن الطفیل نے کیا کچھ کیا ہے، وہ اس کے افسوس سے ہی مر گیا ـــــ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس دوران شہید کیے گئے۔ انہیں ملائکہ نے دفن کیا، ان کا جسم نہیں مل سکا۔

ابن سعد نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیر معونہ پر بہت حزن وغم کیا۔ اس سے پہلے آپ نے کسی کا ایسا حزن نہیں کیا ـــــ صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب بیر معونہ کے قاتلوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیس (۳۰) دن تک صبح کو ان پر بددعا کی تھی ـــــ آپ بنی رعل، بنی لحیان اور بنی عصیہ پر دعا کرتے تھے۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیر معونہ کے شہداء کے بارے میں ارشاد باری کا نزول ہوا ـــــ ہم نے اسے پڑھا لیکن اس کی تلاوت نسخ ہوگئی۔ البتہ اس کا معنی باقی رہ گیا۔ وہ یہ ہے:

بلغوا قومنا ـــــ ہماری قوم کو پہنچا دو۔

انا قد لقینا ربنا ـــــ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی۔

فرضی لنا ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا۔

ورضینا عنہ ـــــ اور ہم اپنے رب سے راضی ہو گئے۔

یہ وہم کیا جاتا ہے کہ بنی لحیان ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے یوم بیر معونہ میں قاریوں کو شہید کیا ہے ـــــ جبکہ ایسا نہیں ہے، قراء کو بنی رعل، بنی ذکوان اور بنی عصیہ اور ان لوگوں نے شہید کیا ہے کہ جن کے ہمراہ بنی سلیم تھے ـــــ بنی لحیان وہ لوگ ہیں جنہوں نے لشکر رجیع کو شہید کیا تھا ـــــ ان تمام کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں آئی مگر دونوں وقوعات یعنی بیر معونہ اور مقام رجیع میں جو اصحاب کرام شہید ہوئے، ان کی خبر ایک ہی وقت میں آئی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر ایک ہی دعا فرمائی جنہوں نے آپ کے اصحاب کرام کو دو مقامات پر شہید کیا تھا ـــــ واللہ اعلم

غزوۂ بنی نضیر:

بنی نضیر یہودیوں کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال ماہ ربیع الاول میں یہ غزوہ ہوا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ عامر بن طفیل نے اہل بیر معونہ کو شہید کیا تو اپنی ماں کی نذر کے بدلے میں عمرو بن امیہ کو آزاد کر دیا ـــــ عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ کا رخ کیا۔ راہ میں بنی عامر کے دو افراد ملے۔ ان کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عہد تھا، عمرو کو اس بات کا علم نہ تھا ـــــ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو ـــــ انہوں نے بتلایا کہ وہ دونوں بنی عامر سے ہیں ـــــ وہ دونوں جب سو گئے تو عمرو نے انہیں ہلاک کر دیا اور یہ گمان کیا کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے بدلہ پر کامیابی پائی ـــــ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو اپنی کامیابی کے بارے میں بتایا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان کا میرے ساتھ عہد تھا ـــــ تم نے دو ایسے قتیلوں کو قتل کیا ہے جن کی دیت میں دوں گا۔"

Marfat.com

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کی طرف تشریف لے گئے تاکہ بنی عامر کے جن دو آدمیوں کو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہلاک کیا ہے، بنی نضیر سے ہونے والے پیمان کی وجہ سے اس سلسلہ میں مدد چاہیں ــــ بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان حلفیہ معاہدہ تھا ــــ جبکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں مرنے والوں کی دیت میں بنی نضیر سے مدد چاہیں ــــ بنی نضیر نے کہا:

''اے ابو القاسم! جس بات کو آپ دوست رکھتے ہیں اور جس مقصد کے لیے آپ ہم سے تعاون چاہتے ہیں، ہم تعاون کریں گے۔''

ان میں سے بعض نے بعض کے ساتھ اکیلے یہ سازش کی کہ

''تمہیں اس وقت جو موقع ہے، اس کی طرح تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ہرگز ہرگز نہ پاؤ گے۔''

اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار کے پہلو میں تشریف رکھتے تھے ــــ انہوں نے آپس میں کہا:

''کون جوان اس مکان پر چڑھ کر یہ بڑا پتھر آپ پر ڈالتا ہے ــــ اور آپ کو قتل کر کے ہمیں آپ کی طرف سے راحت دیتا ہے؟''

اس کام کے لیے عمرو بن حجاش بن کعب نے جھٹ خود کو پیش کرتے ہوئے کہا:

''اس کے لیے میں ہوں۔''

وہ مکان پر چڑھا تاکہ آپ پر پتھر پھینک دے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنے چند اصحاب میں تھے، جن میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ــــ ابن سعد نے کہا کہ سلام بن مشکم یہودی نے یہود سے کہا:

''ایسا نہ کرو ــــ تم نے جو ارادہ کیا ہے واللہ! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا رب آپ کو ضرور خبر کر دے گا ــــ اور یہ فعل اس عہد کا توڑنا ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہے۔''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا کہ جس چیز کا یہودیوں نے ارادہ کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان سے اس کی خبر آئی ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ایسے اٹھ کھڑے ہوئے کہ جیسے قضائے حاجت کو ظاہر کر رہے تھے ــــ اپنے اصحاب کو ان کی جگہ میں چھوڑ دیا اور مدینہ کی طرف جلد پلٹ آئے۔ صحابہ کرام نے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واپس آنے میں تاخیر محسوس کی تو آپ کی تلاش کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے ــــ اور آپ کی جستجو میں آپ تک پہنچ گئے ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے غدر کے ارادہ سے صحابہ کرام کو مطلع فرمایا ــــ اس بارے میں یہ ارشاد باری نازل ہوا:

یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمة اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھمo .... آخر آیت تک

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے جنگ کے لیے تیاری فرمائی اور ان کی طرف جانے کے لیے حکم دیا ــــ

Marfat.com

ابن ہشام نے کہا ہے کہ مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لیے ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں عامل مقرر فرمایا۔۔۔۔ محاذ جنگ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ پھر لشکر کے ہمراہ یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔۔۔۔ محاصرہ کی مدت میں اختلاف پایا جاتا ہے:

☆ چھ راتیں ☆ پندرہ دن ☆ بیس دن قدرے (تیمی)

☆ تئیس دن (ابن الطلاع) ☆ پچیس راتیں (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے یہودی قلعوں میں بند ہو کے رہ گئے۔۔۔۔ آپ نے ان کے درخت کاٹنے کے لیے ابالیلی مازنی اور عبداللہ بن سلام کو ارشاد فرمایا اور درختوں کو جلا دیا اور مکان ویران کر دیئے گئے یعنی درخت کٹ جانے سے یہودی بے روزی ہو گئے۔۔۔۔ یہود نے پکار کے کہا:

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ فساد کرنے سے دوسروں کو منع کرتے تھے۔۔۔۔ اور فساد کرنے والے کی مذمت فرماتے تھے۔۔۔۔ ان درختوں کے کاٹنے اور انہیں جلا دینے کا کیا حال ہے؟ (یہ فساد ہے یا اصلاح ہے) ۲۶۳''

عوف بن خزرج کا ایک گروہ تھا۔ ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ یہ سب منافق تھے۔۔۔۔ انہوں نے بنی نضیر کے پاس آدمی بھیجے اور ان سے کہا:

''تم سب اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مسلمانوں کو دفع کرو۔۔۔۔ ہم تمہیں ہرگز حوالے نہ کریں گے۔۔۔۔ اگر تم سے قتال کیا جائے گا تو ہم تمہارے ساتھ رہ کر مسلمانوں سے قتال کریں گے۔۔۔۔ اور اگر تم یہاں سے نکل کر جاؤ گے تو ہمیں تمہارے ساتھ نکلیں گے۔''

منافقین نے اس کا انتظار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کی ہلاکت سے بنی نضیر کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔۔۔۔ منافقین نے بنی نضیر کی کوئی مدد نہیں کی۔۔۔۔ یہود نے جب منافقین کا یہ معاملہ دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا بھیجا:

''ہمیں ہماری سرزمین سے جلاوطن کر دیں اور آپ ہمارے خون سے باز رہیں۔''

ابن سعد نے اس کا حال اس طرح سے بیان کیا ہے کہ جس وقت یہود نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غدر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے مطلع فرما دیا تو آپ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہود کی طرف بھیجا اور

---

۲۶۳ اہل تاویل نے کہا ہے کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہودیوں کی اس بات سے کچھ شبہ واقع ہو گیا جس پر وحی نازل ہوئی۔ ماقطعتم من لینۃ...... ولنجزی الفاسقین تک (یعنی تم نے پھل کی اقسام سے جو شے کاٹی ہے یا اس کو اس کی جڑ پر قائم چھوڑ دیا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کاٹا ہے اور اسی کے حکم سے اسے چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاٹنے کے حکم سے فاسقین یعنی یہود کو رسوا کرے گا)

لینۃ۔۔۔۔ عجوہ برنی کے سوا اقسام کھجور سے ہیں۔۔۔۔ اس آیت میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کے درختوں میں سے وہ درخت نہیں جلائے جن سے انسان کو قوت ہوتی ہو۔۔۔۔ یہود کا عجوہ سے قوت تھا۔۔۔۔ اور حدیث میں ہے کہ عجوہ جنت سے ہے۔ اس کی کھجور احسن غذا ہے۔۔۔۔ برنی بھی ایسی ہی کھجور ہے کہ اس سے قوت پاتے تھے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں ماقطعتم من لینۃ فرمایا ہے اور ماقطعتم من نخلۃ عمومیت سے نہیں فرمایا۔۔۔۔ یہ تنبیہ اس وجہ سے ہے کہ دشمن کے وہ درخت جن سے قوت اور غذا ہوتی ہے، اسے کاٹنا مکروہ ہے۔ جس وقت یہ امید ہو کہ وہ درخت مسلمانوں کو پہنچیں گے۔

Marfat.com

فرمایا:

''یہود سے کہو کہ میرے شہروں سے نکل جاؤ ـــــــ اور ان شہروں میں تم رہائش نہ کرو ـــــــ تم نے جس شے کا ارادہ غدر سے کیا، اس کا ارادہ کیا ـــــــ تم کو دس دن کی مہلت ہے ـــــــ اس کے بعد تم میں سے جو کوئی دکھائی دے گا، اس کی گردن مار دی جائے گی۔''

اس پر یہود کچھ دن ٹھہرے رہے اور اپنا سامان تیار کرتے رہے اور جو اونٹ بہت بہادر ہوتا، لوگوں سے وہ کرایہ پر لیے ـــــــ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے سویدا اور داعس کو یہود کی طرف یہ کہہ کر بھیجا:

''تم اپنے شہروں سے نہ نکلو بلکہ اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو ـــــــ میرے ساتھ دو ہزار عرب ساتھی ہیں۔ وہ تمہارے قلعوں میں داخل ہوں گے اور بنی قریظہ اور تمہارے حلیف بنی غطفان تمہیں مدد دیں گے۔''

ابن ابی سلول نے مدد کے سلسلے میں جو کچھ کہہ کر بھیجا تھا، بنی قریظہ کے سردار حیی بن اخطب نے لالچ کیا اور اپنے بھائی جدی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کہلا بھیجا:

''ہم اپنے شہروں سے نہیں نکلیں گے، جو آپ کو کرنا ہے کیجئے۔''

حیی کا پیغام سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکبیر کہی ـــــــ آپ کی تکبیر کے ساتھ صحابہ کرام نے بھی آوازِ تکبیر بلند کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت یہود کی طرف تشریف لے گئے ـــــــ آپ نے عصر کی نماز بنی نضیر کے میدان میں پڑھی ـــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے ـــــــ یہود نے جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو وہ تیر اور پتھر لیے اپنے قلعوں پر کھڑے ہو گئے ـــــــ اس لمحے ابن ابی سلول یہود سے کنارہ کر گیا اور ان کی مدد نہیں کی ـــــــ یہود کے حلیف بنی غطفان نے بھی ایسا ہی کیا اور انہوں نے بھی یہود کی کوئی مدد نہیں کی ـــــــ اس صورت حال سے بنی نضیر ان کی مدد سے مایوس ہو گئے ـــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہود کا محاصرہ کر کے ان کے درخت کاٹ ڈالے ـــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہود سے فرمایا:

''مدینہ سے نکل جاؤ، تمہارے وہ اموال معاف ہیں جن کو اونٹ اٹھالیں ـــــــ لیکن زرہیں اور ہتھیار لے جانے کی اجازت نہیں۔''

اس عہد پر یہود اپنے قلعوں سے اترے ـــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پندرہ دن تک یہود کا محاصرہ کیا ـــــــ یہود نے اپنے ہاتھوں سے اپنے مکان ویران کیے۔ پھر انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا ـــــــ ان کے نکالے جانے کا اختیار محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا ـــــــ یہود نے عورتوں اور بچوں کو اونٹوں پر سوار کرایا اور سامان وغیرہ چھ سو اونٹوں پر لاد کر خیبر میں پہنچ گئے ـــــــ وہاں منافقوں نے یہود سے شدید غم کا اظہار کیا۔ آخر کو ان کے بھائی بند تھے ـــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے اموال لے لیے، ہتھیاروں سے پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس (۳۴۰) تلواریں لیں۔

بنی نضیر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے سہم صفی وقف ہوا تاکہ زمانہ سختی میں اس سے مدد ملے ـــــــ آپ ـــ

Marfat.com

اس سے کسی کو حصہ نہیں دیا۔ اس لیے کہ مسلمانوں نے اس کی فتح میں نہ گھوڑوں کو حرکت دی تھی اور نہ تکلیف اٹھائی تھی اور نہ اونٹوں پر سفر کیا تھا۔ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنے مکان چھوڑ کر خیبر کی طرف نکل گئے ـــــ ان کا خیبر کی طرف نکل جانا اس وجہ سے نہیں ہوا کہ مسلمانوں نے ان سے قتال کیا ہو ـــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مال مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا تاکہ انصار جو کچھ مشقت مہاجرین کی امداد سے اٹھا رہے ہیں، وہ اس تقسیم سے رفع ہو جائے ـــــ اس لیے کہ انصار نے اپنے اموال اور مکانات مہاجرین میں تقسیم کر دیئے تھے ـــــ حضرت ابو دجانہ اور حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے فقر کے اظہار کی وجہ سے ان کی حاجت روائی کے لیے حصہ عطا فرمایا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام بن ابی الحقیق کی تلوار عنایت فرمائی ـــــ یہ تلوار لوگوں میں بہت معروف تھی۔

غزوہ ذات الرقاع:

اس غزوہ کے سال اور مہینے میں اختلاف ہے:

☆ غزوہ بنی نضیر کے بعد چوتھے سال ربیع الاخر کے مہینہ میں ـــــ (ابن اسحاق)

☆ چوتھے سال ہجرت ماہ جمادی الاول۔

☆ پانچویں سال ماہ محرم ـــــ (ابن سعد و ابن حبان)

☆ بنی قریظہ کے بعد پانچویں سال ماہ ذی قعدہ ـــــ (ابو معشر)

اس حساب سے غزوہ ذات الرقاع پانچویں سال کے آخر اور سنہ کے اول میں ہے جو اس سے ملا ہوا ہے ـــــ بقول حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ قابل یقین بات یہ ہے کہ یہ غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہوا ہے، اس لیے کہ صلوٰۃ خوف غزوہ خندق میں شروع نہیں ہوئی بلکہ صلوٰۃ خوف کا وقوع غزوہ ذات الرقاع میں ثابت ہوا ہے ـــــ وقوع صلوٰۃ خوف نے اس کے آخر ہونے پر دلالت کی ہے، لہٰذا یہ غزوۂ خندق کے بعد ہے۔

اس غزوہ کے منسوب ہونے میں بھی کئی روایتیں ہیں:

☆ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے ہے کہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں اپنے جھنڈوں میں پیوند لگائے تھے ـــــ (ابن ہشام)

☆ اس کا نام ذات الرقاع اس لیے ہے کہ جس مقام پر یہ غزوہ ہوا، وہاں اس نام کا ایک درخت تھا۔[۲۶۴]

☆ مسلمان جہاں اترے تھے، اس جگہ کا نام ذات الرقاع ہے، ایک جگہ سیاہ تھی اور ایک جگہ سفید تھی۔ گویا اس زمین میں مختلف پیوند لگائے تھے، اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا۔

☆ ان لوگوں کے گھوڑوں میں سیاہی اور سفیدی تھی، اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا ـــــ (ابن حبان)

۲۶۴ عرب لوگ اس درخت کی عبادت کرتے تھے۔ عربوں میں سے جس شخص کو کوئی حاجت ہوتی تو اس درخت سے کپڑے کا ایک ٹکڑا باندھ دیتا تھا۔

Marfat.com

☆ اس جگہ ایک پہاڑ ہے، اس میں بہت سے مقامات ہیں، اس لیے ذات الرقاع نام رکھا گیا ہے ــــ (واقدی)

☆ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں صلوٰۃ الخوف واقع ہوئی ہے ــــ (داؤدی)

☆ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں صلوٰۃ کی ترقیع ہوئی ہے ــــ ترقیع کے معنی ہیں پیوند لگانا ــــ بعض صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منفرد ہو کر بعض نماز ادا کی ــــ اس نے کپڑے کے خلل کی اصلاح سے مشابہت پیدا کی ــــ گویا پہلے گروہ کے انفراد کو بمنزل پیوند کے گردانا اور دوسرے گروہ کے قیام اور اتمام صلوٰۃ کو جلوس کی حالت میں بمنزل دوسرے پیوند کے گردانا

☆ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے۔ (ایک روایت میں ہے کہ ہم غازیوں میں گئے) ہم چھ افراد تھے، ہمارے درمیان ایک اونٹ تھا۔ ایک کے بعد دوسرا سوار ہوتا تھا اور پیادہ پا چلتے تھے کہ قدم گھس گئے اور میرے قدم گھس گئے اور میرے پاؤں کے ناخن چلتے چلتے گر پڑے۔ ہم اپنے پیروں پر کپڑے لپیٹ لیتے تھے۔ اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا ہے کہ ہم اپنے پیروں پر کپڑے کی پٹی باندھ لیتے تھے۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کا ارادہ فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی تھی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ جو غطفان سے ہیں، انہوں نے مختلف گروہوں کو جمع کیا ہے ــــ اس اطلاع پر آپ چار سو صحابہ کرام کے ہمراہ روانہ ہوئے ــــ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کی تعداد سات سو ہے) ــــ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر عامل مقرر فرمایا۔ (ایک دوسری روایت حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ملتا ہے) ــــ یہاں تک کہ غطفان کی زمین میں مقام نخل پر اترے۔ مقام نخل نجد کا ایک گاؤں ہے ــــ

ابن سعد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہاں کوئی مرد نہیں پایا بلکہ عورتیں پائیں، انہیں پکڑ لیا ــــ ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ان لوگوں میں ایک جماعت ملی، وہ اور صحابہ کی جماعت ایک دوسرے کے قریب آئے لیکن ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی۔ بعض آدمیوں نے بعض کو ڈرایا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی ــــ ابن سعد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ اول صلوٰۃ خوف تھی جسے آپ نے ادا فرمایا ــــ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں تھے ــــ اچانک ہم ایک ایسے درخت کے پاس آئے جو بہت سایہ دار تھا۔ ہم نے یہ درخت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام فرمانے کے لیے چھوڑ دیا ــــ مشرکین میں سے ایک شخص آیا۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی ــــ اس شخص نے آپ کی تلوار نیام سے نکالی۔ آپ اس وقت سو رہے تھے، بیدار ہو گئے۔ اس نے آپ سے پوچھا:

Marfat.com

''کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں خوف نہیں کرتا۔''

اس نے کہا:

''آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میرا اللہ بچائے گا۔''

اس اطمینان، اس شکوہ وسطوت اس جاہ وجلال کی عظمت و ہیبت سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی ــــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ تلوار لے لی اور فرمایا:

''مجھے تو میرے اللہ نے بچالیا، اب تجھے میرے ہاتھوں کون بچائے گا؟''

اس نے کہا:

''مجھے چھوڑ دیں، قتل نہ کریں۔''

آپ نے اسے دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا:

''تو کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً عبدہ و رسولہ کہو۔''

اس اعرابی نے کہا:

''میں یہ شہادت نہ دوں گا لکہ آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال نہ کروں گا اور قتال میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہ رہوں گا۔''

آپ نے اسے جانے دیا ــــــ وہ اپنے قبیلے میں آیا اور ان سے کہنے لگا:

''میں تمہارے پاس خیرالناس کے پاس سے آیا ہوں۔''

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس اعرابی کو سزا نہیں دی، جو حرکت اس نے کی، اس پر باز پرس نہیں کی بلکہ اسے معاف فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کفار کو معاف کرنے میں نہایت درجہ آرزو تھی تاکہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔

ابوالیمان کی روایت میں بخاری کے نزدیک جہاد میں یہ ہے کہ اس شخص نے تلوار لے کر تین بار آپ سے یہ کہا:

''مجھ سے کون شخص آپ کو منع کرے گا؟''

یہ انکاری سوال ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے آپ کو کوئی شخص منع نہ کرے گا ــــــ یہ کہتے ہوئے اعرابی آپ کے سر پر کھڑا ہوا تھا اور آپ کے پاس کوئی تلوار نہیں تھی یعنی خالی ہاتھ تھے ــــــ اعرابی نے آپ کے ساتھ تین بار یہ کلام کیا یعنی:

Marfat.com

''مجھ سے کون شخص آپ کو منع کرے گا۔''

اس سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس سے بچایا ورنہ اور کون سا امر ہے کہ جس نے اعرابی کو کلام کے پلٹانے کی طرف حاجت مند کیا۔ باوجود اس کے کہ اسے سنہری موقع تھا کہ آپ کے قتل کے سبب اپنی قوم کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ ہوتا، بڑا مقام ہوتا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں جو اس شخص کے جواب میں لفظ اللہ تھا ـــــ یعنی مجھے تجھ سے اللہ تعالیٰ منع کرے گا، اسی امر کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مشیت ایزدی کچھ اور تھی، وہ نہ تھی جس کا ارادہ اعرابی لے کر آیا۔ اسی لیے اعرابی نے جب اپنی بات کو دہرایا کہ مجھ سے آپ کو کون منع کرے گا اور آپ نے اس کے جواب میں صرف اللہ فرمایا، اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا، اس میں آپ کی بے پروائی مگر بھرپور اعتماد پایا جاتا ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کے گیا۔ اس کے سبب سے کثیر خلق نے ہدایت پائی ـــــ ہاں جس وقت اس شخص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ درد کمر میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی یا نکل گئی اور اعرابی زمین پر گر پڑا ـــــ بخاری میں اس اعرابی کا نام غورث بن الحارث ہے۔۲۶۵

اس غزوہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لوٹنے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹ نے چلنے میں سستی کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر یا پہلو میں لکڑی سے ٹھوکا دیا۔ جو اونٹ اس کے سامنے جا رہے تھے، وہ ان سے آگے آگے چلنے لگا ـــــ پھر آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا یہ اونٹ تم مجھے فروخت کرتے ہو؟''

آپ نے ان سے اونٹ خرید کر لیا اور ان سے فرمایا:

''مدینہ تک اس کی پیٹھ تمہارے لیے ہے، تم اس پر سوار ہو کر چلو۔''

جب آپ مدینہ پہنچے تو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی قیمت ادا فرما دی بلکہ اس کی طے شدہ قیمت سے زیادہ عنایت فرما دیا۔ اس سے بڑھ کر وہ اونٹ بھی انہی کو بخش دیا۔ سبحان اللہ !!

غزوہ بدر الاخیرہ:

غزوہ بدر الاخیرہ غزوہ الصغریٰ ہے اور اس کا نام بدر الموعد ہے یعنی یوم احد میں ابوسفیان کے ساتھ اس کا وعدہ ہوا تھا ـــــ یہ

---

۲۶۵ جعفر اور خطابی نے غویرث تصغیر سے حکایت کیا ہے اور غزوہ غطفان میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ غزوہ ذی امر ہے جو کہ نجد کے نواح میں واقع ہوا ـــــ خطابی نے اس قصہ کی مثل ایک شخص کی حکایت بیان کی ہے جس کا نام دعثور ہے اور وہ شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر تلوار لے کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے آپ سے کہا تھا:

''کون شخص مجھ سے آپ کو منع کرے گا''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ ''اللہ!'' ـــــ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر دھکا دیا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور وہ مسلمان ہو گیا۔

عیون الاثر میں ہے کہ بظاہر یہ ہے کہ یہ دونوں واقعات ایک ہیں ـــــ لیکن دیگر محققین نے کہا ہے کہ دو الگ الگ واقعات ہیں ـــــ اس قصہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرط شجاعت اور آپ کی قوت یقین اور تکلیف اٹھانے پر قوت صبر اور آپ کی قوت حلم و تحمل ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

غزوہ ماہ شعبان میں غزوہ ذات الرقاع کے بعد ہوا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ذات الرقاع سے جب مدینہ تشریف لائے تو جمادی الاول سے آخر رجب تک مدینہ میں قیام فرمایا۔۔۔۔ پھر ماہ شعبان میں ابوسفیان کی معیاد کی وجہ سے بدر کی طرف تشریف لے گئے۔

ابوسفیان نے یوم احد میں کہا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان وعدہ کردہ (موعد) بدر آئندہ سال ہے۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں سے ایک صحابی سے فرمایا:

"ابوسفیان سے کہہ دو کہ بہتر، ہمارے اور تمہارے درمیان وہی موعد ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے پندرہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ آپ کے لشکر کے ساتھ صرف دس گھوڑے تھے۔۔۔۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ مقرر فرمایا۔۔۔۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ بدر میں قیام فرمایا اور ابوسفیان کے انتظار میں رہے۔

ابوسفیان مکہ سے نکل کر امر الظہر ان کے ناحیہ میں واقع مقام مجنہ میں آیا۔۔۔۔ ابوسفیان کو لوٹ جانے میں عافیت نظر آئی۔ اس نے قریش سے کہا:

"اے قریش والو! تم کو راحت نہیں دے سکتا اور سفر کی مشقت زائل نہیں کر سکتا مگر وہ سال جس میں سرسبزی اور ارزانی ہو، تم اپنے جانوروں کو اس سال میں درختوں کے پتے کھلاؤ اور اپنے جانوروں کا دودھ پیو۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا یہ سال خشکی کا سال ہے، بارش نہیں ہے۔ زمین خشک ہے۔۔۔۔ میں لوٹنے والا ہوں، تم بھی لوٹ چلو۔"

یہ سن کر اس کے سارے ساتھی بھی پلٹ گئے۔۔۔۔ اہل مکہ نے ان کے لشکر کا نام "جیش السویق" رکھا۔ اہل مکہ ان سے کہتے تھے کہ تم مکہ سے نکلے ہی نہیں، تم تو ستو پیتے رہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقام بدر میں آٹھ دن تک قیام فرمایا۔ صحابہ کرام کے ساتھ جو کچھ مال تجارت تھا، انہوں نے اسے وہاں فروخت کیا اور ایک درہم کے دو دو درہم نفع پایا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے حق میں الذین استجابو اللہ والرسول ۔۔۔۔۔۔۔۔ فانقلبو بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر آیت تک نازل فرمایا۔۔۔۔ اور یہ صحیح ہے کہ یہ آیت شریفہ حمراء الاسد کی شان میں نازل ہوئی۔

غزوہ دومتہ الجندل:

مدینہ سے پندرہ یا سولہ راتوں کی مسافت پر دومہ ایک شہر ہے۔ دومہ شہر سے دمشق پانچ راتوں کے فاصلے پر ہے۔۔۔۔ ابوعبید البکری نے کہا ہے کہ دومہ کا نام دومی بن اسماعیل کے نام پر ہے کہ دومی وہاں ٹھہرے تھے۔ یہ غزوہ ہجرت کے ۴۹ویں مہینے کے آغاز پر ماہ ربیع الاول میں ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ دومہ میں ایک کثیر جماعت ہے جو پاس

Marfat.com

سے گزرنے والوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں ـــــ ماہ ربیع الاول کی پانچ راتیں رہ گئی تھیں جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے ـــــ آپ رات میں سفر کرتے جبکہ دن میں قیام فرماتے ـــــ مدینہ پر سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر کیے گئے۔ جب مسلمانوں کا لشکر دومہ شہر کے قریب پہنچا تو وہ لوگ غائب تھے مگر ان کے اونٹ، بکریاں، گائے موجود تھے۔ ان کے چوپائے اور چرواہے قابو کر لیے گئے۔ ان میں سے جو بھاگ سکا، وہ بھاگ گیا ـــــ اہل دومہ کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بکھر گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے میدان میں اترے، وہاں کوئی مدمقابل نہ آیا۔ وہاں چند دن قیام فرمایا، سریوں کو وہاں سے پھیلا دیا اور متفرق کر دیا ـــــ پھر سب اصحاب آپ کے ساتھ پلٹ آئے۔ نہ ادھر سے کوئی زخمی یا شہید ہوا اور نہ ہی کفار میں سے کوئی مارا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص صحابہ کرام کے ہاتھ آ گیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ:

''اہل دومہ کہاں ہیں؟''

اس نے کہا:

''ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے ان کے اونٹ اور دیگر جانور پکڑ لیے ہیں تو وہ بھاگ گئے۔''

وہ شخص مسلمان ہو گیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیس ربیع الاخر کو مدینہ میں داخل ہوئے ـــــ اس حساب سے آپ مدینہ سے پچیس دن باہر رہے ـــــ لیکن راستہ کے سفر کے حساب سے تیس دن بنتے ہیں اور دومہ میں قیام کی کم سے کم مدت تین دن ہے۔

غزوہ مریسیع / غزوہ بنی مصطلق:

مریسیع بن خزاعہ کے ایک پانی کا نام ہے۔ مریسیع اور مدینہ کے نواحی گاؤں مقام فرع کے درمیان دو دن کا راستہ ہے ـــــ اسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں۔ مصطلق، خذیمہ بن سعد بن عمرو کا لقب ہے۔ مصطلق بنی خزاعہ کا ایک بطن ہے ـــــ

اس کے سال میں اختلاف ہے:

☆ ہجرت کا پانچواں سال ـــــ (امام بخاری)

☆ ہجرت کا چھٹا سال ـــــ (ابن اسحاق)

☆ ہجرت کا چوتھا سال ـــــ (موسیٰ بن عقبہ)

شعبان کی دو راتیں گزرنے پر دوشنبہ کے دن یہ غزوہ ہوا۔

غزوہ مریسیع کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ بنی مصطلق کا رئیس حارث بن ابی ضرار اپنی قوم اور جن عربوں سے اس کی علیک سلیک ہے، انہیں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جمع کر رہا ہے اور ان سب نے اس پر بالاتفاق تہیہ کر لیا ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی کو بھیجا

Marfat.com

تاکہ صورتحال کا جائزہ لے سکیں ـــــ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا کر حارث بن ابی ضرار سے ملے۔ اس سے بات چیت کی اور جائزہ لے کر لوٹ آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو مدینہ پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ آپ نے تیزی سے منافقین پر حملہ کیا۔ آپ کے ہمراہ تیس گھڑ سوار تھے ـــــ اس غزوہ میں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے ہمراہ تھیں ـــــ حارث اور اس کے ساتھیوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے سخت خوف محسوس ہوا اور انہیں اپنے جاسوس کے مارے جانے کی بھی خبر ملی ـــــ عربوں میں سے جو لوگ اس کے لشکر میں شامل تھے، وہ بھی بکھر گئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مریسیع پہنچ کر جنگ کے لیے صحابہ کرام کی صف بندی کی۔ آپ نے

☆ مہاجرین کا جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا اور

☆ انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

پہلے کچھ دیر تیر اندازی ہوتی رہی۔ پھر آپ نے صحابہ کو حکم دیا اور انہوں نے ایک دم اس طرح حملہ کیا کہ جیسے ایک آدمی کا حملہ تھا۔ ان کے دس آدمی مارے گئے اور باقی قید کر لیے گئے ـــــ یہ قیدی سات سو سے زیادہ تھے۔ عورتوں، بچوں اور مردوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کے چوپائے، اونٹ، گائے، بکریاں ہانک لائے ـــــ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شہید ہوا۔

اس غزوہ میں تیمم کی آیت نازل ہوئی ہے اور صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بعض سفروں میں گئے ـــــ اس غزوہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ افک ہوا ہے۔ اس کی ابتداء یہ ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گر گیا تھا ـــــ کہا گیا ہے کہ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار دو بار گرا ہے۔ اس لیے دو مختلف قصے ہیں۔ جیسا کہ ان دونوں قصوں کے سیاق سے ظاہر ہے ـــــ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میرے ہار کا امر جو کچھ تھا، وہ تھا اور اہل افک نے جو کچھ کہا، وہ بتایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوہ میں گئی، میرا ہار پھر گر گیا۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور آپ کی وجہ سے ہار ڈھونڈنے کے لیے آدمی بھی بیٹھ گئے۔ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ''اے میری بیٹی! تو ہر ایک سفر میں لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث ہو جاتی ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے تیمم کے بارے میں رخصت نازل کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''میری بیٹی تو ضرور مبارک ہے۔''

اس غزوہ میں ابن ابی بن سلول رئیس المنافقین نے کہا کہ ہم جب مدینہ کی طرف لوٹ جائیں گے تو مدینہ سے اس شخص کو جو زیادہ عزیز ہے، زیادہ ذلیل شخص ضرور نکال دے گا (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے مدینہ سے نکال دیں گے ـــــ ابن ابی کی یہ بات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نہایت ضابط اور صاحب حفظ تھے سنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کے حضور میں گوش گزار کیا۔۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں سے اس بارے میں دریافت فرمایا۔۔۔۔ آنحضرت نے حلفیہ کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔۔۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقت کو ظاہر فرما دیا۔ اذا جاء ك المنافقون ۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن ارقم سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا کیا۔''

اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے اٹھارہ دن باہر رہے۔

غزوہ خندق/غزوہ احزاب:

احزاب، حزب کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں گروہ، جماعت۔۔۔۔ اس غزوہ کا نام غزوہ احزاب اس لیے ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے کئی گروہوں نے مشترکہ طور پر لشکر کشی کی۔ ان میں قریش، غطفان، یہود اور وہ لوگ تھے جو ان کے ساتھ تھے۔

☆ قریش کا امیر لشکر ابو سفیان بن حرب تھا۔

☆ غطفان کا امیر عینہ بن حض بنی فرازہ میں تھا۔

☆ بنی المرہ میں حارث بن عوف المری امیر تھا۔

اس غزوہ کا نام غزوہ خندق اس لیے ہے کہ مسلمانوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی اور مدینہ میں رہ کر کافروں کا سامنا کیا۔ خندق کھودنا اہل عرب میں نہیں تھا۔ اس کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا۔ انہوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم فارس والوں کا جنگ کا یہ طریقہ ہے کہ جس وقت دشمن ہمارا محاصرہ کرتے، ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے۔''

عرب والوں کے لیے یہ ایک نئی بات اور قابل عمل تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور خندق کھودنے کے لیے حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں سورہ احزاب میں صدر کو نازل فرمایا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں اپنا ارشاد یاایھا الذین امنوا اذکرو انعمة الله علیکم .... قویا عزیزا تک نازل فرمایا۔۔۔۔ صدر کا نام اس لیے رکھا کہ باقی سورۃ جو اس کے علاوہ ہے، یہ اس سے مرتفع ہے کہ اس صدر میں مومنوں کے فضل اور ان کے ثبات اور منافقین کی خباثت اور ان کی دشمنی پر دلالت کرتا ہے۔۔۔۔ ''مصباح'' میں ہے کہ صدر مجلس اس کی اونچی جگہ ہے۔

اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف ہے۔

☆ ماہ شوال ہجرت کے چوتھے سال میں ۔۔۔۔ (موسیٰ بن عقبہ)

☆ ماہ شوال ہجرت کے پانچویں سال میں ۔۔۔۔ (ابن اسحاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کم عمری کے باعث رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

انہیں جنگ احد میں شامل ہونے سے منع فرما دیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی ـــــ لیکن غزوہ خندق میں شامل ہونے کی اجازت فرما دی تھی کہ اس وقت وہ پندرہ برس کے ہو گئے تھے ـــــ ان دونوں غزوات کے درمیان ایک سال ہے ـــــ غزوہ احد ۳ ہجری میں ہوا ـــــ اس حساب سے غزوہ خندق ہجرت کے چوتھے سال میں ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ خیبر سے یہودیوں کا ایک گروہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچا اور انہیں یقین دلایا کہ ہم آئندہ تمہارے ساتھ ہوں گے تا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا جائے ـــــ قریش اس پر رضامند ہو گئے اور یہود سے وعدہ کیا کہ ہم فلاں وقت میں تمہارے ساتھ جائیں گے ـــــ پھر وہ یہود قریش سے غطفان کے پاس آئے۔ غطفان جو قیس غیلان سے ہیں، انہوں نے غطفان کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے اکسایا اور انہیں یہ بھی بتایا کہ قریش بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

دونوں لشکروں کی تعداد کے بارے میں دو روایتیں ہیں:

☆ مشرکین دس ہزار اور مسلمان تین ہزار تھے ـــــ (ابن اسحاق)

☆ مشرکین چار ہزار مسلمان ایک ہزار تھے ـــــ (فتح)

ابن سعد نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ چھتیس گھوڑے تھے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کی کھدائی کے لیے خود بھی کام کیا اور تکلیف اٹھائی تا کہ مسلمانوں کو اجر وثواب کے لیے شوق اور تحریک ہو۔ آپ نے اور مسلمانوں نے خندق کھودنے میں کمال کوشش کی ـــــ اس عمل میں منافقین شامل نہیں ہوئے اور ضعف کا اظہار کر کے مسلمانوں کو چھوڑ دیا۔

بخاری شریف میں غزوہ خندق کا ذکر:

(۱) صحیح بخاری میں سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ دوسرے صحابہ کرام خندق کھودتے تھے اور ہم اپنے کندھوں اور پیٹھ پر مٹی اٹھاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللھم لاعیش الا عیش الآخرۃ فاغفر للمھاجرین والانصار

''اے میرے اللہ! دنیا کی کوئی عیش دائمی نہیں لیکن آخرت کی عیش جسے ہمیشگی ہے، تو مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما۔''

(۲) بخاری کے بعض نسخوں میں یہ ہے کہ ہم خندق کی مٹی اپنے جگر پر اٹھاتے تھے۔ مراد یہی ہے کہ پہلو پر رکھتے تھے ـــــ چونکہ جگہ پہلو سے ملا ہوا ہے، اس لیے جگر اٹھانے کو کہا ہے۔

(۳) بخاری ہی کی تیسری حدیث حمید علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے ہیں۔ صبح کا وقت اور سردی کا موسم ہے ـــــ انصار مہاجرین کے غلام نہیں تھے کہ ان کے لیے خندق کھودتے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تکلیف اور بھوک دیکھی تو فرمایا:

Marfat.com

اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ

صحابہ کرام جو مہاجرین اور انصار سے تھے، انہوں نے آپ کے جواب میں عرض کیا:

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد مابقینا ابدا

"یعنی ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہم باقی رہیں گے ہمیشہ جہاد کریں گے"۔۔۔۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان **اللھم لاعیش الاعیش الآخرۃ** ابن رواحہ صحابی کا قول ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ تمثیل فرمائی تھی۔

(۴) حارث بن ابی اسامہ کے نزدیک طاؤس بن کیان مانی۔ تابعی کی مرسل حدیث ہے جس میں اس جز کے آخر میں یہ زیادہ لکھا ہے:

والعن آلھی تمضلا والقارۃ ھم کلونا لبنقل الحجارۃ

"اے اللہ! عضل اور قارہ پر لعنت بھیج کہ انہوں نے ہمیں پتھر اٹھانے کی تکلیف دی ہے۔"

(۵) بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ میں نے یوم احزاب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خندق کی مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ مٹی کے غبار نے آپ کے بطن مبارک کی جلد مجھ سے چھپا دی تھی۔ آپ کے شکم مبارک پر کثیر بال تھے۔۲۶۶ میں نے سنا کہ آپ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے رجز پڑھ رہے ہیں، مٹی اٹھا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں:

اللھم لولا انتما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

"اے میرے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم تیرے نام پر صدقہ دیتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔۔۔۔"

ایک اور روایت میں تصقدنا کی جگہ لفظ صمنا آیا ہے یعنی "نہ ہم روزہ رکھتے اور نہ نماز پڑھتے۔"

فانزل سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

"اے اللہ! تو ہم پر سکینہ نازل فرما کہ ہمارے دلوں کو قرار ہو۔ اگر ہم دشمن سے جنگ کریں تو ان کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ یعنی ہمارے قدموں کو قوی کرتا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی جگہ جمے رہیں۔"

ان الاولی قدر غبوا علینا وان ارادو فتنہ ابینا

ان لوگوں نے جو گروہ در گروہ ہیں، ہمیں ڈرایا ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے جنگ کے لیے رغبت کی ہے اور اگر ان لوگوں نے فتنہ کا ارادہ کیا ہے تو ہم نے انکار کیا ہے کہ نہ فتنہ کریں گے اور نہ اس فتنہ سے بھاگیں گے۔۔۔۔ اگر ابینا کی بجائے لفظ اتینا کہا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ ان لوگوں نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو ہم بھی آگئے اور اپنے دشمن پر یہ سب کیا۔۔۔۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ان اشعار کو پڑھتے وقت آپ آخر میں اپنی آواز کو کھینچتے تھے۔

---

۲۶۶ صحیح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر بال کثیر نہیں تھے اور نہ ہی شکم مبارک پر۔۔۔۔ بلکہ سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی اور وہ مجتمع تھی، بکھری ہوئی نہیں تھی۔ چنانچہ وہ بال باریک ہونے کے باوجود کثیر تھے۔

Marfat.com

(۲) بخاری کی روایت میں یہ ہے:

ان الاولی قد بغوا علینا　　اذا ارادوا فتنه ابینا

سلیمان التیمی کی حدیث میں جو ابی عثمان الہندی سے ہے، یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خندوق کھودنے کی ابتداء میں فرمایا:

بسم الله له وبه بدينا　　ولو عبدنا غيره شقينا

حبذا ربا وحبذدینا

''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہم آغاز کرتے ہیں۔ نہ اپنی قوت اور طاقت سے۔ اگر اس اللہ کی غیر کی ہم عبادت کریں گے تو ہمیں شقاوت ہوگی۔ کیا اچھا وہ رب ہے اور کیا اچھا ہمارا دین ہے۔''

غزوہ خندق میں معجزات:

خندق کھودنے میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی نشانیوں سے بہت سی نشانیاں واقع ہوئی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یوم خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ پتھر کا ایک سخت قطعہ نکل آیا ــــ جو اصحاب خندق کھود رہے تھے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

''خندق میں سخت پتھر کا قطعہ ظاہر ہو گیا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھے ہوئے تھے ــــ اور ہماری یہ حالت تھی کہ تین دن سے ہم نے کوئی شے چکھی نہ تھی، پیٹ بھر کھانا کہاں میسر ہوتا ــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کدال لیا اور اس پتھر پر مارا۔ وہ پتھر ریت کی طرح بکھر گیا۔

ایک اور روایت میں اھیل کی جگہ لفظ اھیم آیا ہے۔ اھیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی میں کہا گیا ہے۔ فشاربون شرب الهيم ــــ اس سے وہ ریت مراد ہے جسے کوئی پانی سیراب نہیں کر سکتا۔

امام احمد اور نسائی نے اس قصہ کو براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خندق کھودنے کے لیے حکم فرمایا۔ کھدائی کے دوران خندق میں ایک ایسا عظیم پتھر ظاہر ہوا جس پر کدال اثر نہیں کرتا تھا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ تشریف لائے اور کدال لیا۔ آپ نے

☆ بسم اللہ کہہ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ اس کا تیسرا حصہ بکھر آ گیا ــــ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام ــــ یعنی مجھے ملک شام اور خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ واللہ میں اس گھڑی شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔

☆ پھر دوسری بار کدال مارا اور اس پتھر کا دوسرا ثلث کاٹ دیا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس ــــ یعنی مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ واللہ اس وقت میں مدائن کا سفید محل

Marfat.com

دیکھ رہا ہوں۔

☆ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی، باقی پتھر بھی کٹ گیا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن ـــــ مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ واللہ میں اس وقت اپنی اس جگہ پر صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے وہ نشانی ہے جو صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ یوم خندق میں قلیل کھانا کثیر ہو گیا۔

خندق کی کھدائی میں جتنا عرصہ لگا، اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں:

☆ اصحاب خندق کے کام میں بیس راتوں کے قریب ٹھہرے رہے ـــــ (موسیٰ بن عقبہ)

☆ چوبیس دن ـــــ (واقدی) ☆ پندرہ دن ـــــ (نووی)

☆ اصحاب نے خندق کھودنے میں ایک ماہ قیام کیا ـــــ (ابن القیم)

خندق کی کھدائی کے بعد صف آرائی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خندق کھودنے سے جب فارغ ہو گئے تو مشرکین کا لشکر آیا۔ قریش جہاں سیلاب جمع ہوتے ہیں، اپنے دس ہزار حلیفوں اور بنی کنانہ، تہامہ کے جو لوگ ان سے مل گئے، ان میں اترے ـــــ یمینہ بن حصن غطفان اور اہل نجد کے ان لوگوں کے ساتھ احد کی جانب اترا جو اس کے تابع تھے ـــــ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں میں سے جو آپ کے ہمراہ گئے تھے، سب نے اپنی پیٹھ سطح پہاڑ کی طرف کر دی ـــــ آپ کے ساتھ تین ہزار جانباز تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لشکر وہاں قائم کیا اور خندق آپ کے اور مشرکین کے درمیان رہی۔

☆ مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور

☆ انصار کا جھنڈا حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

بنی قریظہ کی بدعہدی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بنی قریظہ کے فتنہ کا خوف ذریت پر تھا ـــــ اس لیے آپ حراست کرنے والوں کو مدینہ کی طرف بھیجا کرتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دشمن حیّ بن اخطب صبح اپنی جگہ سے نکلا اور کعب بن اسد القرظی جو صاحب پیمان اور عہد بنی قریظہ تھا، اس کے پاس آیا ـــــ کعب نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی قوم کے لیے صلح کر لی تھی اور وعدہ کیا تھا ـــــ کعب نے حیّ پر اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور اس کے لیے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا:

''اے حیّ! تو منحوس آدمی ہے۔ چلا جا ـــــ میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد کیا ہے۔ میرے اور ان

Marfat.com

کے درمیان جو عہد ہے، میں اس عہد کو توڑنے والا نہیں ہوں۔ میں نے آپ جیسا صدق و وفا میں نہیں دیکھا۔''

حیَ نے کعب سے کہا:

''تیری خرابی اور ہلاکت ہو تو قلعہ کا دروازہ کھول دے۔''

حیَ دروازہ کھلوانے کے لیے اصرار کرتا رہا، اڑا رہا یہاں تک کہ کعب کو حیَ کے لیے دروازہ کھولنا پڑا۔ حیَ نے کعب سے کہا:

''تیری ہلاکت ہو، میں تیرے پاس زمانہ کی عزت کو لایا ہوں۔ وہ عزت قریش ہیں۔ میں نے انہیں سیلابوں کے جمع ہونے کی جگہ پر اتارا ہے ــــ قریش کے علاوہ غطفان بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ ہم اپنی جگہ سے نہیں ٹلیں گے۔ یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا استیصال کر دیں گے۔''

حیَ اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ کعب نے اپنا عہد توڑ دیا اور اس کے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان جو پیمان تھا، وہ اس سے بری ہو گیا۔

بنی قریظہ کی غداری کی تصدیق:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یوم الاحزاب میں میں اور عمرو بن ابی مسلمہ عورتوں کے ساتھ حسان کے سنگ بستہ قلعہ میں تھے ــــ یکا یک میں نے اپنے والد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار بنی قریظہ کی طرف جاتے ہیں اور آتے ہیں۔ وہ دو یا تین بار گئے اور آئے جبکہ میں حسان کے قلعہ سے اپنے مکان کی طرف پلٹ کے گیا۔ میں نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے بابا! میں نے آپ کو جاتے آتے دیکھا۔''

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میرے پیارے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھا؟''

میں نے کہا ــــ ''ہاں میں نے دیکھا۔''

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون شخص بنی قریظہ کے پاس جا کر ان کی خبر لاتا ہے۔ میں بنی قریظہ کی خبر لینے گیا تھا جبکہ میں پلٹ کے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا اور فرمایا **فداك ابی وامی** ــــ میرا باپ اور ماں تجھ پر فدا ہوں۔'' ۲٦۷

اصحاب مغازی کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس خبر پہنچی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، ابن رواحہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا تاکہ خبر کو پہچانیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے احوال کے بارے میں جو خبر ملی تھی، صحابہ کرام نے انہیں اس خبر سے اخبث احوال پر پایا۔ ان لوگوں نے کہا:

---

۲٦۷ اس حدیث کی روایت شیخین نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

''رسول اللہ کون ہیں؟''

اور وہ لوگ آپ کے پیمان اور عہد سے بری ہو گئے۔ پھر دونوں سعد اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خبر کے لیے گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

''جیسا غدر عضل اور قارہ نے اصحاب رجیع (یعنی خبیب اور ان کے ساتھی) کے ساتھ کیا تھا، وہ غدر انہوں نے کیا ہے۔''

اس خبر کے پہنچنے سے بلا عظیم ہو گیا اور خوف شدید ہو گیا کہ مسلمانوں کا دشمن ان کے فوق سے آیا یعنی مشرق کی طرف سے اعلیٰ وادی سے غطفان آئے ــــ اور مغرب کی جانب سے اسفل وادی سے قریش آئے۔ یہاں تک کہ مومنوں نے ہر قسم کا گمان کیا یعنی نصرت و یاس کا گمان کیا۔

منافقین کی راہ فرار:

بعض منافقین سے نفاق ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واذیقول المنافقون والذین فی قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غروراً ــــ

منافقین اور جن لوگوں میں سعف اعتقاد تھا، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے کامیابی اور دین کی بلندی کا جو وعدہ فرمایا ہے، وہ وعدہ باطل ہے ــــ منافقین اور جن لوگوں میں ضعف اعتقاد تھا، ان کے نفاق کا اس آیت شریفہ میں اجمال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل اپنے اس ارشاد میں فرمائی۔ **وقال رجال ممن معه یا اهل یثرب لامقام لکم** ــــ ان مردوں میں سے جو آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ اہل یثرب! تمہارے لیے نہ ٹھہرنا ہے اور نہ جگہ ہے۔ **فارجعوا** تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔

اوس بن قطنی نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے مکانات غیر مضبوط ہیں۔ ہم دشمن سے ان مکانوں پر خوف کرتے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنے مکانوں کو لوٹ جائیں۔ وہ مدینہ سے خارج ہیں۔''

ان کی غرض جنگ سے فرار تھا۔

جنگ کا آغاز:

ابن عایذ نے کہا ہے کہ نوفل بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی اپنے گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آیا۔ اس نے چاہا کہ اپنے گھوڑے کو خندق پار کرائے لیکن وہ خندق میں گر پڑا ــــ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا تھا ــــ مشرکین پر نوفل کا مرجانا عظیم ہوا ــــ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ کہلا کر کسی کو بھیجا:

''ہم نوفل کی دیت آپ کو اس شرط پر دیتے ہیں کہ آپ نوفل کی لاش کو ہمیں دے دیں، ہم اسے دفن کر دیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کو جواب دیا:

''نوفل خبیث تھا، کافر مرا۔ وہ خبیث الدیت ہے (یعنی اس کی دیت حلال نہیں ہے) اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کی دیت پر

Marfat.com

لعنت کی ہے ــــ اور ہم تمہیں اسے دفن کرنے سے نہیں روکتے، ہمیں اس کی دیت کی حاجت نہیں۔"

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان خندق پر ٹھہرے کہ ان کے دشمن ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ان کے درمیان قتال نہیں تھا مگر تیر اندازی جاری تھی۔ ایک جگہ سے خندق کا پاٹ قدرے کم تھا۔ ایک عرب پہلوان عمرو بن عبدود العامری اور اس کے ساتھیوں عکرمہ، ہیرہ بن ابی وہب المخزومی اور ضرار بن الخطاب نے اپنے اپنے گھوڑے وہاں سے مسلمانوں کی طرف ایڑ لگا کر لے گئے۔ یہاں کے خندق اور سلع پہاڑ کے درمیان شورہ دار زمین میں اترے ــــ

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو سے جنگ کی اور اسے ہلاک کر دیا۔

☆ نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ لڑنے کے لیے نکلا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

باقی اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر بھاگ گئے ــــ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر لگا جس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی۔ یہ تیر ابن العرفتہ بن عامر ابن لوی نے مارا تھا۔ اس نے تیر مارتے ہوئے کہا:

"مجھ سے یہ تیر لے اور جان لے کہ میں ابن العرفتہ ہوں۔"

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

عرق اللہ وجھك فی النار

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عرق اللہ وجھك فی النار

پھر سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

"یا اللہ! اگر تو نے قریش کی جنگ کچھ باقی رکھی ہے تو مجھے اس کے لیے باقی رکھ ــــ جس قوم نے تیرے رسول کو تکلیف دی اور تیرے رسول کو جھٹلایا، مجھے اس قوم سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں جس کے ہمراہ میں جہاد کروں۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انیس (۱۹) راتیں ٹھہرے رہے ــــ حضرت نعیم بن مسعود الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگی حکمت کے پیش نظر حیلہ کیا۔ اپنا اسلام چھپا کر دشمن کے لشکر میں چلے گئے اور ایک گروہ کو دوسرے سے گمراہ کر دیا اور یوں ان میں پھوٹ پڑ گئی ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد الحرب حذعة قریش، قریظہ اور غطفان کے کلمات باہم مختلف ہو گئے۔ ایک نے کچھ کہا، دوسرے نے کچھ کہا اور سب ایک بات پر متفق نہ رہے۔

اللہ کی نصرت:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے لیلۃ الاحزاب میں اپنے آپ کو ایسے حال میں دیکھا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہمارے اوپر تھے اور بنی قریظہ ہمارے پچھلی طرف تھے۔ ان سے ہمیں اپنے بال بچوں کا خوف تھا ــــ اور اس رات ہم پر کوئی رات اس رات سے زیادہ تاریک اور زیادہ آندھی نہیں آئی ــــ منافقین عذر بہانے تراش کر

Marfat.com

ساتھ چھوڑ گئے تھے اور آپ کے ساتھ تین سو حضرات تھے ـــــ میں بھوک، سردی اور خوف سے اپنے زانو پر بیٹھا ہوا تھا ـــــ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا:

''تم جاؤ اور مشرکوں کی خبر لاؤ۔''

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے میری سردی اور خوف کو دفع کر دیا۔ میں ان کے لشکر میں داخل ہوا۔ یکا یک میں نے لشکر میں تند و تیز ہوا پائی جو ان کے لشکر سے ایک بالشت تجاوز نہیں کرتی تھی یعنی وہ ہوا ان کے لشکر سے باہر نہیں جاتی تھی بلکہ لشکر ہی میں چل رہی تھی ـــــ جب میں وہاں سے لوٹا تو میں نے اپنے راستہ میں سواروں کو دیکھا۔ ان سواروں نے مجھ سے کہا:

''تم اپنے صاحب کو خبر کر دو کہ اللہ نے آپ کو مشرکین سے ہوا اور لشکروں سے کفایت کی۔''

ایک دوسری روایت میں مزید یہ ہے کہ ابوسفیان کہہ رہا تھا:

''اے لشکر قریش! جس مقام پر تم نے پڑاؤ ڈالا ہے، یہ تمہارے ٹھہرنے کے قابل نہیں ـــــ یہاں تمہارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے ـــــ ہمارا بنی قریظہ سے اختلاف ہو گیا ہے۔ انہوں نے جنگ سے انکار کر دیا ہے ـــــ اور جو کچھ تم اس ہوا سے دیکھ رہے ہو، ہم نے وہ دیکھا کہ نہ ہماری ہنڈیا چولہوں پر ٹھہرتی ہے اور نہ ہی آگ جلتی ہے ـــــ لہٰذا تم کوچ کرو ـــــ میں بھی کوچ کر رہا ہوں۔''

اتنا کہہ کر ابوسفیان اپنے اونٹ پر کود کے بیٹھ گیا۔ ابھی اونٹ کے ہاتھ کی رسی بندھی ہوئی تھی کہ ابوسفیان اونٹ پر قائم ہو گیا ـــــ اس رات جو ہوا چلی، اس نے ان کے خیموں کی میخیں اکھاڑ ڈالیں۔ ان کے ڈیرے ان پر گرا دیئے۔ ان کی ہانڈیاں چولہوں پر اوندھی ہوگئیں۔ ان پر وہ مٹی اڑائی کہ الامان! ان پر کنکریاں برسیں۔ ایک نفانفسی اور افراتفری کا عالم تھا، جانور رسیاں تڑوا کر بھاگ رہے تھے اور اپنے ہی لشکریوں کو روندتے کچلتے بھاگتے چلے گئے ـــــ مشرکین نے اپنے لشکر کے اطراف میں تکبیر اور ملائکہ کے ہتھیاروں کی آواز سنی ـــــ مشرکین نے اسی رات بھاگتے ہوئے کوچ کیا اور اپنے سامان سے جو شے انہیں بوجھ لگتی تھی، اسے چھوڑ دیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فارسلنا علیهم ریحا و جنودا لم تروها

''ہم نے احزاب پر باد صبا اور ایسے لشکر بھیجے کہ تم نے نہیں دیکھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں:

(۱) بخاری میں عبداللہ بن اوفی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے احزاب پر بددعا فرمائی۔ وہ دعا یہ ہے:

اللهم منزل الکتاب سریع الحساب اهزم الاحزاب اللهم اهزمهم وزلهم

''اے میرے اللہ! اے قرآن نازل کرنے والے! اے حساب میں تیزی کرنے والے! ـــــ احزاب کو بھگا دے ـــــ

Marfat.com

یااللہ! تو ان مشرکوں کو بھگا دے اور انہیں متزلزل کر دے کہ جنگ کے وقت ثابت قدم نہ رہیں۔''

(۲) احمد نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے یوم خندق میں عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ کچھ دعا کرتے ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہمارے قلوب ہمارے حلقوم میں پہنچ گئے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک میں دعا کرتا ہوں: اللھم اسعرعورا تنا و آمن روعاتنا ــــ یااللہ! ہمارے عیبوں اور ہماری خطاؤں اور جس چیز کا اظہار ہمیں برا لگتا ہے تو اسے چھپا دے ــــ اور ہمارے خوف کو امن دے۔''

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کے چہروں پر ہوا کو مارا، ہوا نے ان کے منہ پھیر دیئے۔

(۳) ابن ظفر کے نیبوع میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

یاصریخ المکروبین یا مجیب المضطربین اکشف ھمی وغمی وکربی فانک تری مانزل بی وبا صحابی

آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو یہ بشارت دی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان لوگوں پر آندھی اور لشکروں کو بھیجتا ہے (وہ ملائکہ ہیں) ــــ آپ نے اپنے اصحاب کو اس کی اطلاع کی اور آپ نے دونوں ہاتھ ایسے حال میں اٹھائے کہ آپ شکراً شکراً فرما رہے تھے۔

(۴) بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم الخندق میں یہ دعا فرمائی:

ملاء اللہ بیوتھم وقبورھم نارا

''اے اللہ! مشرکین کے مکانوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

دوران جنگ جو نماز قضا ہوئی:

مشرکین نے آپ کو عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا ــــ صحیح مسلم میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ آپ کو مشرکین نے عصر کی نماز سے روکا یہاں تک آفتاب سرخ ہو گیا ــــ یا راوی نے یہ کہا ہے کہ آفتاب زرد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مشرکین نے صلوٰۃ وسطیٰ سے ہم کو روک رکھا ــــ گویا نماز کا وقت بالکل خارج نہیں ہوا تھا ــــ شیخ تقی الدین بن الدقیق العبد نے کہا کہ نماز سے روک دینے کی انتہاء آفتاب کی سرخی یا زردی تک ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ یوم خندق میں آئے اور مشرکین قریش کو برا کہنے لگے اور کہا:

Marfat.com

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قریب نہ تھا کہ میں نماز عصر پڑھوں۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوگیا۔'' (یعنی غروب کے وقت میں نے نماز پڑھی۔)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''واللہ! میں نے نماز عصر نہیں پڑھی۔''

ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطحان میں اترے۔ آپ نے وضو کیا، ہم نے بھی نماز کے لیے وضو کیا۔ غروب آفتاب کے بعد آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز ادا فرمائی۔۔۔۔ یہ امر کہ مغرب سے پہلے نماز نہیں پڑھی گئی، یہ امر اسباب نماز کے اشتغال کی وجہ سے ہو یا اسباب نماز کے غیر کے سبب ہو۔ جیسے دشمن کے پلٹنے کا خوف غروب سے پہلے ہو۔

اس مشہور روایت کے مطابق سوا عصر کے کوئی نماز فوت نہیں ہوئی جبکہ:

☆ ظہر اور عصر دونوں وقت کی نمازیں فوت ہوگئیں۔ (موطا)

☆ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یوم خندق میں چار نمازیں نہیں پڑھنے دیں۔ (عبداللہ ابن مسعود۔ ترمذی شریف)

ابن العربی نے کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ جو نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں پڑھی، وہ صرف عصر کی نماز ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ان روایات کے درمیان اکٹھا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جنگ خندق کئی دن تک رہی۔۔۔۔ اور یہ امر کہ مسلمانوں نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی یا ظہر وعصر دونوں وقتوں کی نماز نہیں پڑھی، یہ امر بعض دنوں میں ہوا۔۔۔۔ اور چار نمازوں کی تاخیر بعض دنوں میں ہوئی ہو۔

امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غروب آفتاب تک نماز عصر کی تاخیر کی۔ اس تاخیر کے یہ اسباب ہو سکتے ہیں:

☆ یہ امر صلوٰۃ خوف کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔

☆ آپ نے یہ نماز جان بوجھ کر تاخیر کی کہ آپ دشمن کے ساتھ مشغول تھے۔

☆ آپ نے نسیان کی وجہ سے تاخیر کی ہو کہ آپ دشمن کے ساتھ مشغول تھے۔

نماز خوف کے نازل ہونے سے پہلے یہ امر نماز میں تاخیر کا عذر ہوگا لیکن دشمن اور جنگ کی وجہ سے آج کے دن (یوم خندق) نماز کا وقت ہونے پر نماز کی تاخیر جائز نہیں ہے بلکہ نماز خوف تو موجودہ صورت حال کے مطابق ادا کی جائے گی۔

صلوٰۃ وسطیٰ کے تعین میں اختلاف:

صلوٰۃ وسطیٰ سے کونسی نماز مراد ہے۔ اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔۔۔۔ اس بارے میں حافظ دمیاطی نے ایک مفرد تالیف جمع

Marfat.com

کی ہے جس کا نام

"کشف المغطیٰ عن الصلوٰۃ الوسطیٰ"

رکھا ہے۔ اس میں انیس (۱۹) قول ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ ____ نماز صبح ہے یا نماز ظہر ____ یا نماز عصر ہے یا نماز مغرب ____ یا جمع نمازیں ہیں ____ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطی پر اظہار خیال کیا گیا ہے ____ اس لیے کہ یہ فرمان الٰہی فرائض اور نوافل کو شامل ہے کہ وسطیٰ کو صلوٰۃ پر عطف کیا ہے۔ (حافظ ابن البر)

☆ یا پھر صلوٰۃ جمعہ ہے کہ جمعہ میں مسلمانوں کا اجتماع اور خطبہ ہوتا ہے ____ وسطیٰ سے مراد جمعہ ہے۔ قاضی حسین نے اپنی تعلیقات "کتاب صلوٰۃ الخوف" میں اسے صحیح کہا ہے۔

☆ یا عام دنوں میں ظہر کی نماز ہے اور جمعہ کے دن نماز جمعہ ____ یا نماز عشا ہے کہ عشا کی نماز ان دو نمازوں کے درمیان ہے جو قصر نہیں کی جاتی ہیں ____ ۲۶۸ (ابن التین، قرطبی)

☆ یا صبح اور عشا دونوں وقتوں کی نمازیں ہیں۔ ۲۶۹ (امام واحدی)

☆ یا صبح اور عصر دونوں وقت کی نمازیں ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان دونوں کے بارے میں قوی دلیلیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نماز وسطیٰ ہے ____ ظاہر قرآن شریف صبح کی نماز ہے اور سنت کی نص عصر ہے۔

☆ یا صلوٰۃ وسطیٰ، صلوٰۃ جماعت یا وتر ہیں ____ یا صلوٰۃ الخوف ہے ____ یا صلوٰۃ عیدالاضحیٰ ہے ____ یا صلوٰۃ عیدالفطر ہے ____ یا پانچ نمازوں میں سے ایک نماز غیر معین ہے ____ یا صبح کی نماز ہے ____ یا عصر کی نماز ہے۔

یہ قول سابق کے قول کے مخالف ہے یا تعین میں توقف کیا جانا بہتر ہے۔ اس لیے کہ ہر ایک کے وقت کی دلیلوں میں تعارض ہے اور ترجیح دشوار ہے۔

غزوہ خندق قریش کی آخری جنگ:

ذیقعد میں سات راتیں باقی رہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے چار شنبہ کے دن واپس تشریف لائے ____ آپ نے خندق میں پندرہ دن قیام فرمایا ____ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا:

"قریش اس سال کے بعد تمہارے ساتھ ہرگز ہرگز قتال نہ کریں گے۔"

اس ارشاد عالی میں علامات نبوت سے ایک علامت ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس سنہ میں قریش نے آپ کو بیت اللہ سے روک دیا تھا، عمرہ کا ارادہ فرمایا تھا اور قریش کے درمیان صلح ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس

---

۲۶۸ اکحل وسط وزاع میں ایک رگ ہے ____ خلیل نے کہا ہے کہ اکحل حیات کی رگ ہے ____ ہر عضو میں اکحل کا ایک شعبہ ہے ____ ہاتھ میں جو رگ ہے، وہ اکحل ہے ____ پیٹھ میں جو رگ ہے، وہ ابہر ہے ____ ران میں جو رگ ہے، وہ نساء ہے ____ جس وقت وہ رگ کٹ جاتی ہے تو خون نہیں رکتا۔

۲۶۹ نماز عشاء سونے کے وقت واقع ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی محافظت کے لیے حکم کیا گیا ہے۔

Marfat.com

عہد کو توڑ ڈالا ___ عہد کا یہ توڑنا فتح مکہ کا سبب بنا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، ایسا ہی ہوا۔
دوسری روایت جو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اس کے بعد قریش تم سے کبھی جنگ نہ کریں گے لیکن تم ان سے جنگ کرو گے۔''

غزوہ بنی قریظہ:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام یوم چہار شنبہ کو مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنے ہتھیار رکھ دیئے ___ غزوہ بنی قریظہ کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں:

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام استبرق کا عمامہ باندھے ہوئے بغلہ شہبا پر سوار تھے جس پر دیباج قطفہ تھا یعنی دیبا کی چادر تھی۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے اور ہتھیار رکھ دیئے، غسل فرمایا۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں ___ واللہ ہم نے ہتھیار نہیں رکھے، آپ مشرکین کی طرف جائیں۔ یہ کہہ کر بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ (بخاری شریف)

☆ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں۔ میں ان کی طرف ارادہ کرنے والا ہوں۔ ان کے قلعوں کو ہلا دینے والا ہوں ___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرنے والے کو حکم دیا، اس نے یوں پکار دیا:
''جو شخص سنتا اور مطیع ہے، وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے۔'' ___ (ابن اسحاق)

☆ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ اٹھئے اور اپنے جسم پر اپنے ہتھیار لگایئے ___ واللہ میں بنی قریظہ کو اس طور پر کچل ڈالوں گا جیسے انڈا صاف پتھر پر کچلا جاتا ہے ___ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن منادی کرنے والے کو بھیجا۔ اس نے یہ ندا کی:
''یاخیل اللہ راکبی ___ اے اللہ کے سوارو! گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔'' ___ (ابن عائذ)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقدمہ پر بھیجا اور ان کے پیچھے آپ تشریف لے گئے ___ (حاکم، بیہقی)

ابن سعد نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام کے ہمراہ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔
مسلمانوں کے پاس (۳۶) گھوڑے تھے ___ ماہ ذیقعد میں سات دن باقی تھے جب یہ غزوہ ہوا اور چہار شنبہ کا دن تھا۔
آپ نے مدینہ پر ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر فرمایا ___ اور آپ نے زرہ مغفر پہنا، کمان لگائی اور اپنے گھوڑے لحیف پر سوار ہوئے اور بنی قریظہ کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر اترے ___ یہاں لشکر والے آ کر آپس میں ملحق ہو گئے ___

Marfat.com

ان میں سے بہت سے صحابہ عشاء آخر کے وقت آئے کہ انہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اس لیے کہ آپ نے روانگی سے پہلے فرما دیا تھا کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں ـــــ انہوں نے عصر کی نماز عشا کے بعد بنی قریظہ میں پڑھی ـــــ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب میں عیب نہیں لگایا کہ انہوں نے عشا آخر کے بعد عصر کی نماز ادا کی ہے ـــــ اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سبب سے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کیونکہ یہ تو آپ کے ارشاد کے عین مطابق تھا۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بعض مسلمانوں کو راستے میں عصر کا وقت آ گیا ـــــ بعض نے کہا کہ ہم نماز نہ پڑھیں گے۔ یہاں تک ہم بنی قریظہ میں آ جائیں گے اور بعض نے کہا، ہم راستہ میں نماز پڑھ لیں گے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ ارادہ نہیں فرمایا کہ ہم نماز نہ پڑھیں۔ بلکہ آپ کا ارشاد اس غرض سے تھا کہ ہم بنی قریظہ کی طرف جانے میں تیزی کریں۔ یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا گیا، آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں ڈانٹا یعنی نماز پڑھنے والوں اور نماز نہ پڑھنے والوں دونوں گروہوں کو کچھ ملامت نہیں کی کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی اور تم نے نماز کیوں پڑھی ـــــ

بنی قریظہ کے محاصرے کے بارے میں مختلف روایات ہیں:

☆ پچیس راتیں ـــــ (ابن اسحاق)

☆ پندرہ راتیں ـــــ (ابن سعد)

☆ انیس راتیں ـــــ (ابن عقبہ)

یہاں تک کہ حصار میں ان کی مشقت کی نہایت ہوگئی ـــــ **وقذف اللہ فی قلوبھم الرعب** ـ 'اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا''۔

رئیس بن قریظہ کا صلاح مشورہ:

یہود کے رئیس کعب بن اسد نے ان کے روبرو ظاہر کیا کہ تم لوگ ایمان لے آؤ اور ان سے کہا:

''اے گروہ یہود! اس امر سے جو شے تم پر نازل ہوئی، تم اسے دیکھتے ہو اور میں تمہارے سامنے تین خصلتیں پیش کرتا ہوں۔ ان تینوں میں سے جس خصلت کو چاہو اختیار کرو۔''

یہود نے کعب سے پوچھا:

''وہ کیا خصلتیں ہیں؟''

کعب نے کہا:

''ہم اس مرد کے تابع ہو جائیں اور اس کی نبوت کی تصدیق کریں ـــــ واللہ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ ضرور نبی مرسل ہے ـــــ اور یہ مرد وہی ہے جس کا ذکر تم اپنی کتاب تورات میں پاتے ہو ـــــ جب تم یہ امور اختیار کر لو گے تو اپنے خون، اپنے اموال، اپنی اولاد اور اپنی عورتوں پر امن پاؤ گے۔''

Marfat.com

یہود نے اسے اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ کعب نے یہود سے کہا:

''جس وقت تم نے اس سے انکار کیا تو آؤ ہم تم پہلے اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کو قتل کر ڈالیں ـــــ پھر ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ان کے اصحاب کی طرف ننگے پاؤں جائیں اور اپنی تلواریں کھینچتے ہوئے ہوں ـــــ اور اپنے پیچھے کسی قسم کا بوجھ نہ چھوڑیں، پھر جنگ کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے درمیان فیصلہ کر دے ـــــ اگر ہم مارے جائیں تو اپنے پیچھے وہ شے نہ چھوڑیں گے جس پر ہمیں کوئی خوف ہو۔''

یہود نے کعب سے کہا:

''اگر تمہارا اس رادے سے بھی انکار ہے تو سنو! آج کی رات شنبہ کی رات ہے ـــــ مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ان کے اصحاب کو اس رات میں ہماری طرف سے اطمینان ہوگا کہ شنبہ کی رات یہود کوئی گڑبڑ نہ کریں گے ـــــ تم لوگ قلعوں سے اترو شاید ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اور آپ کے اصحاب کو غفلت میں جالیں۔''

یہود نے کعب کو جواب دیا:

''اگر ہم ایسا کریں گے تو اپنے شنبہ کو فاسد کریں گے اور ہم وہ نئی بات پیدا کریں گے کہ ہم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے، انہوں نے ایسا نہیں کیا مگر جس نے بھی شنبہ میں کوئی نئی بات پیدا کی تو تجھے پتہ ہے کہ اس کی صورت مسخ ہو گئی اور تجھ سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے۔''

فرمانِ نبی میں زیادتی پر ابولبابہ کی خود کو سزا:

یہود نے کسی کی زبانی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ ہماری طرف ابولبابہ کو بھیج دیں ـــــ ابولبانہ رفاعہ بن عبدالمنذر رہیں، ہم ان سے اپنے بارے میں مشورہ کریں گے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا ـــــ

یہود نے جب ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی ان کے گرد کھڑے ہو گئے ـــــ لڑکے اور عورتیں ان کے سامنے رونے لگے۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اس صورتحال پر نرم ہو گیا ـــــ جو مرد ابولبابہ کے پاس آئے تھے، انہوں نے پوچھا:

''اے ابولبابہ! کیا تم مناسب دیکھتے ہو کہ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حکم سے اپنے قلعوں سے اتر آئیں؟''

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''بے شک مناسب ہے، تم اتر آؤ۔''

اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کا حکم تم لوگوں کے حق میں ذبح ہے۔[۲۷۰]

---

۲۷۰ صحیح حدیث میں ہے کہ صبح اور عشاء کی نماز منافقین پر زیادہ بھاری ہے۔

Marfat.com

ابولبابہ نے کہا:

''واللہ میرے قدم اپنی جگہ پر تھے (یعنی وہاں سے حرکت نہیں کی تھی) کہ مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خیانت کی ـــــ میں اپنے اس کہنے پر نادم ہوا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا ـــــ اور میں یہود کے پاس سے اترا ـــــ میری داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور آدمی میرے لوٹنے کا انتظار کر رہے تھے ـــــ میں نے قلعہ کے پیچھے سے دوسرا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ مسجد کی طرف آیا۔''

پھر ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں آئے اور اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا اور اپنے دل میں کہا:

''میں اس جگہ سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں گا ـــــ یا اللہ اس فعل سے میری توبہ نازل کرے گا جو میں نے کیا ہے ـــــ اور یہ عہد کیا کہ میں بنی قریظہ میں کبھی نہ جاؤں گا اور جس شہر میں میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے، اسے کبھی نہ دیکھوں گا۔''

ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی جبکہ ابولبابہ جس کام سے بھیجے گئے، انہوں نے آکر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کرنا تھی ـــــ لیکن شرمندگی کے مارے وہ حاضر خدمت نہ ہوئے ـــــ یوں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آنے میں بھی دیر کی ـــــ آپ نے فرمایا:

''اگر ابولبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے مغفرت چاہتا لیکن جس وقت اس نے جو فعل کیا، وہ کیا، میں وہ نہیں ہوں کہ اس کو اس کی جگہ سے رہا کروں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ نازل کرے۔''

راوی نے کہا ہے کہ ابولبابہ چھ راتیں کھجور کے تنے سے بندھے رہے۔ ان کی بیوی ہر نماز کے وقت اور نماز کے لیے کھول دیتی ـــــ پھر وہ اپنی جگہ لوٹ آتے اور ان کی بیوی ان کو اسی تنے سے باندھ دیتی۔ شدید گرمی تھی، نہ کچھ کھاتے تھے، نہ پیتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں بیوی کی بجائے بیٹی لکھی ہے ـــــ اور یہ کہ ابولبابہ انیس (۱۹) راتیں بھاری زنجیر سے بندھے رہے ـــــ اس مشقت میں ان کی سماعت جاتی رہی اور وہ سن نہیں سکتے تھے اور ان کی بینائی بھی متاثر ہوئی ـــــ

عبداللہ بن قسیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ ابولبابہ کی جب توبہ قبول ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے صبح کو سنا کہ آپ ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کی فرحت سے ہنس رہے تھے۔''

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کس بات سے ہنس رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنساتا رہے۔''

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''ابولبابہ کی توبہ قبول کی گئی۔''

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا میں ابولبابہ کے پاس نہ جاؤں اور انہیں بشارت نہ دوں'' ـــــ یا یہ کہا کہ ''ابولبابہ کے پاس جاؤں اور انہیں بشارت دوں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''بے شک تم جاؤ اور ان کو بشارت دو، اگر تم چاہتی ہو۔''

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں۔ یہ امر اس سے پہلے تھا کہ ازواج مطہرات کا پردہ کیا جائے ـــــ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے ابولبابہ! تمہیں بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کی۔''

یہ سن کر لوگ تیزی سے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تا کہ ان کو کھول دیں۔ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''واللہ مجھے کوئی شخص نہ کھولے۔ یہاں تک کہ وہ شخص اپنے ہاتھ سے مجھے کھولے کہ وہ رسول اللہ ہی ہوں۔''

آپ کے دست اقدس سے کھلنے میں ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعظیم اور حصول برکت کی امید تھی تا کہ وہ ایسے افعال کی جانب پھر نہ لوٹ سکیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کی نماز کے لیے جب گھر سے نکل رہے تھے، ابولبابہ کو جا کر کھول دیا۔

بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ فرمان الٰہی و آخرون اعترفوا بذنوبھم میں جس شخص کے گناہ کے اعتراف کا ذکر ہے، وہ ابولبابہ ہیں ـــــ اس لیے کہ ابولبابہ نے بنی قریظہ سے کہا، جو کچھ کہا اور اپنے حلق کی طرف اس طور پر اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں ذبح کریں گے۔ اگر تم ان کے حکم پر قلعوں سے اترو گے ـــــ

آپ کے زمانہ میں صحابہ کرام کا اجتہاد:

بنی قریظہ کا جب محاصرہ سخت ہو گیا تو انہوں نے عاجزی کی اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر اپنے قلعوں سے اتریں۔ آپ نے ان کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم بنایا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی اسلم کی رفیدہ نامی عورت کے خیمہ میں رکھا تھا۔ [۲۷۱] یہ عورت زخمیوں کا علاج کرتی تھی ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں جب حکم بنایا تو ان کی قوم بنی اوس آئی اور گدھے پر چمڑے کی گدی بچھا کر انہیں بٹھایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسیم مرد تھے۔ پھر بنی اوس ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے۔ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر

---

۲۷۱ یہی اشارتی بات فرمان نبوی میں زیادہ تھی۔

Marfat.com

مسلمانوں کے پاس پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے سید (سردار) کے پاس اٹھ کر جاؤ اور انہیں اتارو۔''

مہاجرین آپس میں کہنے لگے:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے لیے شاید فرمایا ہے۔''

انصار نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد سے عام مسلمانوں کو خطاب فرمایا ہے۔''

حاضرین نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں تمہارے غلاموں کے امر کا حاکم مقرر فرمایا ہے۔ آپ ان کے حق میں فیصلہ فرمائیں۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں ان کے حق میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ مرد قتل کیے جائیں۔ اموال تقسیم کیے جائیں اور ان کی عورتیں اور اولادیں غلام بنا لیے جائیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے ساتھ تم نے ان کے حق میں فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کی بلندی سے نازل ہوتا ہے۔''

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ابن عایذ کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے سعد! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے حق میں تم فیصلہ دو۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''اللہ اور اس کے رسول فیصلہ دینے میں زیادہ حق رکھتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ان کے حق میں حکم کرو۔''

اس قصہ میں یہ مسئلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اجتہاد جائز تھا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں اہل اصول فقہ نے اختلاف کیا ہے—— مختار مذہب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اجتہاد جائز تھا—— آپ کے حضور میں وہ اجتہاد ہوتا یا آپ کے حضور میں نہ ہوتا، دونوں صورتیں برابر ہیں اور مانع بعید نہیں ہوا مگر اس لیے کہ اعتماد کا وقوع اس گمان پر ہے جس کی طرف اجتہاد مودی مع امکان قطع کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کی وجہ سے۔ لیکن یہ نقصان دہ اس لیے نہیں کہ آپ کو اس کا علم ہو گیا اور اپنے اس اجتہاد کو اس کے حال پر برقرار رکھا اور آپ نے اس اجتہاد پر سکوت فرمایا—— یا اس اجتہاد کے خلاف وحی نازل نہیں ہوئی، لہٰذا وہ اجتہاد باوجود ظنی ہونے کے قطعی ہو جائے گا—— اس لیے کہ اگر وہ اجتہاد

Marfat.com

باطل ہوتا تو ضرور اس کے خلاف وحی آ جاتی ـــــ چنانچہ اجتہاد کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ہونا ثابت ہو گیا۔

دمیاطی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پنج شنبہ کے دن ذی الحجہ کی سات راتیں گزری تھیں کہ بنی قریظہ کی طرف سے مدینہ میں تشریف لے آئے۔

بنی قریظہ کے لیے فیصلہ پر عمل درآمد:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کے لیے حکم فرمایا، وہ لوگ مدینہ ہمیں لائے گئے۔ ان کے لیے بازار میں ایک نالی کھودی گئی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے ـــــ بنی قریظہ لائے گئے اور ان کی گردنیں ماردی گئیں ـــــ وہ لوگ چھ سو تا سات سو کے درمیان تھے ـــــ دوسری روایت میں ان کی تعداد آٹھ سو اور نو سو کے درمیان بیان کی گئی ہے۔

بی بی ریحانہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ سے اپنے نفس کریمہ کے لیے ریحانہ کو اختیار اور پسند فرمایا اور ان کے ساتھ نکاح فرمایا ـــــ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ریحانہ سے ملک یمین کے سبب وطی کرتے تھے یعنی آپ ان کے مالک ہو گئے تھے ـــــ اور اثبت قول یہ ہے کہ آپ نے ریحانہ کو آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح فرمایا تھا اور وہ پردہ میں رکھی گئی تھیں۔

بنی قریظہ سے مال غنیمت:

پھر آپ نے مال غنیمت کے لیے ارشاد فرمایا۔ وہ سب اشیاء جمع کی گئیں ـــــ پھر سامان اور غلاموں سے خمس نکالا گیا ـــــ پھر آپ نے باقی سامان اور غلاموں کے لیے حکم فرمایا ـــــ جس چیز یا جس شخص کے لیے آپ نے ارادہ فرمایا، وہ فروخت کیے گئے اور ان کی قیمت مسلمانوں کے درمیان تقسیم کی گئی ـــــ یہ تقسیم تین ہزار بہتر (۳۰۷۲) حصوں پر تھی ـــــ گھوڑے کے لیے دو حصے اور اس کے سوار کے لیے ایک حصہ نکالا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خمس سے جو سب سے پہلے نکالا گیا تھا، میں سے جو غلام وغیرہ تھے جسے چاہتے آزاد فرما دیتے اور جس کو چاہتے بخش دیتے ـــــ اور جس شخص سے خدمت کا ارادہ فرماتے، اس سے خدمت لیتے تھے ـــــ اسی طرح سامان میں آپ تصرف فرماتے تھے۔ جو پرانا عام استعمال کا اور گھٹیا ہوتا تو وہ خمس میں آپ کی طرف آ جاتا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم جاری ہو گیا۔ وہ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہوئے کہ شہید تھے ـــــ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

Marfat.com

اللھم انك تعلم انه لیس احد احب الی اجاھد ھم فیك من قوم کذبوا رسولك اللھم انی اظن انك قد وضعت الحرب فافجرھا واجعل موتی فیھا

چونکہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی رگ میں ابن عرفہ نے تیر مارا تھا، وہ کٹ گئی تھی۔ ہاتھ سے سینہ تک ورم بڑھ گیا تھا۔ ان کی دعا سے ہنسلی سے زخم کا خون جاری ہوگیا۔ مسجد میں بنی غفار[۲۷۲] کی ایک عورت کا خیمہ تھا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیمہ میں رکھے گئے تھے۔ جب ان کا زخمی جاری ہوا تو خون نے مسجد والوں کو خوف زدہ کر دیا کیونکہ خون بہنے کا رخ اہل مسجد کی طرف تھا۔ اہل مسجد نے پوچھا:

''اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے کہ تمہاری طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے۔''

اچانک انہوں نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ان کا زخم خون بہہ رہا ہے ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زخم سے اللہ کو پیارے ہوگئے ـــــ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ شہید ہیں۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم جاری ہونے کا سبب یہ ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چت لیٹے ہوئے تھے کہ ایک بھیڑ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئی۔ ان کے سینے کی جگہ اُس کا کھر لگ گیا جس سے ان کا زخم جاری ہوگیا۔ خون بہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے اور ان کی موت سے عرش الٰہی نے استہزاز کیا ـــــ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث دس صحابیوں سے ثابت ہوئی ہے۔

شہادت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عرش الٰہی کا جھومنا:

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر عرش الٰہی نے خوشی سے وجد کیا ـــــ عرش کا حرکت کرنا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کے آنے سے فرحت سے ہوا ـــــ اللہ تعالیٰ نے عرش میں وہ تمیز پیدا کی ہے جس سے یہ تحرک حاصل ہوا۔ اس تحرک سے عرش کو رُکنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وان منھا لما یھبط خشیۃ اللہ

''اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ اللہ کے خوف سے بلندی سے پستی میں اتر آتے ہیں۔''

دیگر علماء نے کہا ہے کہ اس جھومنے سے مراد خوش ہونا اور قبول کرنا ہے۔ اسی جھومنے (اھتزاز) سے اہل عرب کا قول ہے۔ **فلان یھتز للمکارم** یعنی فلاں شخص اچھے اوصاف سے خوش ہوتا ہے ـــــ جھومنے سے اس شخص کے جسم کی بے چینی اور حرکت کا ارادہ نہیں کیا جاتا بلکہ وہ شخص اچھے اوصاف سے شادمانی کرتا ہے اور اہل عرب اس سے ارادہ کرتے ہیں ـــــ عرش کا حرکت کرنا تعظیم شان وفات سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عبارت ہے۔ اہل عرب معظم شے کو اعظم الاشیاء کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں **اظلمت لموت فلان الارض** ـــــ یعنی فلاں کے مرنے سے زمین تاریک ہوگئی ـــــ یا ـــــ **وقامت له القیامة**

---

۲۷۲ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہوگئے تھے۔

Marfat.com

اور اس کی موت کی وجہ سے قیامت قائم ہو گئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ عرش کے جھومنے سے مراد حاملان عرش کا جھومنا ہے۔

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن عاقبت:

حدیث پاک ہے کہ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''سعد کا جنازہ کس قدر ہلکا تھا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے ملائکہ جو اٹھا رہے تھے۔''

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حریر کا ایک حلہ بھیجا گیا۔ آپ کے اصحاب اس پر ہاتھ پھیر کر اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم اس حلہ کی نرمی سے تعجب کرتے ہو۔ جنت میں سعد بن معاذ کے دستی رومال اس سے اچھے ہیں اور زیادہ نرم ہیں۔''

ابن سعد اور ابونعیم نے لکھا ہے کہ کسی نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے روز ان کی قبر کی مٹی ایک مٹھی اپنے ہاتھ میں لے لی اور وہ اسی کو لے گیا۔ پھر اس کے بعد اس نے اس مٹی کو دیکھا کہ یکا یک وہ مٹی مشک ہو گئی ____ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تعجب سے دو بار سبحان اللہ سبحان اللہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ حیرانی آپ کے چہرۂ اقدس سے پہچانی گئی ____ آپ نے الحمد للہ فرما کے فرمایا:

''اگر کوئی شخص قبر کے بھینچنے سے نجات پانے والا ہوتا تو اس بھینچنے سے سعد نجات پاتے ____ ان کو ایک بار بھینچا گیا کہ زمین ان سے مل گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے زمین کے مل جانے کو دور کر دیا۔ بحالت خود ہو گئی۔''

ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قبر کھودی تھی، ان میں میں بھی تھا۔ جس وقت ہم اس قبر کو کھود رہے تھے، ہم لوگوں پر مشک کی بو مہک رہی تھی۔

مشرکین مکہ سے صلح کا عرصہ:

جنگ خندق کے بعد مسلمانوں اور قریش کے درمیان کوئی ایسی جنگ واقع نہیں ہوئی کہ جس کی ابتدا ارادی طور پر مشرکین کی طرف سے ہوتی ____ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کی تیاری کی لیکن مشرکین نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور قریب تھا کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان جنگ واقع ہو جائے مگر جنگ واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم یبطن مکۃ من بعد ان اظفر کم علیھم

پھر صلح واقع ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ آئندہ سال کیا یعنی دس سال تک صلح رہی اور ساتویں

Marfat.com

سال میں آپ نے عمرہ فرمایا۔۔۔۔ آخرکار مشرکین نے صلح کے معاہدے کو توڑ دیا۔ آپ مشرکین کی طرف جہاد کے ارادہ سے متوجہ ہوئے۔۔۔۔ ۸ ہجری میں مکہ فتح کیا گیا۔۔۔۔ فتح مکہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مشرکین سے جنگ کا ارادہ تھا جبکہ مشرکین ایسا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

الان نغزھم ولا یغزونا

''یعنی مشرکین سے ہم جہاد کریں گے، مشرکین ہم سے نہ لڑیں گے۔''

حج کی فرضیت:

حافظ مغلطائی وغیرہ نے کہا ہے کہ اس سنہ میں حج فرض کیا گیا۔۔۔۔ اگرچہ حج کی فرضیت کے بارے اور بھی روایتیں ہیں:

☆ ہجرت کے چھٹے سال حج فرض کیا گیا۔

☆ ہجرت کے ساتویں سال حج فرض کیا گیا

لیکن ترجیح اسی کو ہے کہ حج ۸ھ میں فرض کیا گیا۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ہجرت کے چھٹے سال یعنی انسٹھ (۵۹) ماہ کے آغاز پر ماہ محرم کی دس راتیں گزرنے پر بھیجا گیا۔۔۔۔

بنی بکر بن کلاب کا ایک بطن قرطاء ہے۔۔۔۔ بنی قرطاء ضربہ کے ناحیہ میں بکرات میں اترتے ہیں۔۔۔۔ ضربہ اور مدینہ کے درمیان سات راتوں کا راستہ ہے۔

اس سریہ بھیجے جانے کا پس منظر نہیں معلوم ہو سکا۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس شتر سواروں پر امیر بنا کر روانہ کیا۔۔۔۔ یہ لوگ بنی قرطاء پر ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے کچھ مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔۔۔۔ مسلمانوں نے ان کے اونٹ اور بکریاں ہانک لیں۔۔۔۔

محرم کی ایک رات باقی رہ گئی تھی کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ لوٹ آئے۔۔۔۔ بنی قرطاء کا سردار ثمامہ بن اثال الحنفی قیدی بن کر آیا۔۔۔۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ثمامہ کو لوگوں نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا۔۔۔۔ بعدازاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ثمامہ کو چھوڑ دیا گیا۔۔۔۔ ثمامہ نے غسل کیا اور مسلمان ہوگیا۔ اس نے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) واللہ روئے زمین پر آپ کے چہرہ سے کوئی چہرہ ابغض میرے نزدیک نہیں تھا لیکن آپ کا چہرہ واللہ اب میرے نزدیک احب الوجوہ ہوگیا ہے۔

آپ کے دین سے واللہ کوئی دین ابغض نہیں تھا، آپ کا دین اب میرے لیے کل دینوں سے احب الادیان ہوگیا ہے۔

واللہ آپ کے شہر سے کوئی شہر میرے نزدیک ابغض نہیں تھا لیکن آپ کا شہر اب میرے لیے احب البلاد ہوگیا۔۔۔۔

Marfat.com

ایسے حال میں کہ میں عمرہ لانے کا ارادہ کرتا تھا کہ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا۔ کیا آپ مناسب دیکھتے ہیں کہ میں عمرہ کے لیے جاؤں یا آپ کے پاس رہوں۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا و آخرت کی خیر کی بشارت دی اور ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمرہ کے لیے اجازت دے دی۔

ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ میں آئے تو کسی نے کہا:

"تو صابی ہو گیا۔"

یعنی ایک دین سے خارج ہو کر دوسرے دین میں داخل ہو گیا ____ ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے دین میں موافقت کی ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ "میں نے اچھے دین کا اتباع کیا ہے کہ وہ دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے ____ واللہ میں تمہارے دین کی طرف رجوع نہ کروں گا اور نہ تمہاری رفاقت کروں گا اور نہ تمہارے غلہ کے قافلہ کو چھوڑوں گا ____ واللہ تمہارے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ گندم کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں۔

غزوہ بنی لحیان:

اس غزوہ کے وقوع سے متعلق مختلف روایات ہیں:

☆ ماہ ربیع الاول ہجرت کے چھٹے سال میں ہوا ____ (ابن سعد)

☆ ماہ جمادی الاول میں بنی قریظہ کی فتح کے چھٹے مہینے کے آغاز میں ہوا ____ (ابن اسحاق)

☆ یہ غزوہ سن ۵ ہجری میں ہوا ____ (ابن حزم)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیر معونہ میں شہید ہونے والے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دس اصحاب پر شدید غم فرمایا ____ آپ نے دو سو صحابہ کا لشکر تیار کیا جس میں بیس گھوڑے تھے ____ مدینہ پر عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ کیا ____ پھر روانگی میں جلدی کی اور بطن غران تک پہنچے ____ جوامج اور عسقان کے درمیان ایک وادی ہے۔ بطن غران اور عسفان کے درمیان پانچ میل کا فاصلہ ہے۔

آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں پہنچے جہاں اہل الرجیع یعنی جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں رحمہ اللہ فرمایا اور ان کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی ____ بنی لحیان نے آپ کے تشریف لانے کی خبر جو سنی تو وہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں بھاگ گئے اور ان میں کوئی آپ کے سامنے نہیں ہوا ____ آپ نے وہاں ایک دو دن قیام فرمایا ____ وہاں سے آپ ہر طرف سریہ بھیجتے رہے ____ پھر آپ وہاں سے عسقان میں تشریف لائے ____ یہاں سے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس سواروں کے ساتھ بھیجا تا کہ قریش ان کے آنے کی خبر سنیں اور ڈر جائیں۔ یہ لوگ کراع الغمیم تک آئے ____

Marfat.com

یہ ایک وادی ہے جو عسقان کے سامنے آٹھ میل پر ہے ـــــ پھر یہ لوگ وہاں سے پلٹ گئے اور کسی سے نہیں لڑے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ آپ مدینہ سے چودہ راتیں باہر رہے ـــــ آپ نے کسی قسم کی جنگ نہیں کی۔ آپ یہ الفاظ فرماتے تھے:

☆ آیبون ـــــ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف عبادت سے رجوع کرنے والے ہیں۔

☆ تآیبون ـــــ تقصیر عبادت سے توبہ کرنے والے ہیں ـــــ آپ نے یہ تواضعاً فرمایا ہے یا امت کی تعلیم کے لیے فرمایا ہے۔

☆ عابدون ـــــ جس کی ذات عبادت کے لائق ہے، ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔ وہ کون ہے ہمارا رب ہے۔

☆ حامدون ـــــ ہم اس کی حمد کرنے والے ہیں۔

غزوۂ الغابہ/ غزوۂ ذی قرد:

ذی قرد ایک پانی ہے جو مدینہ سے تقریباً بارہ کوس کی مسافت پر ہے ـــــ یہ غزوہ سن ۶ ہجری ماہ ربیع الاول میں حدیبیہ سے پہلے ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیس اونٹنیاں دودھ والی جو عنقریب جننے والی تھیں، غابہ کے مقام پر چرا کرتی تھیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اونٹنیوں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے ـــــ عینیہ بن حصص الفرازی نے چہار شنبہ کی رات میں چالیس سواروں سمت چھاپہ مارا اور وہ اونٹنیاں ہانک کر لے گئے اور ابن ابو ذر کو قتل کر ڈالا ـــــ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ان اونٹنیوں میں ایک مرد بنی غفار کا ایک اور عورت تھی۔ انہوں نے مرد کو قتل کر دیا اور عورت کو غلام بنا کر لے گئے۔

وہ عورت رات کے وقت ان کو غافل پا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی پر سوار ہو کر نکل آئی۔ اس نے یہ نذر کی:

"اگر میں ان لوگوں سے نجات پاؤں گی تو اس اونٹنی کو ذبح کروں گی۔"

وہ عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور اس نذر کے بارے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:

لا نذر فی معصیۃ ولا لاحد فیھا لا یملک

یعنی "کسی معصیت میں کوئی نذر نہیں ہے اور جس شے کا کوئی مالک نہ ہو، اس میں کسی کو نذر کرنا جائز نہیں ہے۔"

اور یاخیل اللہ ارکبی کی ندا کی گئی یعنی "اے سوارانِ خیل اللہ! سوار ہو جاؤ۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ پانچ سو سوار ہوئے ـــــ دوسری روایت میں تعداد سات سو ہے ـــــ مدینہ پر ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو حضرات میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ یہ

Marfat.com

لوگ مدینہ کی حراست کرتے تھے ـــــ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ان کا نیزہ جھنڈا قائم کیا اور ان سے فرمایا:

''تم چلے جاؤ یہاں تک کہ تم سے سوار آملیں گے اور میں تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ تم دشمن کے پیچھے رہ جانے والوں کو پالو۔''

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسعدہ کو قتل کیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسعدہ کے ہتھیار اور گھوڑے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیئے ـــــ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابان بن عمرو کو قتل کیا ـــــ مسلمانوں میں سے حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے ـــــ انہیں مسعدہ نے شہید کیا ـــــ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو جالیا۔ وہ پیدل چل رہے تھے اور انہیں تیر مارتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے:

خذها واتا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

''اس تیر کو لے اور تو جان لے کہ میں ابن الاکوع ہوں۔ جو فن تیر اندازی میں معروف زمانہ ہے۔ آج کا دن لیئموں کے قتل کا دن ہے۔''[۲۷۳]

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر کے سواروں اور پیدل جوانوں سے عشاء کے وقت جا ملے ـــــ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ لوگ پیاسے ہیں۔ اگر آپ مجھے ایک سو جوانوں کے ساتھ بھیجیں گے تو چرنے والے جانور جو ان کے ہاتھوں میں ہیں، ان کو چھڑا لاؤں گا اور ان لوگوں کی گردنیں پکڑ لوں گا۔'' (یعنی انہیں قتل اور قید کروں گا۔)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم ان کے مالک ہوگئے۔ ان کے ساتھ نرمی اور سہولت کرنا، ان کے ساتھ سختی نہ کرنا۔ ان میں نکابت حاصل ہوگئی ہے۔ وہ دشمن قتل کیے گئے ہیں۔ وللہ الحمد''[۲۷۴]

پھر آپ نے فرمایا:

''وہ لوگ ضرور غطفان میں ٹھہریں گے۔''

انہوں نے بنی عمرو بن عوف سے استغاثہ کیا۔ ان کی مدد کے لیے سوار، پیدل اور شتر سوار آئے۔ وہ مدد کے لیے آنے

---

۲۷۳ گزشتہ سطور میں مصنف نے بنی سلیم لکھا ہے۔

۲۷۴ عربوں کا قول ہے لیئم راضع یعنی جس کے پیٹ میں ملامت کا دودھ پینے والا ـــــ دوسرا معنی یہ ہے کہ جسے چھوٹی عمر سے حرب (جنگ) نے دودھ پلایا ہے، وہ حرب کے ساتھ خوگر اور حریص ہے اور اپنے غیر کو پہچانتا ہے۔ وہ آج کے دن پہچانا جاتا ہے۔ ایک اور معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ آج کا دن تم لوگوں پر سخت ہے۔ دودھ پلانے والی نے جسے دودھ پلایا ہے، وہ آج کے دن اسے چھوڑ دے گی اور دودھ پینے والا اس دودھ پلانے والی کو نہ پائے گا۔ وہ لوگ بھاگ گئے اور ان کے سرداروں میں عیینہ اور مسعدہ ایک جماعت میں قتل کیے گئے اور ان کے ہتھیار لے لیے گئے۔

Marfat.com

والے بنی عوف سے تھے۔ وہ لوگ ذی قرد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے ان سے دس اونٹنیاں چھین لیں اور باقی دس اونٹنیاں لے کر وہ لوگ غائب ہو گئے ـــــ ذیقرد میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا۔ ذیقرد میں صلوٰۃ خوف پڑھی گئی اور مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ آپ مدینہ سے پانچ راتیں باہر رہے ـــــ آپ نے ہر ایک سو اصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ وہ اسے ذبح کرتے تھے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی/ سریۃ الغمر :

عمر ذوق بنی اسد کا ایک پانی ہے جو فید سے دوراتت کے فاصلہ پر ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاول میں یہ سریہ گیا۔ چالیس نفوس پر مشتمل یہ سریہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے روانہ ہوا۔ یہ لشکر تیزی سے گیا۔ وہ لوگ ان کے ڈرے بھاگ گئے۔ ان کے مکان خالی تھے، کوئی آدمی نہیں تھا۔ مسلمان ان کے اعلیٰ بلاد میں اترے اور دو سو اونٹ ہانک لائے۔ وہ اونٹ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئے۔ جنگ نہیں ہوئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

ذی القصہ ایک گاؤں ہے جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاول میں دس آدمی محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی طرف گئے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں رات کو پہنچے۔ وہ لوگ گھات میں رہے کہ یہ لوگ سو گئے ـــــ مسلمانوں کو انہوں نے گھیر لیا۔ وہ ایک سو افراد تھے۔ رات باہم تیراندازی کرتے رہے۔ پھر عربوں نے مسلمانوں پر نیزوں سے حملہ کیا اور انہیں شہید کر ڈالا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی پڑے رہے، شہادت نہیں ہوئی ـــــ عربوں نے مسلمانوں کے کپڑے اتار لیے ـــــ ایک مسلمان محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزرا۔ اس نے انہیں مردہ سمجھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی آواز سن کر حرکت کی۔ اس نے انہیں اٹھالیا اور زخمی حالت میں مدینہ لے آیا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماہ ربیع الاخر میں جہاں مسلمان شہید ہوئے تھے، چالیس مجاہدوں کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے ان کی لوٹ کھسوٹ کی اور انہیں پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور کر دیا ـــــ ابو عبیدہ نے ان میں سے ایک کو پالیا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ان لوگوں کے اونٹوں سے ایک اونٹ پایا جسے ہانک لائے۔ ان کے سامان سے پرانا سامان ملا۔ اسے مدینہ لے آئے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے خمس لیا اور باقی سامان ان پر تقسیم کر دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ/ سریہ بن سلیم (۶ ہجری):

مدینہ سے چار میل دور بطن نخل کا ایک ناحیہ مقام جموع ہے۔ یہاں بنی سلیم کی طرف یہ سریہ ہجرت کے چھٹے سال ماہ ربیع الاخر میں گیا ـــــ سریہ والوں نے بنی مزینہ کی حلیمہ نامی ایک عورت کو پالیا۔ اس عورت نے بنی سلیم کی جگہوں میں سے ایک جگہ بتائی۔ انہوں نے اونٹ، بکریاں اور اسیر یہاں پائے ـــــ ان اسیروں میں حلیمہ مزینیہ کا شوہر بھی تھا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ یہ سب لے کر مدینہ میں پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلیمہ کو اس کی جان اور اس کا شوہر بخش دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ موضع عیص:

عیص مدینہ سے چار میل پر ایک گاؤں ہے۔ یہ سریہ ہجرت کے چھٹے سال ماہ جمادی الاولیٰ میں گیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ستر شتر سوار تھے۔ یہ سریہ اس لیے گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تھی کہ ملک شام سے قریش کا ایک قافلہ غلہ لایا ہے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی روک ٹوک کریں ـــــ وہ قافلہ اور جو کچھ اس میں تھا، وہ سب زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا ـــــ صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی ان کے ہاتھ لگی ـــــ قریش کے بہت سے آدمی اسیر کیے گئے۔

اسیران قریش میں ابو العاصی ابن الربیع تھا ـــــ زید اس سمیت تمام قیدیوں کو مدینہ لے آئے ـــــ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاصی کو پناہ دے دی ـــــ مکہ کے دنوں سے اس کی زوجہ تھیں ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پکار کر کہا کہ:

''میں نے ابوالعاصی کو پناہ دی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ:

''مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہے (تم سب مومنین اس وقت جو سن رہے ہو، میں نے بھی سنا ہے) جس کو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے پناہ دی ہے، ہم نے اس کو پناہ دی ہے۔''

اس بنا پر ابوالعاصی کا جو سامان مسلمانوں نے لیا تھا، وہ انہیں لوٹا دیا گیا۔

ابن عقبہ نے کہا ہے کہ ابو العاصی حدیبیہ کے بعد ابو بصیر کے ہاتھوں قید ہوا جبکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوالعاصی کے قید ہونے سے پہلے مدینہ ہجرت فرمائی تھی اور ابوالعاصی کو اس کے شرک پر چھوڑ دیا تھا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالعاصی کے اسلام لانے کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلے نکاح پر پھیر دیا ـــــ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوالعاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں سن ۶ ہجری کے بعد اور ان کی عدت ختم ہونے سے پہلے بھجوا دیا ـــــ عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح جدید کے بعد ابوالعاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شریک حیات کر دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ طرف:

طرف مدینہ سے چھتیس (۳۶) میل پر ایک پانی ہے۔ ہجرت کے چھٹے سال جمادی الاخر میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں یہ سریہ روانہ ہوا۔ آپ پندرہ مجاہدین پر امیر تھے۔ انہوں نے بنی ثعلبہ کا رخ کیا۔ اونٹ اور بکریاں پائیں جبکہ اعراب بھاگ گئے۔

Marfat.com

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس اونٹوں سمیت راتوں رات مدینہ پہنچ گئے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مہم میں چار راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ حسمی:

موضع حسمی ذات القریٰ کے اس طرف ہے۔ یہ سریہ سن ٦ ہجری جمادی الآخر میں گیا تھا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ قیصر روم نے حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صلہ اور خلعت دیا تھا ــــــ بنی جزام سے ہنید نامی ایک شخص نے چند لوگوں سے مل کر حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوٹ لیا ــــــ اس کی خبر بنی جنیب کے کچھ لوگوں کو ملی۔ انہوں نے لٹیروں سے دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال و متاع چھڑا کے حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔

دحیہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کے گوش گزار کیا ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ پانسو مجاہدوں کو بھیجا۔ لشکر کے ہمراہ دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں سفر کرتے اور دن میں قیام کرتے ــــــ حسمی پہنچ کر انہوں نے صبح سویرے بنی جزام پر حملہ کر دیا۔ ان کی لوٹ کھسوٹ کی۔ کثرت سے قتال ہوا۔ اس سریہ میں ہنید اپنے بیٹے سمیت مارا گیا۔ زید کچھ اونٹ، ایک ہزار بکریاں، ایک سو عورتیں اور بچے لے آئے۔

زید بن رفاعۃ الجزامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ نو آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ خط آپ کی خدمت میں پیش کیا جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اس وقت لکھ کر دیا تھا جب زید بن رفاعہ نے اسلام قبول کیا تھا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا اور انہیں یہ حکم فرمایا کہ زید بن رفاعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قوم، ان کے حرم اور ان کے اموال کو چھوڑ دیا جائے ــــــ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفاعہ کی قوم سے جو کچھ لیا تھا، وہ سب ان کو لوٹا دیا۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ وادی القریٰ:

یہ سریہ ماہ رجب سن ٦ ہجری میں گیا۔ مسلمان بنی فزارہ سے لڑ پڑے۔ مسلمانوں میں سے بہت سے شہید ہو گئے۔ معرکہ جنگ سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ زخمی حالت میں لائے گئے۔ آپ میں تھوڑی سی جان باقی تھی۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ دومۃ الجندل:

یہ سریہ ماہ شعبان سن ٦ ہجری میں دومۃ الجندل کی طرف گیا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر انہیں اپنے روبرو بٹھایا ــــــ پھر اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور ان سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں، ان سے قتال

Marfat.com

کرو ـــــ اور کسی سے بے وفائی نہ کرو ـــــ جنگ کے دوران لڑکے کو قتل نہ کرو۔"

عبدالرحمٰن بن عرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات سو مجاہدوں کے ہمراہ بنی کلب کی طرف دومتہ الجندل بھیجا ـــــ لشکر کی روانگی کے وقت آپ نے ان سے فرمایا:

"اگر بنی کلب تمہاری اطاعت کریں اور مسلمان ہو جائیں تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ کر لینا۔"

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ دومتہ الجندل جا پہنچے ـــــ وہاں تین دن ٹھہرے رہے۔ ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے ـــــ بنی کلب کا رئیس اصبغ بن عمرو الکلبی جو عیسائی تھا، تیسرے دن اسلام میں داخل ہو گیا تھا ـــــ اصبغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے ـــــ اور جو شخص جزیہ دینے پر ٹھہرا رہا، وہ ٹھہرا رہا ـــــ

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تماضر بنت اصبغ سے بیاہ کیا اور انہیں مدینہ لے آئے ـــــ تماضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اباسلمہ کو جنم دیا۔

سریہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سن ۶ ہجری ماہ شعبان میں یہ سریہ بنی بکر کی طرف روانہ کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک سو جانثار تھے۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تھی کہ بنی سعد بن بکر اس ارادے سے لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہیں کہ خیبر کے یہودیوں کی طاقت بڑھائیں اور ان کی مدد کریں ـــــ فدک اور خیبر کے درمیان مسلمانوں سے ان کا سامنا ہوا ـــــ مسلمانوں نے ان کے پانچ سو آدمی قیدی کر لیے اور دو ہزار بکریاں ہاتھ آ گئیں، بنی سعد فرار ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی مدینہ لوٹ آئے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

سریہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ وادی القریٰ:

وادی القریٰ میں پہلا سریہ ماہ رجب سن ۶ ہجری میں واقع ہوا ـــــ جبکہ دوسرا معرکہ ماہ رمضان سن ۶ ہجری میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں ہی واقع ہوا۔

یہ سریہ وادی القریٰ کے ناحیہ میں ام قرفہ بنت ربیعہ بنت زید الفراری کی طرف گیا۔ یہ مقام مدینہ سے سات میل پر ہے۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لیے ملک شام کی طرف گئے تھے۔ ان کے ہمراہ بہت سے صحابہ کرام کی پونجی (مال و متاع) تھی ـــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادی القریٰ میں پہنچے تو اہل قرارہ جو بنی بدر سے تھے، انہوں نے حضرت زید اور ان کے ساتھیوں کو مارا اور جو مال و متاع تھا، سب لوٹ کر لے گئے۔

یہ لوگ لٹے پٹے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر دے کر بنی قرارہ کی طرف روانہ فرمایا اور فرمایا:

"دن میں قیام کرو اور رات میں چلو۔"

Marfat.com

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق رات میں سفر کرتے اور دن میں قیام ــــ یہ لوگ بنی قرارہ میں صبح کے وقت پہنچے اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا ــــ بنی قرارہ کے جو لوگ موجود تھے، انہیں گھیر کر قتل کر دیا ــــ بنی قرارہ کی رئیسہ ام قرفہ گرفتار کر لی گئی ــــ ام قرفہ کی بیٹی جاریہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو بھی پکڑ لیا ــــ قیس بن المحسر نے ام قرفہ جو کہ بڑی عمر کی بڑھیا تھی، کو یہ سزا دی کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے باندھ کر دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا۔ پھر ان اونٹوں کو ہانک دیا۔ وہ ایسے گئے کہ ام قرفہ کو چیر ڈالا۔

زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے گئے تھے، ویسے ہی لوٹ آئے ــــ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ایسے حال میں تھے کہ برہنہ تھے اور اپنا کپڑا کھینچ رہے تھے۔ زید کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ فرمایا اور انہیں بوسہ دیا۔ ان سے خبر دریافت فرمائی ــــ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس شے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی تھی، آپ کو اس کی خبر دی۔

سریہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ابو رافع سلام بن ابی الحقیق عبداللہ یہودی کے خاتمہ کے لیے گیا ــــ اس بد بخت نے یوم خندق میں گروہوں کو اکٹھا کیا تھا۔

اس سریہ سے متعلق مختلف روایات ہیں:

☆ یہ سریہ ماہ رمضان سن ۶ ہجری میں گیا تھا۔

☆ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سریہ ماہ ذی الحجہ سن ۵ ہجری میں بنی قریظہ کے واقعہ کے بعد بھیجا ــــ (ابن سعد)

☆ جمادی الاخر ہجرت کے تیسرے سال میں بھیجا گیا۔

☆ بخاری میں ہے کہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بعد بھیجا ــــ (زہری)

اس سریہ میں حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ یہ صحابہ تھے:

☆ عبداللہ بن انیس ☆ ابو قتادہ

☆ اسود بن خزاعی ☆ مسعود بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ابو رافع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتا تھا اور لوگوں کی آپ کے خلاف مدد کرتا تھا ــــ مجاہدین خیبر کی طرف گئے اور چھپ رہے۔ جب کچھ سکون ہوا تو آگے بڑھے۔

آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے چرنے والے جانور لے جا چکے تھے ــــ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کی بولی جانتے تھے ــــ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''تم لوگ اپنی جگہ بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں اور دربان کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ یقین ہے کہ میں قلعہ کے اندر داخل

Marfat.com

ہوسکوں گا۔''

عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کے قریب ہوئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے سے ڈھاٹا باندھا' گویا وہ قضائے حاجت کرتے ہیں ـــــ لوگ اس وقت قلعہ میں جا چکے تھے ـــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربان نے آواز دی:

''اے عبداللہ۲۷۵! اگر تم قلعہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے ہو تو داخل ہو جاؤ ـــــ ورنہ میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ قلعہ کا دروازہ بند کردوں۔''

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں قلعہ میں داخل ہوگیا اور میں چھپ رہا۔ جب آدمی قلعہ میں داخل ہوگئے تو دربان نے قلعہ کا دروازہ بند کر کے کنجیاں لٹکا دیں ـــــ میں کنجیوں کی طرف گیا اور انہیں لے کر دروازہ کھول دیا۔

ابورافع کے پاس رات میں قصے کہانیاں کہی جاتی تھیں۔ وہ اپنے بالاخانے پر رہا کرتا تھا۔ جب اس کے پاس سے قصہ کہانی کہنے والے چلے گئے۔ میں اس کی طرف چڑھا۔ میں ایک دروازہ کھولتا تو اندر سے میں اپنے اوپر دروازہ بند کر دیتا تھا ـــــ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے دروازہ کھولنے کے بعد کہا کہ میں ابورافع کے لیے ہدیہ لایا ہوں ـــــ ابورافع کی بیوی نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا۔ اس عورت نے جب ہتھیار دیکھے تو شور کرنا چاہا لیکن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تلوار کے اشارہ سے خاموش رہنے کے لیے کہا' وہ ساکت ہوگئی ـــــ

میں ابورافع تک پہنچ گیا ـــــ اچانک میں نے اسے ایک تاریک مکان میں پایا۔ اس کے جسم پر مصر کی سپید چادر کی وجہ سے اسے پہچانا ـــــ میں نے ابورافع کہہ کر آواز دی۔ اس نے کہا یہ کون شخص ہے؟ ـــــ میں نے آواز کی سمت ہو کر اس پر تلوار سے ایک ضرب لگائی لیکن وہ قتل نہیں ہوا۔ اس نے چیخ ماری میں مکان سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دور جا کر ٹھہر گیا ـــــ پھر میں ابورافع کے پاس داخل ہوا ـــــ گویا اس کی مدد کے لیے میں نے آواز بدل کر کہا:

''اے ابورافع! یہ کیسی آواز ہے؟''

اس نے اپنا خادم سمجھتے ہوئے کہا:

''تیری ماں پر افسوس ہے' اس سے پہلے کسی شخص نے اس گھر میں میرے تلوار ماری۔''

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک اور ضرب لگائی جس سے مجھے یوں لگا کہ میں نے اسے ست کر دیا ـــــ حال یہ تھا کہ میں نے اسے قتل نہیں کیا تھا ـــــ پھر میں اس سے دور ہٹ گیا اور پھر آیا اور اب میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی یہاں تک کہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی ـــــ اس وقت وہ بدبخت قتل ہوا۔

اس کے بعد میں ایک ایک دروازہ کھولتا گیا یہاں تک کہ تمام دروازے کھول کر اس کے مکان کی سیڑھی تک پہنچا۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا اور میں یہ گمان کر رہا تھا کہ میں زمین تک پہنچ گیا ہوں ـــــ چاندنی رات میں گر پڑا۔ میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنے عمامہ سے اس پر پٹی باندھ لی۔ جب مرغ نے اذان دی تو موت کی خبر دینے والے نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر پکارا:

---

۲۷۵ عام طور پر ہر شخص کو عبداللہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

''ابو رافع! تاجر حجازی مارا گیا۔''

میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا:

''جلدی سے نکل چلو' تحقیق اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کی جان لے لی۔''

پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

''تم اپنا پاؤں پھیلا دو۔''

میں نے پاؤں پھیلا دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا ــــ میں نے جانا کہ میری ٹانگ میں کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہود خیبر نے ابو رافع سلام بن ابی الحقیق گستاخ کے قتل کے بعد اسیر بن زرام الیہودی کو اپنا امیر مقرر کیا ــــ اسیر بنی غطفان وغیرہ قبائل میں جا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لیے جمع کرنے لگا ــــ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی۔ آپ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ساتھیوں سمیت ماہ رمضان سن ۶ ہجری میں مخفی طور پر بھیجا ــــ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسیر سے متعلق معلومات لینے گئے تھے اور وہاں کا جائزہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں آپ کو خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس مجاہدوں پر امیر بنا کے روانہ فرمایا۔

یہ لوگ اسیر کے پاس آئے اور جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے اسے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تو آپ کے پاس آئے ــــ تجھے خیبر پر عامل بنایا جائے گا اور تیرے ساتھ احسان اور نیکی کریں گے۔''

وہ ان کی باتوں میں آ گیا ــــ وہ تیس آدمیوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار نکلا ــــ مسلمان پیدل گئے تھے' ہر اونٹ سوار یہودی کے پیچھے ایک مسلمان بیٹھ گیا ــــ خیبر سے چھ میل دور مقام قرقرہ پر جب یہ پہنچے ــــ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسیر یہودی کی بے وفائی پر اسے ضرب لگائی۔ اسیر اپنے اونٹ سے گر پڑا ــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسیر کے ساتھیوں پر پل پڑے اور انہیں ہلاک کر دیا۔

پھر یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی کامیابی کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظالم قوم سے نجات دی۔''

Marfat.com

سریہ کرز ابن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ / سریہ عرینین:

عرینین دو قبیلے ہیں' قضاعہ اور بجیلہ ـــــ سریہ عرینین کو بخاری نے خیبر سے پہلے اور حدیبیہ کے بعد ذکر کیا ہے۔ سریہ حدیبیہ ماہ ذیقعد سن ۶ ہجری میں تھا۔

بخاری میں کتاب المغازی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عکل اور بنی عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کلمۂ توحید پڑھ کر اپنا اسلام ظاہر کیا۔ ان لوگوں نے عرض کیا:

''یا نبی اللہ! ہم اونٹ بکریاں وغیرہ دودھ دینے والے جانور رکھتے تھے ـــــ ہم کھیتی باڑی نہیں کرتے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے آٹھ دس اونٹ اور ایک چرواہا عنایت فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں ـــــ یہ لوگ گئے اور انہوں نے ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہو گئے' موٹے ہو گئے اور ان کا رنگ و روغن پھر لوٹ آیا ـــــ حالات بدلنے پر ان کی نیت بھی بدل گئی۔ اسلام لانے کے بعد وہ کافر ہو گئے اور مقام حرہ کے ناحیہ میں چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

اس کی مزید تفصیل صحیح مسلم میں ملتی ہے کہ یہ سریہ انصار کے بیس سواروں کا تھا ـــــ ابن مردویہ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلام یسار تھا۔ آپ نے اسے دیکھا کہ وہ اچھے طور سے نماز پڑھتا ہے۔ آپ نے اسے آزاد کر دیا اور اپنی اونٹنیوں کے ساتھ مقام حرہ میں بھیج دیا۔

ایک گروہ نے جو عرینہ سے تھا' اسلام ظاہر کیا اور آپ کی خدمت میں جب آئے تو وہ بخار میں مبتلا تھے' ان کے پیٹ بڑھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حالت دیکھ کر حکم فرمایا کہ وہ اونٹنیوں میں چلے جائیں۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو یسار کو قتل کر دیا اور اس کی دونوں آنکھوں میں کانٹے چبھوئے اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے مسلمان سوار بھیجے۔ ان سواروں کے امیر کرز بن جابر الفہری تھے۔ کرز انہیں پکڑ کر لے آئے اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں ـــــ سلائیاں قصاص کے طور پر پھیری گئیں کیونکہ انہوں نے چرواہے کی آنکھیں کانٹوں سے پھوڑ ڈالی تھیں۔

سریہ عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ مکہ ابوسفیان بن حرب کی طرف گیا ـــــ ابوسفیان نے غدر سے ایک شخص کو بھیجا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالے ـــــ اس شخص کے پاس خنجر تھا تاکہ دھوکہ سے آپ پر وار کرے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا:

''یہ شخص غدر کا ارادہ کرتا ہے۔''

اسید بن الحضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اندرون تہمد کو پکڑ کے کھینچا تو خنجر موجود پایا۔ وہ شخص شرمندہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''تو مجھے سچ بتا کہ تو کون ہے؟''

اس نے کہا:

''اگر میں سچ کہوں تو کیا میرے لیے امن ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک مجھے امن ہے۔''

اس شخص نے ابوسفیان کی سازش سے آگاہ کیا ـــــ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کی طرف بھیجا۔ سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ہمراہ تھے ـــــ دوسری روایت میں خیار بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے ـــــ آپ نے ان دونوں سے فرمایا:

''تم دونوں ابوسفیان کو غافل پاؤ تو اسے قتل کر ڈالو۔''

وہ دونوں مکہ داخل ہوئے۔ عمرو بن امیہ چلے گئے۔ رات کو جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے معاویہ بن ابوسفیان نے ان کو دیکھا ـــــ قریش کو اس کی خبر کی۔ قریش کو عمرو سے خوف محسوس ہوا ـــــ دور جاہلیت میں عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچانک آدمی کو مار ڈالتے تھے ـــــ اہل مکہ نے عمرو بن امیہ کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ یہ اطلاع ملنے پر عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم دونوں مکہ سے فوری نکل گئے۔

عمرو بن امیہ کو عبداللہ بن مالک التیمی سے ملے اور اسے ہلاک کر دیا پھر اور شخص کو قتل کیا ـــــ قریش کے دو قاصد انہیں ملے ـــــ خبر کے تجسس میں نکلے تھے۔ ایک کو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر سے قتل کر ڈالا اور دوسرے کو قید کر کے اپنے ساتھ مدینہ لے گئے۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی کارکردگی سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا۔

مقام حدیبیہ:

حدیبیہ ایک کنواں ہے' اس کنویں کے نام پر اس جگہ کا بھی حدیبیہ رکھا گیا ـــــ ایک روایت میں حدیبیہ ایک درخت کا نام ہے ـــــ مقام حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلے پر ہے اس مقام کا بیشتر حصہ حرم شریف میں ہے اور کچھ مقام حل میں۔

ہجرت کے بعد پہلے عمرے کے لیے روانگی:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سن ۶ ہجری ماہ ذیقعد دوشنبہ کے دن عمرہ کے لیے تشریف لے گئے ـــــ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پر ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خلیفہ مقرر فرمایا ـــــ آپ کے ساتھ کوئی خاص ہتھیار نہیں تھے لیکن مسافر کے ہتھیار جیسے کہ تلواریں نیاموں میں تھیں ـــــ جب آپ ذوالحلیفہ میں تھے تو آپ نے قربانی کے اونٹوں کی گردنوں میں قلاوے ڈالے اور قربانی کی علامت کے لیے ان کے کوہان چیر دیئے اور وہاں احرام باندھا

Marfat.com

—— صحابہ کرام نے بھی وہاں اپنے قربانی کے اونٹوں کے قلاوے ڈالے اور ان کے کوہان چیرے۔

قریش کے بارے خبر:

بخاری کی ایک روایت ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ سے عمرہ کے لیے احرام باندھا —— آپ کا ایک جاسوس بنی خزاعہ سے تھا۔ آپ نے اسے قریش کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ حدیبیہ کے بالمقابل ایک جگہ غدیر اشطاط ہے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے —— اتنے میں وہ جاسوس خبر لے کر آ گیا۔ اس نے بتایا کہ قریش نے آپ کے لیے ہر ایک قبیلہ کے گروہ کو جمع کیا ہے۔ قریش کے حلیفوں میں بنی الہول بن خذیمہ اور بنی الحارث بن عبد مناۃ اور خزاعہ سے بنی المصطلق تھے —— اور یہ بتایا کہ قریش:

☆ آپ سے جنگ کرنے والے ہیں' اور

☆ بیت اللہ شریف سے آپ کو روکنے والے ہیں اور

☆ مکہ سے آپ کو منع کرنے والے ہیں۔

صحابہ کرام سے مشورہ:

یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے لوگو! تم مجھے مشورہ دو —— قریش ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیا تم مناسب سمجھتے ہو کہ میں ان کے عیال اور ان کی اولاد کی طرف جھک پڑوں۔''

اسی حدیث میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ بیت اللہ کے ارادہ سے مدینہ سے نکلے ہیں۔ نہ آپ کسی کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں نہ کسی جنگ کا —— آپ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوں' جو لوگ بیت اللہ سے روکیں گے ہم ان سے لڑیں گے۔''

یہ سن کر آپ نے فرمایا:

''اللہ کے نام پر چلے جاؤ۔''

امام احمد نے اس حدیث پر یہ اضافہ کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے:

''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔''

یعنی آپ فرمان الٰہی و مشادرھم فی الامر —— اپنے اصحاب سے بکثرت مشورہ فرماتے تھے۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جس وقت صحابہ کرام ابھی راستہ ہی میں تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خالد بن ولید مقام غمیم[۲۷۶] میں قریش کے سواروں میں مقدمہ الجیش ہے۔ تم لوگ خالد کے دائیں جانب کا راستہ لو'' —— اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ خالد کو اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ اصحاب لشکر خالد کے غبار

---

۲۷۶ غمیم، رابغ اور جحفہ کے درمیان مکہ سے قریب ایک گاؤں ہے۔

Marfat.com

میں یکا یک موجود تھے ـــــ خالد اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر چلے گئے ـــــ گھوڑے کو ایڑ لگائی اور قریش کا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈرانے کے لیے چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔

مشیت ایزدی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ٹیلے کی راہ پر پہاڑ کی طرف راستہ میں تھے کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر بیٹھ گئی۔

ساتھیوں نے کہا:

''حل حل،[۲۷۷] لیکن آپ کی اونٹنی اپنی جگہ سے نہیں ہلی ـــــ صحابہ نے دوبارہ خلاتُ القصوا کہا ـــــ قصویٰ یعنی آپ کی اونٹنی پھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قصوا نے سرکشی نہیں کی۔ اس لیے کہ سرکشی اس کی خلقت میں نہیں ہے لیکن قصوا کو حابس الفیل نے روکا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے جیسا کہ ہاتھی کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔''

ہاتھی (فیل) کے ساتھ اس کی مناسبت یوں ہے کہ اگر صحابہ اس صورت میں مکہ میں داخل ہوتے اور قریش انہیں روکتے تو ان کے درمیان خونریزی ہونے کا شدید امکان تھا ـــــ قریش کے اموال لوٹے جاتے۔ جیسا کہ اگر فیل اور اصحاب فیل کا مکہ میں داخل ہونا تقدیر کیا جاتا۔ یوں اصحاب فیل قتل عام کرتے اور اہل مکہ کے اموال لوٹتے لیکن یہ اللہ کریم کو علم تھا کہ اہل مکہ سے ایک خلق اسلام میں داخل ہوگی اور ان کی نسل سے وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کریں گے اس لیے وہ مکہ میں داخل نہیں ہوئے ـــــ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' قریش مجھ سے کسی ایسے بڑے کام کا سوال نہ کریں گے جس میں اللہ تعالیٰ کے حرمات کی تعظیم کرتے ہیں ـــــ مگر میں ان کو وہ خاص کام عطا کر دوں گا۔''

پھر آپ نے قصوا کو ڈانٹا وہ کود کر کھڑی ہوگئی ـــــ آپ نے قریش سے رخ موڑ لیا۔

حدیبیہ میں معجزہ:

آپ حدیبیہ کی انتہا پر ایسے تھوڑے پانی کے گڑھے پر اترے کہ صحابہ چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے ـــــ دیکھتے دیکھتے گڑھا خالی ہوگیا ـــــ سخت پیاس تھی' پانی بھی اچھی طرح سے دستیاب نہ ہوا ـــــ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی ـــــ

آپ نے اپنے تیردان سے ایک تیر کھینچا اور صحابہ سے حکم دیا کہ اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑ دیں ـــــ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! کہ وہ پانی سیرابی سے جوش مارتا تھا۔ پانی کی فراوانی کے باعث صحابہ اس سے ہٹ گئے۔

بدیل بن ورقا کی صلح کے لیے کوشش:

بدیل بن ورقاء الخزاعی بنی خزاعہ کے تین چار آدمیوں کے ساتھ آیا ـــــ یہ لوگ اہل تہامہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

---

۲۷۷ جب اونٹ چلتے چلتے رک جائے، عرب لوگ اس وقت یہ کلمہ بولتے ہیں۔

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے امانت راز کے لیے ایسے محافظ تھے جیسے جامہ دان لباس کے لیے محافظ ہوتا ہے ــــــ یعنی آپ کے اسرار کو محفوظ رکھتے تھے ــــــ بدیل نے کہا:

''میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آ رہا ہوں ــــــ وہ حدیبیہ کے ان پانیوں پر اترے ہیں جو منقطع نہیں ہوئے۔ ان کے ساتھ دودھ دینے والی اور بچے والی اونٹنیاں ہیں تا کہ ان کے دودھ سے بھوک مٹائیں ــــــ انہوں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو بیت اللہ سے ضرور روکیں گے۔ وہ یوں نہیں لوٹیں گے ــــــ وہ لوگ طویل قیام کے ارادہ سے اپنی عورتوں اور بچوں کو ساتھ لائے ہیں تا کہ ان کے دل میں بھاگنے کا خیال نہ آئے۔''

بدیل اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہم کسی جنگ کے لیے نہیں آئے بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں ــــــ قریش کی یہ حالت ہے کہ جنگ نے ان کو ضعیف اور لاغر کر دیا ہے اور ان کو نقصان پہنچایا ہے ــــــ اگر قریش چاہتے ہیں میں اپنے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر کرنا چاہتا اور میرے اور کفار عرب وغیرہ کے درمیان راستہ خالی رہے بشرطیکہ وہ یہ چاہتے ہوں۔

اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ظاہر کیا اور قوت دی ــــــ اور اگر قریش چاہیں کہ میری اطاعت میں داخل ہوں جیسے کہ اور لوگ میری اطاعت میں داخل ہوئے ہیں' وہ یہ کریں ــــــ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ظاہر نہیں کیا تو قریش جنگ سے امن میں ہوں گے اور اگر قریش ان امور سے انکار کریں گے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ان سے اپنے دین کے لیے ضرور جنگ کروں گا یہاں تک کہ میں تنہا رہ جاؤں اور قتل کیا جاؤں اور پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے اپنا امر نافذ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ باتیں سن کر بدیل نے کہا:

''آپ نے جو کچھ فرمایا' میں قریش کو پہنچا دوں گا۔''

یہ کہہ کر بدیل چلا گیا اور قریش کے پاس پہنچا اور ان سے کہا:

''میں تمہارے پاس اس ذات سے آیا ہوں اور ہم نے اس ذات سے یہ سنا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم تمہارے روبرو پیش کریں تو ہم پیش کرتے ہیں۔''

قریش کے سفہا یعنی عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن العاصی نے کہا:

''ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ تم ہمیں آپ کی طرف سے کسی شے کی خبر دو۔''

قریش میں سے جو شخص ذی رائے تھا' اس نے بدیل سے کہا:

''جو بات آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں اور تم سن کے آئے ہو' بیان کرو۔''

بدیل نے کہا:

''میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے' آپ ایسا ایسا کہتے ہیں۔''

Marfat.com

جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل سے فرمایا تھا' قریش سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود قریش کا سفیر:

بدیل کی بات سن کر عروہ بن مسعود کھڑا ہو گیا اور اس نے قریش سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اے قوم! کیا تم میرے والد کی جگہ نہیں ہو ـــــ یعنی جیسی شفقت باپ بیٹے پر کرتا ہے' تم ویسی شفقت نہیں کرتے ہو۔''

قریش نے کہا:

''بے شک ہم باپ کی طرح ہیں'' ـــــ عروہ نے کہا:

''کیا میں بیٹے کی جگہ نہیں ہوں ـــــ یعنی جیسے بیٹا باپ کا خیر خواہ ہوتا ہے میں تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں۔'' ـــــ قریش نے کہا:

''بے شک تم بیٹے کی جگہ ہو'' ـــــ عروہ نے کہا:

''کیا تم لوگوں نے مجھے تہمت کے ساتھ منسوب کیا ہے؟ ـــــ قریش نے کہا:

''ہم نے کبھی تم پر تہمت نہیں لگائی'' ـــــ عروہ نے کہا:

''کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری نصرت کے لیے میں نے اہل عکاظ کو بلایا جبکہ اہل عکاظ نے تمہاری نصرت سے انکار کیا ـــــ تو میں تمہارے پاس اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جنہوں نے میری اطاعت کی' تمہارے پاس لے آیا۔''

قریش نے کہا:

''بے شک ایسا ہی ہے'' ـــــ عروہ نے کہا:

''اس ذات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تم لوگوں کے سامنے خیر وصلاح کی دعوت پیش کی ہے' تم اسے قبول کر لو اور مجھے چھوڑو کہ میں ان کے پاس جاتا ہوں۔''

قریش نے کہا ـــــ ''جاؤ!''

عروہ بن مسعود آنحضرت صلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل سے جو فرمایا تھا ویسا ہی عروہ سے ارشاد فرمایا۔ عروہ نے آپ کے اس ارشاد پر کہ ''میں قریش سے جنگ کروں گا۔'' اس نے کہا:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ اپنی قوم کو بالکل ہلاک کر دیں گے ـــــ کیا آپ نے عربوں سے کسی کو سنا ہے کہ اس نے آپ سے اپنے اہل یا اپنے اصل کو ہلاک کیا ہو ـــــ اور اگر آپ کے دشمنوں یعنی قریش آپ پر غالب آ گئے تو مجھے آپ پر امن کی امید نہیں ہے ـــــ واللہ میں قریش کے سرداروں کو دیکھتا ہوں اور پھر آپ کے صحابہ کرام ہیں اخلاط الناس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس لائق ہیں کہ جنگ میں آپ کے پاس سے بھاگ جائیں اور آپ کو چھوڑ دیں۔''

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' عروہ کی بات سن کر سخت غصہ آیا اور اسے ملامت کرتے ہوئے فرمایا:

''امصص بضر اللات ـــــ تو لات بت کی شرمگاہ میں جو ٹکڑا ہے اسے جا کے چوس ـــــ کیا ہم آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس سے بھاگ جائیں گے؟ ـــــ کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟'' ۲۷۸

عروہ نے چونکہ صحابہ کرام کو فرار کی طرف نسبت دی تھی' اس بات نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لفظ کہنے پر مجبور کیا ـــــ

عروہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ لفظ سنا تو پوچھنے لگا:

''یہ شخص کون ہے؟''

صحابہ کرام نے فرمایا:

''ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

عروہ نے کہا:

سن لو! قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ـــــ اگر مجھ پر تمہارا وہ احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نہیں چکا سکا' میں تمہیں اس کا جواب ضرور دیتا۔'' ۲۷۹

راوی لکھتا ہے کہ عروہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگا تو دوران گفتگو آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک پکڑ لیتا ـــــ یہ گفتگو باہم جاری تھی تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس اس طرح کھڑے تھے کہ ان کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ان کے سر پر مغفر تھا' عروہ جب اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار کی کوتھی اس کے ہاتھ پر مار دیتے اور کہتے تھے:

''اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک سے ہٹا۔'' ۲۸۰

عروہ کو جب تلوار کی کوتھی مارنے کی وجہ سے زیادہ تکلیف ہوئی تو اس نے سر اٹھا کر صحابہ سے پوچھا:

''یہ شخص کون ہے؟''

صحابہ کرام نے فرمایا:

---

۲۷۸ علماء نے کہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے عروہ کو برا کہنے میں مبالغہ ہے۔ اس لیے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عروہ کے معبود لات بت کو عروہ کی ماں کی جگہ قائم کیا ـــــ عرب مذمت کرنے کی جگہ یہ کہتے ہیں۔ امصص بظر امك یعنی تو اپنی ماں کی شرم گاہ کا پارۂ گوشت چوس ـــــ بظر گوشت کا وہ ٹکڑا ہے جو ختنہ کرنے کے بعد عورت کی اندام نہانی میں باقی رہ جاتا ہے۔

۲۷۹ عروہ کے ذمہ دیت تھی، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس اونٹ دیئے تھے۔

۲۸۰ علماء نے کہا ہے کہ عرب کی یہ عادت تھی کہ مرد جس شخص سے کلام کرتا، اس کی داڑھی پکڑتا تھا۔ خصوصاً ملاطفت کے وقت ـــــ اور اکثر موقعوں پر اپنے ہم مرتبہ کے ساتھ یہ نہیں کرنا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عروہ کی تالیف قلبی اور استمالت کی وجہ سے اس سے تغافل اور سکوت فرماتے تھے جبکہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عروہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اجلال اور تعظیم کے سبب منع کرتے تھے۔

Marfat.com

''مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔''

عروہ بن مسعود کہنے لگا:

''او بے وفائی کرنے والے! کیا میں تیری جنایت کے شر کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کرتا تھا اور اپنا مال نہیں خرچ کرتا تھا۔''

واقعہ یہ تھا کہ عہد جاہلیت میں مغیرہ ایک قوم کے دوست اور ان کے ساتھ ہو گئے۔ پھر مغیرہ نے انہیں قتل کر ڈالا اور ان کے اموال لے لیے اور مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے ــــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ سے فرمایا:

''میں تمہارا اسلام قبول کرتا ہوں لیکن تمہارے مال سے مجھے کوئی واسطہ نہیں۔''

اس لیے کا کفار کا مال امن کی حالت میں لیا ہے کہ وہ تمہارے دوست تھے۔

صحابہ کی وارفتگی کا عینی شاہد:

عروہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دونوں آنکھوں سے دیکھنے لگا ــــــ راوی نے کہا ہے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینہ یا ناک کا پانی نہیں پھینکا مگر صحابہ میں سے کسی کے ہاتھ میں گرا تو اس نے اس پانی کو اپنے منہ یا اپنے جسم کی جلد پر مل دیا۔

☆ جس وقت آپ نے ان کو کسی کام کے لیے ارشاد فرمایا تو اسے کرنے کے لیے وہ جلدی سے دوڑے' اور

☆ جس وقت آپ نے وضو کیا تو آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی پر صحابہ اس طرح لپک پڑے کہ کوئی قطرہ زمین پر گرنے نہ پاتا اور شوق اور وارفتگی کا یہ عالم کہ اس سعادت کے لیے شاید قتال ہو جائے' اور

☆ جس وقت آپ کلام فرماتے' صحابہ کرام آپ کے حضور اپنی آوازیں پست کر دیتے تھے اور ادب و تعظیم کے باعث آپ کی طرف نگاہ اٹھا کے نہیں دیکھتے تھے۔

فتح الباری میں کہا ہے کہ اصحاب کے اس فعل میں عروہ کی اس بات کے رد کی طرف اشارہ ہے کہ صحابہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصیبت میں تنہا چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے ــــــ صحابہ کرام نے گویا زبان حال سے کہا کہ جو لوگ جس شخص سے اس درجہ محبت رکھتے ہیں اور اتنی بلند تر تعظیم سے باعث تعظیم و تکریم سمجھتے ہیں' ان لوگوں پر کیوں یہ گمان کیا جائے کہ اس شخص کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اسے دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ان قبائل سے جو مجرد رحم کے سبب بعض کے ساتھ رعایت کرتے ہیں' آپ اور آپ کے دین اور آپ کی نصرت کے ساتھ تعلق اور پکڑ میں سخت ہیں۔

عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کے آیا اور کہنے لگا:

''اے لوگو! واللہ میں ملوک کے پاس گیا ــــــ اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ــــــ واللہ! میں نے ہرگز کسی بادشاہ

Marfat.com

کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم مکہ کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اصحاب' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کرتے ہیں ـــــ واللہ)

☆ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رینٹ یا تھوک اور بلغم پھینکتے ہیں تو وہ آپ کے اصحاب میں سے ایک کے ہاتھ میں گرتا ہے ـــــ اور وہ صحابی اس رینٹ اور تھوک یا بلغم کو اپنے منہ اور جسم کی جلد پر ملتا ہے' اور

☆ جس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے صحابہ کو کوئی حکم دیتے تو اس کی تعمیل کے لیے صحابہ دوڑتے ہیں' اور

☆ جس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) وضو کرتے ہیں تو وہ لوگ اس کے قریب ہوتے ہیں کہ وضو کے بقیہ پانی کے لیے آپس میں لڑ مریں' اور

☆ جس وقت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) بات کرتے ہیں تو صحابہ اپنی آوازیں آپ کے پاس پست کر لیتے ہیں' اور

☆ آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تم لوگوں پر ہدایت کا بڑا کام ظاہر کیا ہے' تم لوگ اسے قبول کرلو۔''

بنی کنانہ سے سفیرِ قریش:

یہ گفتگو سن کر بنی کنانہ کے ایک شخص نے کہا:

''مجھے جانے دو میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس جاتا ہوں۔''

اہل قریش نے اس سے کہا ـــــ ''جاؤ''

چنانچہ وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کے پاس آیا اسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے ہے کہ قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے پاس قربانی کے اونٹ بھیجو۔ (تاکہ وہ یہ دیکھ کر اعتبار کرے کہ ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے)''

وہ اونٹ اس کے پاس بھیجے گئے۔ صحابہ نے اس کا استقبال لبیک کہتے ہوئے کیا۔ اس شخص نے یہ دیکھ کر کہا:

''سبحان اللہ! ان لوگوں کے لائق نہیں کہ انہیں بیت اللہ سے روکا جائے۔''

وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کے گیا اور ان سے جا کے کہنے لگا:

''میں نے قربانی کے اونٹ دیکھے ہیں' ان کی گردنوں میں قلاوے ڈالے گئے ہیں اور ان کے کوہان چیر دیئے گئے ہیں ـــــ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں بیت اللہ سے روکا جائے۔''

قریش کے درمیان مکرز بن حفص نامی ایک شخص تھا ـــــ وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

Marfat.com

''مجھے اجازت دو میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں۔''

مکرز بن حفص جب نبی پاک کے صحابہ کے پاس پہنچا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ مکرز بن حفص ہے۔ یہ مرد فاجر ہے۔''

مکرز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگا۔

سہیل بن عمرو کی صلح کے لیے آمد:

مکرز جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ یکایک سہیل بن عمرو القرشی العامری قریش کا خطیب آیا۔۔۔ سہیل کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اب تمہارے لیے تمہارا کام آسان ہو گیا۔''

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور اسے کہا:

''تم اس مرد (نبی پاک) کے پاس جاؤ اور اس سے صلح کرلو۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل کو جب سامنے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''قریش نے اس شخص کو صلح کے ارادے سے بھیجا ہے۔''

سہیل جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو دو زانو بیٹھا۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مربع تشریف فرما ہوئے۔۔۔ حضرت عبادہ بن بشر اور سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرہ مغفر پہنے ہوئے آپ کے سر پر کھڑے ہوئے اور دیگر صحابہ آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سہیل کے درمیان اس پر صلح واقع ہوگئی۔

صلح کی شرائط:

صلح کے لیے یہ شرائط طے کی گئیں:

☆ مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سال تک جنگ موقوف رکھی جائے۔

☆ بعض ان کا بعض کو امن دے۔

☆ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں۔

☆ آپ کے پاس ہمارا کوئی آدمی نہ آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو' آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے۔

مسلمانوں نے یہ آخری شرط سن کر کہا:

''سبحان اللہ! مسلمان اسلام کی حالت پر آیا ہو تو اسے مشرکین کی طرف کیونکر پھیر دیا جائے گا؟''

صلح نامہ کی تحریر:

سہیل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ:

Marfat.com

''ہمارے اور آپ کے درمیان جو صلح ہوئی ہے اس کے لیے کچھ ایسا ہو کہ وہ تاکید میں آ جائے ـــــ اپنے اور ہمارے درمیان ایک تحریر لکھ دیجئے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب کو بلایا ـــــ کاتب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انہوں نے اصل صلح نامہ لکھا اور سہیل کے لیے اس کی نقل محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو۔''

سہیل نے کہا:

''رحمٰن اور رحیم کو واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ الفاظ کیا ہیں ـــــ لہٰذا آپ باسمك اللهم لکھئے جیسے کہ آپ لکھا کرتے تھے۔''

مسلمانوں نے کہا:

''واللہ ہم باسمك اللهم نہیں لکھیں گے۔ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں گے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا:

''باسمك اللهم لکھو ـــــ هذا ما قاضی علیه محمد رسول الله۔''

یہ وہ شے ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل سے حکم دیا ہے ـــــ عبداللہ بن مغفل کی حدیث میں ہے کہ آپ نے یہ لکھا:

هذا ما صالح علیه محمد رسول الله اهل مكة

سہیل نے کہا:

''واللہ اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ رسول اللہ ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہیں روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ لکھئے۔''

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''واللہ میں ضرور رسول اللہ ہوں۔ اگرچہ تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے لیکن تمہارا جھٹلانا میری رسالت کے لیے نقصان دہ نہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم رسول:

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''لفظ رسول اللہ مٹا دو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

Marfat.com

''میں وہ نہیں جو اسے مٹا دوں۔''
علماء نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل ادب مستحب کی قسم سے ہے۔ اس لیے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ نہیں سمجھا کہ لفظ رسول اللہ مٹا دینا میرے نفس پر واجب ہے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے عدم محو کو اوپر نہیں سمجھا اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ سمجھ لیتے کہ اس کا مٹا دینا میرے نفس پر واجب ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا ترک کرنا جائز نہ ہوتا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''جس جگہ لفظ رسول اللہ لکھا ہوا ہے وہ جگہ مجھے دکھاؤ۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی جگہ دکھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لفظ کو مٹا دیا اور اس کی جگہ لفظ ابن عبداللہ لکھا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کتابت کے بارے میں اختلاف:

کتاب المغازی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کتاب لے لی اور آپ لکھ نہیں سکتے تھے۔ آپ نے یہ لکھا:

ھذا ما قاضی علیه محمد بن عبداللہ

اس حدیث کو نسائی اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کا لفظ یہ ہے کہ:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب لے لی۔ حال یہ تھا کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے' آپ نے لفظ رسول اللہ کی جگہ **ھذا ما قاضی علیه محمد بن عبداللہ** لکھا۔''

فتح الباری میں کہا ہے کہ ابوالولید الباجی نے اس روایت کے ظاہر کے ساتھ تمسک کیا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کے بعد لکھا کہ آپ نہیں لکھ سکتے تھے ـــــ علمائے اندلس نے ایسا کہنے پر الباجی پر عیب لگایا اور ان کی برائی ان کے زمانہ میں کی اور زندقہ کے ساتھ ان کو منسوب کیا اور کہا:

''الباجی نے جو بات کہی ہے' وہ قرآن شریف کے مخالف ہے۔''

یہاں تک کہ ان علماء میں سے ایک کہنے والے نے کہا:

برئت ممن شحری دنیا باٰخرۃ وقال رسول اللہ قد کتبا

یعنی ''میں اس شخص سے بری ہو گیا جس نے آخرت کے عوض دنیا کو خرید لیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا ہے'' ـــــ

اندلس کے امیر نے ان علماء کو جمع کیا۔ الباجی کو جو کچھ معرفت تھی' اس کے ساتھ ان علماء پر الباجی نے مدد چاہی اور امیر سے الباجی نے کہا:

Marfat.com

حدیث سے جو لیا گیا ہے کہ ''آپ نے لکھا'' قرآن شریف کا منافی نہیں ہے بلکہ یہ قرآن کے مفہوم سے لیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ نفی کتابت کی قید قرآن شریف کے ورود سے پہلے ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما کنت تتلومن قبله کتاب ولاتخطه بیمینك ـــــ اس کے بعد آپ کی امیت متحقق ہوگئی اور اس کے ساتھ آپ کا معجزہ مقرر ہو گیا اور اس بارے میں شک سے امن ہو گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں رہا کہ اس کے بعد تعلیم کے بغیر کتابت پہچانی جائے' چنانچہ اس وقت کتابت دوسرا معجزہ ہو گی۔''

ابن وحید نے کہا ہے کہ علماء سے ایک جماعت نے اس پر کہ ''آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے'' ـــــ الباجی کی موافقت کی ہے ـــــ ان علماء میں سے

☆ الباجی کے شیخ ابوذر لہروی ☆ ابوالفتح نیشا پوری

اور دوسرے علماء افریقہ ہیں ـــــ اور ان علماء میں سے بعض نے اس کے لیے اس حدیث کے ساتھ احتجاج کیا ہے۔ جس کی روایت ابن شیبہ نے کی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہیں پائی یہاں تک کہ لکھا اور پڑھا۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حروف خط کی معرفت:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بہت سے آثار ایسے وارد ہوئے ہیں جو یہ دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حروف خط کی معرفت تھی اور ان حروف کی اچھی صورت بناتے تھے۔ جیسے کہ آپ نے اپنے کاتب سے فرمایا:

''تو اپنا قلم اپنے دائیں کان میں رکھ اس لیے کہ اس سے یاد کی کثرت ہوتی ہے۔''

آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو فتح عام کے بعد اکثر کتابت کیا کرتے تھے:

''الق الدواة یعنی سیاہی درست کرو' اس میں لیقہ ڈالو یعنی سوف ڈالو ـــــ وحرف القلم اور قلم کو ٹیڑھا خط دو (اس لیے کہ محرف قلم سے لکھنے میں زیادہ مدد ملتی ہے اور دائیں طرف سے بائیں طرف جاتی ہے اور دائیں طرف سے لکھا جاتا ہے) ـــــ وانصب الباء اور با کو سیدھا لکھو یا اس کو تھوڑا طول دو' اس لیے کہ با الف اسم کے عوض ہے ـــــ وفرق السین اور سین کے دندانے مفصل لکھو تا کہ آپس میں نہ مل جائیں ـــــ ولاتعور المیم اور میم کا دائرہ اندھا نہ کرو۔''

اور اس کے علاوہ اور چیزوں کے لکھنے میں آپ نے اپنے کاتب کو تعلیم فرمائی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ان آثار سے جو یہ ذکر ہوا ہے کہ ـــــ ''آپ نے لکھا ہے'' ـــــ اس لیے کہ یہ جائز ہے کہ آپ نے حروف کی صورت یا بناوٹ سماعت سے پہچانی ہو ـــــ لیکن یہ عقل سے دور نہیں کہ وضع کتابت کا علم آپ کو نصیب ہوا ہو' اس لیے کہ آپ کو ہر شے کا علم دیا گیا تھا ـــــ جمہور علماء نے جواب دیا ہے کہ یہ احادیث ضعیف ہیں اور ان احادیث میں کوئی حجت نہیں ہے ـــــ اور جمہور علماء نے حدیبیہ کے قصہ سے اس طور پر جواب دیا ہے کہ ایک ہی قصہ ہے اور کاتب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ

Marfat.com

جبکہ بخاری میں ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح نامہ لکھا ہے ـــــ راوی کے قول میں نکتہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کتاب ایسے حال میں لے لی کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے۔ یہ آپ کے ارشاد کے بیان کے لیے ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

''مجھے اس کی جگہ دکھاؤ کہ کہاں لکھا ہے؟''

جو کلمہ مٹانے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انکار کیا تھا آپ نے اس کلمہ کی جگہ دیکھنا چاہی' یہ ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے ـــــ اور اوپر کے مطلب کے بعد حدیث کے راوی نے یہ کہا **فکتب فیہ** ـــــ اس کا معنی یہ ہے کہ اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اس لکھے ہوئے کو آپ نے مٹا دیا اور صلح نامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوٹا دیا ـــــ چنانچہ انہوں نے اس کو لکھا **کتب** ـــــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے لکھنے کے لیے امر فرمایا جیسے قائل کا یہ کہنا کہ **کتب الی کسریٰ و قیصر** ـــــ اس کا معنی یہ ہے کہ کسریٰ اور قیصر کو خط لکھنے کے لیے حکم فرمایا ـــــ اگر اس لفظ کو اس کے ظاہر پر قیاس کریں کہ آپ نے اپنا نام مبارک اس دن ایسے حال میں لکھا کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے' اس سے یہ لازم نہ ہوگا کہ آپ کتابت کے ساتھ عالم ہو جائیں گے اور اپنے امی ہونے کے وصف سے خارج ہو جائیں گے ـــــ اس لیے کہ بہت سے ان لوگوں میں سے ہیں کہ لکھ نہیں سکتے ہیں اور بعض الفاظ یا کلمات کی صورتیں پہچانتے ہیں اور ان کلمات کی شکل اپنے ہاتھ سے بنا سکتے ہیں' خاص کر ناموں کو لکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اس قدر لکھ لینے سے امی ہونے سے خارج نہیں ہو سکتے ـــــ جیسے بادشاہوں سے کثیر لوگ ہیں جو لکھنا نہیں جانتے لیکن اپنا نام لکھ لیتے ہیں اور لوگ انہیں امی کہتے ہیں ـــــ اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ اس وقت کہ کتاب لکھی جاتی تھی' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دست مبارک کتابت کے ساتھ رواں ہو گیا ـــــ حال یہ تھا کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے لیکن جو کچھ آپ نے لکھا وہ لکھا ہوا مراد کے مطابق نکل آیا ـــــ چنانچہ آپ کا دوسرا معجزہ اس وقت خاصۃً ہوگا اور اس کے باعث آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے امی ہونے سے خارج نہ ہوں گے۔

صلح میں قریش سے موافقت میں حکمت:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا کاتب سے یہ فرمانا کہ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** لکھو اور سہیل کا یہ کہنا کہ رحمٰن اور رحیم کو واللہ میں نہیں جانتا ہوں بلکہ آپ **باسمك اللهم** لکھئے ـــــ علماء نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کی بجائے **باسمك اللهم** لکھ کر ان لوگوں کی موافقت فرمائی ـــــ اسی طرح لفظ رسول اللہ کی بجائے **محمد بن عبداللہ** لکھ کر ان کی موافقت فرمائی ـــــ یہ اس بڑی مصلحت کی وجہ سے تھا جو صلح کے باعث حاصل ہوئی ـــــ حالانکہ ان تبدیلیوں میں بظاہر کوئی نقصان وہ بات نہ تھی کیونکہ **بسم اللہ** اور **باسمك اللهم** جو دو لفظ ہیں' ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے اور اسی طرح **محمد بن عبداللہ** اور **رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فرق نہیں ہے ـــــ بخاری کی ایک روایت میں **انا رسول اللہ وانا عبداللہ** ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کا وصف اس جگہ لفظ رحمٰن اور رحیم کے ترک

Marfat.com

کرنے میں وہ شے نہیں ہے جو اس وصف کی نفی کرے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف اس جگہ رسالت سے ترک کرنے میں وہ شے ہے جو رسالت کی نفی کرے۔

لہٰذا جو شے ان لوگوں نے طلب کی اس میں کوئی نقصان والی بات نہیں' اس لیے ان کی موافقت کی گئی ـــــ بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے هذا ما قاضی علیه محمد بن عبدالله لکھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس شرط پر کہ تم لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہ ہو' چنانچہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں''۔

سہیل نے کہا:

''آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان واللہ ہم راستہ نہ چھوڑیں گے' اس لیے کہ عرب لوگ باتیں کریں گے کہ ہم مجبور کر دیئے گئے ـــــ لیکن یہ بات کہ ہم آپ کو بیت اللہ کے طواف سے نہ روکیں' یہ آئندہ سال سے ہوگا''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھ دیا ـــــ

فتح مکہ کے لیے راہ ہموار ہوئی:

اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر سہیل کی موافقت کی ان لوگوں میں سے آپ کے پاس کوئی شخص نہ آئے۔ اگرچہ وہ شخص دین اسلام پر ہو مگر آپ اسے مشرکوں کو واپس کر دیں گے ـــــ اس میں کیا حکمت تھی؟ ـــــ

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مصلحت کہ اس صلح کی تکمیل پر اثر انداز ہوئی۔ اس کے نتائج اور فوائد دور رس تھے ـــــ اور اس کا انجام یہ ہوا کہ مکہ فتح ہو گیا اور سارے مکہ والے مسلمان ہو گئے اور لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے ـــــ صلح سے پہلے مکہ والے مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امور سے وہ لوگ (کہ بعض امر میں بعض معاونت کرتا) واقف نہیں ہوتے تھے اور جو لوگ آپ کے حالات مفصل طور پر جانتے تھے اہل مکہ انہیں آنے نہیں دیتے تھے ـــــ لیکن جب حدیبیہ کی صلح ہو گئی تو مکہ والوں نے مسلمانوں سے میل جول کیا ـــــ مکہ والے مدینہ آئے ـــــ اور مسلمان مدینہ سے مکہ گئے ـــــ انہوں نے اپنے دوستوں اور واقف کاروں سے تبادلہ خیال کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال' آپ کے معجزات اور نبوت کی علامات' آپ کا حسن سیرت یعنی طرز زندگی اور حسن معاملات کا سنا ـــــ اپنے آپ کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف پہلوؤں سے موازنہ کیا ـــــ چنانچہ مکہ والوں کے دل ایمان کی طرف مائل ہو گئے۔ حتیٰ کہ مکہ والوں میں سے اکثر نے فتح مکہ سے پہلے اسلام کی طرف رجوع کیا۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مسلمان ہو گئے جیسے خالد بن ولید اور عمرو بن العاص وغیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ـــــ اور دوسروں نے اسلام کی طرف رجحان زیادہ کیا جس روز یوم فتح تھا' وہ سارے مسلمان ہو گئے اس لیے کہ ان کے لیے اسلام کی طرف جو جھکاؤ تھا' اس کا آغاز ہو چکا تھا۔

قریش کے علاوہ عرب لوگ جو دیہاتوں میں رہتے تھے' وہ اسلام کے لیے قریش کے اسلام کے منتظر تھے۔[۲۸۱] چنانچہ یہ ہوا

۲۸۱ اس لیے کہ ان کا خیال تھا کہ قریش میں قوت اور رائے ہے اور ان کا یہ خیال تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی قوم یعنی قریش زیادہ جانتی ہے

Marfat.com

کہ جب قریش مسلمان ہوئے تو عرب بھی مسلمان ہو گئے ـــــ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اذا جاء نصر اللہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اللہ کے دشمنوں پر ـــــ والفتح فتح مکہ' اس پر کل علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد عالی ہے لاھجرۃ بعد الفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ـــــ افواج وہ جماعتیں ہیں جن کو عرب لوگ فتح مکہ کے بعد اقطار ارض سے رغبت کی حالت میں لائے ہیں ـــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اس حکمت بالغہ سے زیادہ عالم ہیں جس میں سے یہ ہے کہ مسلمان بیت اللہ سے روک دیئے گئے تھے ـــــ ظاہر میں یہ امر شکستگی تھی لیکن باطن میں مسلمانوں کے لیے عزت تھی' بڑائی تھی اور قوت تھی ـــــ جبکہ مشرکین نے عزت کا ارادہ کیا تو ذلیل ہوئے اور غلبہ کا ارادہ کیا تو قہر کی لپیٹ میں آئے۔ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین

ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معاملہ:

بخاری کی روایت میں ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے لیے اصحاب نبی اور اہل مکہ کے درمیان شرائط طے ہو رہی تھیں کہ قریش کے سفیر سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایمان لانے کی سزا کاٹ رہے تھے' قید خانہ سے کسی طرح نکل آئے' وہ بیڑیوں میں بندھے آہستہ آہستہ چل رہے تھے' انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا ـــــ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سہیل بن عمرو نے کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) یہ وہ پہلی شرط ہے جس کا محاکمہ میں آپ سے کرتا ہوں' آپ اسے میری طرف لوٹا دیجئے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل سے فرمایا:

''ابھی تو ہم کتابت سے بھی فارغ نہیں ہوئے۔''

سہیل نے کہا:

''اس وقت میں کسی شے پر آپ سے ہرگز صلح نہیں کروں گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل سے فرمایا:

''تو میرا فعل اس کے حق میں نافذ کر' مجھے اس کی اجازت دے' میں اسے تیری طرف نہیں پھیروں گا۔''

سہیل نے کہا:

''میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں تو اجازت دے۔''

اس نے کہا:

''میں اس کی اجازت دینے والا نہیں ہوں۔''

Marfat.com

مکرز نے کہا:

''بلکہ ہم نے آپ کو اس کی اجازت دی۔''

ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے گروہ مسلمانو! میں مسلمان آیا ہوں اور اس حال میں پھر مشرکین کی طرف واپس کر دیا جاؤں ــــ کیا تم نے وہ شے نہیں دیکھتے ہو جسے میں نے دیکھا ہے۔''

ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ کے معاملہ میں سخت عذاب دیا گیا تھا ــــ ابن اسحاق نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اے ابوجندل) تو صبر کر اور اللہ کریم سے ثواب اور بدلے کی امید رکھ ــــ ہم بے وفائی نہیں کرتے ہیں۔'' ــــ (کہ تمہارے آنے سے پہلے صلح پوری ہوگئی ہے) ــــ مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو ضعیف ہیں اور تمہارے ساتھ ہیں' کشائش اور رہائی عطا فرمانے والا ہے۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جست کر کے کھڑے ہوگئے اور جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک طرف ٹہل رہے تھے اور یہ کہتے تھے:

''تم صبر کرو یہ لوگ مشرکین ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون کتے کے خون کی مانند ہے۔''

خطابی نے کہا ہے کہ جو شے ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصہ میں واقع ہوئی ہے۔ علماء نے اس کی تاویل دو وجوہات پر کی ہے:

☆ ان میں ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے تقیہ کو جائز کیا ہے ــــ جس وقت مسلمان کو ہلاکت کا خوف ہو اور مسلمان کو اس کی رخصت دیّ ہے کہ وہ کفر کے کلمہ کے ساتھ گفتگو کرے ــــ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنا ایمان چھپا کے رکھے اگر مسلمان کو توریہ ممکن نہ ہو یعنی مسلمان توریہ کو نہیں پہچانتا ہے ــــ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین کی طرف لوٹا دینا اس لیے نہیں تھا کہ وہ ہلاکت کے لیے سپرد کیے گئے بلکہ موت سے ان کی خلاصی کے لیے تقیہ ہی راہ نجات تھی یعنی تقیہ کر کے موت سے نجات پا سکتے تھے۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے باپ کی طرف نہیں لوٹایا اور غالب گمان یہ تھا کہ باپ ابوجندل کو ہلاکت تک نہیں پہنچائے گا ــــ باپ اگر ان کو عذاب دے گا یا قید کرے گا' ان کے لیے تقیہ کے ساتھ بھی وسعت ہے (کہ وہ ظاہری طور پر مشرکین کے ساتھ کفر پر موافقت کر لیں اور ان کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن رہے۔ لہٰذا ہلاکت اور عذاب سے سلامت رہیں گے) ــــ لیکن ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فتنہ کا جو خوف کیا جاتا تھا' فتنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے جس سے وہ اپنے مومن بندوں کی آزمائش کرتا ہے۔

Marfat.com

علماء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ کیا مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح جائز ہے کہ جو شخص مشرکین کے پاس سے اسلام کی حالت میں آئے اور مشرکین کی طرف واپس کر دیا جائے۔ اس شرط سے صلح جائز ہے یا جائز نہیں ہے ـــــ اس میں دو آراء ہیں:

☆ بے شک جائز ہے' اس طریق پر ابوجندل اور ابوبصیر کے قصہ دلالت کی ہے۔

☆ صلح جائز نہیں ہے اور اس قصہ میں جو امر ہوا ہے وہ منسوخ ہے اس کی ناسخ یہ حدیث ہے انابری من مسلم بین مشرکین یعنی میں اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان قیام رکھتا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی رائے ہے ـــــ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ ہے کہ عاقل کے درمیان' مجنوں اور لڑکے کے درمیان تفصیل جائے کہ عاقل کا قبیلہ اگر اس کی حمایت کرسکتا ہو تو عاقل کو رد کر دینا جائز ہے ـــــ جبکہ مجنوں اور لڑکا نہیں لوٹائے جائیں گے ـــــ

بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ رد کے جواز کا ضابطہ یہ ہے کہ مسلمان اس طور پر ہو کہ اسے دارالحرب سے ہجرت واجب نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان جلالت:

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نبی برحق نہیں ہیں؟''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک میں اللہ تعالیٰ کا برحق نبی ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''کیا ہم مسلمان حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل نہیں ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ ''بے شک!''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''جب آپ نبی برحق ہیں اور ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل پر ہے تو ہم کس لیے اپنے دین میں ذلیل حالت اختیار کریں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دیا:

''میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرا ناصر ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے پھر استفسار کیا:

''کیا آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

"بے شک ہم کہا کرتے تھے ـــــ تم بتاؤ کہ کیا میں نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اس سال آئیں گے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اس سال میں آئیں گے۔"

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"تم بیت اللہ کو آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے کہا:

"اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے نبی برحق نہیں ہیں؟"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی برحق ہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

"کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل نہیں ہے؟"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"بے شک ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا:

"جس وقت یہ ہے تو ہم کس لیے اپنے دین میں ذلیل حالت اختیار کریں۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"اے عمر! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ضرور رسول اللہ ہیں اور آپ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر ہے۔ تم آپ کی رکاب پکڑے رہو۔ ۲۸۲

اللہ کی قسم! آپ حق پر ہیں۔"

پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

"کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ کو آئیں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے۔" ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا۔"

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"تم بیت اللہ کو آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔"

---

۲۸۲ یعنی تم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے وابستہ رہو اور آپ سے خلاف نہ کرو، اس شخص کی طرح کہ سوار کی رکاب پکڑے رہتا ہے اور اسے چھوڑتا نہیں ہے۔

Marfat.com

علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوالات اور ان کی گفتگو کسی شک میں مبتلا نہیں تھی۔ بلکہ ان کا مقصود اس مصلحت کے کشف کے لیے تھا جو ان سے او جھل تھا اور وہ سوال کفار کو ذلیل کرنے اور اسلام کے ظہور پر تحریک دینے کے لیے تھا ـــــ جیسا کہ یہ امر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت میں اور ان کی دین میں شدت' دین کی نصرت اور باطل لوگوں کو ذلیل کرنے میں پہچانا گیا تھا ـــــ اس سارے معاملے میں اس بات کا جواز ہے کہ علم میں یہاں تک بحث کی جائے کہ اصل معنی ظاہر ہو جائے ـــــ لیکن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کی مانند جو حرف بہ حرف جواب دیا یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل عظیم اور علم بارع اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال پر ان کی زیادتی معرفت اور ان کے رسوخ اور ان امور میں ان کو اپنے غیر پر جو زیادتی تھی' اس پر دلائل ظاہرہ ہیں۔

بیعت رضوان:

قریش اور مسلمانوں کے درمیان صلح دس سال تک تھی اور صلح لڑائی موقوف کرنے پر اس طور پر تھی کہ آدمیوں کو اس میں امن ہو جائے گا اور بعض ان کا بعض سے باز رہے ـــــ نہ قتل کرے نہ مال لوٹے ـــــ اور صلح اس پر تھی کہ بیت اللہ میں آئندہ سال داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔ جب مکہ میں داخل ہوں تو تلواریں نیام کی ہوئی جلباب میں رہیں ـــــ یہ شرط اس لیے تھی کہ علامت اور نشانی صلح کے لیے ہو۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا داخل ہونا صلح سے تھا ـــــ مکی ابن ابی طالب القیروانی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آدمیوں کو صلح کی تحریر دے کر قریش کے پاس بھیجا اور سہیل بن عمرو کو اپنے پاس روک رکھا۔ مشرکین نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا' اس پر مسلمان بڑے غضب ناک ہوئے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ عثمان قتل کیے گئے ـــــ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کو بیعت رضوان کے لیے شجرہ کے نیچے بلایا۔ ۲۸۴ مسلمانوں نے آپ سے موت پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ دشمن سے مقابلہ میں پشت نہ دکھائیں گے ـــــ بیعت رضوان میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا:

"یہ عثمان کی طرف سے ہے۔"

بخاری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے فرمایا:

"یہ عثمان کی بیعت ہے۔"

اس دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مارا ـــــ مشرکین نے بیعت کو سنا تو ڈر گئے اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں کی جماعت کو بھیج دیا اور اس بیعت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ...... لقد رضی اللہ عن المؤمنین

---

۲۸۳ جلباب چمڑے کا ہوتا ہے اور جراب سے مشابہ ہوتا ہے جس میں تلوار نیام کی ہوئی رکھی جاتی ہے۔

۲۸۴ شجرہ سمرہ کا درخت ہے یا ام خیلاں ہے یعنی ببول کا درخت ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے نیچے سایہ لینے کو اترے تھے۔

Marfat.com

مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سر منڈائے اور حدیبیہ میں اپنے قربانی کے اونٹ ذبح کیے ـــــ مغلطائی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا کو بھیج دیا جس نے قربانی کے ان اونٹوں کے بال اٹھائے اور انہیں حرم شریف میں ڈال دیا۔

سورہ فتح کا نزول:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں انیس یا بائیس دن قیام فرمایا ـــــ جب آپ حدیبیہ سے واپس ہوئے تو بعض مسلمانوں کے دل میں فتح نہ ہونے کے باعث کچھ شبہ تھا ـــــ اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس سورہ سے مسلمانوں کی تسلی فرماتا ہے اور انہیں اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا فتحنا لك فتحاً مبينا ۔ ۲۸۵

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد و اثابهم فتحا قريبا صحیح روایت پر اس سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اس لیے کہ خیبر کی فتح میں مسلمانوں کو کثیر غنیمتیں واقع ہوئی ہیں ـــــ مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں حدیبیہ میں حاضر ہوا جب ہم لوٹے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عسفان سے آگے ایک وادی کراع الغمیم کے پاس کھڑا پایا ـــــ صحابہ آپ کے پاس جمع تھے۔ آپ نے ان کے سامنے انافتحنالك فتحامبينا پڑھا ـــــ ایک صحابی نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا یہ فتح ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' یہ صلح البتہ فتح ہے''۔

سعید بن منصور نے صحیح اسناد سے شعبی سے روایت کی ہے کہ انا فتحنالك فتحامبينا حدیبیہ کی صلح ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی یعنی اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے آپ کی عصمت فرمائی ـــــ آپ کے گناہوں کے درمیان عصمت حائل ہوگئی ـــــ غفر کا معنی چھپاتا ہے وہ بندہ اور گناہوں کے درمیان ہے۔ انبیاء کرام کے ساتھ یہی لائق ہے اور صحابہ نے بیعت رضوان اور خیبر کے خرموں کو پیوند لگائے ـــــ اہل روم فارس پر غالب ہوئے اور مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت پر فرحت کی ـــــ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اذاجاء نصر الله والفتح اور فرمان نبوی لاهجرة بعدالفتح بالاتفاق اس سے مراد فتح مکہ ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کی طرف پلٹ آئے اور اس سنہ میں آفتاب کو کسوف ہوا ـــــ اوس بن صامت نے اپنی عورت خولہ سے اظہار کیا اور کہا انت علی کظهرمی ـــــ اسی سال میں ماہ رمضان میں پانی کے لیے دعا کی گئی اور صحابہ پر پانی برسا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی دو قسم کے ہو گئے ہیں ـــــ ایک وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور ستاروں کے ساتھ کفر کیا ہے ـــــ اور دوسرے قسم اس کے برعکس ہیں''۔

۲۸۵ حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت براء بن العازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ فتح سے مراد اس جگہ فتح حدیبیہ ہے اور صلح اس کے بعد ہوئی۔ منافقین کو یہ گمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین اپنے گھر والوں کی طرف کبھی پھر کے نہ جائیں گے بلکہ قتل کیے جائیں گے۔

Marfat.com

خمر کی حرمت:

دمیاطی نے قطعی طور پر اپنی سیرت میں کہا ہے کہ خمر کی تحریم حدیبیہ کے سنہ میں ہوئی ہے ـــــ جس دن خمر حرام کی گئی' اس دن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساقی تھے ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ تحریم کے وقت چودہ سال عمر تھی۔

نسائی اور بیہقی نے صحیح سند سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خمر کی تحریم انصار کے دو قبیلوں پر نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے خمر پی جس وقت انہیں نشہ ہو گیا تو بعض نے بعض کے ساتھ ایسی حرکات کیں جیسے کوئی کھیلتا ہے اور بعض میں بعض مخلوط ہو گئے ـــــ جب ان کا نشہ اتر گیا تو ہر شخص اپنے چہرہ اور سر کو دیکھنے لگا اور یہ کہنے لگا:

''میرے ساتھ یہ فعل میرے اس بھائی نے کیا ہے۔''

وہ لوگ آپس میں قرابت دار اور بھائی تھے جن کے دلوں میں کینہ نہیں تھا اور بعض زخمی یہ کہتے تھے:

''اگر میرا بھائی میرے ساتھ رافت کرتا رحم کرتا' میرے ساتھ یہ نہ کرتا۔''

حتیٰ کہ ان کے دلوں میں کینہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت **یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر** **منتھون** تک نازل فرمائی ـــــ اکثر آدمی جو بحث میں مبالغہ کرتے تھے' انہوں نے کہا:

''خمر پلیدی ہے اور فلاں فلاں کے پیٹ میں ہے۔ حال یہ ہے کہ وہ یوم احد میں قتل کیا گیا جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے **لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا** **محسنین** تک نازل فرمایا ـــــ تحریم خمر کی آیت فتح کے سال میں فتح سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

لفظ خمر مصدر ہے۔ محاورہ میں خمرہ کہتے ہیں۔ جس وقت کسی شے کو کوئی شے چھپا دے ـــــ اس کے ساتھ انگور کے شیرہ کا نام رکھا گیا ہے جس وقت وہ شدید ہو جاتا ہے اور ابل آتا ہے گویا وہ شیرہ عقل کو چھپا دیتا ہے جیسا کہ مسکر نام رکھا جاتا ہے اس لیے کہ وہ سکر کرتی ہے یعنی عقل کو ادراک سے منع کرتی ہے اور خمر مطلقاً حرام ہے (خواہ نشہ کرے' خواہ نہ کرے) ـــــ اسی طرح ہر وہ شے جو مسکر کرے اکثر علماء کے نزدیک وہ حرام ہے۔

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ نقیع زبیب اور تمر جس وقت پکایا جائے یہاں تک کہ اس کے دو ثلث جل جائیں پھر وہ تیز ہو جائے۔ اس کا اس قدر پینا حلال ہے کہ نشہ نہ کرے ـــــ امام مالک اور امام شافعی علیہ الرحمہما نے کہا ہے کہ جس وقت حنفی اسے پیئے تو اس کو حد کی جائے۔

حشیش (بھنگ) کی حرمت:

حشیش کہ جس کا نام قنب ہندیہ' حیدریہ اور قلندریہ ہے ـــــ اس کے متعلق چاروں اماموں نے کلام نہیں کیا ہے اور ان ائمہ کے علاوہ دیگر علمائے سلف نے کچھ لکھا ہے۔ اس لیے کہ یہ چیز ان ائمہ اور علماء سلف کے زمانہ میں نہ تھی ـــــ یہ چھٹی صدی

Marfat.com

ہجری کے آخر میں ظاہر ہوئی ـــــ ساتویں صدی کے آغاز میں اور علمائے متاخرین نے ان کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ چیزیں مسکر ہیں۔ چنانچہ ان میں حد واجب ہوگی ـــــ کیونکہ یہ چیزیں عقل کو ماؤف کرنے والی ہیں۔ لہٰذا سزا واجب ہوگی ـــــ اطباء نے بھی اجماعی طور انہیں مسکرہ قرار دیا ہے۔

ابن تیمیہ حنبلی نے کہا ہے کہ حیدر یہ شراب کی طرح نشہ لانے والی ہے۔ اس کے کھانے والے اس سے نشہ کرتے ہیں' اس لیے اس کو کھاتے ہیں۔ بخلاف بنج وغیرہ کے کہ بنج نہ نشہ کرتی اور نہ اشتہا پیدا کرتی ہے۔

علماء نے اپنی کتابوں میں ان نباتات کی تصریح کی ہے کہ یہ مسکرہ ہیں یعنی نشہ لانے والی ہیں اور یہ نباتات کلام میں فساد ڈالنے والی ہیں ـــــ صحیح مسلم میں ہے **کل مسکر حرام** ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ویحرم علیھم الخبابت** یعنی اور کونسی خبیث شے اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ شے ان عقلوں کو فاسد کرتی ہے۔ جملہ قوموں اور شریعتوں نے ان کے قبول وحفظ پر اتفاق کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص حشیش کھاتا پیتا ہے' حشیش سے اس کے اس انتظام فعل میں اور اس کے قول میں تبدیلی ظاہر ہوتی ہے جس کے کمال کی مدد عقل کے نور سے لی گئی ہے ـــــ ابوداؤد میں ویلم الحمیری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم لوگ سرد علاقے میں رہتے ہیں۔ ہم اس سرزمین میں سخت کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں کی شراب بنا کر استعمال کرتے ہیں ـــــ اس شراب سے ہم اپنے کاموں اور علاقے کی سردی میں قوت پکڑتے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کیا وہ شراب نشہ کرتی ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''بے شک نشہ کرتی ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس سے خود کو بچاؤ۔''

میں نے عرض کیا:

''لوگ اسے ترک کرنے والے نہیں ہیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لوگ شراب کو ترک نہ کریں تو تم ان سے جنگ کرو۔''

گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بدعات پر تنبیہ فرمائی ہے جس کی وجہ سے مرز (جوار اور جو سے بنی شراب) حرام کی گئی ہے ـــــ چنانچہ یہ واجب ہوا کہ جو شے اس شراب کا عمل کرے یعنی شراب کی مانند بے خود کردے اور

Marfat.com

شراب کی طرح اثر کرے' اس کی تحریم واجب ہے ___ اور اس میں شک نہیں کہ حشیش شراب کا عمل کرتی ہے اور اس سے بڑھ کر اثر کرتی ہے ___ لہٰذا جو اشیاء ایسا عمل یا اثر کرتی ہیں' ان کی تحریم واجب ہے ___ مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نشہ کی ہر چیز اور عضا میں سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے ___

علماء نے کہا ہے کہ مفتر نشے کی ہر ایک وہ چیز ہے جو ہاتھ پاؤں میں سستی پیدا کرتی ہے اور انہیں ڈھیلا کرتی ہے ___ یہ حدیث حشیش وغیرہ کی تحریم پر جو مخدرات سے ہیں' زیادہ دلیل ہے۔ اگر حشیش مسکرہ نہیں ہے مگر جسم میں سستی اور اعضاء میں ڈھیلا پن پیدا کرتی ہے اس لیے حشیش کے استعمال سے خواب کی کثرت ہوتی ہے۔ اس کے بخارات دماغ میں پہنچتے ہیں' ان کے ذریعے حشیش کا استعمال کرنے والوں کے سر بھاری ہو جاتے ہیں۔ حشیش کی تحریم پر اکثر علماء نے اجماع کیا ہے۔

ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ جس نے حشیش کو حلال کیا وہ کافر ہو گیا' جبکہ زرکشی نے اس کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حشیش کی تحریم دین سے نہیں معلوم ہوئی۔ ہم نے یہ ضرور تسلیم کر لیا ہے کہ حشیش حرام ہے لیکن ہم کفر کو تسلیم نہیں کرتے ___ ''شرح المہذب'' میں امام نووی نے لکھا ہے کہ وہ تھوڑی حشیش جو نشہ نہیں کرتی' اس کا کھانا حرام نہیں جبکہ خمر کا وہ قلیل حصہ جو نشہ نہیں کرتا' حرام ہے ___ خمر اور حشیش میں فرق یہ ہے کہ حشیش طاہر ہے اور خمر ناپاک ہے۔ لہٰذا نجاست کے سبب خمر کا تھوڑا حصہ پینا جائز نہیں ___ زرکشی کا کہنا ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ جس شے کا کثیر حصہ نشہ کرے اس کا قلیل حصہ حرام ہے۔ حشیش سے نہ قلیل جائز ہے نہ کثیر ___ ابن دقیق العبد نے کہا ہے کہ افیون خشخاص کا دودھ ہے اور فعل میں حشیش سے اقوی ہے۔ اس لیے کہ تھوڑی افیون حقیقی طور پر نشہ کرتی ہے۔ اسی طرح سے سیکران نشے کی چیز ہے اور خوشبودار جوز ہے۔ سیکران ایک بوٹی ہے جو ہمیشہ ہری رہتی ہے اور اس کا تخم کھایا جاتا ہے۔ باوجود اس کے بالاجماع وہ طاہر ہے۔ حرام اور نشہ آور ابن دقیق کے نزدیک ہے۔

بعض علماء نے حشیش کے بارے میں ایک سو بیس دینی اور بدنی نقصان شمار کیے ہیں ___ بعض علماء نے کہا ہے کہ ہر ایک وہ شے مذمومات کی قسم سے جو خمر میں ہے' وہ حشیش میں موجود ہے اور خمر سے زیادہ ہے۔ اس لیے کہ خمر کا اکثر نقصان دین میں ہے نہ بدن میں' جبکہ حشیش کا نقصان دین اور بدن دونوں میں ہے۔

ان نقصانات میں سے یہ ہیں:

☆ حشیش سے عقل فاسد ہو جاتی ہے۔

☆ مروت نہیں رہتی ہے۔

☆ آدمی برہنہ ہو جاتا ہے' ستر عورت نہیں کر سکتا۔

☆ نماز ترک کر دیتا ہے۔

☆ محرمات میں واقع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ دینی نقصانات تھے جبکہ بدنی نقصانات بھی ہیں جن میں دین بھی مشترک ہے:

☆ حشیش استعمال کرنے والے کی نسل منقطع ہو جاتی ہے۔
☆ برص ہو جاتا ہے' جذام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
☆ اور بیماریوں اور رعشہ اور علت انبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
☆ اس کے منہ سے بدبو آتی ہے
☆ اس کی آنکھوں سے پلکیں گر جاتی ہیں۔
☆ اس کے دانتوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں اور دانت سیاہ ہو جاتے ہیں۔
☆ ضیق النفس کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔
☆ اس کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے
☆ کبد کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔
☆ شیر کو جعل کی مانند کر دیتی ہے۔
☆ جسم میں کسل پیدا کر دیتی ہے۔
☆ نامردی اور عزت دار کو ذلیل کر دیتی ہے۔
☆ صحیح کو علیل، فصیح کو گونگا اور ذکی کو کلام سے مجبور کر دیتی ہے۔
☆ سعادت کو لے جاتی ہے۔
☆ شہادت کو بھلا دیتی ہے۔
☆ جسم کے رطوبات خشک کر دیتی ہے۔
☆ نسیان پیدا کر دیتی ہے۔
☆ سر میں درد اور منی کو خشک کر دیتی ہے۔
☆ نگاہ تاریک کر دیتی ہے۔
☆ اچانک موت پیدا کرتی ہے۔
☆ دق اور سل اور استسقاء پیدا کرتی ہے۔
☆ فکر کو فاسد کر دیتی ہے۔
☆ راز کو فاش کراتی ہے۔
☆ حیا جاتی رہتی ہے' غیرت نہیں رہتی۔
☆ کیسہ کو تلف کرتی ہے یعنی روپیہ برباد جاتا ہے۔

Marfat.com

☆ اسے استعمال کرنے والا ابلیس کا دوست ہوتا ہے۔

☆ خون میں حرکت پیدا کرتی ہے اور فطنت کو لے جاتی ہے۔

☆ حشیش کا استعمال کرنے والا سنت سے دور ہے۔

☆ جنت سے راندہ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا موعود ہے یہاں تک کہ ندامت سے اپنے دانتوں پر مارے اور توبہ کرے ___ اللہ تعالیٰ سے قبول توبہ میں اپنا گمان نیک کرے۔

کہنے والے نے کیا اچھا کہا ہے:

قل لمن یاکل الحشیشة جهلا　　　یاخبیثا عشك شرمعیشة

جو شخص جہالت سے حشیش کھاتا ہے' اس سے کہہ دو کہ اے خبیث تو نے زندگی بری کی ہے۔

دیة العقل بدرة فلما ذا　　　یا سفیها بعتها بحشیشة

عقل کی دیت ایک بدرہ ہے' چنانچہ اسے کمینے! تو نے حشیش کے بدلے بیچ ڈالا۔

غزوۂ خیبر:

خیبر ایک بڑا شہر ہے جس میں بہت سے قلعے ہیں' باغات ہیں' درخت ہیں' خیبر کے یہ قلعے ہیں:

☆ نطاۃ	☆ حصن العصب بن معاذ	☆ حصن ناعم
☆ شق	☆ حصن ابی الحقیق	☆ حصن البریٰ
☆ حصن القموص	☆ حصن وطیح	☆ حصن سلالم

☆ حصن قلعۃ الزبیر بن العوام (زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حصہ میں ملا)

خیبر شام کی طرف آٹھ بروچار منزل پر ہے ___ شامی نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ سے تین دن کے راستہ پر ان جاجیوں کے بائیں طرف واقع ہے جو ملک شام کے ہیں۔ شاید تین دن کے راستہ پر تیز چلنے کی حالت میں ہے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔ مدینہ منورہ میں ذی الحجہ اور ماہ محرم کا کچھ حصہ قیام فرمایا پھر سنہ ۷ ہجری میں خیبر کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں قیام فرمایا اور انیس راتیں خیبر کا محاصرہ کیا ___ اور آخرکار ماہ صفر میں خیبر کو فتح کر لیا۔

غزوہ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چودہ سو پیدل صحابہ کرام اور دو سو سوار مجاہد تھے۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔

خیبر میں حدیٰ خوانی:

بخاری شریف میں سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ ہم رات کے وقت سفر کر رہے تھے ہم میں سے ایک مجاہد نے عامر سے کہا کہ کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہ سناؤ گے۔ عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے۔ وہ اپنے اونٹ سے اتر پڑے اور لشکر میں حدیٰ خوانی شروع کر دی۔ وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اللھم لولا انت ماھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

''اے میرے اللہ! اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ تیری تصدیق کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔''

فاغفر فداءً لك ما ابقینا وثبت الاقدام ان لاقینا

''اے اللہ! تجھ پر ہماری جان فدا ہے تو ہمارے وہ گناہ بخش دے ہم نے تیرے جو اوامر ترک کیے ہیں یا یہ معنی ہے کہ وہ گناہ جو ہم نے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں اور ان سے ہم نے توبہ نہیں کی ہے تو ان کو بخش دے اور اگر ہم دشمن سے مقابل ہو جائیں تو ہمارے قدم ثابت رکھ اور انہیں جنبش نہ دے۔

والقین سکینة علینا انا اذا صیح بنا اتینا

''اے اللہ! ہم لوگوں پر تو سکینہ کو نازل فرما۔ جس وقت لوگ ہمیں پکارتے ہیں تو ہم فوراً قتال کے لیے موجود ہو جاتے ہیں یا حق کے لیے موجود ہو جاتے ہیں ــــ'' ایک روایت میں اتینا کی جگہ ابینا بائے موحدہ سے آیا ہے یعنی اگر کوئی شخص امر باطل میں مدد کے لیے ہمیں پکارتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں کہ امر باطل کی ہم مدد نہ کریں گے۔

وبالصیاح عولوا علینا

اور وہ لوگ جو ہمیں مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ اپنی پکار سے ہم پر بھروسا کرتے ہیں کہ ہم ان کی مدد کریں گے ــــ ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جو انہوں نے اپنے باپ سے کی ہے' احمد کے نزدیک اس رجز میں اضافہ ہے جو کہ یہ ہے:

ان الذین قدبغوا علینا اذا اراد و فتنةً ابینا

''وہ لوگ جنہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے جس وقت انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا ــــ اور ابینا کی جگہ اتینا بھی آیا ہے۔ یعنی ان لوگوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا ہم ان کی طرف آئے اور ہم نے اقدام کیے۔

ونحن عن فضلك ما استغنینا

اور ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں۔ ہمارے احوال پر تیرا فضل ہمیشہ رہے۔

عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی بشارت:

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''یہ اونٹوں کو چلانے والا کون شخص ہے؟''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

Marfat.com

''عامر بن الاکوع ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یرحمہ اللہ فرمایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے نبی اللہ! عامر کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ آپ نے کس لیے عامر کے باقی رہنے کی دعا نہیں فرمائی کہ ہم عامر کی شجاعت سے نفع اٹھاتے۔''

حدیث میں ہے کہ آپ جسے یرحمہ اللہ فرما دیتے وہ شہادت پاتا تھا۔ اسی لیے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کہا ــــــ اور احمد کی روایت میں ہے کہ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجز پڑھنے لگے اور اونٹوں کو چلا رہے تھے۔ یہ عربوں کی عادت تھی کہ جس وقت راہ چلتے میں اونٹ کو نشاط میں لانے کا ارادہ کرتے' ان میں سے بعض اونٹ سے اتر پڑتا اور اونٹوں کو چلاتا اور اس حالت میں حدی کہتا۔

عامر بن الاکوع کے اشعار کا تجزیہ:

شاعر کا کہنا اللهم لولا انت ما اهتدينا ایسی ہی روایت ہے اور علماء نے کہا ہے کہ اس مصرع کا ثواب یہ ہے' لاهم ہے یا تالله ہے ــــــ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے ــــــ اور شاعر کا کہنا فداء لك' مارزی نے کہا ہے کہ یہ لفظ مشکل ہے اس لیے کہ باری تعالیٰ کو فديتك نہیں کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ لفظ کسی ایسے مکروہ میں استعمال نہیں ہوتا کہ کسی شخص کے ساتھ اس مکروہ کے حلول کی توقع ہوتی ہے۔ چنانچہ دوسرا شخص یہ اختیار کرتا ہے کہ وہ مکروہ مجھ پر نازل ہو جائے اور اس شخص کی طرف سے وہ اپنے آپ کو فدا کر دے۔

مارزی نے کہا ہے کہ شاید یہ لفظ اس طور پر واقع ہوا ہو کہ اس کے معنی کی حقیقت کا ارادہ نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے قاتله الله ما افصحه ــــــ اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے کس درجہ فصیح شخص ہے ــــــ اس لفظ کے ساتھ اس شخص پر بددعا کی حقیقت کا ارادہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی فصاحت سے تعجب کا اظہار اور اس کے امر کی تعظیم ہوتی ہے ــــــ جیسے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

''تربت يداك ــــــ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

تربت يمينك ــــــ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔''

اس سے بددعا مراد نہیں ــــــ بلکہ ان الفاظ میں استعارہ کی قسم ہے' اس لیے کہ فدا ہونے والا شخص جس پر فدا ہوتا ہے جس وقت وہ اپنا نفس کسی مکروہ کی وجہ سے اس کی طرف سے فدا کرے تو وہ اس کی رضا طلبی میں مبالغہ کرنے والا ہوتا ہے ــــــ چنانچہ شاعر کی مراد یہ ہے کہ میں تیری رضا میں اپنا نفس فدا کروں۔ بہرحال اگرچہ معنی کا صحیح جہت کی طرف لوٹانا ممکن ہوا۔ جیسا کہ اس جہت مذکورہ میں ہے ــــــ لیکن اس لفظ کا اطلاق' اس کا استعارہ اور اس کا جائز ہونا اس امر کا محتاج ہے کہ اس لفظ کی اجازت کے لیے شرع وارد ہوئی ہو۔ (شرع وارد نہیں ہوئی) لہٰذا یہ جواب خوب نہیں۔

اور کبھی کہا جاتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس لفظ کو سماعت فرما کے سکوت کیا اور شاعر کو یرحمہ اللہ دعا دی تھی ــــــ

Marfat.com

مارزی نے کہا ہے کہ کبھی قائل کی مراد اپنے قول فداء لك سے وہ ذات ہوتی ہے جس سے وہ خطاب کرتا ہے اور اس لفظ سے اس کی مراد فصل کلام ہوتی ہے تو قائل اس لفظ کا استعمال کرتا ہے ــــــ پھر شاعر نے پہلے کلام کے تمام کی طرف واپسی کی اور ماابقینا کہا ــــــ مارزی نے کہا ہے کہ اس تاویل سے لفظ اور معنی دونوں صحیح ہوتے ہیں اگر اس تاویل میں کلام کے راستہ سے باہر چلا جانا نہ ہوتا تو ہم کو مارزی کے کلام کی تصحیح اس کی تاویل کی طرف بے قرار کرتی ــــــ لہٰذا اس بے جادہ روی کے سبب ہم مارزی کے کلام کو صحیح کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ شاعر اس شعر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے حق میں اور آپ کی نصرت میں ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہے' اس کی باز پرس آپ ہم سے نہ کیجئے بلکہ بخش دیجئے ــــــ اس صورت پر جو ہم نے بیان کیا ہے' شاعر نے اپنے قول اللهم کے ساتھ دعا کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اس نے اس کلمہ سے اپنے کلام کا آغاز کیا ہے اور شاعر کے قول لوء لا انت کے ساتھ مخاطب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ــــــ لیکن اس کے بعد

وانزلن سکینه علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

کا عطف (یعنی موڑنا) اوپر کے شعر پر ہوتا ہے۔ یہ شعر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ جب دعا اللہ تعالیٰ سے ہے تو اس سے اوپر کے شعر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مخاطب نہیں ہو سکتے ــــــ اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو:

''اے نبی اللہ! آپ اپنے رب سے یہ سوال کیجئے کہ ہم پر سکینہ نازل کرے اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہمارے قدموں کو جما رکھے' ہمارے قدم ڈگنے نہ پائیں۔''

اس صورت میں اوپر کے شعر پر عطف نہ ہوگا۔ واللہ اعلم ــــــ

شاعر کا کہنا اذا صیح بنا اتینا یعنی جس وقت قتال یا مکروہات کے لیے ہمیں پکارا گیا' ہم چلے آئے اور ہم نے قتال اور مکروہات سے تاخیر نہیں کی ــــــ ایک اور روایت میں ابینا ہے باء مواحدہ کے ساتھ' بجائے تاء مثناة یعنی فرار سے ہم نے انکار کیا ــــــ اور شاعر کا یہ مصرع وبالصیاح عولوا علینا اور انہوں نے بلند آواز سے پکارا اور ہمارا ارادہ کیا اور ہم سے مدد چاہی اور ہم کو قتال کے لیے بے چین کیا گیا کہ عولوا العویل علی الشیے سے ہے یعنی اس شے پر اعتماد کرنا ــــــ کہا گیا کہ عولوا ــــــ عویل سے ہے۔ اس کا معنی ہے آواز ــــــ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''یہ اونٹوں کو چلانے والا کون شخص ہے؟'' ــــــ صحابہ نے کہا ــــــ ''عامر ہیں'' ــــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یرحمه الله'' ــــــ صحابہ میں سے ایک نے کہا:

''عامر کے لیے شہادت ثابت ہوگئی اور قریب میں واقع ہوگی۔''

صحابہ کو یہ معلوم تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے لیے یہ دعا ایسے موقع پر کی' وہ شہید ہو گیا ــــــ صحابہ کرام نے عرض کیا:

Marfat.com

"کاش آپ ہمیں عامر سے کچھ فائدہ اٹھانے دیتے یعنی ہمیں ان کی مصاحبت کا کچھ زمانے تک موقع ملتا اور ان کی شہادت میں کچھ تاخیر فرمائی ہوتی۔"

خیبر میں تشریف آوری:

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں رات کو تشریف لائے ــــ آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ جس وقت کسی قوم کی طرف رات میں جاتے، صبح تک ان پر حملہ کرنے میں جلدی نہیں کرتے تھے ــــ جب صبح ہوئی تو یہودی زمین کھودنے کے آلات مسماۃ اور مکتل لے کر نکلے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے:

"یہ محمد ہیں! ــــ اے واللہ! یہ محمد ہیں!! ــــ خمیس یعنی لشکر آپ کے ساتھ آیا ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خیبر ویران ہوگیا ــــ انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین"

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ فرمایا:

"اللہ اکبر خربت خیبر"[۲۸۶]

اس حدیث سے شگون لیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ڈھانے کے آلات دیکھے تو یہ پہچانا کہ یہود کا شہر ویران ہو جائے گا ــــ یہ احتمال ہوتا ہے کہ آپ نے خربت خیبر یعنی خیبر ویران ہوگیا، بطریق وحی کہا ہو ــــ اس کی تائید آپ کا وہ ارشاد عالی کرتا ہے جو اس کے بعد ہے:

انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز تاریکی میں اول وقت میں خیبر کے وقت پڑھی۔ پھر فرمایا:

اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

مغلطائی وغیرہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈے تقسیم فرمائے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم سیاہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر سے بنایا گیا تھا۔

فاتح خیبر:

بخاری میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، ان کی آنکھیں آ گئی تھیں پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ کر مل گئے۔ جب ہم لوگوں نے وہ رات بسر کی جس کی صبح کو خیبر فتح کیا گیا، آپ

---

۲۸۶ لشکر کا نام خمیس اس لیے رکھا گیا ہے کہ لشکر پانچ حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے ــــ مقدمہ اور ساقہ آگے اور پیچھے کا فوجی حصہ ــــ میمنہ اور میسرہ دائیں اور بائیں جانب کا حصہ ــــ اور قلب فوج کا درمیانی حصہ ہے۔

Marfat.com

نے اس رات فرمایا:

''کل کے روز میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں۔''

یا یہ فرمایا کہ:

''یہ جھنڈا کل کے دن وہ شخص ضرور لے گا جس کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہیں۔''

ایک اور روایت میں مزید یہ ہے:

''جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا۔''

صبح جب بیدار ہوئے تو سب لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور اس امید پر کہ آپ انہیں جھنڈا عطا کریں گے ـــــ آپ نے دریافت فرمایا:

''علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟''

صحابہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ان کو آنکھوں کی شکایت ہے۔''

آپ نے فرمایا:

''ان کے پاس کسی آدمی کو بھیجو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن ڈال دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی' وہ صحت یاب ہو گئے گویا انہیں آنکھوں کے درد کی شکایت ہی نہیں تھی۔ آپ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں ان لوگوں سے یہاں تک لڑوں کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم آہستگی اور وقار سے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے میدان میں اترو ـــــ پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور اسلام میں ان پر اللہ تعالیٰ کا جو حق واجب ہے' انہیں اس سے خبر دو ـــــ (اگر تمہاری اطاعت نہ کریں تو ان سے قتال کرو) قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ـــــ ! اللہ تعالیٰ اگر کسی ایک شخص تمہارے سبب ہدایت کرے تو تمہارے لیے سرخ رنگ کے اونٹوں سے اچھا ہوگا۔''

خیبر کا پہلا شہید:

صحابہ کرام نے جنگ کے لیے صفیں باندھیں۔ حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے' ان کی تلوار چھوٹی تھی۔ انہوں نے ایک یہودی کی پنڈلی پر تلوار مارنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی تلوار کی دھار پلٹ گئی اور ان کے گھٹنے میں لگی ـــــ عامر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ خیبر سے لوٹے تو اس زخم سے شہید ہو گئے۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' ساتھیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ عامر کا عمل باطل ہو گیا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے یہ کہا ہے وہ غلطی پر ہے' عامر کے لیے دو اجر ہیں۔

ایک اجر جہاد اور طاعت کا' دوسرا اجر جہاد فی سبیل اللہ کا'' ـــــ پھر آپ نے اپنی دو انگلیاں جمع کیں اور فرمایا:

''عامر ضرور مجاہد ہے۔''

یزید بن عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ کی ساق پر تلوار کی ضرب کا اثر دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا:

''یہ کیسی چوٹ ہے جو پنڈلی میں لگی ہے؟''

سلمہ نے کہا:

''یہ وہ چوٹ ہے جو یوم خیبر میں لگی تھی۔ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اس پر تین بار پھونک دیا۔ اس گھڑی تک میں نے اس چوٹ کی شکایت نہیں کی۔''

ایک دوزخی مجاہد:

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے کہ ہم خیبر میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو جو آپ کے ساتھیوں میں سے تھا اور اسلام کا دعویٰ کرتا تھا' کے بارے میں فرمایا:

''یہ اہل نار سے ہے۔''

جب جنگ ہوئی تو اس مجاہد نے شدید قتال کیا یہاں تک کہ اس کے زخم کثیر ہو گئے ـــــ ان کی شدید لڑائی اور شدید زخمی ہونے پر ساتھی شاید فرمان نبوی میں شک کرتے کہ یہ اہل نار سے ہے ـــــ اس مجاہد سے زخموں کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی۔ ہاتھ بڑھا کر اپنے تیردان سے ایک تیر نکالا اور اس تیر سے اپنے نفس کو ذبح کر ڈالا ـــــ صحابہ میں سے اکثم الخزاعی نے تیزی سے بارگاہ نبوی میں پہنچ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کیا۔ فلاں نے آپ کی بات کو سچا کیا۔ فلاں نے اپنے آپ کو ذبح کیا اور اپنے نفس کو قتل کر ڈالا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر بلال سے فرمایا:

''اٹھو اور آدمیوں کو آگاہ کرو لا یدخل الجنة الا مؤمن ۲۸۷ وان اللہ یوید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی مومن کے سوا جنت میں داخل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس دین کو مرد فاجر سے تائید دیتا ہے۔ ۲۸۸

---

۲۸۷ اس میں اشارہ ہے کہ وہ مرد مسلوب الایمان تھا۔

Marfat.com

بخاری کے نزدیک ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا:

''ایک شخص جس شے کو ظاہر کرتا ہے' اس میں اہل جنت کا عمل کرتا ہے اور معاصی سے اہل نار کے عمل کے ساتھ متلبس ہوتا ہے ـــــ اور ایک شخص اہل نار کا عمل اس شے میں کرتا ہے جس کو وہ ظاہر کرتا ہے' وہ اہل جنت سے ہوتا ہے۔''

مسلمانوں نے اہل خیبر سے قتال کیا اور اہل خیبر نے مسلمانوں سے شدید قتال کیا ـــــ مسلمانوں میں سے پندرہ مرد شہید ہوئے ـــــ شامی نے کہا ہے کہ چونتیس مسلمان شہید ہوئے۔ جبکہ یہود میں سے ترانوے مارے گئے۔ **لعنھم اللہ** ـــــ اور اللہ تعالیٰ نے خیبر کا ایک ایک حصن فتح کیا۔

آل ابی الحقیق کا وہ خزانہ جو گدھے کے چمڑے میں رکھا گیا تھا' لے لیا گیا ـــــ یہود نے اس خزانہ کو ایک ویرانہ میں غائب کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے رسول کی رہبری فرمائی' آپ نے اسے نکال لیا۔

خیبر کا دروازہ:

خیبر کا دروازہ بڑی مشقت کے بعد ستر آدمیوں نے ہلایا تھا جبکہ شیر خدا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا اسے اکھاڑ ڈالا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ خیبر میں ایک دروازہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد اس دروازہ کی آزمائش کی گئی' چالیس مرد اسے نہیں اٹھا سکے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حصن تک پہنچے تو اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھینچ لیا اور اسے زمین پر ڈال دیا۔ ہم لوگوں میں سے ستر آدمی اس دروازہ پر جمع ہوگئے' ان ستر مردوں کی یہ کوشش تھی کہ دروازہ کو اس کی جگہ لوٹا دیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی:

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہود کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ کی بیٹی تھی ـــــ بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب کے ساتھ بیاہ کیا ـــــ صفیہ کا شوہر کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق قتل کیا گیا تھا۔ صفیہ اس وقت دلہن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے انہیں اپنے نفس کے لیے اختیار فرمایا۔ سد صہبا تک پہنچنے پر آپ حیض سے پاک ہوگئیں اور آپ کو حلال ہوگئیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے پھر آپ نے ایک چھوٹے چمڑے میں حیس بنایا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''جو لوگ تمہارے اطراف ہیں' ان کو آگاہ کر دو۔''

یہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ تھا ـــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت صفیہ کے لیے اپنے اس طرف عبا سے پردہ بناتے

---

۲۸۸ رجل سے مراد وہی مقتول ہے یا مطلق مرد فاجر بدکار مراد ہے۔

Marfat.com

تھے پھر آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا رکھ دیتے۔ حضرت صفیہ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنا پر رکھ دیتی تھیں یہاں تک کہ اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں۔

بخاری شریف میں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ مسلمانوں نے آپس میں کہا:

''حضرت صفیہ امہات المومنین سے ہیں یا لونڈی ہیں جو غنیمت میں آئی ہیں اور آپ ان کے مالک ہو گئے ہیں ـــــ اگر آپ نے ان کا پردہ کیا تو امہات المومنین سے ہیں اور اگر آپ نے انہیں نہ چھپایا تو لونڈی ہیں۔''

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ فرمایا تو ان کے لیے اونٹ پر اچھا بستر بچھایا اور پردہ تان دیا ـــــ

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے بعد یہود کی اولادوں کو بردہ بنایا اور غلاموں میں حضرت صفیہ بھی تھیں ـــــ وہ دحیۃ الکلبی کی طرف حصہ میں گئیں ـــــ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئیں۔ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا اور ان کے عشق کو ان کا مہر ٹھہرایا۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دحیہ سے فرمایا کہ:

''غلاموں میں سے کوئی لونڈی غیر صفیہ کے لے لو۔''

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت دحیہ سے سات غلاموں کے لیے بدلے لیا تھا ـــــ بخاری کی روایت میں ہے کہ تم کسی لونڈی کو غلاموں میں سے غیر صفیہ کے لیے لے لو۔ اس لیے کہ اس جگہ نفی زیادتی پر کوئی دلالت نہیں ہے ـــــ اللہ تعالیٰ واقع سے زیادہ عالم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس لیے لیا کہ وہ یہود کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ کی بیٹی تھیں ـــــ اور حضرت صفیہ ان عورتوں میں سے نہیں تھیں کہ دحیہ کو بخش دی جاتیں ـــــ اس لیے کہ صحابہ دحیہ کی طرح اور دحیہ سے فوق مرتبہ میں کثرت سے تھے ـــــ لیکن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مانند نفاست نسب اور حسن و جمال میں غلاموں میں قلیل عورتیں تھیں ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر دحیہ کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ مخصوص فرماتے تو بعض صحابہ کے تغیر خاطر کا امکان تھا ـــــ چنانچہ یہ امر مصلحت عامہ سے تھا کہ حضرت صفیہ حضرت دحیہ سے واپس لے لی جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اختصاص حضرت صفیہ کے ساتھ ہوا اس لیے کہ اس میں جمیع صحابہ کی رضا مندی تھی۔

یہ امر کہ آپ نے صفیہ کو دحیہ کو دے دیا اور پھر ھبہ سے آپ سے رجوع کیا ـــــ یہ امر ھبہ سے رجوع کرنے میں کچھ نہیں ہے یعنی صفیہ دحیہ کو ھبہ کی گئی تھیں پھر واپس لے لی گئیں۔ گویا ھبہ سے رجوع ہوا اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ھبہ سے لوٹایا جانا نہیں ہے بلکہ اسباب مذکورہ علت ہیں' وہ اسباب یہ ہیں:

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقسیم میں شامل نہیں ہوئی تھیں' لہٰذا ھبہ بھی نہ ہوگا۔

☆ دوسرے صحابہ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل تھے' ان کی دل شکنی ہوتی۔

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملک زادی تھیں' دحیہ ان کے لائق نہ تھے۔

Marfat.com

مغلطائی نے کہا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان کی آغوش میں چاند اترا ہے ---- حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کو خواب کی تعبیر خیال کرتی تھیں۔ ۲۸۹

گدھے کے گوشت کی حرمت:

اسی غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کا گوشت حرام قرار دیا ---- جیسا کہ بخاری میں ہے کہ جس دن مسلمانوں کو خیبر پر فتح حاصل ہوئی اس دن کی رات میں مسلمانوں نے کثیر آگ روشن کی ---- نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کیسی آگ ہے' تم لوگ کس شے پر یہ آگ جلا رہے ہو۔''

صحابہ نے عرض کیا۔

''یہ آگ پر گوشت جلا رہے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کس قسم کے گوشت پر؟''

صحابہ نے عرض کیا:

''گدھے کے گوشت پر۔''

بیس یا تیس گدھے ذبح کیے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں توڑ ڈالو۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''ہم یہ گوشت پھینک دیتے ہیں اور ہانڈیاں دھو ڈالتے ہیں۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بلکہ یہ کرو'' (یعنی گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں دھو ڈالو)

ہانڈیاں توڑنے میں مال کا نقصان تھا' اس لیے دھونے کے لیے حکم فرمایا۔

بخاری کی ایک اور روایت میں جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم خیبر میں لہسن کھانے سے منع فرمایا اور گدھے کے گوشت سے بھی منع فرمایا۔ (لہسن میں بدبو ہوتی ہے اور اس کی تحریم خصائص نبویہ سے ہے)

ابن ابی ادنیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے گروہ اصحاب میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کے گوشت سے

---

۲۸۹ حاکم نے کہا ہے کہ ایسا ہی جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے جاری ہوا ہے ---- جویریہ بنت الحارث ام المومنین بنی مصطلق سے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے تین دن خواب میں دیکھا تھا کہ یثرب سے ایک چاند آرہا ہے اور ان کی آغوش میں اترا ہے۔

Marfat.com

اس لیے منع فرمایا ہے کہ اس میں خمس ۲۹۰ نہیں لیا گیا تھا ـــــ بلکہ حقیقت یہ ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گدھے کی نجاست کی وجہ سے ہانڈیاں دھونے کے لیے حکم فرمایا تھا ـــــ اس لیے کہ گدھا گندگی کھاتا ہے، وہ نجس اور محرم ہے ـــــ پہلے آپ نے ہانڈیاں توڑ ڈالنا مناسب دیکھا پھر آپ نے اپنے اجتہاد میں تبدیلی فرما دی یا اس بارے میں آپ کی طرف وحی آئی کہ ہانڈیاں دھولی جائیں۔

گھوڑے کے گوشت کی حرمت:

امام شافعی علیہ الرحمہ اور جمہور علمائے سلف اور خلف کا مذہب یہ ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز (مباح) ہے۔ اس میں کراہت نہیں ہے ـــــ اس کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت انس بن مالک اور حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے (صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا، ہم نے اسے کھایا، اس وقت ہم مدینہ میں تھے ـــــ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ ہم نے اور اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھایا۔

فتح الباری میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد سے کہ اس وقت ہم مدینہ میں تھے، یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ گھوڑے کے گوشت کا مباح ہونا جہاد فرض ہونے کے بعد تھا ـــــ لہٰذا جس شخص نے اس علت کی وجہ سے کہ گھوڑے آلات جہاد سے ہیں، گھوڑوں کے گوشت کی تحریم کی ہے ـــــ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث سے اس شخص پر رد کیا جائے گا ـــــ اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد میں کہ:

''اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔''

یہ اس شخص پر رد ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر مطلع ہوئے ہیں ـــــ باوجود اس کے کہ حدیث وارد ہے اگر حدیث وارد نہ ہوتی تب بھی آل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ آل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدت سے میل جول رکھتے تھے اور وہ آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے ـــــ آل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ کرتے تھے، وہ اس کے جواز کو جانتے تھے۔ اس کے باوجود یہ رجحان تھا کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے احکام میں کثرت سے سوال کرتے تھے ـــــ یہاں یہ امر پسندیدہ ہے کہ جس وقت کسی صحابی نے کہا کہ:

''ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایسا کرتے تھے۔''

اسے باز رہنے (رفع) کا حکم ہوگا۔ (یعنی اس حدیث کو مرفوع کہیں گے) ـــــ اس لیے کہ ظاہر امر یہ ہے کہ صحابی کے فعل کی آپ کو اطلاع ہوئی ہے اور آپ نے اسے برقرار رکھا ہے اور جس وقت یہ امر مطلق صحابہ میں ہوگا تو آل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہ کیوں کر نہ ہوگا (کہ وہ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر رہتے تھے)

---

۲۹۰ مال غنیمت کا پانچواں حصہ جو غرباء اور لاوارثوں کے لیے وقف کیا جائے۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے ــــــ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت متواتر نہیں، یہ خبر احاد سے ہے ــــــ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ شیخین کی شرط پر عطا بن یسار سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ تمہارے سلف ہمیشہ گھوڑے کا گوشت کھاتے تھے ــــــ ابن جریج نے ان سے پوچھا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب گھوڑے کا گوشت کھاتے تھے؟''

عطا نے کہا ''ہاں!'' ــــــ عطا بن یسار تابعین کے طبقہ وسطی سے تھے۔ انہوں نے جمیع صحابہ کو نہیں پایا ــــــ بلکہ انہوں نے ان لوگوں سے خبر دی ہے جنہوں نے بعض صحابہ کو دیکھا تھا ــــــ

امام مالک کا مذہب ہے کہ گھوڑا مکروہ ہے ــــــ فاکہانی مالکی نے بھی گھوڑے کو مکروہ کہا ہے ــــــ امام مالک نے گھوڑے کا گوشت کھانے کو جو مکروہ کہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ گھوڑے اکثر جہاد میں استعمال کیے جاتے ہیں اگر اس کی کراہت نہ ہوتو اس کا استعمال کھانے میں کثیر ہو جائے گا ــــــ اور اگر کھانے میں اس کا استعمال کثیر ہو جائے گا تو گھوڑے فنا ہو جائیں گے۔ چنانچہ گھوڑوں سے دشمن کو ڈرانا اور وہ شے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **ومن رباط الخیل ترھبون به عدواللہ وعدوکم** میں امر وارد ہوا ہے، نقص کی طرف رجوع کرے گا، لہٰذا اس صورت پر کراہت سبب کی وجہ سے خارج ہوگی ــــــ خارج کا سبب بحث میں نہیں ہے اس لیے کہ وہ حیوان جس کی شرعی طور پر اجازت ہے، اس پر علماء کا اتفاق ہے جیسے اونٹ۔

بعض منع کرنے والوں کا یہ کہنا کہ اگر گھوڑے حلال ہوتے تو ان سے قربانی جائز ہوتی۔ یہ قول اس سے منتقض ہو جاتا ہے کہ بڑے حیوان کی قربانی نہیں کی جاتی اور اس کی قربانی کا شرعی حکم نہیں ــــــ ابوداؤد اور نسائی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس حدیث کا اگر ثبوت تسلیم کر لیا تو یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کا معارضہ نہ کرے گی جو گھوڑے کے گوشت کے جواز پر دلالت کرتی ہے ــــــ جبکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے موافق حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے ــــــ بعض علماء نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث تحریم پر دلالت کرتی ہے، اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ گھوڑے کے بارے میں رخصت دی گئی ہے۔ اس رخصت کا معنی یہ ہے کہ ممنوع کا مباح مع قیام جو حکم اصلی سے ہو ــــــ یعنی یہ رخصت خاص تھی، عام نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں صحابہ کو شدید بھوک کی وجہ سے رخصت دی تھی اور یہ رخصت مطلق حلال ہونے پر دلالت نہیں کرتی یعنی جو بات نزاع کا باعث ہے اس کے حل پر دلالت نہیں کرتی۔

اس کا جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ اکثر روایتیں لفظ ''اذن'' کے ساتھ آئی ہیں جیسا کہ مسلم نے روایت کیا ہے ــــــ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ:

''ہم نے خیبر کے زمانہ میں گھوڑے اور گدھے کے گوشت کھائے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔''

Marfat.com

اس حدیث میں گھوڑے کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس حدیث نے گھوڑے کے گوشت کے جائز ہونے پر دلالت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ گھوڑے کا ذکر نہ ہونا دلیل نہیں ـــــ جبکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کے لیے حکم فرمایا۔''

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ راوی کا یہ کہنا کہ ''رخصت دی'' ـــــ رخصت سے اذن مراد ہے ـــــ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں گھوڑے کے گوشت کی جو تحریم ہے' اس میں بھی احتجاج کا نقص گھوڑے کے گوشت کے اذن کے ساتھ کیا گیا ہے ـــــ اگر گھوڑے کے گوشت کی رخصت بھوک کی وجہ سے تھی تو گدھے کا گوشت اس اذن کے اولیٰ تھا کہ کھایا جاتا کہ اس وقت گدھے کثیر تھے اور گھوڑے قلیل ـــــ حاصل کلام یہ ہوا کہ:

''گھوڑے کا گوشت کھانے میں اذن نہیں تھا مگر اس کی اجازت عام نہ تھی بلکہ خاص ضرورت کی وجہ سے اجازت دی گئی۔''

امام مالک اور دیگر علماء جو گھوڑے کے گوشت کی تحریم کے قائل ہیں۔ انہوں نے فرمان الٰہی کے ساتھ احتجاج کیا ہے کہ یہ فرمان منع کے لیے ہے **والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ**

یعنی ''یہ حیوانات سواری اور زینت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔''

اس کی وضاحت اور تشریح بہت وجوہ سے کی گئی ہے:

☆ ایک وجہ یہ ہے کہ آیت شریف **لترکبوھا** میں **لام** تعلیل کے لیے ہے، لہٰذا لام نے اس پر دلالت کی ہے کہ یہ حیوانات سواری اور زینت کے علاوہ کاموں کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ اس لیے کہ جو علت ظاہری طور پر ہو' حصر کا فائدہ دیتی ہے ـــــ چنانچہ ان حیوانوں کے کھانے کی اجازت بظاہر آیت کے خلاف ہے۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ لفظ **بغال** اور **حمیر** ' **خیل** پر عطف کیا گیا ہے ـــــ اس نے اس امر پر دلالت کی ہے کہ گھوڑوں' خچروں اور گدھوں کے ساتھ حکم تحریم میں مشترک ہے ـــــ چنانچہ جس شخص نے خیل کو منفرد کر لیا ہے' وہ اس شے کے حکم کے لیے جو خیل پر عطف کی گئی ہے' دلیل کا محتاج ہے۔

☆ تیسری وجہ یہ ہے کہ اس آیت کا سیاق امتنان کی جگہ کیا گیا ہے ـــــ اگر ان حیوانوں سے کھانے میں انتفاع کیا جاتا تو البتہ کھانے کے ساتھ اعظم امتنان ہوتا ـــــ حال یہ ہے کہ حکیم ادنیٰ نعمتوں سے امتنان نہیں کرتا کہ وہ سواری اور زینت ہے اور اعلیٰ نعمتیں چھوڑ دیتا ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ ان حیوانوں کے ذکر سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **ومن الانعام و منھا تاکلون** میں جن حیوانوں کا ذکر کیا گیا ہے' ان کے کھانے کے ساتھ امتنان واقع ہوا ہے۔

☆ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر ان حیوانوں کا کھانا مباح کیا جاتا تو جو فائدہ ان حیوانوں سے سواری اور زینت میں ہے اور اس کے ساتھ امتنان واقع ہوا ہے وہ فائدہ نہ ہوتا ـــــ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ سورہ نحل بالاتفاق مکی ہے جبکہ

Marfat.com

گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد دی گئی ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آیت سے گھوڑے کا گوشت کھانا منع سمجھا ہوتا تو اس کے کھانے کی اجازت نہ دیتے ـــــ اور یہ بھی جواب ہے کہ سورہ نحل کی آیت گھوڑے کا گوشت نہ کھانے میں صریح نہیں ہے جبکہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث گھوڑے کا گوشت جائز ہونے میں صریح ہے ـــــ اور یہ بھی جواب ہے کہ جب یہ تسلیم کرلیا کہ آیت والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا میں لام تعلیل کے لیے ہے لیکن یہ امر تسلیم نہیں کرتے کہ سواری اور زینت میں فائدہ پہنچانے کا حصر ہے۔ اس لیے کہ گھوڑوں سے سواری اور زینت اور کھانے کے علاوہ نفع لیا جاتا ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے جیسے:

☆ گھوڑوں پر سامان لادا جاتا ہے۔

☆ ان سے پانی بھرتے ہیں۔

☆ ان سے غلہ پیسا جاتا ہے۔

اور آیت کریمہ میں لفظ ''رکوب'' اور ''زینت'' کا ذکر نہیں ہے لیکن اس لیے کہ گھوڑوں سے جو اشیاء طلب کی جاتی ہیں' ان اشیاء سے زیادہ تر سواری اور زینت ہے ـــــ اس کی مثال گائے کی وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بیان ہوئی ـــــ جس وقت اس گائے نے اپنے سوار کو خطاب کر کے کہا تھا:

''میں سواری کے لیے نہیں پیدا کی گئی بلکہ کھیتی کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔''

یہ حدیث اس کے باوجود حصر میں زیادہ صریح ہے' اس کے ساتھ اغلب امر کا ارادہ نہیں کیا جاتا۔ وگرنہ گائے کھائی جاتی ہے ـــــ اور گائے سے کھیتی کے علاوہ بہت سی اشیاء میں نفع لیا جاتا ہے ـــــ بضاوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے سورہ نحل کی آیت کے ساتھ گھوڑے کے گوشت کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں حرمت کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے اس لیے کہ فعل کی تعلیل سے جس شے کے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا فعل سے غیر اس کا اصلاً ارادہ نہ کیا جائے۔

غزوہ خیبر میں مزید ممنوعات:

اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سباع یعنی درندوں میں سے ہر ایک جانور جو دانتوں سے پھاڑنے والا ہے' اس کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

یوم خیبر میں مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے فروخت کے لیے منع فرمایا ہے ـــــ اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ کسی کنیز یا لونڈی سے تب تک ملاپ نہ کرو جب تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔

خیبر میں ایک یہودیہ نے آپ کو زہر دیا:

اس غزوہ میں زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی یہودی عورت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا۔ جیسے

Marfat.com

کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے ____

اس حدیث میں یہ ہے کہ جب خیبر فتح کیا گیا' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ایسی بکری ہدیہ بھیجی گئی جس میں زہر تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہود سے جو لوگ یہاں ہیں' انہیں میرے پاس جمع کرو۔''

وہ سب آپ کے پاس جمع کیے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے فرمایا:

''میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کا سچ بیان کرو گے؟''

یہود نے کہا:

''اے ابوالقاسم! بے شک ہم سچ کہیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

''تمہارا باپ کون ہے؟''

یہود نے کہا ____ ''ہمارا باپ فلاں شخص ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے جھوٹ کہا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے یعنی اسرائیل یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔''

یہود نے کہا:

''آپ نے سچ فرمایا اور آپ اپنے قول میں سچے ہیں۔''

پھر آپ نے یہود سے فرمایا:

''کیا تم میرے ساتھ کسی بات میں سچ کہنے والے ہو اگر میں تم سے اس شے کے بارے میں پوچھوں۔''

انہوں نے کہا:

''بے شک اے ابوالقاسم ہم سچ کہیں گے۔ اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ پہچان لیں گے۔ جیسے کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں ہمارا جھوٹ پہچان لیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہود سے پوچھا:

''اہل نار کون لوگ ہیں؟''

یہود نے کہا:

''ہم لوگ دوزخ میں تھوڑا عرصہ رہیں گے' پھر آپ لوگ دوزخ میں ہمارے قائم مقام ہوں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم لوگ دوزخ میں ذلت وخواری سے مستقل قیام کرو گے ____ واللہ ہم لوگ دوزخ میں تمہارے قائم مقام کبھی نہ ہوں

Marfat.com

گے۔۔۔۔۔۔''

پھر آپ نے یہود سے فرمایا۔۔۔۔۔ کیا تم لوگ مجھ سے کسی شے میں سچ کہو گے اگر میں تم لوگوں سے اس شے کے بارے میں پوچھوں۔''

انہوں نے کہا۔۔۔۔۔ ''بے شک ہم سچ کہیں گے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کیا تم لوگوں نے بکری میں زہر ملایا ہے؟''

یہود نے کہا۔۔۔۔۔ ''بے شک ہم نے زہر ملایا ہے۔''

آپ نے یہود سے پوچھا:

''اس امر کے لیے تمہیں کس بات نے اکسایا؟''

یہود نے کہا:

''ہم نے ارادہ کیا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے آرام پالیں گے۔۔۔۔۔ اور اگر آپ نبی ہوں گے تو کو زہر نقصان نہ دے گا۔''

ابوداؤد میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لکھا ہے کہ یہودیہ زینب' مرحب کی بہن ہے۔۔۔۔۔ جبکہ بیہقی نے اسے مرحب کی بھتیجی لکھا ہے۔۔۔۔۔ ابوداؤد کے غیر کی روایت میں ہے کہ زینب بنت الحارث ابن مشکم کی عورت لوگوں سے پوچھنے لگی:

''بکری میں کونسی شے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو زیادہ پسند ہے۔''

لوگوں نے بتایا کہ آپ کو دستی زیادہ پسد ہے۔۔۔۔۔ اس نے ایک بکری ذبح کر کے اسے بھونا۔۔۔۔۔ پھر اس نے ایسے زہر کا ارادہ کیا جو کہ فوراً مار ڈالے۔۔۔۔۔ اس نے یہود سے زہروں کے بارے میں مشورہ کیا کہ کون سا زہر مار ڈالنے میں تیزی سے اثر کرتا ہے۔۔۔۔۔ زینب نے یہود کے مشورہ پر بکری میں زہر ملایا' شانے اور دستیوں میں زہر زیادہ ملا دیا۔۔۔۔۔ پھر اس نے وہ زہر آلود بکری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تحفتہً بھیجی۔ آپ نے وہ لے لی۔ آپ کے پاس تین اصحاب موجود تھے' ان اصحاب میں حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دستی اٹھائی اور اس میں سے دانتوں سے گوشت کاٹا۔ حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری ہڈی لی۔۔۔۔۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعاب دہن کے ساتھ گوشت کا وہ حصہ جو دانتوں سے کاٹا' نگل لیا۔۔۔۔۔ جو گوشت حضرت بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں تھا' انہوں نے اسے نگل لیا' دوسروں نے بھی کھایا۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اس کے کھانے سے اپنے ہاتھ اٹھا لو' اس لیے کہ یہ دستی مجھے خبر دے رہی ہے کہ زہر آلود ہے۔''

اس حدیث میں ہے کہ بشر بن البراء ایک سال کے بعد مر گئے۔۔۔۔۔ بعض نے کہا ہے کہ اسی وقت فوت ہو گئے۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کو یہودیہ کے پاس بھیجا اور اس سے دریافت فرمایا:

Marfat.com

''تو نے اس میں زہر ملایا ہے؟''

اس یہودیہ نے کہا:

''آپ کو کس نے خبر دی کہ یہ زہر آلود ہے؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''یہ دستی جو میرے ہاتھ میں ہے' اس نے خبر دی۔''

اس یہودیہ نے کہا:

''بے شک ہم نے زہر ملایا ہے۔۔۔۔۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ شخص نبی ہے تو زہر اسے نقصان نہ دے گا' اگر نبی نہیں ہے تو ہم لوگ آرام پائیں گے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔نے اس یہودیہ کو معاف کر دیا۔۔۔۔۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس گوشت کے سبب جو بکری میں سے کھایا تھا' اپنے دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے۔۔۔۔۔ زہری نے کہا ہے کہ وہ یہودیہ مسلمان ہوگئی۔۔۔۔۔ بیہقی نے کہا ہے کہ احتمال ہوتا ہے کہ پہلے اس یہودیہ کو آپ نے چھوڑ دیا ہو لیکن جب بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقمہ کھانے سے اللہ کو پیارے ہوگئے تو اسے قتل کیا ہو۔۔۔۔۔ سہیلی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس مبارک کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے' اسے بشر بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے طور پر قتل کیا ہو۔

خیبر میں آپ کی نماز فجر قضا ہوگئی:

اور بھی غریب یہ امر ہے کہ اس غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر نہیں پڑھی اور سو گئے۔۔۔۔۔ جبکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام پر مقرر کیا کہ نماز فجر کے وقت آپ کو بیدار کر دیں جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مسلم کے نزدیک ہے۔۔۔۔۔

وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے تو تمام رات سفر میں رہے یہاں تک کہ آپ کو اونگھ آ گئی۔۔۔۔۔ آپ آخر رات میں اترے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیا:

''آج کی رات تم ہماری حفاظت کرو۔''

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی توفیق دی۔۔۔۔۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دیگر صحابہ کرام سو گئے۔ جب فجر قریب ہوئی تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے مقابلہ میں اپنی سواری کے اونٹ کے ساتھ بیٹھ کر ٹیک لگا لی۔ ان پر بھی نیند نے غلبہ کیا' آخر وہ بھی رات سفر کرتے رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ بھی سو گئے۔۔۔۔۔

نہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور نہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور نہ آپ کے دیگر صحابہ

Marfat.com

کرام میں سے کسی کی آنکھ کھلی ــــ

جب سورج کی شعاعیں اور دھوپ لگی تو سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے' آپ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی:

''اے بلال!''

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' میرے نفس پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ کیا جیسے کہ آپ کے نفس پر غلبہ کیا'' ــــ یا یہ معنی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلا دیا جیسے کہ آپ کو سلا دیا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اونٹوں کو چلاؤ۔''

صحابہ کرام نے اپنی اپنی سواری کے اونٹ تھوڑی دور تک چلائے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اقامت کے لیے فرمایا ــــ انہوں نے اقامت کہی ــــ آپ نے صحابہ کو نماز پڑھائی جبکہ آپ نے نماز قضا کر لی اور فرمایا:

''جو شخص نماز کو بھول جائے جس وقت اسے یاد آئے' اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری'' اس غزوہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے' آ ملے۔

خیبر کی غلبہ سے فتح:

خیبر کی فتح میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ ''کیا غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے فتح ہوا'' ــــ عبدالعزیز بن صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے' اس طرح واضح بیان کیا ہے کہ خیبر غلبہ سے فتح کیا گیا۔

جس نے یہ کہا ہے کہ خیبر صلح سے فتح ہوا ہے' اسے ان دو قلعوں سے شبہ ہوا جو وطیح اور سلالم ہیں ــــ ان قلعہ والوں نے اپنی جانیں بچانے کے لیے یہ قلعے سونپ دیئے تھے ــــ یہ صلح کی ایک قسم ہے لیکن یہ واقعہ نہیں ہوا بلکہ یہود کو محصور کرنے سے اور ان کے ساتھ قتال کرنے سے قلعے ہاتھ آئے۔

وادی القریٰ کی فتح:

غزوہ خیبر کے بعد جمادی الآخر میں وادی القریٰ کو فتح کیا گیا۔ آپ نے وہاں چار دن قیام فرمایا ــــ محاصرہ کے دوران آپ کے ایک غلام مدعم کو ایک تیر لگا وہ جاں بحق ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا:

''وہ شملہ جو اس نے خیبر میں خیانت سے لیا ہے' وہ ضرور اس پر آتش دوزخ بھڑکائے گا۔''

اہل تیما نے آپ سے جزیہ دینے پر صلح کر لی ــــ یہ حافظ مغلطائی نے کہا ہے۔

Marfat.com

سریہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

مقام تربہ مکہ سے دو منزل پر واقع ہے ــــ یہ سریہ شعبان ۷ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں گیا ــــ آپ کے ساتھ تیس مجاہد تھے ــــ آپ کے ہمراہ بنی ہلال کا ایک رہبر بھی تھا ــــ آپ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپ رہتے تھے۔ ہوازن کے لوگ جو مقام تربہ میں تھے' انہیں آپ کے آنے کی خبر ملی تو وہ بھاگ گئے ــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہوں کی طرف آئے۔ وہاں ان میں سے کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنے اموال وغیرہ اونٹ بکریاں سب ساتھ لے گئے ــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ لوٹ آئے۔

سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نجد میں بنی کلاب کی طرف ایک قریہ ضربہ ہے جو بصرہ کے راستہ پر مکہ سے قریب ہے۔ یہ سریہ شعبان ۷ ہجری میں گیا ــــ کہا جاتا ہے کہ یہ سریہ بنی فزارہ کی طرف گیا ــــ مسلمانوں نے ایک جماعت کو غلام بنا لیا اور دوسرے مارے گئے ــــ صحیح مسلم میں فزارہ کی طرف بھیجا جانا وارد ہوا ہے' یہی قول صحیح ہے۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

خیبر میں ایک گاؤں فدک ہے۔ اس کے اور مدینہ کے درمیان سات میل کا فاصلہ ہے۔ یہ سریہ شعبان سات ہجری میں بنی مرہ کی طرف حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں گیا۔ آپ کے ہمراہ تیس مجاہد تھے ــــ جنگ ہوئی۔ حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت زخمی ہو گئے ــــ یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ــــ علیہ بن زید الحارثی ان لوگوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے ــــ علیہ کے بعد بشیر بن سعد بھی حاضر ہو گئے ــــ آپ مقتولین میں سے اٹھ کر فدک تک پہنچے' یہود کے ہاں ٹھہرے رہے پھر بیماری سے اٹھے اور مدینہ میں آئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نجد کے ناحیہ میں مدینہ سے آٹھ میل پر میفعہ واقع ہے۔ ماہ رمضان المبارک ۷ ہجری میں دو سو تیس مجاہدوں کا لشکر میفعہ پہنچا۔ انہوں نے ان کے مکانوں کا محاصرہ کر لیا جو لوگ سامنے آئے انہیں ہلاک کر ڈالا۔ ان کے اونٹ' گائے بکریاں مدینہ کی طرف ہانک لائے۔

اہل مغازی نے کہا ہے کہ اس سریہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص نہیک بن مرداس کو قتل کیا حالانکہ قتل سے پہلے اس نے لاالہ الا اللہ کہا تھا ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تو حضرت اسامہ نے کہا:

''اس نے جان کے خوف سے لاالہ الا اللہ کہا تھا۔''

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟''

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پشیمان ہوئے اور افسوس سے کہنے لگے:

''میں کسی سے جنگ نہ کروں گا جو لاالہ الا اللہ کی شہادت دے۔''

بخاری میں ابی ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم ان لوگوں کے پاس صبح کے وقت اچانک جا پہنچے ـــــ ہم نے انہیں شکست دی ـــــ میں اور ایک انصاری مجاہد ان لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس جا پہنچے جب ہم اس کے پاس آئے تو اس نے لاالہ الا اللہ کہا ـــــ میرا ساتھی انصاری تو اس سے باز رہا لیکن میں نے اپنے نیزے سے اسے مارا۔ حتیٰ کہ اسے ہلاک کر دیا ـــــ جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس شخص کے قتل کی خبر پہنچی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:

''اے اسامہ! کیا تم نے اس کے بعد اس شخص کو قتل کیا تھا کہ اس نے لاالہ الا اللہ کہا تھا؟''

میں نے عرض کیا:

''وہ قتل سے پناہ مانگ رہا تھا۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کلمہ کو بار بار فرماتے تھے:

''اسامہ تم نے اسے لاالہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا۔'' یہاں تک کہ میں نے اس وقت یہ تمنا کی کہ:

''آج کے دن سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا۔''

یعنی میں نے جتنے اعمال صالحہ کیے تھے' اس قتل کی وجہ سے میرے نزدیک بے کار ہو گئے تھے' اس کا سخت الم ہوا ـــــ اسی لیے انہوں نے کہا:

''آج کے دن سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا تو بہتر ہوتا ـــــ اور آج کے دن میں مسلمان ہوا ہوتا تاکہ میرے ذمہ اس کے قتل کا الزام نہ ہوتا۔''

سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

سرزمین غطفان جو یمن اور جبار کی طرف ہے ـــــ دوسری روایت میں بنی قرارہ اور بنی عذرہ کی سرزمین ہے۔ یہ سریہ ماہ شوال ۷ ہجری میں گیا۔ حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تین سو افراد تھے ـــــ بنی غطفان نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کیا تھا۔

مسلمان رات میں سفر کرتے تھے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ بنی غطفان کو جب حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی خبر ملی تو بھاگ گئے ـــــ بہت سے اونٹ' گائے اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئے' دو افراد کو اسیر کر لیا۔ انہیں لے کر جب مدینہ پہنچے تو ان دونوں قیدیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

عمرۃ القضا:

اس عمرہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے معاہدہ کیا تھا ـــــ یہ عمرہ اس عمرہ کی قضا نہیں ہے جس سے آپ کو روکا گیا تھا۔ اس لیے کہ وہ عمرہ فاسد نہیں ہوا تھا تاکہ اس کی قضا واجب ہوتی بلکہ وہ عمرہ عمرۂ تامہ تھا' اس لیے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چار عمرے گنتی کیے ہیں۔

دوسرے علماء نے کہا ہے یہ عمرہ' عمرۂ اولیٰ کی قضا تھا اور عمرہ حدیبیہ کو عمروں میں شمار کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس عمرہ میں اجر کا ثبوت ہے۔ نہ یہ ہے کہ یہ عمرہ کامل کیا گیا ـــــ عمرۃ القضا کے نام کے سبب اس اختلاف پر مبنی ہے کہ جس نے عمرہ کا ارادہ کیا اور اسے بیت اللہ سے روک دیا گیا اس پر اس عمرہ کی قضا واجب ہے ـــــ ۲۹۱ جمہور علماء نے کہا ہے کہ جس شخص کو عمرہ سے روکا گیا ہے۔ اس پر قربانی واجب ہے' قضائے عمرہ واجب نہیں ـــــ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے اس کے برعکس روایت ہے ـــــ امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اس پر نہ قربانی لازم آتی ہے اور نہ قضائے عمرہ ـــــ دوسری روایت یہ ہے کہ اس پر قربانی اور قضائے عمرہ دونوں لازم ہیں ـــــ جمہور علماء کی حجت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان **فان احصرتم فما استیسر من الھدیٰ** ہے یعنی

''اگر تم حج یا عمرہ سے منع کیے جاؤ تو جو شے قربانی سے تم پر آسان ہو' واجب ہے ـــــ ایک بکری ذبح کرو یا اس سے اعلیٰ ذبح کرو' قضا واجب نہیں ہے۔''

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی حجت یہ ہے کہ عمرہ شروع کرنے سے لازم ہوتا ہے ـــــ اگر عمرہ کے لیے آنے والا روک دیا جائے تو اسے عمرہ کی تاخیر جائز ہے ـــــ لہٰذا جس وقت روک دینا زائل ہو جائے تو عمرہ کرے اور دو احراموں کے درمیان حلال ہونے سے قضا کا ساقط ہونا لازم نہیں ہوتا (امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی یہ دلیل عقلی ہے)

اور اس شخص کی حجت جس نے قربانی اور قضا دونوں کو واجب کیا ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو واقع ہوا ہے ـــــ صحابہ جس وقت روک دیئے گئے تو انہوں نے اونٹ ذبح کیے اور انہوں نے آئندہ سال عمرہ کیا اور قربانی کعبہ کو بھیج دی ـــــ اور جس شخص نے قربانی اور قضا دونوں کو واجب نہیں کیا ہے' اس کی حجت یہ ہے کہ صحابہ کرام کا حلال ہونا روک دینے کے سبب اونٹ ذبح کرنے پر موقوف نہیں ہوا تھا بلکہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی ہے' وہ اسے ذبح کرے اور جس شخص کے ساتھ قربانی نہیں وہ اپنا سر منڈائے۔

حاکم نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ۷ ہجری میں ذیقعد کا چاند دیکھا تو اپنے صحابہ کرام کو یہ حکم فرمایا کہ مشرکین نے حدیبیہ میں جس عمرہ سے انہیں روک دیا تھا' اس کی قضا کے لیے عمرہ کریں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو صحابہ کرام حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے' ان میں سے کوئی شخص رہنے نہ پائے۔ صحابہ کرام میں سے کوئی پیچھے نہ رہا۔ سوائے ان کے جو خیبر میں شہید ہوگئے تھے یا جو قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دو ہزار

---

۲۹۱ عام طور سے روکنا اور خاص طور پر روکنا یکساں ہے ـــــ اور عمرۃ الاسلام ہو یا غیر عمرۃ الاسلام برابر ہیں۔

Marfat.com

مرد گئے۔ عورتیں' بچے ان کے علاوہ تھے ـــــ آپ نے ابو رہم غفاری کو مدینہ پر خلیفہ کیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے لیے مختلف قسم کے ساتھ جانور جن میں اونٹ گائے وغیرہ شامل ہیں' لے لیے ـــــ ہتھیار' مغفر اور زرہیں اور نیزے ساتھ لیے ـــــ ایک سو گھوڑے بھی ہمراہ تھے ـــــ ذی الحلیفہ پہنچ کر آپ نے گھوڑوں کو اپنے آگے کیا اور ان پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا ـــــ ہتھیار والوں کو آگے فرمایا اور ان پر حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل ٹھہرایا ـــــ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا اور لبیک کہا۔ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ لبیک کہتے تھے ـــــ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑوں کے ساتھ الظہر ان تک گئے۔ انہیں وہاں قریش کے چند آدمی ملے' ان قریشوں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''گھوڑے لانے کا کیا سبب ہے؟''

محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں' انشاء اللہ کل صبح تک اس منزل پر پہنچ جائیں گے۔''

وہ قریشی مکہ میں آئے۔ اہل قریش ان کی خبر سن کر ڈر گئے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراۃ لظہران میں اترے ـــــ اور بطن یا جج کی طرف جو مکہ سے قریب ایک گاؤں ہے' جو لوگ حرم کی حدود میں ہوتے ہیں وہ اس جگہ سے نظر آتے ہیں۔

عمرہ کے لیے طریق کار:

آپ نے ہتھیار آگے بھیج دیئے اور اپنی حفاظت کے لیے اوس بن خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سو جانثاروں سمیت پاس رکھا ـــــ باقی حضرات عمرہ کے مناسک کے لیے گئے۔ اسی طرح ایک گروہ گیا اور ایک گروہ آپ کی حفاظت کرتا رہا ـــــ قریش کے اشراف اس دوران مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ قصویٰ پر جب تشریف لے گئے تو مسلمانوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں میں لٹکالیں اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے میں لے کر لبیک کہہ رہے تھے ـــــ آپ مکہ میں اس ٹیکری سے داخل ہوئے جو جوں پر نکلتی ہے۔ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے اونٹ کی مہار تھام رکھی تھی ـــــ

ابن رواحہ کے اشعار:

ترمذی شریف میں شمائل میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضا میں مکہ میں ایسے حال میں داخل ہوئے کہ ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے ـــــ

خلوا نبی الکفار عن سبیلہ   الیوم نضر بکم علی تنزیلہ

اے کفار کی اولاد! آپ کے راستہ سے دور ہو جاؤ ـــــ آپ کے مکہ تشریف لانے کی وجہ سے آج کے دن ہم تمہیں ماریں گے ـــــ اگر تم لوگ ہمیں روکو گے تو ہم پلٹ کے نہ جائیں گے۔ جیسے حدیبیہ کے سال میں پلٹ گئے تھے ـــــ یا تمہیں

Marfat.com

تنزیل قرآن کے حکم پر ماریں گے۔

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ویذھل الخلیل عن خلیہ

ہم ایسی ضرب لگائیں گے کہ سروں کو ان کی آرام گاہ یعنی گردنوں سے جدا کر دے گی اور اس ضرب سے دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا یعنی مرنے والا زندہ کو اور زندہ مرنے والے کو بھول جائے گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''اے ابن رواحہ! تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتے ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمر! اسے چھوڑ دو، تم اسے مت روکو ـــــ اس لیے کہ یہ اشعار یا کلمات قریش کی ایذا میں تیر مارنے سے زیادہ تیزی رکھتے ہیں۔''

اس حدیث کو عبدالرزاق نے دو وجہوں سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔ اس لفظ سے

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ قد انزل الرحمن فی تنزیلہ

''اے کفار کی اولاد! آپ کی رہ گزر سے دور ہو جاؤ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

بان خیر القتل فی سبیلہ نحن قتلنا کم علی تاویلہ

خیر القتل یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد اس کے دشمنوں کے اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تشریح جیسی کہ ہم نے سمجھی اور تم نے اس تشریح سے انکار کیا ـــــ ہم تم سے اس تشریح کے انکار پر جنگ کریں گے۔

کما قتلنا کم علی تنزیلہ

''جیسا کہ ہم نے اس کے نازل ہونے پر تم سے جنگ کی یعنی قرآن پاک آپ کی نبوت کی دلیل ہے، تم نے اسے نہ مانا، اس لیے ہم نے تم سے جنگ کی۔''

اس حدیث کی روایت طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں کی ہے:

الیوم نضربکم علی تنزیلہ ضربا یزیل الھام عن مقبلہ
ویذھل الخلیل عن خلیلہ یارب انی مؤمن بقیلہ

اور ابن عقبہ کے نزدیک مغازی میں ابن رواحہ کے اشعار کے بعد یہ شعر ہے:

قد انزل اللہ فی تنزیلہ فی صحف تتلی علی رسولہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تنزیل میں ان صحیفوں کو نازل کیا ہے جو اس کے رسول پر پڑھے جاتے ہیں ـــــ ابن عقبہ نے لیکن اس روایت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کیا ـــــ ابن اسحاق نے ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار کے اس شعر کا اضافہ کیا ہے:

Marfat.com

یارب انی مؤمن بقیلہ انی رایت الحق فی قبولہ

''اے میرے رب! میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے ساتھ ایمان لانے والا ہوں۔ آپ کا فرمان قبول کرنے میں میں نے حق کو دیکھ لیا ہے۔''

ابن ہشام نے کہا ہے کہ ابن رواحہ کا یہ ارشاد انا ضربنا کم علی تاویلہ آخر تک عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے' عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غزوہ حنین میں کہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لبیک فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ رکن یعنی حجر اسود کو اپنے اس عصا سے بوسہ دیا جس کا سر ٹیڑھا تھا ـــــ آپ اپنے احرام کی چادر مبارک اس طوز پر اوڑھے ہوئے تھے کہ دائیں ہاتھ کی بغل سے سینہ مبارک اور بائیں مونڈھے پر ڈالے ہوئے تھے ـــــ آپ نے اپنی سواری کے اونٹ پر طواف کیا۔ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی آپ کی طرح احرام کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔

مشرکین کا گمان اور صحابہ کی شان:

بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے کہا:

''تمہارے پاس ایک ایسے حال میں آئی ہے کہ انہیں یثرب کے بخار نے سنت کر دیا ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی یہ بات سن کر صحابہ کرام سے فرمایا:

''تمام لوگ بیت اللہ کے تین پھیرے دوڑ کر پورے کریں۔''

اور صحیح یہ ہے کہ مشرکین نے کہا:

''تمہارے پاس ایسی قوم آئی ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو دوڑ کر طواف کرنے کے لیے حکم فرمایا اور یہ فرمایا:

''دونوں رکنوں کے درمیان آہستہ چلیں۔''

جمیع طوافوں میں جو اصحاب نہیں دوڑے' ان کے امر سے آپ کو کسی شے نے منع نہیں کیا مگر ان کے ساتھ شفقت فرمائی کہ تھک جائیں گے' کمزور ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: دوڑو ـــــ تاکہ مشرکین صحابہ کرام کی قوت دیکھیں ـــــ اس وقت مشرکین جبل قیقعان کی طرف تھے ـــــ دونوں رکنوں کے درمیان جو لوگ چلتے تھے' انہیں قیقعان پر مشرکین نظر نہیں آتے تھے ـــــ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان اپنی سواری کے اونٹ پر طواف کیا جبکہ فارغ ہونے کے وقت ساتواں طواف تھا ـــــ اس وقت قربانی کے اونٹ مروہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے ـــــ آپ نے فرمایا:

''یہ ان کے ذبح کرنے کی مستحب جگہ ہے اور مکہ کا ہر ایک وسیع راستہ ذبح کرنے کی جگہ ہے۔''

چنانچہ مروہ کے نزدیک انہیں ذبح کیا ـــــ اور اس جگہ آپ نے سر منڈایا اور اسی طرح تمام مسلمانوں نے کیا کہ اپنے

Marfat.com

اونٹ ذبح کیے اور وہیں اپنے سر منڈائے۔

عمرہ سے فارغ ہونے والوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بطن یا جج میں پہنچ جائیں اور ہتھیاروں کے پاس ٹھہرے رہیں اور دوسرے ساتھی جو ہتھیاروں کے پاس ہیں' وہ آ کر اپنی قربانیاں ادا کریں ـــــ وہ دو سو صحابہ کرام تھے جو طواف اور قربانی سے فارغ ہو کر گئے تھے ـــــ ان صحابہ کرام نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا اور اسی طور پر دیگر صحابہ کرام نے عمل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں تین دن قیام فرمایا ـــــ بخاری شریف میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے' وقت معینہ گزر گیا تھا۔ قریش حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''اپنے صاحب سے کہہ دو کہ آپ یہاں سے چلے جائیں ـــــ وقت مقررہ گزر چکا یعنی تین دن ہو چکے ہیں۔''

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے تشریف لے جانے لگے تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی آپ کے پیچھے ہولی اور یاعم یاعم کہہ کر پکارنے لگی ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لے لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

''اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو۔''

انہوں نے اسے اٹھا لیا ـــــ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے لیے حضرت علی' حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھگڑا کیا ـــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے اسے لے لیا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔''

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجہ ہے۔''

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میرے بھائی کی بیٹی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے اس کی خالہ کو حکم دیا اور فرمایا:

''خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین سے یہ شرط کرنے کے باوجود کہ آپ اہل مکہ سے کسی کو نہ لے کر جائیں اور وہ مکہ سے جانے کا ارادہ کریں ـــــ حضرت علی' حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے لیے اصرار رہا۔ یہ اس لیے تھا کہ کفار قریش نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کو طلب نہیں کیا تھا اور آنحضرت صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ:

''خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔''

یعنی اس خاص حکم میں اس لیے کہ خالہ اپنی بہن کی اولاد سے مہربانی اور شفقت کرنے میں اور یہ کہ وہ اولاد کی اصلاح کرتی ہے' اس کی طرف ہدایت کرنے میں قریب ہے ـــــ یعنی خالہ پرورش کرنے میں پھوپھی پر مقدم ہے۔ اس لیے کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت موجود تھیں اور جس وقت خالہ مقدم کی گئی باوجود اس کے کہ عورتوں میں عصبات میں پھوپھی اقرب ہے، لہٰذا خالہ غیر پھوپھی سے مقدم ہے ـــــ اس حدیث سے یہ اخذ ہوا کہ باپ کے رشتہ داروں پر ماں کے رشتہ داروں کی تقدیم ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسے حال میں نکاح کیا کہ آپ محرم تھے اور ان کے پاس ایسے تشریف لائے کہ آپ ان پر حلال تھے۔

بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلطی کی ہے۔ اگرچہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی خالہ تھیں' آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حلال ہونے کے بعد ان سے نکاح کیا ـــــ مسلم میں یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے جب نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور میں دونوں مقام سرف میں حلال تھے۔

سریہ ابن ابی العوجاء اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ماہ ذی الحجہ ہجرت کے ساتویں سال بنی سلیم کی طرف گیا۔ اس سریہ میں پچاس مجاہد تھے۔ انہیں چاروں طرف سے کفار نے گھیرے میں لے لیا' شدید جنگ ہوئی۔ حتیٰ کہ تمام مسلمان شہید ہوگئے۔ ابن ابی العوجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہیدوں میں سخت زخمی پائے گئے ـــــ کفار انہیں بھی مقتول سمجھ کر چھوڑ گئے ـــــ ابن العوجاء بڑی مشقت اٹھا کر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سن آٹھ ہجری ماہ صفر کے آغاز میں آئے ـــــ شافعیہ کے نزدیک احرام کی حالت میں آپ کو نکاح کرنا جائز ہے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ بنی طوح کی طرف کدید میں گیا ـــــ قاموس میں ہے کہ کدید حرمین شریفین کے درمیان ایک پانی ہے۔ کدید کا معنی زمین کا بطن واسع اور موٹی سخت زمین جیسی کہ کدید ہے ـــــ یہ سریہ ماہ صفر سن ۸ ہجری میں گیا ـــــ غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ وغیرہ غنیمت لیے ـــــ اسی مہینہ میں خالد بن ولید' عثمان بن ابی طلحہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آئے اور مسلمان ہوگئے۔

Marfat.com

دوسرا سریہ غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ مصاب نامی گاؤں میں ہوا۔ مصاب کی طرف بشیر بن سعد کے اصحاب کی طرف فدک میں ماہ صفر سن ۸ ہجری میں گیا۔ غالب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ دو سو مجاہد تھے ـــــ انہوں نے صبح کے وقت اہل مصاب پر حملہ کیا' مصاب کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ یہ غنیمت میں اونٹ بکریاں مدینہ لے کر آئے۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ عامر بنی عامر کی طرف مقام سئ میں جو ایک پانی مقام ذات عرق سے وجرہ کی طرف ہے' اور مکہ سے بصرہ تک تین منزل ہے جبکہ مدینہ سے پانچ منزل ہے ـــــ یہ سریہ ماہ ربیع الاول سنہ ۸ ہجری میں گیا۔ ـــــ اس سریہ میں چوبیس مجاہد تھے جو ہوازن کے مجمع کی طرف گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شجاع کو امارت کے لیے حکم فرمایا ـــــ شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو سفر کرتے اور دن میں قیام کرتے ـــــ وہاں صبح کے وقت پہنچے اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ مال غنیمت میں اونٹ' بکریاں اور بچے آئے۔ یہ مال غنیمت مدینہ لایا گیا یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔

مال غنیمت میں سے ہر ایک کے حصہ میں پندرہ اونٹ آئے۔ تقسیم میں ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا۔

سریہ کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ذات القریٰ کے وراء ذات اطلاع ہے ـــــ یہ سریہ ماہ ربیع الاول میں سن ۸ ہجری میں ذات اطلاع کی طرف گیا۔ اس سریہ میں پندرہ مجاہد تھے ـــــ جب یہ ذات اطلاع تک پہنچے تو ان کے مدمقابل لوگوں کی تعداد کثیر تھی ـــــ صحابہ کرام نے سخت جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہوگئے۔ مقتولین میں حضرت کعب شدید زخمی ہوئے اور شدید زخمی ہونے کی وجہ سے بچ گئے۔ رات ہونے پر وہ مشقت سے اٹھے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا ـــــ صحابہ کرام کی شہادت سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سخت رنجیدہ ہوئے ـــــ آپ نے ان کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا پھر آپ کو یہ اطلاع ملی کہ کفار دوسری جگہ کی طرف چلے گئے ہیں چنانچہ آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔

سریہ موتہ:

ملک شام میں عمل بلقا سے دمشق کے نزدیک موتہ ایک قریہ ہے ـــــ یہ سریہ جمادی الاول سن ۸ ہجری میں بھیجا گیا ـــــ اس کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن عمیر الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خط دے کر ملک بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرجیل بن عمرو الغسانی سے سامنا ہوا۔ اس نے حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر ڈالا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قاصدوں میں حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ہزار مجاہدوں پر امیر بنایا اور فرمایا:

''اگر زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید کیے جائیں تو جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر ہوں ـــــ اگر جعفر شہید کیے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امیر ہوں ـــــ اور اگر عبداللہ شہید کیے جائیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے میں سے کسی ایک کو رضامندی سے اپنا امیر ٹھہرا لیں۔۲۹۲

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے اس لشکر کے لیے سفید جھنڈا قائم کیا اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما دیا اور انہیں یہ ارشاد فرمایا کہ:

''جہاں حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے ہیں وہاں پہنچیں ـــــ اور جو لوگ وہاں مقیم ہیں' انہیں اسلام کی طرف بلائیں ـــــ اگر اسلام قبول کرلیں تو بہتر ورنہ ان پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور ان سے جنگ کرو۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی مشایعت کے لیے شہر سے باہر نکلے اور ثنیۃ الوداع پر جا کر ٹھہر گئے' وہاں سے انہیں رخصت کیا۔ جب یہ لوگ چل دیئے تو مسلمانوں نے انہیں یہ دعا دی:

دفع اللہ عنکم وردکم نماعین ـــــ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

لکننی سال الرحمن مغفرۃ وضربتہ ذات فرغ تقذف الزبدا

''لیکن میں رحمٰن سے مغفرت اور ایسی ضرب چاہتا ہوں جو وسیع ہو یعنی ایسا بڑا زخم ہو جس سے خون بکثرت جاری ہو اور اس خون میں جھاگ پیدا ہوں۔ جب خون کثرت سے نکلتا ہے تو اس کے جوش کے سبب اس پر جھاگ آ جاتے ہیں۔''

جب مسلمان مدینہ منورہ سے نکلے تو دشمن کو ان کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی۔ انہوں نے مقابلے کے لیے گروہوں کو اکٹھا کیا ـــــ شرجیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد آدمی جمع کر لیے اور اپنے لشکر کے آگے دشمن کی خبر لانے والے بھیجے ـــــ مسلمان شام کے ایک گاؤں معان میں اترے ـــــ مسلمانوں کو دشمن کی کثرت اور ان کے گروہوں کے بارے میں پتا چلا کہ ہرقل سرزمین بلقا یعنی روم میں ایک لاکھ رومی مشرکین کے درمیان اترا ہے۔ مسلمانوں نے دو رات اس لیے قیام کیا کہ اس صورتحال کے بارے میں غور کریں اور آپس میں کہا:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لکھیں اور اس صورتحال سے انہیں آگاہ کریں۔''

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ہوا دی' ان کی بہادری کو ہوا دی اور مسلمان موتہ تک آ گئے ـــــ ان کے مقابل مشرکین آئے ـــــ مشرکین اتنی کثرت سے آئے کہ کسی کو ان کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ تھی ـــــ مشرکین اپنی شجاعت' مالداری اور شان وشوکت دکھانے کی غرض سے اپنے ساتھ ہتھیار اور گھوڑے اور دیباج اور ریشمی کپڑا اور سونا کثرت سے لائے۔

مسلمان اور مشرکین آپس میں مقابل ہوئے۔ اس دن مسلمانوں کے لشکر کے تین امیروں نے پیدل رہ کر کفار سے جنگ کی ـــــ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا اور جنگ کی۔ ان کے ہمراہ مسلمانوں نے اپنی صفوں میں جنگ کی۔ حتیٰ

۲۹۲ گویا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لشکر کی روانگی سے پہلے ہی ان صحابہ کی شہادت کی خبر دے دی۔

Marfat.com

کہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزہ لگنے سے شہید ہوگئے ___ پھر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لیا اور اپنے گھوڑے شقراء سے اتر پڑے اور جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ ایک رومی نے انہیں ایک تلوار ماری اس ضرب نے انہیں دو ٹکڑے کر دیا ___ ان کے جسم کے دو ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے میں اسی سے زیادہ زخم پائے گئے۔ ان کے جسم پر سامنے کی جانب تلوار اور نیزے کے بہتر زخم لگے تھے ___ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں ننانوے سے زیادہ تلوار اور تیروں کے زخم تھے ___ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلوار اور نیزے کے پچاس کے درمیان زخم گنتی کیے۔ ان زخموں میں سے کوئی زخم ان کی پشت پر نہ تھا۔

ابن اسحاق نے روایت بیان کی ہے کہ بنی مرہ کے ایک شخص نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و شہادت کا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ واللہ گویا ضرور میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ رہا ہوں جس وقت وہ اپنے گھوڑے شقراء سے کودے' انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ آگے بڑھے اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضي اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا اور جنگ کی' آخرکار شہید ہوگئے ___ ان کے بعد ثابت ابن خرم العجلانی نے جھنڈا اٹھایا لیکن مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتفاق کیا کہ جھنڈا وہ لیں ___ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لے لیا۔ رومی بھاگے' بھاگڑ پڑ گئی' مشرکین ان کے پیچھے ہو لیے ___ مسلمانوں میں بہت شہید ہوئے ___ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین سے زبردست جنگ کی' مشرکین بھاگ گئے اور مال غنیمت ہاتھ لگا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زمین اٹھا دی گئی۔ یہاں تک کہ کفار سے جنگ کی جگہ آپ نے ملاحظہ فرمائی ___ عباد بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں مزید یہ ہے کہ اس جنگ میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ بالکل کٹ گئے' پھر وہ شہید ہوگئے ___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ جو کٹ گئے' ان کے بدلے میں ان کو دو بازو دیئے ___ وہ ان بازوؤں سے جنت میں اڑتے ہیں جس جگہ وہ چاہتے ہیں۔''

بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابن رواحہ' ابن حارث اور جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے ___ غم آپ کے چہرۂ انور سے جھلک رہا تھا ___ آپ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم گواہ رہو کہ تمہارا باپ ملائکہ کے ساتھ آسمان میں اڑتا ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی روایت بیان کی ہے ___ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ملائکہ کے گروہ میں میرے پاس سے ایسے حال میں گزرے کہ ان کے دونوں بازو

Marfat.com

رنگین تھے ـــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں آج کی رات جنت میں داخل ہوا' میں نے جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا کہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں۔'' ـــــ

ایک اور روایت میں مزید تفصیل ہے:

جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جبرئیل اور میکائیل (علیہم السلام) کے ساتھ اڑتے ہیں' ان کے دو بازو ہیں۔ ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بازو دیئے ہیں۔'' ۲۹۳

جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ اس جنگ میں کٹ جانے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بدلے دو بازو دیئے۔ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا' وہ کٹ گیا ـــــ پھر انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا' وہ بھی کٹ گیا ـــــ انہوں نے جھنڈا اپنی بغل میں لے لیا' پھر وہ شہید کر دیئے گئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں یہ ذکر کیا ہے کہ یعلیٰ بن امیہ اہل موتہ کی خبر لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''اگر تم چاہو تو مجھے خبر دو اور اگر تم چاہو تو میں تم کو خبر دوں۔''

یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''حضور آپ ہی خبر دیجئے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل موتہ کی خبر سے ان کو مطلع فرمایا۔ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر کہا:

''قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے' آپ نے ان لوگوں کی بات سے کوئی حرف نہیں چھوڑا جس کو آپ نے ذکر نہیں فرمایا۔''

جبکہ طبرانی نے ابوالبشر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ابوعامر الاشعری وہ شخص ہے جس نے اہل موتہ کے قتل کی خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے۔

سریہ عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ ذات سلاسل کی طرف گیا۔ اس کا نام ذات السلاسل اس لیے ہے کہ مشرکین نے ایک کو دوسرے کے ساتھ اس

۲۹۳ سہیلی نے کہا ہے کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بازو ایسے نہیں ہیں جیسے وہم کی طرف سبقت ہوتی ہے کہ وہ پرندوں کے بازوؤں اور پروں کی طرح ہیں۔ اس لیے کہ آدمی کی صورت سب صورتوں سے اشرف ہے اور کل صورتوں میں اکمل ہے، لہٰذا دونوں بازوؤں سے مراد صفت ملکیہ ہے اور قوت روحانیہ ہے جو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحقیق قرآن نے ازروئے توسع کے عوض سے جناح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں تعبیر کی ہے۔ والضمم یدك الیٰ جناحك (اس آیت میں جناح پسلی سے مراد ہے یعنی اپنا ہاتھ اپنی بائیں پسلی سے ملا دو ـــــ یہ موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے) علماء نے ملائکہ کے بازوؤں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ صفات ملکیہ ہیں۔ وہ صفات نہیں سمجھے جاتے مگر معائنہ سے ـــــ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں اور عادتاً کسی پرندے کے تین بازو نہیں پہچانے جاتے۔ چہ جائیکہ ان سے اکثر ہوں اور جس وقت کوئی خبر ان صفات کی کیفیات کے بیان میں ثابت نہیں ہوتی تو اس کے بغیر باہم ان کی حقیقت میں بحث کریں۔ ان کے ساتھ ہم ایمان رکھتے ہیں۔

Marfat.com

خوف سے باندھا تھا کہ جنگ کے وقت بھاگ جائیں گے ـــــ ذات السلاسل اس لیے بھی کہتے ہیں کہ اس جگہ ایک پانی ہے جس کو سلسل کہتے ہیں۔ یہ ذات القریٰ کی درا ہے اور مدینہ منورہ سے دس دن کے راستہ پر ہے ـــــ یہ سریہ ماہ جمادی الآخر سن ۸ھ میں گیا تھا۔

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تھی کہ قضاعہ کی جماعت حملہ کے لیے جمع ہوئی ہے۔ آپ نے عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ایک سفید جھنڈا قائم کیا اور ایک سیاہ جھنڈا بھی ہمراہ کر دیا۔ ان کی سرکردگی میں مہاجرین اور انصار کے تین سو شرفاء اور نفیس مجاہد تھے ـــــ ان کے لشکر میں تیس گھوڑے تھے۔

عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات میں سفر کرتے اور دن کو چھپ رہتے تھے۔ جب یہ قضاعہ سے قریب ہوئے یعنی ماء سلاسل تک پہنچ گئے ـــــ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مدمقابل ایک کثیر جماعت ہے ـــــ انہوں نے رافع بن مکیث الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدد کے لیے بھیجا ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ دو سو مجاہد روانہ فرمائے۔ انہیں ایک پرچم عطا فرمایا۔ ان کے ہمراہ مہاجرین و انصار کے نفیس حضرات تھے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ـــــ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر مل جائیں اور دونوں متفق رہیں' باہم اختلاف نہ کریں ـــــ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ صحابہ کی امامت کریں ـــــ لیکن عمرو بن العاصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''تم مدد پر آئے ہو اور میں لشکر کا امیر ہوں۔''

ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات پر اتفاق کیا ـــــ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کو نماز پڑھاتے تھے۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے روانہ ہوئے ـــــ یہاں تک کہ دشمن یعنی بنی بلیٰ اور بنی عذرہ تک پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا' وہ بھاگ گئے اور متفرق ہو گئے ـــــ یہ لوگ زیادہ نہیں تھے' مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ انہوں نے تھوڑی دیر جنگ کی' مسلمانوں نے انہیں بھگا دیا۔

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دن وہاں قیام کیا۔ آپ سواروں کو بھیج دیتے تھے' وہ اونٹ بکریاں وغیرہ لاتے' یہ انہیں ذبح کرتے اور کھا لیتے تھے ـــــ اس جنگ میں مال غنیمت نہیں تھا کہ تقسیم کیا جاتا۔

سریہ عبیدہ بن الجراح/غزوہ سیف البحر/سریہ خبط:

امام بخاری نے اس کا نام غزوہ سیف البحر رکھا ہے' یہ سریہ خبط کے نام سے بھی معروف ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں تین سو مجاہد روانہ فرمائے ـــــ ان مجاہدین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تاکہ قریش کے قافلہ پر پہنچیں۔

اس لشکر کے دو مقصد تھے:

Marfat.com

☆ ایک قریش کے قافلہ کا انتظار

☆ جہینہ کے ایک قبیلہ سے جنگ

یہ سریہ قریش کے جس قافلہ کے لیے گیا تھا' اس قافلہ میں اونٹوں پر غلہ وغیرہ اشیاء تھیں ـــــ اس قافلے کا انتظار جہینہ میں کرنا تھا ـــــ لشکر جہینہ کے قبیلہ کی طرف جو مقام قبیلہ میں تھا' گیا تھا۔ قبیلہ دریا کے کنارہ سے ملا ہوا ہے۔ مدینہ منورہ اور اس کے درمیان پانچ رات کا فاصلہ ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ یہ سریہ ماہ رجب سن ۸ ہجری میں گیا تھا ـــــ اس قول میں نظر ہے اس لیے کہ قریش کے قافلہ پر پہنچنا متصور نہیں ہوتا ہے کہ اس مدت میں ہو۔ وہ لوگ اس وقت صلح میں تھے۔ بے شک یہ احتمال ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو قافلہ قریش کا انتظار کرنا قریش کی جنگ کے لیے نہیں تھا بلکہ قبیلہ جہینہ سے ان کے محفوظ رکھنے کے لیے انتظار تھا۔

مسلمانوں نے کسی سے قتال نہیں کیا بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ مسلمان کم و بیش نصف ماہ ایک جگہ ٹھہرے رہے۔

اس سریہ کے مجاہدوں کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کا ایک توشہ دان زادراہ دیا تھا جبکہ کھجوریں ختم ہوگئیں تو مسلمانوں نے خبط یعنی درخت سلم کے پتے کھائے ـــــ ابی زبیر کی روایت میں ہے کہ ہم اپنے عصاؤں سے سلم کے پتے جھاڑتے تھے اور انہیں پانی میں بھگو کو کھاتے تھے ـــــ بخاری کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے کہا ہے کہ ہم تین سو مجاہد تھے ـــــ ہمارا زادراہ ختم ہوگیا یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک' ایک دن میں ایک کھجور کھاتا تھا ـــــ پھر قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اونٹ خریدا اور اسے مسلمانوں کے لیے ذبح کیا ـــــ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے دریا سے ایک حیوان کو نکالا جس کا نام عنبر ہے[۲۹۴] مسلمانوں نے اس میں سے کھایا اور زادراہ بھی لے لیا جنگ نہ ہوئی اور لوٹ آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو صحاح ستہ کی زینت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا' تین سو شتر سوار تھے۔ ہمارے امیر عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ہم دریا کے کنارے ٹھہرے' ہمارا زادراہ ختم ہوگیا ـــــ ہم نے درخت سلم کے پتے کھائے ـــــ پھر دریا نے ہمارے لیے ایک حیوان کو پھینک دیا جس کا نام عنبر ہے۔ ہم نے اس مچھلی سے نصف ماہ کھایا' یہاں تک کہ ہمارے جسم درست ہوگئے ـــــ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مچھلی کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اسے قائم کیا اور سب سے زیادہ طویل اونٹ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔

جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

''وہ رزق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا ـــــ کیا اس مچھلی کے گوشت میں سے تمہارے پاس کچھ ہے' ہمیں بھی کھلاؤ۔''

ہم نے اس مچھلی میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا' آپ نے اسے کھایا۔

---

۲۹۴ یہ ایک مچھلی ہے جس کی لمبائی پچاس ہاتھ ہوتی ہے۔

Marfat.com

سریہ ابی قتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

نجد میں بنی محارب کی سرزمین میں خضرۃ ہے ــــ یہ سریہ ماہ شعبان سن ۸ ہجری میں خضرۃ کی طرف گیا۔ ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ پندرہ مجاہد غطفان کی طرف روانہ کیے گئے ــــ انہیں ان میں سے جو شخص ملا' اسے ہلاک کر دیا ــــ کثیر تعداد میں غنیمت لائے' دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں۔ غلام بھی بہت سے تھے ــــ ابوقتادہ مدینہ سے پندرہ راتیں باہر رہے۔

دوسرا سریہ ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ذی خشب اور ذی المروہ کے درمیان بطن الضم ہے جو مدینہ منورہ سے تین منزل پر ہے ــــ یہ سریہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری میں گیا۔

اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ اہل مکہ سے جہاد کریں' ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آٹھ مجاہدوں کے ہمراہ سریہ کے انداز میں بطن الضم روانہ فرمایا تاکہ گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف توجہ فرمائی ہے اور وہ لوگ یہ خبر لے جائیں کہ آپ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں ــــ تاکہ قریش غافل رہیں اور ایسا ہی ہوا کہ جس رات آپ مکہ میں داخل ہوئے' قریش کو اس رات خبر ہوئی۔

مسلمان عامر بن الرضبط سے ملے۔ عامر نے ان لوگوں سے اسلام کا سلام کیا۔[۲۹۵] محلم بن جثامہ نے عامر کو قتل کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا ــــ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ محلم بن جثامہ دو چادریں اوڑھے ہوئے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تاکہ آپ اس کی مغفرت چاہیں ــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا غفر اللہ لک

محلم کھڑا ہو گیا اور رونے لگا' اپنے آنسو اپنی دونوں چادروں پر لیتا تھا یعنی اپنے آنسو پونچھتا تھا ــــ محلم کو ساتواں دن نہیں گزرا کہ وہ مر گیا ــــ دفن کے بعد زمین نے اسے پھینک دیا ــــ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ محلم کو دوبارہ دفن کیا۔ جب اس کے قبیلہ والے تنگ آ گئے تو وہ اسے دو پہاڑوں کی طرف لے گئے' وہاں اسے پہلو پر لٹا کر اس پر پتھر رکھ دیئے یہاں تک کہ اسے چھپا دیا۔

لوگوں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

''زمین تمہارے صاحب سے زیادہ بدآدمیوں کو قبول کرتی ہے (جیسے کفار اور مدعیان الوہیت ہیں) ــــ لیکن اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا ہے کہ تمہیں نصیحت کرے۔''

---

۲۹۵ سلام سے مراد اسلام کا سلام ہے یا کلمہ شہادت کا انقیاد ہے۔

Marfat.com

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ابن ابی حداد کے ساتھ دو سو نفوس غابہ کی طرف گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر ملی کہ غابہ میں رفاعہ بن قیس اپنی قوم قیس کو آپ سے جنگ کے لیے جمع کر رہا ہے تو مسلمانوں نے رفاعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے لشکر کو بھگا دیا اور اونٹ بکریاں غنیمت میں لائے۔

فتح مکہ ___ ایک پرشکوہ موڑ:

''زادالمعاد'' میں ہے کہ فتح مکہ وہ عظیم الشان فتح ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین' اپنے رسول اور اپنے لشکر کو عزت عطا فرمائی جو انصار اللہ سے ہیں' اور ان لوگوں نے اس کے دین کی نصرت کے لیے اپنی جانیں خرچ کی ہیں ___ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے حرم کو کہ جس میں جو شخص داخل ہوتا ہے' امن پاتا ہے' کو عزت دی ہے' قوت دی ہے اور شوکت دی ہے ___ اس فتح سے اپنے شہر اور اپنے اس گھر کو کفار اور مشرکین کے ہاتھ سے چھڑایا ہے جسے تمام جہانوں کے لیے ہدایت قرار دیا ہے ___ یہ وہ فتح ہے جس سے اہل آسمان خوش ہوئے اور اس فتح کو اعلیٰ درجہ کی عزت اور عظمت حاصل ہوئی ___ اللہ کے دین میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہوئے ___ اس فتح سے زمین کا چہرہ روشنی اور سرور سے نورانی ہو گیا۔

فتح مکہ کے محرکات:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے لشکر اور رحمٰن کے مجاہد اس وجہ سے نکالے کہ قریش نے حدیبیہ میں جو معاہدہ کیا تھا' اسے توڑ دیا تھا ___ عہد میں یہ شرط واقع ہوئی تھی کہ:

''جو شخص اس امر کو دوست رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیمان اور عہد میں داخل ہو' وہ آپ کے عہد میں داخل ہو جائے ___ اور جو شخص اس امر کو دوست رکھے کہ قریش کے پیمان اور عہد میں داخل ہو' وہ ان کے عہد میں داخل ہو جائے۔''

اس کے بعد بنی بکر قریش کے پیمان اور عہد میں داخل ہو گئے اور بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیمان اور عہد میں داخل ہوئے ___

حال یہ تھا کہ عہد جاہلیت میں بنی بکر اور بنی خزاعہ کے درمیان محاذ آرائی اور جنگ تھی۔ جب اسلام کا ظہور ہوا اور اس کا غلبہ ہوا یہ لوگ جنگ و جدل سے غافل ہو گئے۔ جب صلح تھی تو نوفل بن معاویۃ الدیلی' بنی بکر سے نکل کر بنی الدیل میں گیا۔ اس نے خزاعہ میں رات بسر کی ___ خزاعہ اس وقت اپنے پانی وتیرہ پر تھے ___ وتیرہ اسفل مکہ میں واقع ہے۔ نوفل کے خزاعہ کے ایک آدمی مبنہ کو قتل کر ڈالا ___ اس کے قتل سے بنی خزاعہ بنی بکر کے لیے غفلت سے بیدار ہوئے۔ ان سے یہاں تک جنگ کی کہ حرم میں داخل ہو گئے اور جنگ پھر بھی نہیں چھوڑی ___ قریش نے بنی بکر کی ہتھیاروں سے مدد کی اور بعض قریشیوں نے بنی بکر کے ساتھ رہ کر رات میں چھپ کر جنگ کی ___ ان میں سے:

- ☆ صفوان بن امیہ ☆ شیبہ بن عثمان ☆ سہیل بن عمرو ☆ جویطب بن عبدالعزیٰ
- ☆ مکرز بن حفص تھے۔

Marfat.com

عمرو بن سالم الخزاعی چالیس شتر سواروں میں جو بنی خزاعہ سے تھے' نکلا۔ یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس مصیبت اور قتل کی خبر دی۔ وہ آپ سے نفرت چاہتے تھے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ واقعات سن کر ایسے حال میں کھڑے ہو گئے کہ اپنی چادر مبارک کھینچ رہے تھے اور یہ فرماتے تھے:

''اگر میں لوگوں کو اس شے کے ساتھ نصرت نہ دوں گا جس شے کے ساتھ میں اپنے نفس کو نصرت دوں' میں نے نصرت نہیں دی۔''

طبرانی کی ''معجم صغیر'' میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے رات میں وضو کرنے کی جگہ میں سنا۔ آپ لبیك لبیك لبیك فرماتے تھے۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا اور تین بار نصرت نصرت نصرت فرمایا۔ جب آپ وضو کرنے کی جگہ سے نکلے تو میں نے کہا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نے آپ سے سنا' آپ نے وضو کی جگہ تین بار لبیك کہا اور تین بار نصرت فرمایا ـــــ گویا آپ کسی انسان سے کلام کر رہے تھے' کیا کوئی شخص آپ کے ساتھ تھا۔''

آپ نے فرمایا:

''بنی کعب کا یہ رجز کہنے والا مجھ سے فریادرسی چاہ رہا ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ قریش نے بنی کعب یعنی بنی خزاعہ پر بنی بکر کو مدد دی ہے۔''

پھر آپ تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حکم فرمایا کہ آپ کے سفر کا سامان تیار کریں اور کسی کو خبر نہ کریں ـــــ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ان سے پوچھا:

''اے میری بیٹی! یہ کیا تیاری ہے؟''

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہا:

''واللہ میں نہیں جانتی۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''واللہ یہ زمانہ بنی اصغر کے غزوہ کا نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

''واللہ مجھے علم نہیں ہے۔''

فتح مکہ میں رجزیہ اشعار:

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ تین دن ٹھہرے رہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی۔ میں نے رجز پڑھنے والے سے سنا۔ آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھتا تھا:

Marfat.com

یارب انی ناشد محمدا حلف انبیاء وابیہ الاتلدا

''اے رب! میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے باپ اور آپ کے باپ عبدالمطلب کی قدیم مناصرت یعنی باہمی مدد یاد دلاتا ہوں۔''

و زعموا ان لست تدعو احدا فانصر ھداك نصرا ابدا

''قریش نے یہ گمان کیا ہے کہ ہماری نصرت کے لیے آپ کسی کو نہ بلائیں گے۔ آپ ہم کو ایسی نصرت دیجئے جس کا اثر منقطع نہ ہو اور ہمیشہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت کرے۔''

وادع عباد اللہ یاتوا مددا فیھم رسول اللہ قد تجردا

''تجرد کا معنی ہے کہ مہیا ہوئے اور آمادہ ہوئے ـــــ ایک روایت میں تجردا کی بجائے تحردا آیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ غضب کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بلائیں' وہ ایسے حال میں آئیں گے کہ وہ لشکر ہوں گے اور ہم کو نصرت دیں گے' قوت دیں گے ـــــ ان لشکروں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسے حال میں ہوں گے کہ غضب ناک ہوں گے یا ان لوگوں کی جنگ کے لیے مستعد دو آمادہ ہوں گے۔''

ان سیم خسفا وجھہ تربدا

یعنی جن لوگوں نے آپ سے عہد کیا تھا اگر آپ ان کی ذلت کا ارادہ کریں گے تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ آپ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیں گے جن کو آپ نے ذلیل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا۔ خسفا بمعنی اولی 'تربد' بمعنی تغیر۔

ابن اسحاق نے ان اشعار پر یہ اضافہ کیا ہے:

ھم بیتونا بالو تیر ھجدا وقتلونا رکعا و سجدا

ان لوگوں نے رات میں ہمارا ارادہ کیا جب کہ ہم مقام وتیرہ میں سو رہے تھے اور ہمیں ایسے حال میں قتل کیا کہ ہم لوگ رکوع اور سجود میں تھے۔

وزعموا ان لست ادعو احدا دھم اذل واقل عددا

''اور ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ میں کسی کو فریاد رسی کے لیے نہ بلاؤں گا اور وہ زیادہ ذلیل اور تعداد میں بہت کم ہیں۔''

یہ اشعار سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے عمرہ بن سالم! تجھے نصرت دی گئی۔''

چنانچہ یہ وہ سبب تھا جس نے فتح مکہ کو حرکت دی ـــــ بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے بعض مذکورہ بالا اشعار نقل کیے ہیں۔

Marfat.com

قریش کی تجدید عہد کے لیے کوشش:

ابوسفیان بن حرب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ میں آیا ـــــ وہ یہ چاہتا تھا کہ نیا معاہدہ کیا جائے اور مدت بھی بڑھا دی جائے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان سے انکار کر دیا' وہ مکہ لوٹ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر اس کے کہ کسی کو اس ارادہ پر مطلع کریں' سفر کا سامان تیار کر لیا۔

حاطب بن ابی بلتعہ کی اہل مکہ کو اطلاع:

حاطب نے ایک خط لکھ کر اسے مکہ کی طرف بھیجا اور اہل مکہ کو اس واقعہ کی خبر دی ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس کی اطلاع کر دی ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا:

''تم جاؤ یہاں تک کہ تم لوگ روضہ خاخ میں پہنچو گے تو وہاں ایک ہودج نشین عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے' اس عورت سے وہ خط لے لو۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہم لوگ گئے' یہاں تک کہ روضہ خاخ میں آئے۔ یکا یک ہم نے ایک ہودج نشین عورت موجود پائی۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکال دے ـــــ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ـــــ ہم نے کہا تجھے خط ضرور نکال کر دینا چاہیے یا ہم ضرور تیرے کپڑے اتار دیں گے'' ـــــ یہ سن کر اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا۔ ہم اس خط کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس خط میں یہ لکھا موجود پایا:

''یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ میں مشرکین میں سے جو آدمی ہیں' ان کی طرف ہے۔''

حاطب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض امر سے ان لوگوں کو خبر دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب سے پوچھا:

''یہ کیا بات ہے؟''

حاطب نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں ـــــ میری حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ایسا شخص تھا جو قریش سے ملا ہوا تھا یعنی ان کا حلیف تھا ـــــ اور میں قریش میں سے نہیں تھا۔ مہاجرین میں سے جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں' ان کی قریش سے رشتہ داریاں ہیں ـــــ قریش ان کے عزیزوں اور اموال کی حفاظت کرتے ہیں جبکہ قریش سے امر نسبی مجھ سے فوت ہو گیا تو میں نے اس امر کو دوست رکھا کہ قریش کے نزدیک میں احسان ٹھہراؤں جس کے سبب قریش میرے عزیزوں کی حمایت کریں ـــــ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر جانے کے لیے نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کے بعد

Marfat.com

کفر کے ساتھ راضی ہوا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب کی گفتگو سن کر فرمایا:

''تم لوگ سن لو! حاطب نے تحقیق تم سے سچ کہا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دیتا ہوں۔''

قریش کے حلیف سے اللہ تعالیٰ کی رعایت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حاطب بدر میں حاضر ہوا ہے۔ تمہیں کیا علم ہے کہ جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے ہیں ــــ تحقیق اللہ تعالیٰ ان کے احوال پر مطلع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت فرمایا ہے **اعملوا ما شیتم فقد غفرت** یعنی تم لوگ جو چاہو کرو' میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے ــــ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے **یاایھا الذین امنوا لاتتخذو اعدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ** ...... **فقد ضل سواء السبیل** تک نازل فرمایا۔''

فتح الباری میں ہے کہ حاطب نے جس شے کے ساتھ عذر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی' اس کے باوجود عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔''

یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دین میں شدت تھی اور منافقین کے لیے نفرت و دشمنی تھی ــــ انہوں نے یہ گمان کیا کہ جس شخص نے اس چیز کے خلاف کیا جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا' وہ قتل کا مستحق ہوگا لیکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ قطعاً یقین نہیں کیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حاطب کے قتل کے بارے میں اجازت چاہی تھی اور حاطب پر منافق کا اطلاق کیا تھا۔ اس وجہ سے حاطب نے جو امر ظاہر کیا تھا اس کے خلاف چھپایا تھا اور حاطب نے جو ذکر کیا کہ میرے عزیز مکہ میں تھے' مجھے ان کے لیے خوف تھا ــــ حاطب نے یہ امر اس تاویل سے کیا تھا کہ اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہے۔

یہ اس امر کو شامل ہے کہ ان لوگوں کو وہ حیثیت حاصل ہوگئی ہے جس کے سبب باری تعالیٰ نے ان کے پہلے گناہ بخش دیئے اور وہ اس کے اہل ہوگئے ہیں کہ لاحقہ گناہوں میں جو امر شروع کریں' ان کی مغفرت کی جائے گی ــــ یعنی جنگ بدر کے بعد جو عمل وہ لوگ کریں گے ان کی مغفرت ہے۔ یہ ان کی خصوصیت مغفرت میں ہے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کے بارے میں جس شے کی خبر دی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کی سچائی کو اس سے ظاہر کر دیا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ اہل جنت کے اعمال پر رہے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑا ــــ اور اگر کسی سے کسی شے کا صدور تقدیر کیا گیا ہے' ضرور اس نے توبہ کی طرف سبقت کی ہے اور اس نے طریق حق کو لازم پکڑا ہے ــــ جو شخص ان اصحاب کی سیرت پر

Marfat.com

مطلع ہوا ہے' اس بات کو ان کے اموال سے قطعی طور پر جانتا ہے۔

حاطب کا خط:

یحییٰ بن سلام کی تفسیر میں ہے کہ وہ خط جو حاطب نے لکھا تھا' اس کا مضمون یہ ہے:

امابعد یا معشر قریش فان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جاء کم بجیش عظیم یسیر کالسیل فو اللہ لوجاء کم وحدہ لنصرہ اللہ وانجر لہ فانظر و الانفسکم والسلام ـــــ ایسا ہی اسے سہیلی نے روایت کیا ہے۔

واقدی علیہ الرحمہ نے مرسل سند سے یہ روایت کی ہے کہ حاطب نے سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ اور عکرمہ کو یہ لکھا ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آدمیوں میں غزوہ کے ساتھ اعلام کیا ہے اور میں آپ کو گمان نہیں کرتا ہوں کہ تمہارے غیر کا آپ ارادہ کرتے ہیں ـــــ اور میں نے اس امر کو دوست رکھا ہے کہ تمہارے نزدیک میری کوئی منت رہے۔''

دوست قبائل سے امداد طلبی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرب سے جو لوگ آپ کے طرفدار تھے' ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے' اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے انہیں طلب فرمایا۔ وہ عرب:

- ☆ بنی اسلم ☆ بنی غفار ☆ بنی مزینہ
- ☆ بنی جہینہ ☆ بنی اشجع ☆ بنی سلیم

ہیں۔ ان قبائل میں سے وہ لوگ ہیں جو مدینہ میں آ کر آپ سے ملے اور ان میں سے وہ لوگ ہیں جو راستہ میں لشکر اسلام میں شامل ہوئے۔

لشکر اسلام کی روانگی:

غزوہ فتح میں مسلمان دس سے بارہ ہزار صحابہ کرام تھے ـــــ جب لشکر روانہ ہوا اس وقت دس ہزار مجاہدین تھے' پھر دو ہزار راستے میں شامل ہوگئے ـــــ آپ نے مدینہ پر ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا ـــــ دوسری روایت میں ہے کہ ابورہم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ ٹھہرایا ـــــ امام مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سولہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری کو تشریف لے گئے ـــــ مغازی میں ہے کہ انیس تاریخیں گزر گئی تھیں کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مقام کدید میں پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک پانی ہے' آپ نے افطار کیا اور افطار ہی میں رہے یہاں تک کہ رمضان المبارک کا سلخ ہوگیا۔

راستے میں قرابت داروں سے ملاقات:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پہلے اپنے اہل وعیال کے ساتھ اسلام اور ہجرت کی حالت میں نکلے تھے۔ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مقام جحفہ میں ملے' اس سے پہلے مکہ میں اپنی خدمت سقایہ پر ایسے حال میں مقیم تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے راضی تھے۔

اور جو لوگ آپ سے راہ میں ملے تھے' ان میں سے:

☆ ابوسفیان بن الحارث' آپ کے چچا کے بیٹے اور آپ کے دودھ شریک بھائی انہوں نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔

☆ ابوسفیان کے بیٹے جعفر بن سفیان تھے۔

ابوسفیان نبوت سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے الفت رکھتے تھے اور آپ کو نہیں چھوڑتے تھے۔ جب آپ نبوت پر مبعوث ہوئے تو آپ سے دشمنی کی اور آپ کی ہجو کہی ___ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان دونوں کی ملاقات مقام ابواء پر ہوئی اور مکہ میں داخل ہونے سے پہلے دونوں مسلمان ہو گئے ___

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے فرزند نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مقام سقیا اور عرج کے درمیان ملاقات کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے اعراض فرمایا۔ اس وجہ سے کہ ان دونوں سے سخت ایذا اور ہجو آپ دیکھا کرتے تھے ___ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

"آپ کے چچا اور آپ کے پھوپھی کے بیٹے کو آپ کے ساتھ اشقی الناس نہ ہونا چاہیے۔"

یعنی اگر آپ ان سے اعراض فرمائیں گے تو وہ اشقی الناس ہو جائیں گے۔

ابو عمر صاحب "ذخائر العقبیٰ" نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابوسفیان سے کہا:

"تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کے منہ کے سامنے سے آؤ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو یوسف علیہ السلام سے کہا تھا وہ آپ سے کہو یعنی تاللہ لقد آثرك الله علينا وان كنا لخاطئين ___ ۲۹۶ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشنود نہیں ہوتے کہ کوئی شخص قول میں آپ سے زیادہ اچھا ہو۔"

ابوسفیان نے یونہی کیا اور یہ آیت پڑھی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین ۲۹۷

کہا جاتا ہے کہ جب سے ابوسفیان مسلمان ہوئے' انہوں نے حیا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سر نہیں اٹھایا۔

---

۲۹۶ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی، تحقیق اے یوسف! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم لوگوں پر فضیلت دی اور ہم لوگ آپ کے امر میں گنہگار تھے، سو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہمیں ذلیل کیا۔

۲۹۷ یعنی آج کے دن تم پر کچھ عتاب نہیں ہے کہ تم اپنی خطا کا اقرار کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشے، اللہ تعالیٰ زیادہ رحم فرمائے ___ تثریب بمعنی عتاب

Marfat.com

اہل اسلام کی پیش قدمی:

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے چل دیئے جب آپ مقام قدید میں تھے' آپ نے قبائل کے لیے چھوٹے بڑے جھنڈے قائم کر کے مرحمت فرمائے ـــــ پھر آپ مرالظہر ان میں عشا کے وقت اترے اور اپنے صحابہ کرام کو حکم فرمایا ـــــ انہوں نے دس ہزار جگہ آگ جلائی اور قریش کو آپ کے آنے کی خبر نہیں پہنچی ـــــ قریش اس وجہ سے غمگین تھے کہ انہیں خوف تھا کہ آپ خاص ہم سے جہاد کریں گے۔ قریش نے ابوسفیان بن حرب کو بھیجا اور ان سے کہا:

''اگر تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرو تو آپ سے ہمارے لیے امان لے لینا۔''

ابوسفیان بن حرب' حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقہ قریش سے گئے یہاں تک کہ مرالظہر ان میں آئے۔ انہوں نے جب اسلام کا لشکر دیکھا تو اس لشکر کی ہیبت نے انہیں ڈرا دیا ـــــ بخاری میں ہے کہ یکایک انہوں نے بہت سی آگ دیکھی۔ گویا وہ آگ مقام عرفہ کی تھیں۔ عرب عرفہ کی رات میں کثرت سے آگ جلایا کرتے تھے ـــــ ابوسفیان نے ان لوگوں کو دیکھ کر کہا:

''یہ کیا آگ ہے ـــــ البتہ گویا یہ آگ عرفہ کی آگ ہے۔''

بدیل بن ورقہ نے کہا:

''یہ بنی عمرو کی آگ ہے۔''

ابوسفیان نے کہا:

''بنی عمران لوگوں سے جنہوں نے آگ جلائی ہے' اقل ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو آدمی حارس تھے' انہوں نے ابوسفیان وغیرہ کو دیکھا اور انہیں پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے [۲۹۸] ابوسفیان جب روانہ ہونے لگے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ابوسفیان کو حطم الجبل کے پاس روک دو تا کہ مسلمانوں کی فوج دیکھے۔'' [۲۹۹]

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا ـــــ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبائل ابوسفیان کے پاس سے لشکر در لشکر کے طور پر گزرنے لگے ـــــ ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یہ بنی غفار ہیں۔''

---

۲۹۸ گویا ابوسفیان دو ہوئے، ابوسفیان بن حارث اور ابوسفیان بن حرب، دونوں فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔

۲۹۹ خطم الجبل بمعنی پہاڑ کی ناک۔

Marfat.com

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''مجھے بنی غفار سے کیا سروکار!''

پھر بنی جہینہ گزرے۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے قبیلہ کی مانند پوچھا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سردار قریش کو للکار:

یہاں تک کہ ایک ایسا لشکر گزرا جس کی مثل ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''یہ کون لوگ ہیں؟''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یہ انصار ہیں' ان پر سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہیں ـــــ ان کے ساتھ ایک بڑا جھنڈا ہے۔''

یہ بڑا جھنڈا' پرچم نبوی تھا اور انصار کے ساتھ ہر ایک بطن میں ایک چھوٹا جھنڈا تھا ـــــ یہ سب لوہے میں چھپے ہوئے تھے' صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں ـــــ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا:

''اے ابوسفیان! آج کا دن جنگ کا ہے' آج کا دن قتل کفار کا ہے' آج کے دن کعبہ حلال کر دیا جائے گا یعنی جس کا خون مباح کیا گیا ہے اگر آج کے دن وہ استار کعبہ کو بھی پکڑے گا تو وہ قتل کیا جائے گا ـــــ اگر اہل مکہ معارضہ کریں گے تو وہ قتل کیے جائیں گے ـــــ کعبہ سے بت نکال دیئے جائیں گے۔''

ابوسفیان نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''ہلاکت کا دن کیا اچھا ہے!''[300]

ابوسفیان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج کا دن کعبہ اور اہل کعبہ کے غضب کا دن ہے اور جو لوگ کعبہ پر قدرت پائیں ان کے مقابلہ میں اہل کعبہ کو نصرت دینے کا دن ہے ـــــ ایک اور معنی بیان کیے گئے کہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں آپ کو لازم ہے کہ میری حفاظت اور میری حمایت آپ اس امر سے کریں کہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ آج کا دن جنگ اور قتل کا دن ہے ـــــ آج کے دن حرمت کی حلت ہے ـــــ اس بات کو مہاجرین میں سے ایک مجاہد نے سنا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''ہم لوگوں کو اس امر سے امن نہیں ہے کہ سعد قریش پر حملہ کریں۔''

---

۳۰۰ خطابی نے کہا ہے کہ ابوسفیان نے اس امر کی تمنا کی ہے کہ اس کے پاس دولت اور قوت ہوتی تو وہ اپنی قوم کی حمایت کرتا اور ان سے فکروں کو دور کرتا ـــــ یہ عاجزی سے کہا ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"تم سعد کے پاس جا پہنچو اور ان سے جھنڈا لے لو' تمہی اس جھنڈا کو لے کر مکہ میں داخل ہو۔"

مغازی میں یہ روایت ہے کہ ابوسفیان نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان کے مقابل تھے' یہ کہا:

"کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کے لیے حکم دیا ہے؟"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہم نے حکم نہیں دیا۔"

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا تھا' وہ آپ سے ذکر کیا پھر آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی اور رحم کی استدعا کی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ابوسفیان آج کا دن رحمت کا دن ہے' آج کے دن اللہ تعالیٰ قریش کو عزت دے گا۔"

آپ نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا' اس شخص نے سعد سے جھنڈا لے لیا اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے قیس کو وہ جھنڈا دے دیا۔

قریش کے لیے نرم دلی:

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ میں قریش کی ایک عورت سامنے آئی اور یہ اشعار پڑھے:

یانبی الھدا الیک لجا　　　حی قریش ولات حین لجائی

"اے ہدایت کے نبی! آپ کے طرف قریش کے قبیلہ نے ایسے حال میں پناہ پکڑی ہے کہ پناہ کا وقت نہیں ہے۔"

حین ضاقت علیھم سعة الارض　　　و عاداھم اله السماء

"قریش نے آپ سے ایسے وقت میں پناہ پکڑی ہے کہ تمام روئے زمین کی وسعت ان پر تنگ ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو دشمن کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قریش کا دشمن ہو گیا ہے۔ اب وہ کہاں جائیں' ان کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔

ان سعدا یرید قاصمة الظھر　　　باھل الحجون والبطحاء

"سعد قریش سے اس خصلت کا ارادہ کرتے ہیں جو قریش کو کل امور سے وہ خصلت مانع ہے۔ گویا ان کی کمر اس طور سے ٹوٹ گئی ہے کہ ان کو کسی قسم کی حرکت نہیں ہے۔ اہل حجوں اور اہل بطحا یہی قریش لوگ ہیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ اشعار سنے تو قلب اطہر میں قریش کے لیے رافت اور محبت جاگ اٹھی۔ آپ نے جھنڈے کے لیے حکم فرمایا۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ جھنڈا لے لیا گیا اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے قیس رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا گیا ــــ ابی یعلی کے نزدیک حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈے کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے بلکہ دو جھنڈوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے' ایک جھنڈا مہاجرین کا تھا اور دوسرا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ــــ جبکہ زہری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا جن لوگوں کو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھنڈا دیا گیا ان کے بارے میں یہ تین قول آئے ہیں:

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لیے بھیجا کہ وہ سعد سے جھنڈا لے لیں اور اس کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں۔

☆ پھر آپ نے سعد کی خاطر کے تغیر کا خوف کیا چنانچہ جھنڈا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے قیس کو دے دیا۔

☆ پھر یہ ہوا کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر کا خوف کیا کہ ان کے بیٹے سے کوئی ایسی حرکت صادر ہو جائے جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکروہ سمجھیں' سعد نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چاہا کہ آپ قیس سے جھنڈا لے لیں' اس وقت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا لے لیا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر لشکر آیا جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ مہاجرین و انصار اور ان کے چھوٹے بڑے جھنڈے تھے ــــ انصار کے ہر ایک بطن میں ایک بڑا اور ایک چھوٹا جھنڈا تھا ــــ وہ لوہے میں اس طرح چھپے ہوئے تھے کہ ان کے جسم کی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی' سوائے آنکھوں کی پتلیوں کے ــــ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا:

''جو بات سعد بن عبادہ نے کہی ہے' کیا آپ کو اس کا علم نہیں ہوا ہے؟''

آپ نے ابوسفیان سے کہا:

''سعد نے کیا کہا ہے؟''

ابوسفیان نے کہا:

''سعد نے یہ کہا ہے کہ آج کا دن قتل کا دن ہے۔''

آپ نے ابوسفیان سے کہا:

''سعد نے غلط کہا ہے (اصل خبر انہیں معلوم نہیں) یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو معظم کرے گا ــــ اور یہ وہ دن ہے جس میں کعبہ کو لباس پہنایا جائے گا۔''

عروہ نے کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ آپ کا پرچم مقام حجون [۳۰۱] میں گاڑا جائے ــــ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

---

۳۰۱ حجون مکہ کے مقبرہ کے قریب جگہ ہے۔

Marfat.com

''اے ابوعبداللہ! کیا اس جگہ پرچم قائم کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا ـــــ ''بے شک!''

مکہ شہر میں آمد:

اسی دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کدا کی طرف سے اعلیٰ مکہ سے مکہ میں داخل ہوں ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کدی کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے ـــــ اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں میں سے دو مجاہد:

☆ جیش بن الاشعر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ کرز بن جابر الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید ہوئے ـــــ

بخاری شریف میں ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسفل مکہ سے مکہ میں داخل ہوئے ـــــ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعلائے مکہ سے داخل ہوئے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یوم فتح میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے اونٹ پر اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے تو اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے ـــــ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سال فتح میں اس کدا سے داخل ہوئے جو اعلیٰ مکہ میں ہے ـــــ

موسیٰ بن عقبہ نے تمام لشکروں کے مکہ میں داخل ہونے کا حال لکھا ہے کہ:

☆ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہاجرین اور ان کے سواروں پر امیر بنا کر بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ کدا سے اعلیٰ مکہ میں داخل ہوں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اپنا جھنڈا مقام حجون میں گاڑیں اور اپنی جگہ سے کہیں نہ جائیں یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لے آئیں۔

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی قضاعہ اور بنی سلیم وغیرہم کے قبائل میں بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ اسفل مکہ سے داخل ہوں اور اپنا جھنڈا مکہ معظمہ کے گھروں کے قریب گاڑیں۔

☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کے لشکر میں آپ نے لشکر کے مقدمہ میں بھیجا اور ان کے ساتھیوں کو یہ تاکید فرمائی کہ اپنے ہاتھ قتال سے روکیں اور قتال نہ کریں ـــــ مگر اس شخص سے جوان سے قتال کرنا چاہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ اسفل مکہ سے داخل ہوئے۔ اس جگہ بنی بکر، بنی حارث بن عبد مناف اور بنی ہذیل کے بہت سے آدمی اخلاط الناس جمع تھے ـــــ جن سے قریش نے نصرت چاہی تھی۔ ان لوگوں نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتال کیا، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے قتال کیا ـــــ وہ لوگ بھاگ گئے ـــــ بنی بکر سے بیس اور بنی ہذیل سے تین یا چار آدمی قتل ہوئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے ساتھ قتل سوق حزورہ اور باب مسجد تک ختم ہوا ـــــ قتل ہونے

Marfat.com

سے بچ جانے والے اپنے اپنے مکانوں میں داخل ہو گئے اور انہی میں سے ایک گروہ پہاڑوں پر چڑھ گیا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تلواروں کی چمک دیکھی تو آپ نے پوچھا:

''یہ چمک کیسی ہے ـــــ جبکہ میں نے قتال سے منع کیا تھا۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''ہمیں گمان ہے کہ خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے قتال کیا گیا ہے اور خالد ہی نے قتال کی ابتدا کی ہے ـــــ انہیں اس کے بغیر چارہ نہ تھا کہ وہ ان سے قتال نہ کریں۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اطمینان کا اظہار فرمایا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم نے کس لیے قتال کیا' جبکہ میں نے قتال سے منع کیا تھا۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''ان لوگوں نے ہم سے قتال کی ابتدا کی' جہاں تک میرا بس چلا میں نے اپنا ہاتھ قتال سے روکا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قضاء اللہ خیر!''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرالظہر ان میں اترے تو عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اہل مکہ کے لیے نرم ہوا ـــــ رات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغلہ پر سوار ہو کر گئے تاکہ کسی کو پائیں اور اسے کہیں کہ وہ اہل مکہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے خبر کرے تاکہ اہل مکہ آپ سے امن چاہیں ـــــ

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی ـــــ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کو بغلہ پر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان مسلمان ہو گئے جبکہ حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقا دونوں اس لیے لوٹ کر چلے گئے کہ اہل مکہ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دیں ـــــ

ابوسفیان بن حرب کا قبول اسلام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ابوسفیان کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سوار دیکھا ـــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ ابوسفیان ہے' آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن مار دوں۔''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔''

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ابوسفیان کو اپنے ٹھہرنے کی جگہ لے جاؤ جس وقت تم صبح کو اٹھو تو انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔''

وہ لے کر چلے گئے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے دن صبح کو اٹھے تو ابوسفیان کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھا تو آپ نے فرمایا:

''اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو کیا وہ وقت نہیں آ گیا کہ تو لا الہ الا اللہ سیکھے؟''

ابوسفیان نے کہا:

''میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں' آپ کس درجہ حلیم ہیں' کس درجہ اکرم ہیں اور کس درجہ صلہ رحمی فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے اس نرم اور شیریں انداز سے خطاب فرمایا ــــ اور میرے واقعات سے چشم پوشی فرمائی کہ میں نے ایسی دشمنی کی اور جنگ کی۔

تحقیق میں نے یہ گمان کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کے کوئی معبود ہوتا تو مجھے مجھ سے بے نیاز کر دیتا۔ میں نے اپنے رب سے نصرت چاہی اور آپ نے اپنے اللہ سے نصرت چاہی ــــ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا یا ایسی جنگ نہیں کی مگر آپ کو مجھ پر نصرت دی گئی اگر میرا اللہ برحق ہوتا تو البتہ تحقیق میں آپ پر غلبہ کرتا۔''

پھر آپ نے فرمایا:

''اے ابوسفیان! تیرا بھلا ہو' کیا وہ وقت نہیں آ گیا کہ تو یہ سیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ (تو میری نبوت کا اقرار کرے)''

ابوسفیان نے کہا:

''میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں۔ آپ کس درجہ حلیم اور کس درجہ اکرم ہیں اور کس درجہ صلہ رحمی فرماتے ہیں۔ یہ کلمہ جو ہے اس سے میرے نفس میں اب تک کچھ شبہ ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کی یہ بات سنی تو انہوں نے اس خوف سے کہ مسلمانوں کو ان سے سخت دشمنی ہے اور یہ وقت باتوں میں مجادلہ کرنے کا نہیں ہے اور کہیں کوئی شخص ابوسفیان کے قتل کی مبادرت نہ کرے۔ ابوسفیان سے کہا:

''تیرا بھلا ہو تو مسلمان ہو جا اور یہ شہادت دے۔''

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد الرسول الله

اس سے پہلے کہ تیری گردن ماری جائے۔''

یہ سنتے ہی ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا اور شہادت حق ادا کی۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو دوست رکھتا ہے' ابوسفیان کے لیے کوئی چیز فخر کی ٹھہرائیے۔''

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ــــ ''بہتر''

امان کی ندا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا آپ کے منادی کرنے والے نے یہ ندا کردی:

☆ جو شخص مسجد میں داخل ہوگا اسے امان ہے۔

☆ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا' اسے امان ہے۔

☆ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا' اسے امان ہے۔

جن بدبختوں کو امان نہ ملی:

واقدی علیہ الرحمہ نے اپنے شیوخ سے ان لوگوں کے نام جمع کیے ہیں جنہیں یوم فتح میں امن نہیں دیا گیا اور ان کے قتل کے لیے حکم جاری کیا گیا۔ یہ چھ مرد اور چار عورتیں یعنی دس افراد ہیں:

چھ مرد:

☆ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ☆ ابن خطل ☆ عکرمہ بن ابوجہل

☆ حویرث بن نقید ☆ مقیس بن صبابہ ☆ ھبار بن الاسود

چار عورتیں:

☆ فرتنا (ابن خطل کی گائن) ☆ قریبہ (ابن خطل کی گائن)

☆ ارنب ☆ سارہ

ان میں سے دو مرد اور ایک عورت مسلمان ہوگئے تھے ــــ مردوں میں عکرمہ بن ابوجہل اور ھبار بن الاسود اور عورتوں میں ابن خطل کی گائن فرتنا مسلمان ہوگئے ــــ فرتنا مسلمان ہونے کے بعد بنی المطلب کی مولاۃ ہوگئی ــــ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عمرو بن صیفی بن ہشام کی مولاۃ تھی۔

حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا اور مقیس بن صبابہ کو نمیلہ اللیثی نے قتل کیا۔

ھبار وہ شخص ہے کہ جس وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی تھی تو ان کے اونٹ کے سامنے آ گیا تھا۔ اونٹ وحشت سے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے کر بھاگا یہاں تک کہ وہ ایک بڑے پتھر پر گر پڑیں اور ان کا بچہ ضائع ہوگیا۔

کعب بن زہیر' ہندہ بنت عتبہ زوجہ بولہب اور وحشی بن حرب بھی مسلمان ہوگئے۔

یوم فتح میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کو بتایا گیا کہ ابن خطل استار کعبہ کو پکڑے ہوئے ہے ــــ آپ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا ــــ ابن خطل کے قاتلوں میں تین مختلف نام مختلف روایتوں میں ملتے ہیں:

Marfat.com

☆ ابو ہریرہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ سعید بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے بارے میں فرمایا:

''انہیں قتل کر ڈالو ـــــ اگر چہ تم ایسے حال میں پاؤ کہ استار کعبہ سے لٹک رہے ہوں۔''

ابن خطل کے قتل کے لیے آپ نے اس لیے حکم فرمایا تھا کہ ابن خطل مسلمان تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اونٹوں وغیرہ کا صدقہ لینے کے لیے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصاری جوان کو بھی بھیجا۔ اس کے ساتھ ایک غلام تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا۔ وہ غلام مسلمان تھا۔ ابن خطل ایک ٹھہرنے کی جگہ پر اترا اور غلام سے کہا کہ اس کے لیے ایک بکرا ذبح کر کے اس کے لیے کھانا تیار کرے ـــــ

ابن خطل ہو گیا ـــــ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ غلام نے اس کے لیے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے غلام پر حد سے زیادتی کی اور اسے قتل کر ڈالا ـــــ پھر وہ مرتد ہو کر مشرک ہو گیا ـــــ اس کی دو گانے والیاں تھیں' وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں ـــــ ایک کا نام فرتنا اور دوسری قریبہ تھی ـــــ فرتنا مسلمان ہوگئی تھی اور قریبہ قتل ہوگئی تھی۔

ابن خطل کے مختلف نام بیان کیے گئے ہیں ـــــ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا' مسلمان ہونے پر عبداللہ نام رکھا گیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چھپ رہا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر آئے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لا کھڑا کیا اور عرض کیا:

''یا نبی اللہ! عبداللہ سے بیعت لیجئے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس کی طرف دیکھا اور ہر بار کے دیکھنے میں بیعت لینے سے انکار کرتے تھے ـــــ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین بار عرض کرنے کے بعد آپ نے عبداللہ سے بیعت لی پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا:

''جس وقت میں عبداللہ بیعت لینے کے لیے باز رہا' تم میں سے کوئی مرد رشید نہیں تھا کہ عبداللہ کی طرف جاتا اور اسے قتل کر ڈالتا۔''

صحابہ کرام نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے دل میں جو بات ہے ہم اسے نہیں جانتے' کس لیے آپ نے ہمیں اشارا نہیں کیا۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''کسی نبی کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اشارا کرے۔''
یعنی دل میں کچھ ہو اور ظاہر میں کچھ اشارا کرے۔

فتح مکہ میں اکرام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو اکرام مکہ کی فتح سے کیا تو آپ نے سر اقدس اللہ تعالیٰ کی تواضع کے لیے اتنا نیچا کیا کہ قریب تھا کہ آپ کا سر اقدس کجاوے کو لگ جائے ــــ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اس امر پر شکر اور خضوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا شہر حلال کیا۔ آپ سے پہلے وہ شہر کسی کو حلال نہیں ہوا تھا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو وہ شہر کسی کو حلال ہو گا کہ قتال کیا جائے۔

بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ ہے کہ یوم فتح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پر مغفر تھا۔

مکہ غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے:

امام احمد، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دو لشکروں میں سے ایک لشکر پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا ــــ یہ لشکر میمنہ اور میسرہ پر گیا ــــ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے لشکر پر امیر بنا کر بھیجا تھا ــــ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں پر امیر بنا کے بھیجا تھا جو بے ہتھیار اور بے زرہ تھے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! تم پکارو، انصار کو میرے پاس بلاؤ۔''

میں نے انصار کو پکارا۔ انصار آئے اور آپ کے گرد کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انصار سے پوچھا:

''کیا تم لوگ ان متفرق لوگوں کی جماعتوں کو دیکھتے ہو جو قریش کے ساتھ ہیں اور قریش کے تابعین کو تم لوگ دیکھتے ہو۔''

پھر آپ نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر اشارہ کیا کہ ان کو اس طور پر قتل کرو جس طور پر کھیتی کاٹی جاتی ہے یعنی ان کا اچھی طرح استیصال کرو یہاں تک کہ تم مجھ سے مقام صفا میں ملو ــــ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہم چل دیئے، ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان میں سے کسی کا قتل کریں مگر ہم نے انہیں قتل کیا۔''

ابو سفیان آئے اور انہوں نے کہا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! قریش کی جماعت اور اشخاص مباح کر دیئے گئے، آج کے دن کے بعد قریش نہ ہوں گے۔''

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا، اس کو امن ہے۔''

فتح الباری میں ہے کہ جس شخص نے یہ کہا ہے کہ مکہ غلبہ اور قہر سے فتح کیا گیا ہے اس نے اس قصہ کے ساتھ تمسک کیا

Marfat.com

ہے۔ یہ اکثر علماء کا قول ہے اور امام شافعی سے روایت ہے۔

امام احمد نے کہا ہے کہ اہل مکہ صلحاً فتح کیا گیا ہے۔ اس کی چند وجوہات ہیں:

☆ اس وجہ سے کہ صلح سے اہل مکہ کو امن دینا واقع ہوا۔

☆ اس وجہ سے کہ اہل مکہ کے مکانات اہل مکہ ہی کی طرف اضافت کیے گئے یعنی اپنے مکانوں کے مالک اہل مکہ ہی رہے۔

☆ اس وجہ سے کہ اہل مکہ کے مکانات غنیمت میں تقسیم نہیں کیے گئے اور

☆ اس وجہ سے کہ غنیمت لینے والے مکہ کے مکانوں کے مالک نہیں ہوئے ورنہ مکان والوں کا مکان سے نکالنا جائز ہوتا۔

پہلے علماء کی حجت وہ ہے جس کے ساتھ احادیث صحیحہ میں وضاحت واقع ہوئی ہے کہ آپ نے قتال کے لیے حکم دیا اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قتال کا وقوع ہوا ـــــ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس طور سے وضاحت کی مکہ آپ کو دن کی ایک ساعت تک حلال کیا گیا ہے ـــــ اور دوسرے شخص کو آپ نے قتال کرنے سے منع فرما دیا ـــــ ان وجوہ کی بناء پر مکہ غلبہ سے فتح کیا گیا۔

تقسیم جو ترک کی گئی ہے اس کا جواب علماء نے اس طور پر دیا ہے کہ ترک تقسیم اس امر پر لازم نہیں ہوتی ہے کہ مکہ غلبہ اور قہر سے نہیں فتح کیا گیا ـــــ ایسا ہوتا ہے کہ شہر غلبہ اور قہر سے فتح کیے جاتے ہیں اور اہل شہر کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے اور ان کے لیے ان کے مکانات چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

امام نووی کا یہ کہنا ہے کہ امام شافعی نے احادیث صحیحہ کے ساتھ احتجاج کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مرالظہر ان میں قریش سے صلح کر لی تھی' اس قول میں نظر ہے ـــــ اس لیے کہ وہ امر جس کی طرف نووی نے اشارہ کیا ہے اگر ان کی مراد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد ہے کہ:

''جو شخص ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے گا' اسے امان ہے۔''

جیسے کہ گزشتہ سطور میں بیان ہوا ـــــ اور اسی طرح سے یہ فرمان نبوی ہے کہ:

''جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے گا' اسے امان ہے۔''

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ اس کا نام صلح نہیں مگر اس وقت کہ جس کی طرف یہ اشارہ کیا گیا کہ قتال سے باز رہے اور اس نے قتال سے باز رہنے کا التزام کیا ہو اور وہ امر احادیث صحیحہ میں وارد ہے ـــــ اس سلسلہ میں ظاہر ہے کہ قریش نے قتال سے باز رہنے کا التزام نہیں کیا۔ اس لیے قریش جنگ کے لیے سامان مہیا کر کے آمادہ ہو گئے ـــــ اور قریش نے امان کا التزام نہیں کیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں اپنے کتیبۂ خضرا کے درمیان ایسے حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے پیچھے

Marfat.com

اسامہ بیٹھے تھے۔ آپ اپنے ناقہ قصویٰ پر سوار تھے ـــــ ابوبکر صدیق اور اسید بن خضیر کے درمیان تھے ـــــ ابوسفیان نے وہ لشکر دیکھا جس کے ساتھ ابوسفیان کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی ـــــ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے ابوالفضل! تمہارے بھتیجے کا ملک عظیم ملک ہوگیا۔''

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے کہا:

''تیرا بھلا ہو آپ بادشاہ نہیں ہیں لیکن یہ نبوت ہے۔''

ابوسفیان نے کہا ـــــ ''بے شک!''

مکہ میں آپ کے ٹھہرنے کا مقام:

بخاری شریف میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یوم فتح کے وقت پوچھا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کل کے دن کہاں اتریں گے؟''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی اترنے کی جگہ چھوڑی ہے؟''

عقیل اور طالب' ابو طالب کے وارث ہوئے تھے جبکہ جعفر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطالب کی کچھ میراث نہیں پائی تھی۔ اس لیے کہ یہ دونوں حضرات مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے ـــــ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

لایرث الکافر المؤمن ولا المؤمن الکافر

یعنی ''کافر' مومن کا وارث نہیں ہوتا اور ـــــ مومن' کافر کا وارث نہیں ہوتا۔''

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہمارے اترنے کی جگہ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اللہ تعالیٰ مکہ کو فتح کریگا مقام خیف ہے کہ اس جگہ قریش نے کفر پر باہم قسمیں کھائی تھیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مراد مقام محصب سے ہے۔ ان لوگوں کا آپس میں قسم کھانا اس طور پر تھا کہ قریش اور کنانہ نے ـــــ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر یہ قسم کھائی تھی کہ ان سے نکاح نہ کریں گے' ان سے بیع نہ کریں گے یہاں تک کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے حوالے کردیں۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پناہ میں آنے والے:

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں غسل کیا اور چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ اس نماز سے زیادہ خفیف نماز پڑھی ہو ـــــ غیر اس

Marfat.com

کے نہ تھا کہ آپ رکوع اور سجود کو تمام کرتے تھے۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کے قرابت داروں میں سے دو مردوں کو پناہ دی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اے ام ہانی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جن لوگوں کو تم نے پناہ دی ہے' انہیں ہم نے پناہ دی۔''

وہ دونوں حضرات حارث بن ہشام اور زہیر ابن امیہ تھے ـــــ ابن ہشام نے کہا ہے کہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان دونوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں پر اپنے مکان کا دروازہ بند کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس گئیں۔

فتح مکہ پر خطبہ:

فتح مکہ کا دوسرا دن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور صفت و ثنا کا رب کریم اہل ہے' آپ نے وہ صفت و ثناء کر کے فرمایا:

''یا ایها الناس ان الله حرم مكة یوم خلق السموات والارض فهی حرام بحرمة الله الی یوم القیامة فلا یحل لا مری یومن بالله والیوم الآخر ان یسفك بهاد ما اویعضد بها شجرة فان احد ترخص فیها لقتال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآلهٖ وسلم فقولو ان الله اذن لرسوله ولم یاذن لکم وانما احلت لی ساعة من النهار وقد عادت حرمتها الیوم کحر متها بالامس فلیبلغ الشاهد الغایب ۔

''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ اور یہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' اس دن مکہ کی حرمت کی۔ چنانچہ مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت کے دن تک حرام ہے ـــــ کسی شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور قیامت کے دن پر اس کا ایمان ہے' اسے یہ بات حلال نہیں ہے کہ وہ کسی کا خون کرے یا مکہ میں کسی درخت کو کاٹے ـــــ اگر مکہ مکرمہ میں کسی شخص کو قتال کے لیے رخصت دی گئی ہے تو وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ـــــ تم لوگوں سے کہہ دو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قتال کے لیے اجازت دی ہے اور تم لوگوں کو مکہ میں قتال کے لیے اجازت نہیں دی ـــــ میرے لیے دن کی ایک گھڑی میں مکہ مکرمہ کی حرمت لوٹ آئی ہے یعنی مجھے قتال کے لیے ایک ساعت کے لیے جو رخصت دی تھی' اس ساعت کے بعد سے مکہ مکرمہ کی وہی پہلی حرمت قائم ہے ـــــ جو شخص اس وقت حاضر ہے اور میری گفتگو سن رہا ہے' اسے چاہیے کہ اس شخص کو یہ بات پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں۔''

پھر آپ نے قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے گروہ قریش! تم لوگ کیا گمان کرتے ہو ـــــ میں تمہارے حق میں کیا کرنے والا ہوں۔''

قریش نے کہا:

''ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ ہمارے حق میں خیر کرنے والے ہیں' آپ کرم کرنے والے بھائی ہیں اور کرم کرنے والے

Marfat.com

بھائی کے بیٹے ہیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم لوگ چلے جاؤ ـــــ تم آزاد کر دیئے گئے ہو ـــــ''

وہ لوگ نہ غلام بنائے گئے اور نہ ہی قید کیے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ مبارکہ میں جو لفظ ساعت آیا ہے کہ قتال کے لیے حلال کی گئی ـــــ اس ساعت سے نہار سے مراد وہ ساعت ہے کہ مابین اول نہار اور دخول وقت عصر کے ہیں ـــــ

یوم فتح پر علامہ اطلیسی کا قصیدہ:

علامہ ابومحمد شغر اطلیسی نے یوم فتح پر اپنے مشہور قصیدہ میں خوف کہا ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں:

یوم مکة اذا اشرف فی امم　　تضیق عنها فجاج الوعث والسهل

''یوم مکہ کیسا عظیم دن تھا کہ جس وقت آپ نے مکہ پر علو کیا اور اسے لینے کے لیے آپ ایسے گروہوں میں ظاہر ہوئے کہ ان گروہوں سے دشوار گزار راستے اور آسانی سے گزرنے کے راستے تنگ ہو رہے تھے ـــــ **فجاج** ' دو پہاڑوں کے درمیان فراخ کا راستہ ـــــ **وعث** ' باریک ریت جس میں چلنا دشوار اور قدموں کے نشان غائب ہو جائیں ـــــ **سهل** ' نرم زمین مگر باریک ریت کے موافق نہ ہو جس میں چلنا آسان ہو۔

خوافق ضاق ذرع الخافقین بها　　فی قاتم من عجاج الخیل والابل

''وہ امم یعنی وہ گروہ جس میں آپ تھے' مشرق و مغرب کی وسعت ان کی نقل و حرکت کے سبب تنگ ہو گئی تھی کہ ان کے ساتھ اتنے اونٹ اور گھوڑے تھے اور ان کا غبار اس کثرت سے اٹھتا تھا کہ جس نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا تھا۔

خوافق ' حرکت کرنے والے' خافقه کی جمع ہے ـــــ **قاتم** 'مغبر ـــــ **عجاج** 'غبار

وحجفل قذف الا رجاء ذی لجب　　عرمرم کزهاء اسبل منسحل

وہ ایسا لشکر تھا کہ جس کے اطراف دور دور تھے یعنی پھیلا ہوا تھا اور اس لشکر میں کثیر آواز تھی' اس سیلاب کی طرح جو بڑی تیزی سے اپنی رفتار میں گزر جائے اور کہیں نہ رکے۔

حجفل ' لشکر ـــــ **قذف** ' سبتا عدار ـــــ **جاء** ' نواح' اطراف ـــــ **لجبُ** آواز ـــــ **عرمرم** ' کثیر ـــــ **منسحل** ' اپنے حال میں گزرنے والا اور بہت تیزی کرنے والا

وانت صلی علیك الله تقدمهم　　فی بهو اشراق نور منك مكتمل

''اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے' آپ اس لشکر کے مقدم تھے یعنی آپ جو حکم کرتے وہ لشکر اطاعت اور فرمانبرداری کرتا تھا' نہ ظاہری تقدیم تھی کہ لشکر آپ سے آگے چلتا تھا اور آپ اپنے نور کے اشراق کے ایوان میں ایسے حال میں تھے کہ وہ کامل اور تام تھا یعنی وہ نور آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا جیسے ایوان آدمی کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔

Marfat.com

ینیر فوق اغر الوجه منتجب   متوج بعزیز النصر مقتبل

''وہ نور آپ کے روشن اور شفاف چہرے پر چمک رہا تھا۔ آپ اصل کریم سے انتخاب کیے ہوئے ہیں اور غالب نصرت جس کا آپ کے رب نے آپ سے وعدہ کیا تھا' آپ اس نصرت کا تاج پہنے ہوئے تھے اور خیر کا استقبال فرما رہے تھے۔

منتجب' اصل نجیب سے متخیر یعنی کریم النسب ـــــ مقتبل' خیر کا استقبال کرنے والا

یسمو امام جندد الله مرتدیا   ثوب الوقار لامرالله ممتثل

''آپ تمام لشکر پر علو فرما رہے تھے' ایسے حال میں کہ وقار کا لباس آپ کی چادر تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کا امتثال کر رہے تھے۔''

خشعت تحت بهاء الغرحین سمت   بك المهابة فعل الخاضع الوجل

''آپ نے حسن عزت کے تحت اس وقت خشوع کیا کہ آپ کے سبب مهابة یعنی اجلال اور آپ کا خوف رفعت پا رہا تھا۔ آپ کا یہ خشوع اس شخص کا فعل تھا کہ خضوع کرے اور خوفناک ہو یعنی کمال عزت کے وقت آپ نے اپنے رب کے لیے خاضع اور خائف شخص کا فعل کیا۔

بھا' یعنی حسن ـــــ سمت' اطراف' جانب ـــــ مهابة یعنی ہیبت' اجلال اور خوف

وقد تباشر املاك السماء بما   ملكت اذا نلت منه غاية الامل

''بعض ملائکہ نے بعض آسمانی ملائکہ کو اس کی بشارت دی جس کے آپ مالک ہوئے اس لیے کہ عزت یا فتح جو شے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی' اس سے نہایت مطلوب کو پایا۔

والارض ترجف من زهو ومن فرق   والجو زهر اشراقا من الجذل

''زمین سرور سے حرکت کرتی تھی اور خوف سے ہلتی تھی اور تحت فلک سرور کے اشراق سے روشن ہو رہا تھا ـــــ رجف' سرور سے ہلنا چلنا ـــــ فرق' خوف ـــــ جوز' وہ ہوا جو آسمان تلے ہو ـــــ ذھو' روشن ہوتا ہے ـــــ جذل' سرور اور فرحت۔

والخیل تختال زهوا فی اعنتها   والعیس تنتال رهوا فی ثنی الجدل

''گھوڑے کبر اور غرور سے رفتار میں تبختر اپنی باگوں میں کر رہے تھے اور اونٹ ہر طرف سہیل یا پیاپی رفتار اور تیز ترین رفتار میں تھے' اطمینان سے چل رہے تھے اور ان کی مہاریں ان کی گردنوں میں پڑی ہوئی تھیں' یہ حالت اطمینان رفتار کی تھی۔

اختیال' رفتار میں کبر اور غرور ـــــ اعنه' جمع عنان ـــــ عیس' سپید سرخی مائل ـــــ تنتال' تنصب یعنی پاؤں پر کھڑا رہنا اور ایک کام میں قیام کرنا ـــــ ذھو' سہل رفتار یا پے در پے رفتار۔

لولا الذی خطنت الاقلام من قدر   وسابق من قضاء غیر ذی حول

''اگر وہ امر نہ ہوتا جسے مقدر کے قلم نے لکھ دیا ہے اور اس امر کی نسبت قضائے الٰہی پہلے سے ہو چکی ہے' جسے بدلنا اور پلٹنا

Marfat.com

نہیں ہے۔

اھل ثھلان بالتھلیل من طرب　　وذب یذبل تھلیلا من الذبل

ثھلان پہاڑ طرب سے لا الہ الا اللہ کہتا یعنی خرق عادت اس سے ظہور میں آتا اور یذبل پہاڑ جزع اور فزع سے پگھل جاتا یعنی اس کا وجود باقی نہ رہتا۔

الملک للھم ھذا غرمن عقدت　　له النبوۃ فوق العرش فی الازل

ثھلان پہاڑ اور یذبل پہاڑ یہ کہتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے لیے ہے' بظاہر جو یہ نصرت ہے' اس کی عزت ہے اسی کے لیے فوق عرش کے روز ازل میں نبوت ظاہر کی گئی ہے یا نبوت روز ازل میں جس کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے۔

شعبت صدع قریش بعد ما قذفت　　بھم شعوب شعاب السھل والقلل

''قریش کو موت کے خوف نے نرم زمین اور پہاڑوں کے راستہ اور گھاٹیوں میں اور چوٹیوں پر پھینک دیا تھا' وہ بکھر گئے تھے۔ آپ نے انہیں جمع کر دیا یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امان دینے کے باعث وہ جمع ہو گئے اور ان کا بکھرنا ختم ہو گیا۔

شعبت 'جمعت واصلحت ___ صدع 'شق ___ قذف 'رمت ___ شعوب 'موت کا علم ہے' شعب سے ہے متفرق ہونے کے معنی میں' اس لیے کہ موت جماعتوں کو بکھیر دیتی ہے ___ شعاب 'شعب کی جمع یعنی پہاڑ میں راستہ۔

قالوا محمد قد زادت کنائبه　　کالا سدتزاء رنی اینا بھا العصل

''اہل مکہ نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صولت اور سطوت کو دیکھ کر کہا کہ آپ کے لشکر کثیر ہو گئے۔ یہاد ران لشکر یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ان شیروں کی طرح ہیں' ان کے دانت ٹیڑھے ہیں۔

کنایب جمع کیتبه یعنی لشکر ___ زیر الاسد ' شیر کی آواز ___ ایناب جمع ناب یعنی کچلی عصل جمع اعصل یعنی نہایت ٹیڑھے دانت

فویل مکة من آثار و طائة　　وویل ام قریش من جوی الھبل

''لفظ ویل کے ساتھ مکروہ امر سے تعبیر کی جاتی ہے اور اس لفظ کے ساتھ دعا کی جاتی ہے ___ وطاۃ یعنی روندنا' پامال کرنا ___ جوی ' سوزش اور غم ___ ھبل ' ماں کا اپنے بیٹے کو گم کرنا ___ یعنی مکہ کی خرابی آپ کے روندنے کے نشانوں سے ہے اور ام قریش کی خرابی اپنے بیٹوں کے گم کرنے سے ہے۔

فحدث عفوالفضل العفومنك ولم　　تلمم ولا بالیم اللوم والعذل

''آپ نے اپنے عفو کثیر سے ان کے قصور معاف کر دیئے اور عفو سے بخشش کی اور آپ نے ان کا مقابلہ نہیں کیا۔ وہ ملامت جو دکھ دینے والی ہے' ان کا اس سے تدارک نہیں فرمایا۔

Marfat.com

اضربت بالصفح صفحا عن طوايلهم　　طولا اطال مقيل النوم فى المقل

''آپ نے ان کی دشمنی سے منہ پھیر لیا اور قدرت کے باوجود ان سے درگزر کی۔ انعام اور بخشش کرتے رہے۔ ایسا انعام جس نے ان کی آنکھوں میں استراحت کو دراز کر دیا یعنی آپ کے درگزر کرنے سے وہ لوگ آرام و راحت سے سوئے' انہیں کسی قسم کا کھٹکا نہ رہا۔

طوایل جمع طائلہ یعنی دشمنی ــــ طول 'انعام ــــ مقیل 'استراحت ــــ مقل جمع مقلہ یعنی آنکھ کا ڈھیلا۔

رحمت وشج ارحام اتيج لها　　تحت الوشيج الروع والوجل

''ان لوگوں نے اس کریم العفو کے سایہ میں پناہ لی جو صاحب لطف ہے اور مبارک ذات ہے اور توفیق کے ساتھ مشتمل ہو' یعنی توفیق اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

ازكى الخليفة اخلاقا واطهرها　　واكرم الناس صفحا عن ذوى الذلل

''آپ ازروئے اخلاق پاک طینت ہیں اور طینت میں زیادہ پاک ہیں اور خطا کار سے درگزر کرتے ہیں' اکرم الناس ہے۔

وطفت بالبيت محبور اوطاف به　　من كان عنه قبيل الفتح فى شغل

بیت اللہ کا طواف:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف ایسے حال میں کیا کہ آپ عیش اور خوشی میں تھے' آپ کے سبب ان لوگوں نے بھی بیت اللہ کا طواف کیا جو فتح مکہ سے پہلے اپنے ذاتی اشغال میں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب مکہ کی فتح دی تو انصار نے آپس میں کہا:

''کیا تم لوگ گمان کرتے ہو کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زمین اور اپنے شہر کی فتح دی' آپ اسی شہر میں قیام فرمائیں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مقام صفا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے تھے جب آپ دعا سے فارغ ہوگئے تو آپ نے انصار سے پوچھا:

''تم لوگوں نے کیا کہا؟''

انصار نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو آپ کے لیے تکلیف کا باعث ہو ــــ اور نہ ہم نے کسی کام پر آپ کو ملامت کی ــــ نہ آپ کی قوم کی عیب جوئی کی۔''

آپ تلطف سے انصار سے پوچھتے ہی رہے یہاں تک کہ انصار کو بتانا ہی پڑا کہ ہم نے ایسا کہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''معاذ اللہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ میری زندگی تمہاری زندگی ہے ــــ میری موت تمہاری موت ہے۔''

Marfat.com

یعنی میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔

فضالہ کا دل بدل ڈالا:

اس وقت فضالہ ابن عمیر بن الملوح نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کو قتل کر ڈالے۔ جب آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے ــــ فضالہ آپ کے نزدیک آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''کیا فضالہ ہے؟''

اس نے کہا:

''ہاں یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہوں۔''

آپ نے اس سے پوچھا:

''تو اپنے نفس سے کیا باتیں کر رہا تھا؟''

فضالہ نے کہا:

''میں نے کچھ بات نہیں کی' میں اللہ تعالیٰ کی یاد کر رہا تھا۔''

فضالہ کی یہ بات سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور پھر فضالہ سے فرمایا:

''تو نے اپنے نفس سے جو باتیں کی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں نے اپنے نفس سے کچھ نہیں کہا تو اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت طلب کر۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک فضالہ کے سینہ پر رکھا' اس کے قلب نے سکون پایا۔ فضالہ کہا کرتا تھا:

''واللہ! آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ میرے نزدیک آپ سے زیادہ دوست کوئی شے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی تھی۔''

یعنی آپ کل مخلوق الٰہی سے زیادہ مجھ کو دوست ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف جمعہ کے دن کیا جبکہ رمضان المبارک کے دس دن باقی رہ گئے تھے۔

خانہ کعبہ سے بتوں کی صفائی:

بیت اللہ شریف کے اطراف تین سو ساٹھ بت تھے جس وقت آپ کسی بت کے پاس گئے اور اس کی طرف چھڑی سے اشارہ فرمایا' آپ اس وقت یہ فرماتے:

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

وہ بت اوندھا ہو گیا ــــ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ابونعیم کی روایت میں ہے کہ ان بتوں کو شیطانوں نے سیسہ اور تانبا سے جما دیا تھا ــــــ علامہ ابن النقیب المقدسی کی تفسیر میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کا علم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں پر نصرت دینے اور فتح مکہ اور اپنے دین کے کلمہ کے بلند کرنے کا جو وعدہ آپ سے فرمایا تھا وہ پورا کیا۔ جس وقت آپ مکہ میں داخل ہوئے آپ کو یہ امر کیا کہ آپ یوں کہیں:

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے اطراف میں جو بت تھے' ان بتوں کو آنکڑے سے ہول مارتے تھے اور فرماتے تھے:

جاء الحق زهق الباطل ان الباطل

باوجود اس کے کہ کل بت لوہے اور سیسے سے جمع ہوئے تھے' گر پڑے تھے ــــــ تین سو ساٹھ بت سال کے دنوں کے شمار کے موافق تھے۔

ابن النقیب علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ علمائے تفسیر کے حق اور باطل کے معنی میں بہت قول ہیں ــــــ

☆ قتادہ علیہ الرحمہ **جاء القرآن وذهب الشيطان** ــــــ (قتادہ علیہ الرحمہ)

☆ ابن جریج **جاء الجهاد وذهب الشرك** ــــــ (ابن جریج)

☆ مقاتل **جاء عبادة الله وذهب عبادة الشيطان** ــــــ (مقاتل)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم فتح مکہ میں بیت اللہ شریف کے اطراف میں تین سو ساٹھ بت پائے ــــــ وہ بت عرب قبائل کے تھے۔ وہ لوگ ان بتوں کے پاس آتے اور ان کے لیے قربانی کرتے تھے ــــــ بیت اللہ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی:

''اے میرے رب! یہ بت کب تک میرے اطراف میں تیرے سوا عبادت کیے جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو الہام کے طور پر وحی بھیجی' جیسے نحل کی طرف وحی بھیجی تھی ــــــ وہ الہامی وحی یہ تھی کہ:

''میں ایک نئے گروہ کو پیدا کروں گا کہ وہ تیری طرف آنے میں اس طور پر تیزی کریں گے جس طرح سے پرواز میں نسر تیزی کرتا ہے ــــــ اور جیسے پرندے اپنے انڈوں کا اشتیاق رکھتے ہیں' وہ لوگ تیرا اشتیاق رکھیں گے ــــــ اور وہ **لبیك** اس طور پر کہیں گے کہ تیرے اطراف میں اس کا شور ہوگا۔''

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت فتح نازل ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

''آپ اپنا عصا لیجئے اور پھر بتوں کو گرا دیجئے۔''

آپ ایک ایک بت کے پاس آتے اور اس کی آنکھ یا پیٹ میں عصا سے ایک ہول مارتے اور فرماتے:

Marfat.com

جاء الحق وزھق الباطل

ہر ایک بت اوندھا گر جاتا تھا یہاں تک کہ ان تمام بتوں کو آپ نے گرا دیا اور کعبہ پر بنی خزاعہ کا ایک بت رہ گیا۔ یہ کاسی یا پیتل سے مرکب بنا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم وجہہ الکریم سے فرمایا:

''اس بت کو تم گرا دو۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا لیا حتیٰ کہ وہ کعبہ پر چڑھ گئے اور اس بت کو گرا دیا اور اسے توڑ ڈالا ــــ اہل مکہ یہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا' اس لیے کہ کفار کے معبود بیت اللہ میں تھے۔ آپ نے ان بتوں کے لیے حکم فرمایا۔ بت بیت اللہ سے نکالے گئے ــــ لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی مورتیاں نکالیں ــــ ان دونوں حضرات کی مورتیوں کے ہاتھوں میں وہ تیر تھے جن سے کفار قریش اپنے امور میں حکم چاہتے تھے اور باہم تقسیم کیا کرتے تھے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار قریش سے کہا:

''کفار قریش پر اللہ کی لعنت ہو ــــ تم لوگ سن لو! واللہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام دونوں نے ان تیروں سے کبھی تقسیم نہیں کی۔ کفار کو اس کا علم ہے۔''[۳۰۳]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے اطراف میں تکبیر کہی اور نماز نہیں پڑھی ــــ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

خانہ کعبہ کی کنجی اور کنجی بردار:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فتح مکہ کے سال میں اپنے اونٹ قصویٰ پر تشریف لائے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ آپ نے بیت اللہ کے سامنے اپنے ناقہ کو زمین پر بٹھایا۔ پھر آپ نے عثمان ابن طلحہ کو بلایا اور فرمایا:

''بیت اللہ کی کنجی لے کر آؤ۔''

عثمان اپنی ماں کے پاس گئے۔ اس نے کنجی دینے سے انکار کیا۔ عثمان نے کہا:

''واللہ تو مجھے ضرور کنجی دے دے۔ یا یہ تلوار میری پیٹھ سے ضرور نکلے گی۔''

یعنی اگر تو مجھے کنجی نہ دے گی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں گا ــــ عثمان کی ماں نے عثمان کو کنجی دے دی۔ عثمان کنجی لے کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو دے دی۔ آپ نے بیت اللہ کو کھولا ــــ اس حدیث کو

---

۳۰۲ لشکر خضرا یعنی سبز لشکر کو عرب خضرا اس لیے کہتے ہیں کہ فوجی لوگ زرہ خود اسلحہ وغیرہ میں چھپے ہوتے ہیں جس سے سیاہی دکھائی دیتی ہے۔ اس سیاہی کو سبزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳۰۳ تیروں سے تقسیم کی ابتداء عمرو بن لحی نے کی تھی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی نسبت کفار نے ایسی تقسیم سے جھوٹ باندھا تھا۔

Marfat.com

مسلم نے روایت کیا ہے۔

فاکہی نے بھی ضعیف طریق سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوطلحہ کے بیٹے یہ گمان کرتے تھے کہ ان کے سوا کعبہ کا دروازہ کھولنے کی کوئی شخص قدرت نہیں رکھتا ہے ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کنجی لی اور اپنے دست مبارک سے کعبہ کو کھولا۔

یہ عثمان بن ابی طلحہ ابن عبدالعزیٰ ہے اور ان کو جحی کہتے تھے۔ اب یہ خاندان شیبین کے نام سے معروف ہے ــــ شیبہ بن عثمان ابن طلحہ کی طرف منسوب ہیں۔ شیبہ عثمان کے چچا زاد بھائی ہیں' ابن عثمان کا کوئی بیٹا نہیں ہے ــــ ان کی صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہی ہے' انہوں نے ہجرت کی ہے۔ حدیث شریف میں ان کی روایت بھی ہے ــــ عثمان کی ماں کا نام سلافہ ہے۔

طبقات ابن سعد میں عثمان بن طلحہ سے روایت ہے کہ عہد جاہلیت میں ہم لوگ دوشنبہ اور پنج شنبہ میں کعبہ کو کھولا کرتے تھے ــــ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ آدمیوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں۔ میں نے آپ سے گفتگو میں سختی کی اور جو میرے جی میں آیا کہہ ڈالا۔ آپ نے میرے ساتھ حلم کیا اور پھر مجھ سے فرمایا:

''اے عثمان! یقین ہے کہ تم اس کنجی کو ایک دن میرے ہاتھ میں دیکھو گے۔ جس جگہ میں چاہوں گا اسے رکھوں گا۔''

عثمان نے کہا:

''جس دن کنجی آپ کے ہاتھ میں ہوگی' اس دن قریش ہلاک اور خوار ہو جائیں گے۔''

آپ نے فرمایا:

''اس دن قریش کی زندگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے سے ان کی عزت ہوگی۔''

یہ کہہ کر آپ کعبہ میں داخل ہوگئے۔ آپ کی اس بات نے میرے دل پر اثر کیا۔ میں نے اس دن گمان کیا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے' یہ امر ویسا ہی ہوگا۔ جبکہ فتح مکہ کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا:

''اے عثمان! کنجی لے آؤ۔''

میں لے کر آیا۔ آپ نے مجھ سے کنجی لے لی پھر آپ نے مجھے دے دی اور فرمایا:

''تم لوگ اس کنجی کو اول امر سے آخر امر تک لو۔''

یعنی یہ ہمیشہ تمہارے قبضہ میں رہے گی جیسے کہ پہلے تمہارے پاس رہی ہے۔

''یہ کنجی تم سے کوئی نہیں چھینے گا مگر ظالم شخص۔ اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے بیت پر امین ٹھہرایا ہے ــــ اس بیت کے نذر و نیاز سے جو کچھ تم کو پہنچے تم اسے بر سبیل تبرک کھاؤ۔''

عثمان نے کہا کہ جب میں مڑ کے جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی۔ میں پلٹ کر آپ

Marfat.com

کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا:

''کیا جو بات میں نے کہی تھی' وہ نہیں ہوئی۔''

عثمان نے کہا کہ میں نے آپ کا وہ فرمان جو آپ نے مکہ سے ہجرت سے پہلے کہا تھا' اسے یاد کیا۔ وہ فرمان یہ تھا کہ:

''تم اس کنجی کو ایک دن میرے ہاتھ میں دیکھو گے۔ جس جگہ میں اسے چاہوں گا اسے رکھوں گا۔''

میں نے آپ سے کہا:

''بے شک یہ وہی امر ہے جو آپ نے فرمایا تھا۔''

یہ آپ کا ظاہری معجزہ تھا۔ پھر عثمان نے کہا:

''میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

خانہ کعبہ کی کنجی کے بارے میں وحی:

ثعالبی کی تفسیر میں ہے کہ یہ آیت مبارکہ **ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانۃ الی اھلھا** عثمان ابن ابی طلحہ الحجبی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو یہ حکم دیا تھا کہ کعبہ کی کنجی لے آؤ ـــــ عثمان نے آپ سے انکار کیا تھا اور بیت اللہ کا دروازہ بند کر دیا تھا اور سطح پر چڑھ گیا تھا اور کہا تھا:

''اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو میں آپ کو منع نہ کرتا۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عثمان کا ہاتھ مروڑ کر کنجی لے لی اور کعبہ کا دروازہ کھول دیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہو گئے جب آپ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ کعبہ کی کنجی ان کو دے دیں اور سقایہ الحجاج اور کعبہ کی خدمت دونوں انہی کے سپرد فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ:

''کعبہ کی کنجی عثمان کو لوٹا دیں اور عثمان سے معذرت کریں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل ارشاد کی۔ عثمان نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''آپ نے زیادتی کی اور تکلیف دی ـــــ پھر آپ نرمی کرنے کے لیے آئے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''تیری شان میں اللہ تعالیٰ نے کلام نازل کیا ہے۔''

اور عثمان کے سامنے وہ آیت مبارکہ پڑھی۔ عثمان نے کہا:

''میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا:

Marfat.com

''جب تک بیت اللہ ہے ـــــ یا اس کی اینٹوں میں سے کوئی اینٹ قائم ہے۔ کعبہ کی کنجی اور خدمت عثمان کی اولاد میں رہے گی۔''

کعبہ کی کنجی عثمان کے پاس تھی۔ جب عثمان کا آخری وقت آیا تو وہ کنجی اپنے بھائی شیبہ کو دے دی ـــــ کنجی اور خانہ کعبہ کی خدمت ان لوگوں کی اولاد میں قیامت کے دن تک رہے گی۔

ابن ظفر نے ''ینبوع الحیات'' میں کہا ہے کہ عثمان کا یہ کہنا کہ:

''اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ کو منع نہ کروں گا'' ـــــ یہ راوی کا وہم ہے۔ اس لیے کہ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے ـــــ اگر عثمان ایمان لانے کے بعد ایسا کہتے تو مرتد ہو جاتے ـــــ اور کلبی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان سے کنجی طلب کی اور اپنا دست مبارک ان کی طرف دراز کیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خدمت کو سقایت کے ساتھ شریک فرما دیجئے۔''

عثمان نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک کنجی سمیت پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان سے فرمایا:

''اے عثمان! اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہو تو کنجی دے دو۔''

عثمان نے کہا:

''آپ اس کو امانت سے لے لیجے۔''

عثمان نے آپ کو وہ کنجی دے دی اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ـــــ ابن ظفر نے کہا ہے کہ یہ حدیث قبول کے لیے اولیٰ ہے۔

آپ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی:

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحجبی بیت اللہ میں داخل ہوئے ـــــ انہوں نے بیت اللہ کا دروازہ بند کر دیا ـــــ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں داخل ہوا۔ میں بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملا اور ان سے پوچھا:

''کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی؟''

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''ہاں نماز پڑھی' دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔''

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری یاد سے یہ بات جاتی رہی کہ میں بلال سے پوچھوں کہ آپ نے کتنی رکعتیں

Marfat.com

پڑھیں؟''

بخاری کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ستون بائیں طرف اور دوسرا ستون دائیں طرف کر کے نماز پڑھی اور تین ستون اپنے پیچھے رکھے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب نماز پڑھی تو آپ کے اور قبلہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا ــــــ ارزقی کی ''تاریخ مکہ'' میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا؟

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟''

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

''اپنے اور دیوار کعبہ کے درمیان دو یا تین ہاتھ کا فاصلہ ٹھہراؤ۔''

اس صورت پر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس بارے میں اتباع کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے اور دیوار کعبہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رکھے ــــــ ایسی صورت میں اتباع کرنے والے کے دونوں قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں قدموں کی جگہ واقع ہوں گے اگر تین ہاتھ کا فاصلہ برابر ہوگا ــــــ اور اگر تین ہاتھوں سے فاصلہ کم ہوگا تو اتباع کرنے والے کے دونوں گھٹنے یا اس کے دونوں ہاتھ یا اس کا چہرہ واقع ہوگا ــــــ اللہ تعالیٰ اس جگہ کی حقیقت سے زیادہ عالم ہے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ کعبہ کے اندر نفل پڑھنا مستحب ہے۔

ایک اور روایت سے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کی کل طرفوں میں دعا مانگی۔ آپ نے بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ آپ باہر نکل آئے جب آپ بیت اللہ سے نکلے تو بیت اللہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا ''یہ قبلہ ہے'' ــــــ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث اور اس حدیث کے درمیان جسے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے اس طور پر جمع ہے کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر دی تھی کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی۔''

اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس روایت میں جس جگہ نماز کو ثابت کیا ہے جیسے کہ ابن عمر، اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو اسامہ نے اپنے غیر پر اعتماد کیا ہے کہ:

''آپ نے نماز پڑھی۔''

اور جس جگہ اس کی نفی کی ہے جیسے کہ ابن عباس، اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیں کہ:

Marfat.com

''آپ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔''
اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے علم میں جو بات ہے اس کا ارادہ کیا ہے۔ اس لیے کہ جس وقت آپ نے نماز پڑھی تھی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں دیکھا تھا ____ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے پوچھنے میں ابتدا کی ہو اور پھر جس جگہ آپ نے نماز پڑھی تھی اس کے ثبوت طلب کرنے میں زیادتی کا ارادہ کیا تو اسامہ سے بھی پوچھا ہو ____ لیکن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نفی نماز کے بارے میں شبہ پیدا کرتی ہے کہ یہ حضرات جس وقت کعبہ میں داخل ہوئے تو دروازہ بند کر دیا اور دعا میں مشغول ہوگئے۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ دعا مانگ رہے ہیں ____ پھر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے اطراف میں مشغول ہوگئے۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دوسری طرف تھے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے قریب تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی ____ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اس وجہ سے دیکھا کہ وہ آپ سے قریب تھے اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وجہ سے نہیں دیکھا کہ وہ آپ سے دور تھے اور دوسری طرف یہ دعا میں مشغول تھے ____ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز خفیف تھی ____ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز کو ان وجوہ سے نہیں دیکھا کہ:

☆ دروازۂ کعبہ بند تھا۔
☆ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور تھے۔
☆ وہ دوسری طرف دعا میں مشغول تھے

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گمان پر عمل کرنے کی وجہ سے نماز کی نفی جائز ہوگئی جبکہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کو ثابت کیا اور اس کی خبر بھی دی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس وقت کعبہ میں نماز پڑھی' اس وقت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے کعبہ سے چلے گئے ____ وہ کام یہ تھا کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لے آئیں اور اس پانی سے وہ تصویریں دھو ڈالیں جو کعبہ میں تھیں ____ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز دیکھی تھی ____ اس روایت کی وجہ سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کو ثابت کیا ہے ____ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز نہیں دیکھی' اس لیے انہوں نے اس کی نفی کی ہے ____ اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو ابوداؤد طیالسی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس داخل ہوا۔ آپ نے کعبہ میں تصویریں دیکھیں۔ آپ نے پانی کا ایک ڈول مانگا۔ میں پانی کا ڈول لے کر آپ کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان تصویروں کو مٹانے لگے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

''اللہ تعالیٰ اس قوم کو غارت کرے جو ان چیزوں کی صورتیں بناتے ہیں جن کو وہ پیدا نہیں کر سکتے۔''

اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں ____ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے دروازہ پر تھے اور لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جانے سے منع کرتے تھے۔

Marfat.com

مکہ میں قیام کی مدت:

بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں پندرہ رات قیام فرمایا۔۔۔۔۔ ایک اور روایت میں انیس رات قیام لکھا ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سترہ رات ٹھہرے۔۔۔۔۔ ترمذی کے نزدیک اٹھارہ رات قیام ہے۔۔۔۔۔ حاکم کی ''اکلیل'' میں ہے کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ انیس رات آپ نے مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔ اس مدت میں آپ قصر نماز کرتے تھے۔

سریہ نخلہ (عزیٰ بت کی مسماری):

فتح مکہ کے بعد یہ سریہ عزیٰ بت کی طرف مقام نخلہ کو گیا۔۔۔۔۔ عزیٰ قریش اور بنی کنانہ کا خاص اور بڑے بتوں میں سے ایک تھا۔ رمضان کی ۲۵ تاریخ سن ۸ ہجری میں یہ سریہ روانہ ہوا۔ تیس سواروں کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان سواروں نے جا کے عزیٰ کو گرا دیا۔۔۔۔۔ عزیٰ کو گرانے کے بعد خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی۔۔۔۔۔

آپ نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا تم نے کوئی شے دیکھی؟''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے عزیٰ کو نہیں ڈھایا' تم عزیٰ کی طرف پلٹ جاؤ اور اسے ڈھا دو۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پلٹ کے عزیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے نیام سے اپنی تلوار نکالی۔۔۔۔۔ ایک بوڑھی عورت کالی برہنہ' سر کے بال بکھرے ہوئے نکلی۔ اس کا پجاری اس کے اس احوال سے شور و فریاد کر رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ایک وار کر کے اسے دو ٹکڑے کر دیا پھر لوٹ کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر کی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر فرمایا:

''بے شک وہ عزیٰ تھی' وہ اس امر سے مایوس ہوگئی ہے کہ تمہارے شہروں میں کبھی اس کی عبادت کی جائے۔''

سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سواع بت کی بیخ کنی):

مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر بنی ہذیل کا بت تھا جو سواع کے نام سے مشہور تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ رمضان سن ۸ ہجری میں اس مہم پر گئے۔۔۔۔۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سواع بت تک پہنچ گیا۔ اس کے پاس پجاری تھا۔ اس نے مجھے کہا:

''کیا ارادہ رکھتے ہو؟''

میں نے اس سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سواع بت کو ڈھا دوں۔''

Marfat.com

اس نے کہا:

''تم اسے ڈھانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔''

میں نے اس سے پوچھا:

''میں کیوں قدرت نہیں رکھتا؟''

اس نے کہا:

''وہ منع کرے گا۔''

میں نے کہا:

''تجھ پر افسوس ہے' کیا یہ بت سنتا ہے یا دیکھتا ہے۔''

پھر میں سواع بت کے پاس گیا اور اسے توڑ ڈالا۔ میں نے اس کے پجاری سے پوچھا:

''تو نے یہ واقعہ کیونکر دیکھا۔''

اس نے کہا:

''میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اسلام قبول کیا۔''

سریہ سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مناۃ بت کی بیخ کنی):

مناۃ بت بنی اوس اور بنی خزرج کا بت تھا۔ جو مشلل پہاڑ میں واقع تھا۔۔۔۔ فتح مکہ کے بعد ماہ رمضان سن ۸ ہجری میں یہ سریہ بھیجا گیا۔ سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سواروں پر امیر تھے۔۔۔۔ جب آپ مناۃ بت تک پہنچے تو پجاری نے کہا:

''تمہارا کیا ارادہ ہے؟''

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''مناۃ کی بیخ کنی''

پجاری نے کہا:

''تمہیں اس کا اختیار ہے۔''

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مناۃ کے قریب ہوئے تو اس میں سے ایک ایسی عورت نکلی جو برہنہ اور سیاہ تھی اور سر کے بال پریشان کیے تھی۔ خرابی اور ہلاکت کے لیے بددعا کرتی تھی اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھی۔۔۔۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تلوار کے ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔۔۔۔ پھر مناۃ کی طرف بڑھے اور ساتھیوں سمیت اسے ڈھا دیا۔

اس مہم کے بعد سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی میں لوٹ آئے۔۔۔۔ اس واقعہ سے مناۃ کا وجود دنیا سے معدوم و نابود ہو گیا اور مخلوق معبود حقیقی کی عبادت کی طرف متوجہ ہوئی۔

سریہ بنی جذیمہ:

بنی جذیمہ عبدالقیس کا ایک قبیلہ ہے۔۔۔۔ مکہ معظمہ کے اسفل میں یلملم کے ناحیہ میں ایک رات کے فاصلہ پر ہے۔۔۔۔

Marfat.com

یہ سریہ ماہ شوال سن ۸ ہجری میں گیا۔ اسے یوم الغمیصا کہتے ہیں ــــــ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عزیٰ بت کو ڈھا کر لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مکہ میں مقیم تھے۔ آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین سو پچاس مجاہد بھیجے تاکہ بنی جذیمہ کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ جنگ کے لیے نہ گئے تھے ــــــ

جب یہ لشکر جذیمہ کے پاس پہنچا تو خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا:

''تم لوگ کون ہو؟''

انہوں نے کہا:

''ہم مسلمان ہیں، تحقیق ہم نے نماز پڑھی ہے۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور ہم نے اپنے مکانوں کے صحن میں اور ان کے گوشوں میں مسجدیں بنائی ہیں۔''

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا ــــــ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ وہ لوگ اس لفظ کو اچھے طور سے نہ کہہ سکے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ انہیں گرفتار کرلو ــــــ مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر والوں سے کہا کہ بنی خذیمہ کے ہاتھ شانوں سے باندھ ڈالیں ــــــ یہ قیدی مجاہدوں میں تقسیم کر دیئے گئے ــــــ

سحر کا وقت تھا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منادی کرنے والے نے پکار کر کہا:

''جس کے ساتھ کوئی اسیر ہو، اسے چاہیے کہ اسے قتل کر ڈالے۔''

جو لوگ بنی سلیم کے ہاتھوں میں گرفتار تھے انہوں نے انہیں قتل کر ڈالا ــــــ لیکن مہاجرین اور انصار نے اپنے اپنے قیدی چھوڑ دیئے ــــــ یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:

اللھم انی ابراء الیك من فعل خالد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھیجا۔ انہوں نے ان لوگوں کے مقتولین کی دیت ادا کر دی بلکہ مقتولین اور ان کے اموال کا بدل دیا اور بدل سے زیادہ دیا۔

خطابی نے کہا ہے کہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے لفظ اسلام کہنے سے عدول کر کے لفظ صبانا کہا ــــــ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لفظ کو معیوب سمجھا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے یوں سمجھا کہ یہ لفظ صبانا ان لوگوں سے ناک بھوں چڑھانے سے واقع ہوا ہے اور دین کے مطیع نہیں ہوئے ہیں ــــــ اس لفظ کی تاویل کر کے انہیں قتل کیا ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عجلت کرنے اور ان لوگوں کے معاملے میں دیر نہ کرنے کو اوپرا سمجھا کہ ان لوگوں نے لفظ صبانا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لفظ سے ان کی مراد نہیں پہچانی اور اس سے پہلے ہی انہیں قتل کر ڈالا۔

Marfat.com

غزوہ حنین/غزوہ ہوازن:

حنین ذی المجاز کے قریب ایک صحرا ہے۔۔۔۔ ایک روایت کے مطابق حنین ایک پانی ہے۔۔۔۔ مکہ اور حنین کے درمیان تین رات کا فاصلہ ہے اور طائف کے قریب واقع ہے۔ اسے غزوہ ہوازن بھی کہا جاتا ہے۔

غزوہ کے اسباب:

اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ سے جب فارغ ہوئے اور اس کے کاموں کو آپ نے درست فرمایا اکثر اہل مکہ مسلمان ہو گئے۔۔۔۔ بنی ہوازن اور بنی ثقیف کے اشراف آپس میں مل بیٹھے اور انہوں نے مل کر مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کیا۔۔۔۔ ان لوگوں کا رئیس مالک بن عوف النضری تھا۔

مسلمانوں کا لشکر:

۶ شوال بروز شنبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ ان کی طرف تشریف لے گئے۔ ان مسلمانوں میں دس ہزار مدینہ کے رہنے والے تھے اور دو ہزار ان اہل مکہ میں سے تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔۔۔۔ یہ دو ہزار وہ اہل مکہ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوم فتح مکہ میں آزاد فرما دیا تھا اور کسی مواخذے کے بغیر انہیں چھوڑ دیا تھا اور انہیں غلام نہیں بنایا تھا۔

آپ نے عتاب بن اسید کو مکہ پر عامل مقرر فرمایا۔ اس غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسی آدمی مشرکین سے بھی گئے جس میں صفوان بن امیہ تھا۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صفوان سے ایک سو زرہیں اور ان کے متعلق ہتھیار لیے۔ آپ حنین کی طرف سہ شنبہ کی رات میں ۱۰ شوال کو پہنچے۔

حریفوں کی خبر لانے والے:

مالک بن عوف جو دشمن کا رئیس تھا' اس نے تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی خبر لانے کے لیے بھیجے۔ یہ مخبر اپنے رئیس کی طرف جب پلٹ کے گئے تو ان کے جوڑ بند رعب سے جدا ہو گئے تھے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدر الاسلمی کو ان لوگوں کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لشکر میں داخل ہوئے اور لشکر میں چکر لگا کر ان لوگوں کی خبر لے آئے۔

ابوداؤد شریف میں سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اور چلنے میں مبالغہ کیا۔ ایک سوار نے آ کر کہا:

''میں آپ کے سامنے سے گیا' یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا۔ ہوازن کثیر تعداد میں زنانہ سواریوں' اونٹوں اور بکریوں سمیت حنین کے پاس جمع ہوئے ہیں۔''

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا:

Marfat.com

''انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام چیزیں کل کے دن مسلمانوں کی غنیمت ہو جائیں گی۔''

مسلمانوں کی وقتی پسپائی:

''زیادۃ المغازی'' میں یونس بن بکیر نے ربیع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے یوم حنین میں کہا:

''قلت کی وجہ سے ہم لوگ آج کے دن ہرگز غالب نہ ہوں گے۔''

یہ امر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دشوار ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر دلدل پر سوار ہوئے۔ دو زرہیں پہنیں' مغفر اور خود سر پر رکھا۔ صحابہ کے سامنے بنی ہوازن کے اتنے لوگ آئے کہ اس کی مثل کثرت انہوں نے نہیں دیکھی تھی ـــــ یہ کثرت آخر شب کے اندھیرے میں صبح کے وقت تھی۔ صحرا کی تنگ جگہوں میں جو لشکر تھے وہ باہر نکلے اور انہوں نے باہم مل کر ایک حملہ کیا ـــــ بنی سلیم کے گھوڑوں نے پیٹھ پھیر دی اور فاش طور پر بھاگ گئے۔ اہل مکہ اور دوسرے لوگوں نے ان کا پیچھا کیا ـــــ

وفا شعاروں کی جاں نثاری:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس دن کوئی شخص ثابت قدم نہ رہا۔ مگر عباس بن عبدالمطلب' علی بن ابی طالب' فضل بن عباس' ابوسفیان ابن الحارث بن عبدالمطلب' ابوبکر صدیق' عمر بن خطاب اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان تھوڑے آدمیوں میں جو آپ کے اہل بیت اور اصحاب تھے' قائم رہے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے اسے اس خوف سے روک رہا تھا کہ خچر دشمن کی طرف نہ پہنچ جائے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے سینے پر چڑھے جاتے تھے یعنی آگے بڑھ رہے تھے اور اس وقت ابوسفیان بن حارث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔''

مسلمانوں کی یلغار:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمانے لگے:

''یوں پکارو یا معشر الانصار! ـــــ یا اصحاب السمرہ!''

سمرہ وہ درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس شرط سے بیعت کی تھی کہ دشمن کے مقابلہ میں آپ کے پاس سے نہیں بھاگیں گے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی ''یا اصحاب السمرہ'' اور کبھی ''یا اصحاب سورۃ البقرہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بہت بلند اور بھاری تھی ـــــ مسلمانوں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پکارنے کو سنا تو وہ اس طور سے آئے جیسے اونٹ اپنے بچوں کا مشتاق ہو کر آتے ہیں۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''واللہ! جس وقت مسلمانوں نے میری آواز سنی' ان کا مڑنا دفعتاً اس طور سے تھا کہ گائیں اپنے بچوں کی طرف مڑ کر آئیں ـــــ وہ مسلمان لبیک لبیک کہہ رہے تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع ہوئے یہاں

Marfat.com

تک نوبت پہنچی کہ اگر کسی کا اونٹ پلٹنے کے لیے مطیع نہ ہوا تو وہ اس پر سے اتر پڑا اور اس نے اونٹ کو چھوڑ دیا اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ آیا۔''

جب وہ مسلمان آ گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ سچا حملہ کرو۔ انہوں نے آپ کے حکم کا امتثال کر کے کفار سے جنگ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب آئے اور خچر پر گردن بلند کر کے ان کی لڑائی دیکھی تو یہ فرمایا:

''الآن حمیٰ الوطیس یعنی اس وقت لڑائی کا تنور گرم ہوا۔''

وطیس روٹی پکانے کا تنور ـــــ لڑائی کی شدت میں جو حرارت ہوتی ہے اسے تنور کی حرارت سے آپ نے تشبیہ دی ہے ـــــ یہ وہ فصیح کلام ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی فصیح سے نہیں سنا گیا۔

آپ نے دشمنوں پر کنکریاں اور مٹی پھینکی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے کچھ کنکریاں لیں پھر فرمایا:

''شاہت الوجوہ'' یعنی دشمنوں کے چہرے قبیح ہو گئے۔''

اور وہ کنکریاں مشرکین کے منہ پر ماریں۔ مشرکین میں سے اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو پیدا نہیں کیا تھا مگر اس کی دونوں آنکھیں ان مٹی کی کنکریوں سے بھر گئیں۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ زمین کی مٹی سے ایک مٹھی لی ـــــ اس روایت سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ آپ نے کنکریاں پھینکیں اور دوسری بار مٹی پھینکی ـــــ اور یہ احتمال ہوتا ہے کہ آپ نے ایک مٹھی کنکریاں اور مٹی مخلوط لی ہو۔

امام احمد' ابوداؤد اور دارمی نے ابوعبدالرحمٰن الفہری کی حدیث سے غزوۂ حنین میں یہ روایت کی ہے کہ مسلمانوں نے پیٹھ پھیر دی اور اکثر منہ پلٹا کے چلے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبار فرمایا:

ان عبداللہ ورسولہ انا عبداللہ ورسولہ

پھر آپ گھوڑے سے اترے اور ایک ہتھیلی بھر مٹی کی کفار کے منہ پر ماری اور فرمایا:

شاہت الوجوہ!

اللہ تعالیٰ نے انہیں بھگا دیا ـــــ بنی ہوازن کے بیٹوں نے اپنے باپوں سے روایت کی ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا کہ جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھر گئی ہو۔ اور ہم نے آسمان سے ایک جھنکار اس طور سے سنی جیسے نئے طشت پر لوہا پھیرا جائے اور اس سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

امام احمد اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خچر آپ کو لے کر ایک طرف جھک گیا۔ خچر کی زین ایک طرف سرک گئی' میں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ آپ کو بلندی دے' آپ اونچے ہو جائیں۔''

Marfat.com

آپ نے مجھے فرمایا:

''ایک ہتھیلی مٹی مجھے دو۔''

آپ نے وہ مٹی ان کے منہ پر ماری' ان کی آنکھوں میں مٹی بھر گئی۔ ایسے حال میں مہاجرین اور انصار آ گئے ان کی تلواریں ان کے دائیں ہاتھوں میں ایسے چمک رہی تھیں گویا شہاب ثاقب ہیں ـــــ مشرکین پیٹھ پھیر کے بھاگ گئے۔

اللہ کی نصرت:

مشرکین میں سے ایک نے ابوجعفر بن جریر کو بتایا کہ یوم حنین میں ہم مشرکین اور صحاب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے لیے آپس میں مل گئے ـــــ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر تک کہ بکری دوہی جاتی ہے' ہمارے مقابلہ میں نہیں ٹھہرے۔ ہم نے ان کو ایسا کر دیا کہ وہ ہمارے آگے تھے اور ہم ان کے قدموں کے نشانوں پر چل رہے تھے اور ان کے پیچھے سے چلا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہم سفید خچر والے صاحب تک پہنچ گئے۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں ـــــ ہمیں آپ کے پاس ایسے مرد ملے جن کے چہرے گورے گورے تھے اور بڑے حسین تھے۔ ان مردوں نے ہم سے کہا:

''شاھت الوجوہ!''

تم لوگ پلٹ جاؤ۔ یہ سن کر ہم بھاگ گئے اور انہوں نے ہم پر اس طور سے قدرت پائی کہ وہ لوگ ہمارے شانوں پر سوار ہو گئے ـــــ دمیاطی کی سیرت میں ہے کہ ملائکہ کی علامتیں یوم حنین میں سرخ عمامے تھے۔ فرشتوں نے عماموں کے پلو اپنے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ رکھے تھے ـــــ جبیر بن معطم کی حدیث میں ہے کہ جب آدمی جنگ کر رہے تھے میں نے یوم حنین میں ایک شے کالی کمل کی مثل دیکھی جو کہ آسمان سے اتر رہی تھی ـــــ راوی کے خیال میں وہ فرشتے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی۔

مسلمانوں کے پیچھے ہٹنے کی وجہ:

بخاری شریف میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قیس کے کسی شخص نے ان سے پوچھا:

''تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے یوم حنین میں بھاگ گئے۔''

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ بنی ہوازن تیرانداز تھے۔ ہم نے جس وقت ان پر حملہ کیا' وہ بھاگ گئے ـــــ ہم لوگ غنیموں پر جھک پڑے ـــــ ہوازن تیروں سے ہمارے سامنے آئے ـــــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سفید خچر پر سوار دیکھا اور ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی باگ پکڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے ہیں:

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

Marfat.com

نصرت الٰہی کا یقین کامل:

آپ کا یہ ارشاد جو لاکذب ہے' اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبوت کی صفت کے ساتھ کذب محال ہے۔۔۔۔ گویا آپ نے یہ فرمایا ہے:

''انا النبی و النبی لایکذب۔ میں نبی ہوں اور نبی جھوٹ نہیں کہتا۔''

چنانچہ جو بات میں کہتا ہوں اس میں جھوٹا نہیں ہوں کہ مجھے شکست ہو۔ بلکہ مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس بات کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے یعنی میری نصرت کا وعدہ فرمایا ہے وہ وعدہ حق ہے۔ لہٰذا مجھ پر فرار جائز نہیں۔

نبی پاک پر فرار کی بدگمانی:

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم نے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ ایسے حال میں پلٹا کہ میں بھاگ رہا تھا۔۔۔۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھاگنے کی حالت میں گیا۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت خوف تھا۔۔۔۔ علماء نے کہا ہے کہ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عبارت میں مررت علی رسول اللہ منهزما۔۔۔۔ لفظ منهزماً سے مراد یہ ہے کہ جیسے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اپنے بھاگنے کی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھاگے۔۔۔۔ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے۔۔۔۔ اور کسی راوی نے ہرگز یہ نقل نہیں کیا ہے کہ آپ کسی جگہ بھاگے ہوں یعنی جن معرکوں میں آپ تشریف لے گئے نہایت ثابت قدم رہے بلکہ دوسرے آدمی جو اشجع الناس تھے' وہ آپ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔۔۔۔

جملہ مسلمانوں نے اس امر پر اجماع کا اظہار کیا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ آپ کا بھاگنا اعتقاد کیا جائے۔ یہ کہنا آپ پر جائز نہیں ہے۔۔۔۔ بلکہ حضرت عباس اور ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں آپ کے خچر کو پکڑے ہوئے تھے اور اسے روک رہے تھے کہ دشمن کی طرف تیزی سے نہ بڑھ جائے۔۔۔۔

قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھاگ گئے' اس سے توبہ کرائی جائے۔۔۔۔ اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ وہ شخص قتل کیا جائے۔۔۔۔ علامہ بسالی ۳۰۴ نے اس قول کا تعاقب یوں کیا ہے کہ اس قول کا قائل اگر اصل مسئلہ میں یعنی گالی دینے والے کے حکم میں مالکیہ سے مخالفت کرتا ہے تو اس کی کوئی وجہ ہے۔۔۔۔ اور اگر اس بات سے اس نے موافقت کی ہے کہ گالی دینے والے کی توبہ قبول نہ کی جائے گی تو یہ ایک مشکل مسئلہ ہے۔۔۔۔ اس معنی میں احکام دنیا کی نسبت قتل کی نفی اسے فائدہ نہ دے گی' اس لیے کہ گالی دینے والے کی' زانی اور شارب خمر کی حد ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس موقع میں کہ وہ جگہ جنگ' طعن اور ضرب کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خچر

---

۳۰۴ یہ مسئلہ یوں سمجھا جائے کہ نعوذ باللہ اگر کوئی آپ کو گالی دے تو گالی دینے والے سے توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو وہ قتل کیا جائے۔۔۔۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

Marfat.com

پر سوار ہونا آپ کی نبوت کے اثبات کے لیے تھا۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مزید شجاعت اور تمام قوت کی وجہ سے آپ کو سواری کے ساتھ خاص کیا تھا ___ ورنہ یہ ظاہر ہے کہ خچر عادتاً طمانیت کی سواریوں میں سے ہے اور عادت میں خچر جنگ کی جگہوں کی صلاحیت نہیں رکھتا ___ مگر گھوڑا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظاہر کر دیا کہ قوت قلب اور شجاعت نفس اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے آپ کے نزدیک جنگ صلح کی مانند تھی ___ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ جنگ میں گھوڑوں پر سوار ہوئے نہ دوسرے جانور پر۔ اس لیے کہ گھوڑا عرفاً جنگ ہی کے لیے ہے نہ اور جانور جو گھوڑے کے علاوہ ہیں اور جن پر سوار ہوتے ہیں اس لیے گھوڑے کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ اس میں یہ راز ہے کہ گھوڑا حملہ کرنے اور فرار کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے بخلاف خچروں اور اونٹوں کے کہ ان میں یہ صفات نہیں ہیں۔

ابن ابی شیبہ کے نزدیک حکم بن عتیبہ کی مرسل حدیث سے یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا مگر چار حضرات ___ بنی ہاشم سے تین اشخاص اور بنی ہاشم کے علاوہ ایک شخص حضرت علی، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے سامنے اور سفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے ___ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جانب سے تھے، کوئی آدمی آپ کی طرف نہیں آتا تھا مگر قتل کر دیا جاتا تھا۔

ترمذی شریف میں اسناد حسن سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہے کہ ہم نے آپ کو یوم حنین میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ آدمی منہ پھیر رہے ہیں ___ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک سو حضرات نہیں ہیں ___ شرح مسلم از امام نووی میں ہے کہ یہ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بارہ حضرات تھے ___ حضرت عباس ابن عبدالمطلب کے شعر میں ہے کہ آپ کے ساتھ جو ثابت قدم رہے تھے، وہ صرف دس حضرات تھے:

نصرنا رسول اللہ فی الحرب تسعة   وقد فرمن فرعنه واقشعوا

''ہم نو مجاہدوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنگ میں نصرت دی اور تحقیق جو شخص آپ کے پاس سے بھاگا سو بھاگا اور وہ بھاگنے والے بھاگ گئے۔

وعاشرنا لاقی الحمام بنفسه   لما مسه فی اللہ لا یتوجع

اور ہمارا دسواں ساتھی (ایمن ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا اس نے اپنے نفس سے موت سے ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ایمن کو جو صدمہ پہنچا، انہوں نے بے قراری اور دردنا کی ظاہر نہیں کی ___ جسے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں صدمہ پہنچتا ہے وہ دردنا کی کا اظہار نہیں کرتا۔

امام جریر طبری نے کہا ہے کہ شرع میں بھاگنے کی ممانعت ہے۔ وہ بھاگنا وہ ہے کہ پلٹ آنے کی نیت کے غیر پر واقع ہو ___ لیکن وہ فرار جو کثرت عدو کی وجہ سے ہو، وہ ایک گروہ مسلمانوں کی طرف جانے کی غرض سے ہو، یہ غدر ہے ___ یوم حنین میں ایسا ہی ہوا کہ مسلمان بھاگے اور پھر بڑی تیزی سے جنگ کی طرف آپ کے ساتھ رجوع ہوئے اور آپ کے ہمراہ جنگ کی۔

Marfat.com

رسول پاک نے شعر نہیں کہا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب کے بارے میں علماء نے کہا ہے کہ یہ ارشاد شعر نہیں ہے ____ اس لیے کہ شاعر کا نام شاعر نہیں ہوتا ہے مگر چند وجوہ سے ____ ان وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ شاعر نے قول کا شعور کیا اور اس کا ارادہ شاعر نے کیا اور شعر کی طرف شاعر نے راہ پائی اور شاعر نے عرب کے طریقہ پر کلام موزوں کیا ہو اور وہ کلام قافیہ رکھتا ہو ____ اور اس کا کہنے والا شاعر نہ ہوگا ____ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس کلام سے شعر کا ارادہ نہیں فرمایا اور نہ ہی اس کا ارادہ کیا ہے۔ لہٰذا یہ کلام شعر میں شمار نہیں کیا جائے گا اگرچہ موزوں ہو ____

دادا جان سے نسبت کی وجوہ:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان انا ابن عبدالمطلب اور آپ نے انا ابن عبداللہ نہیں فرمایا ____ اس لیے کہ آپ کے والد ماجد کی شہرت سے آپ کے جد بزرگوار کی شہرت زیادہ تھی۔ اس لیے کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے باپ عبدالمطلب کی زندگی ہی میں وفات پائی تھی۔ چنانچہ عبدالمطلب مشہور تھے' ان کی شہرت ظاہر اور شائع تھی۔ وہ قریش کے سردار تھے ____ کثیر آدمی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عبدالمطلب کا فرزند کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ کے جد کی شہرت کی وجہ سے آپ کو ان سے منسوب کرتے تھے ____ ضمام بن ثعلبہ کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے۔ انہوں نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھایا اور پوچھا:

''ایکم ابن عبدالمطلب۔ تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے۔''

آپ کی نسبت آپ کے والد ماجد کی بجائے آپ کے جدامجد کی طرف جو کی جاتی ہے' اس میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ:

''عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسا مرد ظہور کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف چلائے گا اور اس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ہدایت عطا فرمائے گا اور وہی مرد خاتم الانبیاء ہوگا۔''

اس لیے آپ عبدالمطلب کی طرف منسوب کیے جاتے تھے تاکہ وہ شخص جوان کو پہچانتا تھا وہ اس امر کو یاد کرے۔

بچوں کے قتل کی ممانعت:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جس مشرک پر قدرت ہو' وہ قتل کیا جائے۔ مشرکین بھاگ رہے تھے' مسلمان قتل کرتے کرتے ان کی اولاد میں پہنچ گئے ____ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بال بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا:

من قتل قتیلا له علیه بینة فله سلبه

Marfat.com

''جس کسی نے کسی کو قتل کیا' قاتل کو اپنے مقتول پر گواہ پیش کرنا چاہیے۔''

شہادت کے بعد قاتل مقتول کے آلات حرب کا مالک ہے۔ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا اس دن بیس مردوں کے ہتھیار وغیرہ سامان اکٹھا کیا۔

بظاہر شکست میں نہاں مشیت ایزدی:

ابن القیم نے ''ہدیٰ نبویؐ'' میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ:

''جس وقت مکہ فتح کیا جائے گا' لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اور کل عرب آپ کے مطیع ہو جائیں گے۔''

جبکہ فتح مبین پوری ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اس امر کا تقاضا کیا کہ بنی ہوازن اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے ہیں' ان کے دلوں کو اسلام قبول کرنے سے روکے اور وہ لوگ جن لوگوں کو جمع کرنے پر قدرت پائیں' انہیں جمع کریں ___ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا امر اور اللہ تعالیٰ کا تمام اعزاز جو اپنے رسول کے لیے اور اپنے دین کے لیے جو نصرت دیتا ہے' وہ ظاہر ہو جائے ___ اور ان لوگوں کی غنیمت اہل مکہ کے لیے لشکر کا باعث ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اپنے مومن بندوں کو غلبہ عطا فرمائے ___

اور ایسی شدت جنگ اور عظیم قوت جس کی مثال مسلمانوں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی اور ایسی جنگ اور قوت کے بعد اہل عرب سے کوئی شخص مسلمانوں کی برابری نہ کر سکے' اللہ تعالیٰ اپنا قہر ظاہر کرے ۳۰۵ ___ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہ سامان کیا کہ باوجود مسلمانوں کی کثرت تعداد اور سامان جنگ اور قوت کے' پہلے انہیں شکست کی کڑواہٹ چکھائی تاکہ وہ سر جو فتح مکہ سے بلند ہوئے تھے' انہیں جھکائے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے شہر میں ایسے حال میں داخل نہیں ہوئے تھے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ___ آپ ایسے حال میں مولیٰ کریم کے شہر اور اس کے حرم میں داخل ہوئے کہ اپنی سواری کے جانور پر اپنے رب کی تواضع اور اس کی عظمت کے لیے سر جھکائے ہوئے اور خود جھکے ہوئے تھے ___ یہ اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اپنا شہر حلال کر دیا تھا اور آپ سے پہلے اسے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کے لیے اپنے شہر کو حلال کرے گا ___

اور اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ جس شخص نے قلت کی وجہ سے یہ کہا تھا کہ:

''آج کے دن ہم ہرگز غالب نہ ہوں گے۔'' ۳۰۶

اس کو یہ ظاہر کر دے کہ نصرت نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور جس کسی کو وہ نصرت دیتا ہے اس پر کوئی غالب نہیں ہوتا ___ اور جس کسی کو وہ چھوڑ دیتا ہے اور مدد نہیں دیتا تو کوئی اس کا ناصر نہیں ہوتا ___ اور اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اپنے رسول کی

---

۳۰۵ اگرچہ ایران (فارس) اور روم نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سخت جنگ کی مگر آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصرت عطا فرمائی۔

۳۰۶ یہ قول ایک غیر شخص کا ہے۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا فرمایا اور نہ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کے دین کے والی کی نصرت اور اپنے دین کا والی ہوا۔ نہ تم لوگوں کی وہ کثرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی کہ اس نے تمہیں تعجب میں ڈالا تھا جبکہ تمہاری اس کثرت نے تمہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ تم لوگ تو پیٹھ پھیرے بھاگ گئے ـــــ اور جب قتل اور زخمی ہونے سے مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان ٹوٹے دلوں کے لیے جوڑنے کا خلعت اپنے اس قاصد کے ہمراہ بھیجا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سکینہ (یعنی طمانیت) تھا ـــــ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول اور مومنین پر نازل فرمایا اور وہ لشکر نازل کیے جنہیں تم نے نہیں دیکھا ـــــ

اور اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ نصرت کے خلعت اور اس کے صلے صرف اہل انکسار کو پہنچائے جاتے ہیں ـــــ اور ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ روئے زمین پر جو کمزور ہیں، ضعیف ہیں، ہم ان پر احسان کریں۔

ان دونوں غزوات یعنی بدر و حنین میں ملائکہ نے بذات خود مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر کفار سے قتال کیا ـــــ دونوں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے منہ پر کنکریاں ماری تھیں۔

جو دشمن اس معرکہ سے بھاگ گئے تھے، ان کی تلاش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ـــــ ان میں سے بعض طائف کو چلے گئے ـــــ بعض نخلہ کی طرف نکل گئے ـــــ کچھ لوگ اوطاس کی طرف چلے گئے۔

مسلمانوں میں سے چار حضرات نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں سے ایک حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ایمن بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ـــــ اور مشرکین میں سے ستر سے زیادہ قتل ہوئے۔

سریہ ابو عامر الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو عامر الاشعری، ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ حنین سے فارغ ہونے کے بعد ان کو ان مفروروں کی طلب میں بھیجا جو بنی ہوازن سے تھے اور یوم حنین میں اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے ـــــ اوطاس دیار ہوازن میں ایک وادی ہے۔

ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مفروروں تک پہنچ گئے۔ وہ سب مفرور ایک جگہ جمع تھے ـــــ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے نو بھائیوں کو جنگ کر کے اس کے بعد قتل کیا۔ آپ ان میں سے ہر ایک کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور یہ کہتے تھے:

''اے اللہ تو اس پر گواہ رہیو۔''

پھر ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لیے ان میں سے دسواں شخص نکلا۔ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اسلام کی طرف بلایا اور یہ کہا:

''اے اللہ تو اس پر گواہ رہیو۔''

اس نے کہا:

''اے اللہ تو مجھ پر گواہ نہ رہیو۔''

Marfat.com

ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر گمان کیا کہ یہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس کے قتل سے باز رہے ۔۔۔۔ پھر وہ بھاگ گیا ۔۔۔۔ بعدازاں وہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام اچھا ہوا ۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اسے دیکھتے تو یہ فرماتے تھے:

هذا شريد ابى عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علا اور ادنیٰ حارث کے دو بیٹوں نے ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر مارے اور آپ شہید ہو گئے ۔۔۔۔ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے اور ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح یاب کیا ۔۔۔۔ قیدیوں میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن شیما تھیں ۔۔۔۔ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل بھی مارے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو یہ دعا فرمائی:

اللهم اغفر لابى عامر واجعله من اعلى امتى فى الجنة

بخاری شریف میں ہے کہ ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب تیر مارا گیا تو انہوں نے اپنے بھتیجے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''اے میرے بھتیجے! تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام کہہ دینا اور آپ سے عرض کرنا کہ آپ میرے لیے مغفرت چاہیں۔''

وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ۔۔۔۔ ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حال عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا فرمائی:

اللهم اغفر لعبيدك ابى عامر

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا مانگ رہے تھے تو میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی یعنی آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اس قدر بلند فرمائے کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

اللهم اجعله يوم القيامة فوق كثيرين من خلقك

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور میرے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے یوں دعا فرمائی:

اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه وادخله يوم القيامة مدخلا كريما

ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ان دو دعاؤں میں ایک دعا ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے اور دوسری دعا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے۔

Marfat.com

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی / سریہ ذی الکفین:

ذی الکفین ایک لکڑی کا بت تھا۔ یہ بت عمرو بن جمعہ کا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب طائف کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو ماہ شوال میں طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا گیا کہ اس بت کو ڈھا دیں' اس کے بعد وہ طائف پہنچ کر آپ سے آملیں۔

طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے نکلے اور اس بت کو منہدم کر دیا۔ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے منہ کو آگ سے جھلس رہے تھے اور اسے جلاتے ہوئے یہ شعر کہہ رہے تھے:

یاذی الکفین لست من عبادکا میلادنا اقدم من میلاد کا

''اے ذوالکفین! میں تیرے بندوں میں سے یا عبادت کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ ہماری پیدائش نوع بشر تیری پیدائش سے اقدم ہے یعنی ہم تجھ سے اول پیدا ہوئے ہیں جبکہ تجھے آدمیوں نے بنایا ہے تو کیونکر ہماری عبادت کی صلاحیت پیدا کرے گا''

انی حشوت النار فی فوادك

''میں نے تیرے دل میں آگ بھر دی ہے جو تجھے اور تیرے دل کو جلا دے گی۔''

انسانی یا حیوانی ہیئت کی وجہ سے بت کے لیے دل ثابت کیا ہے' ورنہ لکڑی کا بت تھا نہ حیوانیت کا اثر تھا اور نہ کچھ حس تھی۔

طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چار سو مجاہد تھے۔ یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طائف میں آنے کے چار دن بعد آپ سے آملے ـــــ مغلطائی نے کہا ہے کہ طفیل کے ساتھ چار مسلمان آئے۔

غزوہ طائف:

طائف ایک بڑا شہر ہے جو خاص مکہ سے تین منزل اور منتہیٰ آبادی سے دو منزل مشرقی جانب واقع ہے ـــــ طائف میں انگور اور میوے کثرت سے ہیں۔

روایت ہے کہ شہر کا نام طائف جو رکھا گیا ہے اس کی اصل یہ ہے کہ وہ جنت جو اصحاب الصریم کی تھی' جبرئیل علیہ السلام نے اسے اکھاڑا اور اسے مکہ کی طرف لے گئے۔ اسے بیت اللہ کے اطراف طواف کرایا پھر اسے اس جگہ کہ جہاں طائف ہے' اتار دیا ـــــ اور اس شہر کا نام طائف رکھا گیا ـــــ اور وہ جنت یعنی باغ اول صنعا کے نواح میں تھا۔ اس زمین کا نام ''دج بضم جیم'' مفہوم ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہ شوال سن ۸ ہجری میں جس وقت حنین سے نکلے' طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ جو مال غنیمت تھا' اسے جعرانہ میں روک دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کے مقدمہ پر آپ نے مقدم فرمایا۔

بنی ثقیف اوطاس سے جو بھاگے تھے تو اپنے حصن میں طائف میں داخل ہو گئے تھے۔ ضروریات کی جو چیزیں تھیں' ایک

Marfat.com

سال کے لیے اکٹھا کر کے انہوں نے خود کو اس قلعہ میں بند کر لیا تھا اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب روانہ ہوئے' راستے میں ابو رغال کی قبر پر آپ کا گزر ہوا ـــــ ابو رغال بنی ثقیف کا باپ ہے۔ اس کی قبر سے سونے کی ایک سیخ نکالی اور آپ قلعہ کے پاس اترے اور وہاں لشکر جمع کیا ـــــ بنی ثقیف نے مسلمانوں پر شدید تیر اندازی کی۔ وہ تیر بکھر کر کثرت سے ایسے آئے جیسے ٹڈی کی جماعت ہوتی ہے ـــــ مسلمانوں میں بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ ان میں بارہ حضرات شہید ہو گئے۔ ان میں عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ اس دن عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیر لگا اور مندمل ہو گیا ـــــ لیکن کچھ مدت بعد وہ زخم کھل گیا۔ وہ اس زخم سے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آج کے دن جس جگہ طائف کی مسجد ہے' وہاں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چڑھ گئے ۳۰۷ ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی عورتوں میں سے حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔ ان دونوں بیویوں کے لیے آپ نے دو خیمے کھڑے کرائے۔ طائف کا جتنے دن محاصرہ رہا' آپ دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے ـــــ اہل طائف کا محاصرہ اٹھارہ دن تک رہا ـــــ اہل طائف پر منجنیق نصب کی گئی۔ یہ اسلام میں پہلی منجنیق ہے کہ اس سے اہل طائف پر پتھر برسائے گئے۔ ۳۰۸ ـــــ طفیل الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریہ ذوالکفین سے لوٹ آئے تھے تو منجنیق بھی اپنے ساتھ لائے۔ ۳۰۹ ـــــ بنی ثقیف نے مسلمانوں کو تیروں سے مارا۔ مسلمانوں میں سے بارہ حضرات شہید ہو گئے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ثقیف کے انگور اور خرما کے درختوں کے کاٹنے اور جلانے کے لیے حکم فرمایا ـــــ مسلمانوں نے وہ درخت بہت جلد کاٹ ڈالے۔ پھر بنی ثقیف نے آپ سے یہ استدعا کی کہ آپ للہ اور رحم سے ان درختوں کو چھوڑ دیجئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کے لیے اور رحم سے ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منادی کرنے والے نے پکارا:

''جو کوئی بندہ قلعہ سے اترا اور ہماری طرف آیا' وہ آزاد ہے۔''

دمیاطی نے کہا ہے کہ اہل طائف سے انیس افراد نکلے جن میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ـــــ مغلطائی کے نزدیک یہ ہے کہ تیئیس (۲۳) نفوس تھے۔

اہل طائف میں سے جو لوگ قلعہ سے اتر کے آئے تھے' رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور مسلمانوں میں سے ہر ایک کو اہل طائف کا ایک ایک آدمی حوالے کر دیا کہ ان کی کفالت وہ مسلمان کرے ـــــ ان غلاموں کا

---

۳۰۷ یہ وہ مسجد ہے جسے عمرو بن امیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے بنی ثقیف کے اسلام لانے کے بعد بنایا ہے۔

۳۰۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ابلیس نے منجنیق بنائی تھی ـــــ اور جاہلیت کے دور میں جذیمۃ الابرش نے منجنیق قائم کی تھی۔

۳۰۹ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل عجم کا احوال جنگ بیان کیا اور منجنیق کی کیفیت ظاہر کی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو منجنیق تیار کرنے کے لیے حکم دیا تھا۔

Marfat.com

قلعہ سے اتر کر آنا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انہیں آزاد کر دینا اہل طائف پر نہایت درجہ شاق ہوا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے لشکر کو کوچ کے لیے آواز دے دی۔ اس کوچ سے اہل لشکر نے ناخوشی کا اظہار کیا اور کہا:

''ہم ایسے حال میں کوچ کرتے ہیں کہ طائف ہم نے فتح نہیں کیا۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر والوں سے فرمایا:

''کل صبح کو جنگ کرو۔''

دوسرے دن مسلمانوں نے جنگ کی۔ بہت سے زخمی ہوئے' انہوں نے اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

''انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہاں سے پلٹ کے جانے والے ہیں۔''

یہ سن کر مسلمان خوش ہوگئے اور پلٹ جانے کا یقین کیا اور کوچ کرنے لگے۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی یہ حالت دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

امام نووی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان مسلمانوں پر شفقت فرمائی اور طائف سے کوچ کرنے کے لیے ان پر رحمت فرمائی۔۔۔۔ اس لیے کہ طائف کی فتح دشوار تھی اور طائف کے کفار نہایت شدید تھے' انہیں اپنے قلعہ میں قوت حاصل تھی۔۔۔۔ باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے وحی سے علم ہوگیا تھا' یا آپ کو امید تھی کہ طائف اس کے بعد بے مشقت فتح ہو جائے گا۔۔۔۔ جبکہ صحابہ کرام نے طائف میں قیام اور کفار سے جہاد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ ٹھہر گئے۔ اور جب جنگ کی کوشش کی تو صحابہ زخمی ہوگئے۔۔۔۔ تو جس مہربانی کا ارادہ آپ کا صحابہ کے لیے تھا آپ نے اس کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ صحابہ کو اس سے فرحت ہوئی۔۔۔۔ اس وجہ سے کہ صحابہ نے ظاہر مشقت دیکھی اور کوچ پر آمادگی ظاہر کی۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کی رائے میں تبدیلی پر تعجب ہوا اور اس تبدیلی پر آپ مسکرا دیئے کہ صحابہ کرام پہلے جنگ پر متفق تھے' جب زیادہ زخمی ہوگئے۔۔۔۔ تو آپ نے ان کی خواہش پر روانگی کے لیے اجازت دی تو وہ اپنی رائے بدل کر کوچ پر آمادہ ہوگئے۔۔۔۔

یوم طائف میں ابوسفیان صخر بن حرب کی آنکھ پھوٹ گئی۔۔۔۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کی حالت پر فرمایا (جبکہ ابوسفیان کی آنکھ ان کے ہاتھ میں تھی)

''تمہیں کون سی بات زیادہ دوست ہے۔۔۔۔ ایک یہ کہ جنت میں تمہیں چشم بصیرت دی جائے۔۔۔۔ یا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ دنیا میں تمہاری آنکھ تم کو لوٹا دے۔''

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

Marfat.com

''مجھے یہ بات زیادہ دوست ہے کہ مجھے جنت میں آنکھ دی جائے۔''

یہ کہہ کر آنکھ پھینک دی ـــــ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یرموک میں حاضر ہوئے اس دن ان کی دوسری آنکھ بھی نکل پڑی ـــــ حافظ زین الدین عراقی نے اسے ''شرح تقریب'' میں بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

''یہ کہو لا الہ الا اللہ وحدہ' صدق وعدہ و نصرعبدہ وھزم الاخراب وعدہ۔''

صحابہ کرام نے جب کوچ کیا تو آپ نے ان سے فرمایا:

''یہ کہو آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کو غور سے دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس وقت جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو صحابہ کو جمع کرتے' گھوڑے لیتے' ہتھیار اور جہاد میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کے لیے جہاد کے لیے کس طرح توجہ اور پرواہ کرتے تھے ـــــ پھر جس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر یا جہاد سے واپس تشریف لاتے تو ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو پاک کر لیتے اور اپنے تمام امور اللہ کی طرف پھیر دیتے اور پھر اس طور یہ فرماتے:

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ و نصرعبدہ وھزم الاخراب وعدہ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد عالی وھزم الاخراب وعدہ میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ نے جنگ کے تمام اسباب جنہیں آپ جمع کرتے تھے یعنی صحابہ کرام کو فراہم کر کے کفار سے جنگ کرتے تھے' ان کی نفی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے ان امور کی جو نفی ہے' وہی حقیقت کا معنی ہے ـــــ اس لیے کہ انسان اور انسان کے افعال رب تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے مخلوق اور ان کے افعال پیدا کیے اور دنیا کے کاموں کا انجام دیکھا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور خلق میں سے جس کسی کو اس نے چاہا اسے برگزیدہ کیا' اس کے ہاتھ پر امور کو جاری کرایا ـــــ لہٰذا تمام امور اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام کی نسبت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اہل کفر کو جنگ کے بغیر فنا کر دے تو فنا کر دیتا جیسا کہ اس نے اس کی نسبت فرمایا ہے:

لویشاء اللہ انتصر منھم

یعنی اگر اللہ چاہے گا تو بغیر جنگ کے کفار سے انتقام لے گا اور انہیں جڑ سے اکھیڑ دے گا۔

ولکن لیبلو بعضکم ببعض

لیکن تمہیں جنگ کے لیے حکم کیا ہے تاکہ تمہارے بعض کی بعض سے آزمائش کرے۔

تم میں سے جو قتل ہو' وہ جنت میں جائے اور کفار سے جو قتل ہو وہ دوزخ میں جائے ـــــ لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے صابر بندوں کو بدلہ دیتا ہے اور اپنے شاکر بندوں کے لیے ثواب کو وسیع کرتا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

Marfat.com

ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ویتلو اخبارکم

یعنی ”ہم تمہاری آزمائش جہاد وغیرہ امور سے کریں گے تاکہ تم لوگوں میں سے جو مجاہد ہیں اور جہاد میں صابر ہیں‘ ان کو معلوم کریں اور دوران جہاد تم سے اگر کوئی کمی کوتاہی ہو تو اسے ظاہر کریں۔“

چنانچہ مکلف آدمی پر دونوں حالتوں میں امتثال امر ہے۔ یعنی

☆ اسباب کے لینے اور حاصل کرنے کا امتثال

☆ اپنے مولیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کے ساحت کرم میں اس کے پاس سکون پانا

جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اولاً ربوبیت کے ادب سے اسباب فراہم کرتے تھے اور اپنی امت کو ایسے اسباب فراہم کرنے کی راہ بتاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قدرت غامضہ سے جس کو اس نے آپ کے لیے ذخیرہ رکھا تھا جس چیز کو چاہتا آپ کے دست مبارک پر ظاہر فرماتا تھا۔۔۔۔ ابن الحاج علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”مدخل“ میں لکھا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ:

”آپ بنی ثقیف پر بددعا کیجئے۔“

آپ نے ان پر اس طور پر دعائے خیر فرمائی:

اللھم اھد ثقیفا وآت بھم

”اے اللہ! تو بنی ثقیف کو ہدایت کر اور تو انہیں لے آ۔“

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان قیدیوں اور مال غنیمت کے لیے حکم فرمایا تھا کہ وہ جمع کیے جائیں۔ یہ غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی تھی۔۔۔۔ وہ تمام قیدی اور مال غنیمت جعرانہ میں جمع کیے گئے تھے۔ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طائف سے واپسی تک جعرانہ میں تھا۔

قیدی عورتوں اور لڑکوں سے چھ ہزار تھے‘ اونٹ چوبیس ہزار اور بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انیس دن تک ہوازن کا انتظار کیا کہ وہ مسلمان ہو کر آپ کے پاس آ جائیں‘ مگر وہ نہیں آئے۔۔۔۔ پھر آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ مال غنیمت تقسیم کر دیا جائے۔۔۔۔ چنانچہ آپ نے تقسیم فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے کہ مردوں کو فی کس ایک سو اونٹ عطا فرماتے تھے‘ انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا:

یغفر اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعطی قریشا و تیرکنا و سیوفنا تقطر من دمائم

یعنی ”اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ قریش کو عطا کرتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں جبکہ ہماری تلواروں سے دشمنوں کا خون ٹپک رہا ہے۔“

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انصار کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی گئیں آپ نے انصار کے پاس کسی کو بھیجا‘ وہ آئے۔ آپ نے انہیں ایک چمڑے کے خیمہ میں اکٹھا کیا۔ پھر ان سے فرمایا:

Marfat.com

''کیا تم اس بات سے خوش نہ ہو گے کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کو اللہ کے رسول کو لے جاؤ ـــــ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے! البتہ جس شے کو لے کر تم اپنے گھروں کو پلٹ جاؤ' وہ اس شے سے بہتر ہے کہ جو لوگ لے کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔''

انصار نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم راضی ہو گئے۔''

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور بھی لوگ ساتھ تھے۔ آپ سمیت وہ تمام لوگ حنین سے لوٹ رہے تھے۔ اعرابی آپ سے لپٹ گئے یہاں تک کہ آپ کو سمرہ کے ایک درخت کی طرف جانا ضروری ہوا کہ خود کو ان سے بچائیں۔ آپ کی چادر مبارک اس درخت کے کانٹوں سے اٹک گئی یا اعرابی اس چادر کو اچک کر لے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں ٹھہر گئے اور لوگوں سے فرمایا:

''درخت سے چادر نکال کے مجھے دے دو'' ـــــ یا اعراب سے فرمایا:

''تم میری چادر دے دو اگر میرے پاس ان عضاہ کے درختوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو میں لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتا ـــــ تم مجھے ہرگز بخیل نہ پاتے' نہ جھوٹا اور نہ نامرد''

اس حدیث کو ابن جریر نے اپنی کتاب ''تہذیب'' میں روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے پچیس ذیقعد کو جعرانہ تشریف لائے ـــــ جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرمایا۔[۳۱۰] پھر آپ نے جعرانہ سے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔ پنج شنبہ کی رات کو جعرانہ تشریف لائے۔ وہاں تیرہ رات قیام فرمایا ـــــ جب آپ نے مدینہ منورہ کی طرف پلٹ جانے کا ارادہ فرمایا عمرہ کے لیے احرام باندھا اور مکہ میں رات کے وقت داخل ہوئے اور آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا' دوڑے اور سر منڈایا اسی رات جعرانہ کو پلٹ گئے۔ گویا آپ نے رات جعرانہ میں گزاری۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے دو ماہ سولہ دن باہر رہے۔

سریہ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یمن کے ناحیہ میں بنی صداء آباد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو سواروں پر امیر بنا کے بنی صداء کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ بنی صداء سے جنگ کریں ـــــ زیاد بن حارث بنی صداء سے حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے اس لشکر کے بارے میں پوچھا۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ لشکر تمہاری قوم کی طرف بھیجا گیا ہے ـــــ زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

---

۳۱۰ جعرانہ ایک گاؤں ہے۔ مکہ اور اس کے درمیان ایک منزل کی مسافت ہے جیسا کہ فاکہی نے کہا ہے ـــــ ابو الباجی نے کہا ہے کہ جعرانہ اور مکہ کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے ـــــ یہ گاؤں ایک عورت کے نام پر ہے جس کا نام جعرانہ تھا۔

Marfat.com

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنی قوم کا سفیر ہوں۔ آپ لشکر کو واپس بلا لیں۔ میں اپنی قوم کا خود ذمہ لیتا ہوں کہ ان کو مسلمان کر کے لاؤں گا۔''

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو مقام قناۃ سے واپس بلا لیا۔۔۔۔ صدائی پندرہ دن کے بعد آئے اور مسلمان ہو گئے۔

سریہ عینیہ بن الحصن انفراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عینیہ بن الحصین کو پچاس سواروں پر امیر بنا کر ماہ محرم سن ۹ ہجری میں سقیا کی طرف روانہ کیا گیا۔۔۔۔ مقام سقیا بنی تمیم کی سرزمین ہے۔۔۔۔ ان سواروں میں نہ کوئی مہاجر نہ کوئی انصاری۔

عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ رہتے۔۔۔۔ ان سواروں نے بنی تمیم کے لوگوں پر صحرا میں ہجوم کیا۔ وہ لوگ اپنے جانوروں کی جگہوں میں داخل ہو گئے۔ اور اپنے مویشی چرنے کے لیے چھوڑ دیئے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی جمعیت دیکھی تو وہ بھاگنے لگے۔ عینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان میں سے گیارہ مرد پکڑ لیے۔ ان کے ٹھہرنے کی جگہ میں گیارہ عورتیں اور تیس لڑکے پائے۔

بنی تمیم کے سرداروں میں سے دس آدمی آئے۔۔۔۔ شارح زرقانی نے کہا ہے کہ یہ دس آدمی ان آدمیوں میں سے نہیں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے۔۔۔۔ سفارت کے طور پر جو آدمی آئے تھے' ان میں سے:

☆ اقرع بن حابس ☆ قیس بن عاصم ☆ زبرقان ☆ عطار بن حاجب

تھے۔۔۔۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہوئے اور پکارا:

''اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہماری طرف گھر سے نکل آئیں۔''

آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ظہر کی اقامت کہی۔ وہ لوگ آنخضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لپٹ گئے۔ وہ اپنے بال بچوں کے فدیہ میں آپ سے بات کرتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ ٹھہر گئے پھر آپ تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔۔۔۔ ان لوگوں نے عطارد بن حاجب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کے لیے آگے بڑھایا۔ عطارد نے کلام کیا اور خطبہ پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ثابت بن قیس بن شماس نے ان کے خطبہ کا جواب دیا۔۔۔۔ ان لوگوں کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ان الذین ینا دونک من وراء الحجرات

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قیدی اور غلام انہیں لوٹا دیئے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی تمیم سے ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی۔ یہ ستر آدمی تھے۔۔۔۔ جبکہ دس کا ذکر کیا گیا ہے' انہی میں سے چار بارگاہ رسالت میں حاضر

Marfat.com

ہو کر دولت ایمان سے سرفراز ہو گئے اور آپ سے استدعا کی کہ آپ ان پر کسی کو امیر مقرر فرما دیں۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''قعقاع بن سعید بن زرارہ کو ان پر امیر مقرر فرما دیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''بلکہ اقرع بن حابس امیر مقرر کیے جائیں۔''

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

''تم نے میری مخالفت کی ہے۔''

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں نے تمہاری مخالفت نہیں کی۔''

حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے مجادلہ کیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں حضرات کی آوازیں بلند ہوئیں۔۔۔۔ اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنوا الاتقدموا بین یدالله و رسوله حتی القضت

یعنی ''تم کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم دینے سے پہلے حکم نہ دو۔''

اور جب یہ آیت لاترفعوا اصواتکم نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میں کلام نہ کروں گا مگر اس شخص کی طرح جو اپنے صاحب سے سرگوشی کرتا ہے۔''

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مثل صحابہ کرام میں سے عمر اور ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول الله

سریہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط:

بنی مصطلق جو قبیلہ خزاعہ سے ہیں' یہ لشکر بنی مصطلق سے صدقہ لینے کے لیے بھیجا گیا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنی مصطلق کے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔۔۔۔ بنی مصطلق مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے عبادت کے لیے مسجد بھی بنائی تھی۔۔۔۔

بنی مصطلق نے جب یہ سنا کہ ولید قریب آ پہنچے ہیں تو ان کے بیس آدمی اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ آ کر ملے۔ بنی مصطلق کو یہ فرحت ہوئی کہ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اونٹ اور بکریاں اللہ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لیے بطور زکوٰۃ لائے۔۔۔۔ شیطان لعین نے ولید کو بہکانا چاہا

Marfat.com

کہ بنی مصطلق قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں ـــــ حالانکہ وہ لوگ تجمل (شان وشوکت) کے طور پر ہتھیار اپنے ساتھ لائے تھے نہ کہ ولید کے قتل کے لیے ـــــ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کے خوف سے بنی مصطلق سے ملے بغیر ہی راستہ سے پلٹ آئے۔ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی کہ بنی مصطلق ان سے ہتھیاروں سے ملے تھے' اور زکوٰۃ اور ان کے درمیان حائل ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ بنی مصطلق کی طرف ان لوگوں کو بھیجیں جو ان سے جنگ کریں ـــــ آپ کے اس ارادہ کی خبر بنی مصطلق کو پہنچی ـــــ جو لوگ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کے لیے نکلے تھے' وہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقت حال سے آگاہ کیا ـــــ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباح.........

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی مصطلق کے سامنے قرآن پاک پڑھا۔ ان کے ساتھ عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ ان کے اموال سے صدقہ لیں' ان کو اسلام کے احکام شرعی سکھائیں اور انہیں قرآن شریف پڑھائیں۔

سریہ عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عوسجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی عمرو بن حارثہ کی طرف بھیجا ـــــ ابن عوسجہ ماہ صفر میں گئے ـــــ انہوں نے بنی عمرو کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسلام کے دامن میں آنے سے انکار کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک نامہ مبارک بھی تحریر فرمایا تھا۔ ان ظالموں نے اس کی بے ادبی کی' پانی سے دھو کر اسے ڈول کے پیندے پر لگا دیا ـــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو ان پر بددعا فرمائی کہ:

''ان کی عقل جاتی رہے۔''

آپ کی دعا کے باعث وہ لوگ آج تک اس حالت میں ہیں کہ ان کے جسموں میں کپکپی ہے' کلام میں عجلت ہے' ان کا کلام گڈمڈ سا ہے جو سمجھ میں نہیں آیا ـــــ واقدی نے کہا ہے کہ میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا ہے کہ اچھی طرح سے بات کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

بنی خثعم مقام تربہ سے قریب ہے جبکہ تربہ اعمال مکہ معظمہ سے دو دن کی راہ پر ہے ـــــ یہ سریہ ماہ صفر سن ۹ ہجری میں بنی خثعم کی طرف روانہ ہوا۔ قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیس آدمی تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ بنی خثعم کو ہر طرف سے بکھیر دیں ـــــ بنی خثعم نے شدید جنگ کی' دونوں فریقوں میں کثیر تعداد میں زخمی ہوئے ـــــ قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی خثعم کے کئی آدمی قتل کیے۔

قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی مال غنیمت میں اونٹ' بکریاں اور عورتیں مدینہ منورہ لے کر آئے ـــــ ان

Marfat.com

مجاہدین کے حصہ میں فی آدمی چار اونٹ آئے تھے ___ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار دیا گیا تھا ___ یہ حصے خمس کے بعد تقسیم ہوئے تھے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصہ کے بعد تقسیم ہوئی۔

سریہ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

بنی کلاب کی طرف یہ سریہ ماہ ربیع الاول سن ۹ ہجری میں قرطاس بھیجا گیا ___ ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ بنی کلاب نے اس نعمت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ___ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے اکثر بھاگ گئے ___ انہوں نے ان کے اموال غنیمت میں لے لیے۔

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مردوں پر امیر بنا کر بھیجا گیا۔ یہ سریہ حبشہ کی طرف ربیع الآخر سن ۹ ہجری میں گیا ___

اس لشکر کے بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ خبر ملی کہ حبشہ کے کچھ لوگوں کو جدہ والوں نے دیکھا ___ علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ دریا کے ایک جزیرہ میں پہنچے۔ علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دریا میں ان کی طرف بڑھے تو وہ لوگ بھاگ گئے ___ یعنی جنگ نہیں ہوئی۔

علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ پلٹے ___ لشکر کے بعض لوگوں نے اپنے گھر کی طرف جانے میں عجلت کی۔ جن لوگوں نے عجلت کی، علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کر دیا ___ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں مزاح تھا ___ وہ لوگ بعض راستہ میں ٹھہرے اور آگ جلائی کچھ پکانے کے لیے یا آگ تاپنے کے لیے ___ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

"میں تمہیں بطریق جد حکم دیتا ہوں کہ تم لوگ اس آگ میں کود پڑو۔"

بعض آدمیوں نے آگ میں کود پڑنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ نے کہا:

"تم اپنے آپ کو روکو، آگ میں نہ کودو، میں تم سے مزاح کرتا تھا۔"

صحابہ کرام نے اس واقعہ کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

"جو کوئی تمہیں معصیت کے لیے حکم دے تو تم اس کی اطاعت نہ کرو۔"

اس حدیث کو حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ___ بخاری نے اس حدیث پر ایک باب باندھا ہے۔ "باب سریہ عبداللہ ابن حذافۃ السہمی" ___ سہم، عبداللہ کے دادا کا نام ہے، اس لیے سہمی کہا گیا ہے ___ بخاری میں سریہ عبداللہ کے ساتھ سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی لکھا ہے ___ اور اسے سریہ انصاری کا نام دیا ہے ___ پھر حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سریہ بھیجا۔ اس پر انصار میں سے ایک آدمی کو عامل مقرر کیا ___ لشکر والوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اس انصاری کی اطاعت کرنا ___ وہ انصاری امیر ان لوگوں پر غضب ناک ہوئے اور ان سے کہا:

"کیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ تم میری اطاعت کرو۔"

Marfat.com

اہل لشکر نے کہا:

"بے شک حکم فرمایا تھا۔"

امیر لشکر نے حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو ـــــ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں ـــــ امیر نے کہا "آگ جلاؤ۔" ـــــ آگ جلائی گئی ـــــ امیر نے انہیں حکم دیا کہ تم لوگ آگ میں داخل ہو جاؤ ـــــ انہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا ـــــ ان میں سے بعض دوسروں کو روکنے لگے اور یہ کہنے لگے:

فررنا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم من النار

یعنی "ہم جہنم کی آگ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دوڑے ہیں' اس آگ میں کیونکر داخل ہوں۔"

وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آگ ٹھنڈی ہوگئی ـــــ امیر کا غضب ٹھہر گیا۔ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچی۔ آپ نے فرمایا:

"اگر وہ لوگ اس آگ میں داخل ہو جاتے' اس سے باہر نہ نکلتے' جل کر فنا ہو جاتے۔"

یعنی ان کو یہ گمان نفع نہ دیتا کہ ہم لوگ امیر کی اطاعت سے آگ میں داخل ہوئے اور یہ آگ ہمیں نقصان نہ دے گی ـــــ

سریہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سریہ بنی طے کے فلس نامی بت کو گرانے کے لیے بھیجا گیا۔ یہ سریہ ربیع الآخر سن ۹ ہجری میں گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ڈیڑھ سو انصاری ایک سو اونٹوں اور پچاس گھوڑوں پر روانہ کیے گئے ـــــ جبکہ ابن سعد نے مجاہدین کی تعداد دو سو بیان کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلس بت کو گرا دیا ـــــ غنیمت میں اونٹ' بکریاں اور غلام آئے ـــــ غلاموں میں سفانہ بنت حاتم طائی تھی۔ جو عدی بن حاتم کی بہن تھی ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سفانہ کو غلاموں میں سے آزاد فرما دیا ـــــ اس لیے عدی اسلام لے آئے تھے۔

سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حجاز میں ایک گاؤں جباب ہے۔ یہ بنی عذرہ اور بنی بلی کی سرزمین ہے ـــــ ایک دوسری روایت میں یہ بنی فزارہ اور بنی کلب کی زمین ہے ـــــ البتہ بنی عذرہ کی اس زمین میں شرکت ہے۔

یہ سریہ ربیع الآخر سن ۹ ہجری میں گیا ـــــ علماء نے اس سریہ کے اسباب نہیں بیان کیے نہ ہی لشکریوں کی تعداد نہ ہی واقعہ ذکر کیا ہے۔

شاعر مشرکین کعب بن زہیر ایمان لایا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک سے لوٹے تھے' کعب بن زہیر کا واقعہ اس

Marfat.com

درمیان ہوا ہے ــــــ ابن اسحاق اور عبدالملک بن ہشام اور ابوبکر محمد بن القاسم بن یسار بن الانباری نے اسے ذکر کیا ہے۔

کعب کے بھائی بجیر بن زہیر نے کعب سے کہا:

''تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ۔ یہاں تک کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤں اور آپ کا کلام سنوں ــــــ اور جو شے آپ کے پاس ہے' اسے پہچانوں۔''

کعب ٹھہر گیا اور بجیر چلا گیا ــــــ یہ اس وقت ہوا کہ مکہ فتح ہو گیا ہے' کعب اور بجیر دونوں اپنے مقام سے نکل کر ابرق الغراف تک آئے ہیں ــــــ بجیر نے وہاں پر کعب سے کہا:

''تو ٹھہرا رہ ــــــ میں آپ کے پاس جاتا ہوں۔''

بجیر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کا کلام سنا اور آپ پر ایمان لایا ــــــ بجیر نے کعب سے اس کا سبب یہ بیان کیا تھا کہ زہیر اہل کتاب کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اس نے اہل کتاب سے سنا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا وقت آ گیا ہے ــــــ زہیر نے اپنے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی دراز ہوئی ہے۔ اس نے اس رسی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ہے تا کہ اسے لے لے لیکن وہ رسی اس کے ہاتھ میں نہیں آئی ــــــ

زہیر نے اپنی بیٹیوں کو اس کی خبر کی اور انہیں یہ وصیت کی کہ اگر تم اس نبی کو پاؤ تو میرا اسلام کہہ دینا۔

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طائف سے تشریف لائے۔ بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب کو یہ لکھا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جنہوں نے آپ کی ہجو کی تھی ــــــ قریش کے شاعروں میں جو لوگ مثلاً ابن الزبعری اور ہبیرہ ابن ابی وہب باقی رہ گئے تھے' وہ ہر طرف بھاگ گئے ــــــ اگر تجھے تیرے دل میں کوئی حاجت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اڑ کر آ جا ــــــ اس لیے کہ جو کوئی آپ کے پاس ایسی حالت میں آتا ہے کہ اپنے کیے سے توبہ کر لیتا ہے تو آپ اسے قتل نہیں کرتے ــــــ اور اگر تو توبہ کی حالت میں نہیں آتا ہے تو کوئی ایسی جگہ اختیار کر لے جو تجھے نجات دے۔''

کعب نے پہلے یہ اشعار کہے تھے:

الا بلغا عنی بجیرا رسالة	فهل لك فيما قلت ويحك هل لكا
فبين لنا ان كنت لست بفاعل	على اى شئى غير ذالك دلكا
على خلق لم تلف اما ولا ابا	عليه ولا تلقى عليه اخالكا
فان انت لم تفعل فلست ياسف	ولا قايل اما عشرت لعالكا
سقاك بها المامون كا ساروية	فانهلك المامون منها وعلكا

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کعب نے یہ اشعار اپنے بھائی بجیر کو بھیجے۔ یہ اشعار جب بجیر کو ملے تو اس نے اس بات کو

Marfat.com

نامناسب سمجھا کہ یہ اشعار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے چھپائے جائیں ــــ بجیر نے یہ اشعار آپ کو سنائے۔ آپ نے فرمایا:

''سقاك بها المامون ــــ کعب نے جو کہا ہے سچ کہا ہے اور کعب اپنے اقوال میں کاذب (جھوٹا) ہے اور میں مامون ہوں۔''

اور جبکہ آپ نے یہ سنا:

علی خلق لم تلف اما ولا ابا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''بے شک بجیر نے اپنی ماں اور باپ کو اس دین پر نہیں پایا کہ وہ دونوں اس سے پہلے ہلاک ہوگئے'' ــــ

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو کوئی کعب بن زہیر کو دیکھے وہ کعب کو قتل کر ڈالے۔''

کعب کے بھائی بجیر نے کعب کو یہ اشعار لکھ بھیجے:

من مبلغ کعبا فهل لك فی التی　　تلوم علیها باطلا وهی احزم

''کون شخص کعب کو یہ خبر پہنچانے والا ہے ــــ کیا تجھ کو مطیع ہونے اور اس خصلت میں داخل ہونے کی آرزو ہے جس پر تو اپنے بھائی کو ملامت کرتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ آرزو زیادہ پرمسرت ہے یعنی زیادہ صواب والی ہے۔''

الی الله لا العزیٰ ولا اللات وحده　　فتنجو اذا کان النجا و تسلم

''اے کعب! تو اللہ واحد کی طرف رجوع کر اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا ــــ نہ عزیٰ کی طرف رجوع کر نہ لات کی طرف ــــ چنانچہ تو نجات پائے گا۔ جس وقت اہل نجات کو نجات اکبر ہوگی اور تو آتش دوزخ سے محفوظ رہے گا اور بڑی دہشت کے ڈر خوف سے بچے گا۔''

لدی یوم لاینجو ولیس بمفلت　　من الناس الا طاهر القلب مسلم

''اور وہ نجات اس دن کے نزدیک ہے جس میں کوئی شخص نجات نہ پائے گا اور کوئی رہائی پانے والا نہیں ہے مگر وہ شخص جس کا دل پاک ہے، یعنی وہ شخص حق کا مطیع ہے اور شک اور شرک سے پاک ہے۔''

فدین زهیر و هولا شی دینه　　ودین ابی سلمی علی محرم

''زہیر کا جو دین ہے' وہ کچھ نہیں ہے۔ ابی سلمیٰ کا دین مجھ پر حرام ہے۔ میں اس کا اتباع نہیں کر سکتا۔''

کعب کو جب زہیر کا یہ خط پہنچا اس پر زمین تنگ ہوگئی اور اسے اپنی جان پر خوف ہوا ــــ اس کے قبیلہ کے لوگوں نے اسے اس کے دشمن سے خوف دلایا اور انہوں نے کہا کہ کعب مقتول ہے ــــ

کعب نے کسی شے سے کوئی چارہ نہیں دیکھا کہ اسلام قبول کر لے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں

Marfat.com

حاضر ہو جائے ـــــ کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتا ہے اور اپنا خوف اور غماز تمام لوگ اسے اس کے دشمن سے جو ڈراتے تھے' ان واقعات کو قصیدہ میں ذکر کرتا ہے ـــــ پھر کعب اپنے ٹھکانے سے نکلا اور مدینہ منورہ آیا۔ ایک شخص جو بنی جہینہ سے تھا' کعب اور اس کے درمیان علیک سلیک تھی' اس کے پاس ٹھہرا ـــــ وہ شخص کعب کو دوسرے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گیا ـــــ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے' اس شخص نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ کعب سے کہا ـــــ ''یہ رسول اللہ ہیں'' ـــــ اور آپ کی طرف اشارہ کیا اور کعب سے کہا کہ:

''اٹھ کر آپ کے پاس جا اور امان کی استدعا کر۔''

کعب کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے پاس آ کر بیٹھا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعب کو نہیں پہچانتے تھے۔ کعب نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! کعب بن زہیر آپ کے پاس تائب ہو کر آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے ـــــ وہ آپ سے امان چاہتا ہے اگر میں اسے آپ کے پاس لے آؤں تو کیا آپ اس کا عذر قبول فرمائیں گے؟''

آپ نے فرمایا: ـــــ ''بے شک!''

کعب نے اس وقت عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں کعب ابن زہیر ہوں۔''

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے حضرت عاصم ابن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث لکھی ہے کہ ایک انصاری مسلمان کعب کی طرف تیزی سے بڑھا اور کہنے لگا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اور اس دشمن خدا کو چھوڑ دیجئے' میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری سے فرمایا:

''تم اسے چھوڑ دو' یہ ہمارے پاس ایسے حال میں آیا ہے کہ اپنے کیے سے تائب ہے اور یہ اسلام کی طرف مشتاق ہو کر آیا ہے۔'' ـــــ یا یہ معنی ہے کہ ''وہ شرک کو ترک کر کے آیا ہے۔''

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کعب نے انصاری کے قبیلہ پر غضب اس وجہ سے کیا کہ انصار کے اس شخص نے کعب کے قتل کا ارادہ کیا اور مہاجرین میں سے کسی شخص نے کعب کے بارے میں کلام نہیں کیا مگر خیر کے ساتھ ـــــ پھر کعب نے لامیہ قصیدہ کہا جس کا آغاز اس طرح سے ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم صتول ۔۔۔ متیم اثر ھا لم یفد مکبول
انبئت ان رسول اللہ او عدنی ۔۔۔ والعفو عند رسول اللہ ماُمول
مھلا ھداك الذی اعطاك فاقلہ ۔۔۔ القران فیہ مواعیظ وتفصیل
لا تاخذنی با قوال الوشاۃ ولم ۔۔۔ اذنب ولو کثرت فی الا قاویل

Marfat.com

ان الرسول لنور یستضاء بہ　　مهند من سیوف الله مسلول
فی عصبة من قریش قال قایلهم　　ببطن مكة لما اسلموا ازول
یمشون مشی الجمال الزهر یعصمهم　　ضرب اذ عرد السود التنابیل

ابوبکر الانباری کی روایت میں ہے کہ جب کعب اس شعر پر پہنچا:

ان الرسول لنور یستضاء بہ　　مهند من سیوف الله مسلول

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر جو چادر تھی، آپ نے کعب کی طرف پھینک دی۔۔۔۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چادر مبارک کے معاملہ میں دس ہزار درہم خرچ کیے۔ کعب نے کہا:

"یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ میں یہ دے کر کسی کو اپنی جان پر فضیلت دینے والا ہوں۔"

کعب نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ چادر نہیں دی۔۔۔۔ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال کیا تو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارثوں کو بیس ہزار درہم بھیجے اور وہ چادر مبارک لے لی۔۔۔۔ ابوبکر الانباری نے کہا ہے کہ وہ چادر مبارک آج کے دن تک سلاطین کے پاس ہے۔۔۔۔ محمد بن بلال علیہ الرحمہ نے وہ چادر مبارک ہشام بن عبدالملک کو اوڑھے ہوئے دیکھا۔۔۔۔ شامی نے کہا ہے کہ آج کے دن اس چادر کا وجود نہیں ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاتار کی لڑائی میں کہیں کھو گئی۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب کعب نے یہ کہا:

اذاعرد السود التنابیل۔۔۔۔ کامل شعر یہ ہے:

یمشون مشی الجمال الزهر یعصمهم　　ضرب اذا عرد السود التنابیل

"قریش کے بہادروں کو سفید اونٹوں سے اس لیے تشبیہ دی ہے کہ دراز قد اور عظیم الخلقت اور گورے تھے۔۔۔۔ عرد فعل ماضی تعرید سے ہے۔ اس کا معنی بھاگنا ہے۔۔۔۔ سود، سوڈانی لوگ تنابیل، تنبال کی جمع ہے، قصیر کو کہتے ہیں۔۔۔۔ یعنی مہاجرین قریش ان سفید اونٹوں کی طرح دشمن کے مقابلہ میں وقار سے چلتے ہیں جو سفید رنگ قوی اونٹ ہیں اور ان کو ان کے دشمنوں سے ان کی تلواریں بچاتی ہیں جس وقت چھوٹے قد والے سوڈانی اس معرکہ سے بھاگتے ہیں۔ انصار میں سوڈانیوں کا خلط ہوگیا تھا۔۔۔۔ کعب نے انہیں اس لیے اس لفظ سے یاد کیا ہے کہ ایک انصاری جوان نے کعب کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔۔۔۔ سود التنابیل سے مراد انصار ہیں۔۔۔۔ وجہ وہی ہے کہ انصاری جوان نے کعب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں قتل کا ارادہ کیا تھا۔۔۔۔ اور کعب نے مہاجرین کو مدح کے ساتھ خاص کیا۔۔۔۔ اس وجہ سے انصار کعب پر غضب ناک ہوئے۔ اس کے بعد کہ کعب مسلمان ہوگیا پھر کعب نے انصار کی مدح کی اور وہ قصیدہ کہا جس میں کعب کہتا ہے:

من سره کرم الحیاة فلا یزل　　فی مقنب من صالح الانصار

Marfat.com

''جس شخص کو کرم حیات پسندیدہ معلوم ہو' اسے چاہیے کہ وہ ہمیشہ ان سواروں میں رہے جو صالحین انصار سے ہیں۔''
مقنب گھوڑوں اور سواروں کی اس جماعت کو کہتے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے کم ہو۔ قاموس میں ہے کہ تیس سے چالیس گھوڑوں کو کہتے ہیں اور بعض نے تین سو کی جماعت کو کہا ہے۔

ورثو المکارم کابر اعن کابر ان الخیارھم بنو الاخیار

''وہ انصار ایسے صالح ہیں کہ باپ دادا سے مکارم اخلاق وراثت میں پائے ہیں۔ خیار ہی اخیار کی اولاد ہیں۔''

المکرھین السمھری بادرع کسو الف الھندی غیر قصار

''وہ کیسے ہیں کہ نیزوں کو اپنی زرہوں سے کراہت دلاتے ہیں یعنی انہیں پھیر دیتے ہیں' زرہوں پر نیزوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور وہ نیزے ایسے ہیں جیسے ہند کی تلواریں کامل اور دراز ہوتی ہیں اور ان میں کوتاہی نہیں ہوتی ہے۔''
ایک روایت میں مکرھین کی جگہ مکرمین آیا ہے جو اکرام سے ہے یعنی وہ انصار ایسی زرہیں پہنتے ہیں جن سے ان کے نیزوں کو اکرام ہوتا ہے یعنی ان کی زرہیں ان کے نیزوں کی عزت ہیں۔ سمھری نیزہ بنانے والے کا نام ہے' اس لیے اس کی طرف نیزہ کی نسبت کی گئی ہے۔ ادرع 'درع کی جمع ہے یعنی زرہ سوالف یعنی تلوار اور نیزہ۔

والناظرین باعین محمرۃ کالجمر غیر کلیلۃ الابصار

''وہ انصار ایسے شجاع (بہادر) ہیں کہ غضب کی حالت میں جب دشمن کو دیکھتے ہیں' ان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں جیسے آتش پارہ ہوتا ہے اور ان کی بینائیوں میں کسی قسم سے نقصان نہیں ہے جیسے آنکھ آ جانے سے سرخ ہو جاتی ہیں اور بینائی میں نقصان آ جاتا ہے۔ انصار کی آنکھیں صحیح و سالم ہیں۔ دشمن پر غضب ناک ہونے کی حالت میں آتش پارہ کی طرح سرخ ہو جاتی ہیں۔ یہ کمال شجاعت کی صفت ہے۔

والبایعین نفوسھم لنبیتھم للموت یوم تعانق و کرار

''اور وہ انصار اپنی جانوں کو موت کے لیے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بیچ کرتے ہیں جبکہ جنگ میں دشمن سے اس طور سے مقابلہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے گلے میں اور یہ ان کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کو چمٹ کر لڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔''

یتطھرون یرونہ نسکالھم بدماء من علقوا من الکفار

''وہ انصار کفار میں سے جس شخص کو چمٹ جاتے ہیں' اس کے خون سے اپنے جسموں کی طہارت کرتے ہیں اور وہ اسے عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔''
خلاصہ یہ ہے کہ دشمنوں کے خون سے وہ اپنے جسموں کی پاکی چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ جیسے پانی سے جسم کا میل پاک ہوتا ہے' انصار کے اعتقاد میں دشمنوں کا خون گناہوں کو جسموں سے پاک کرتا ہے۔ یرون بمعنی یعتقدون نسک بمعنی عبادت۔

Marfat.com

قوم اذ اخوت النحوم فانھم للطارقین النازلین مقار

''انصار ایسی قوم ہے کہ جس وقت پانی برسانے والے ستارے ساقط ہو جاتے ہیں اور پانی نہیں برستا اور قحط سالی ہو جاتی ہے تو یہ لوگ ان مسافروں کے لیے جو رات میں اترتے ہیں اور بھوکے ہوتے ہیں' مقاری ہیں ___ مقاری بڑا ظرف جس میں مہمانوں کے لیے کھانا رکھا جاتا ہے۔کعب' کعب کا باپ زہیر' کعب کا بھائی عقبہ اور عقبہ کا بیٹا عوام مخول شعراء سے تھے۔

غزوۂ تبوک / غزوۂ عسرت / غزوۂ فاضحہ:

تبوک ایک معروف جگہ ہے جو مدینہ سے دمشق جانے میں آدھی راہ ہے ___ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شام کی طرف تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان چودہ منزلیں ہیں ___ جبکہ تبوک اور دمشق کے درمیان گیارہ منزلیں ہیں۔

یہ غزوہ' غزوۂ عسرت بھی ہے اور غزوۂ فاضحہ کے نام سے معروف بھی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ میں منافقین کو نصیحت فرمائی تھی ___ یعنی منافقین کے کذب پر دلالت کرنے والی آیتیں نازل ہوئی ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وقالو الاتنصر وانی الحر

یہ غزوہ پنج شنبہ کے دن ماہ رجب سن ۹ ہجری میں ہوا ___ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس غزوہ کو حجۃ الوداع کے بعد ذکر کیا ہے ___ شاید بھولنے والے لوگوں کی یہ بھول ہو کہ اس غزوہ کے وقت شدید گرمی تھی اور قحط بھی کثیر تھا۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ میں توریہ نہیں فرمایا جیسا کہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ غزوات میں توریہ فرماتے تھے ___ ۳۱۱عبدالرزاق کی تفسیر میں معمر سے روایت ہے' معمر نے ابن عقیل سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام اونٹ بہت ہونے کے باوجود تھوڑے اونٹوں میں گئے ___ گرمی شدید تھی' یہاں تک کہ تشنگی کی نوبت پہنچی' صحابہ اونٹ کو ذبح کرتے اور اس کے اوجھ میں جو کچھ پانی ہوتا' اس کو پیتے تھے ___ پانی' اونٹوں اور نفقہ میں یہ عسرت تھی' اس لیے غزوہ کا نام غزوۂ عسرت رکھا گیا ___

اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان انباط کے ذریعے خبر پہنچی ۳۱۲ کہ رومی لوگ شام میں ہرقل کے پاس جمع ہوئے ہیں ___ اس خبر کے سننے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آدمیوں کو خروج کے لیے تحریک دی اور جس جگہ کا آپ ارادہ رکھتے تھے وہ جگہ ان کو معلوم کرا دی تاکہ ساز و سامان سفر اور جنگ کی تیاری کرلیں۔

عرب کے نصاریٰ نے ہرقل کو یہ لکھا تھا کہ وہ شخص جس نے خروج کیا ہے اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ (نعوذ باللہ) ہلاک ہو گیا ہے اور اہل عرب کو قحط سالی پہنچی ہے جس سے ان کے اموال ہلاک ہو گئے ___ ہرقل نے یہ خبر سن کر اپنے سرداروں میں سے ایک شخص کو بھیجا اور اس کے ساتھ چالیس ہزار لوگ بھیجے ___ یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی ___ اس

---

۳۱۱ توریہ ایسے لفظ کا ذکر جو دو معنوں میں احتمال رکھتا ہو۔ ایک معنی قریب ہو اور ایک معنی بعید ___ قریب معنی کا تو وہم کیا جائے اور قائل بعید معنی کا ارادہ رکھتا ہو ___ متکلم اپنے کلام میں صادق ہوتا ہے مگر خاصۂ سامع کی فہم سے خلل واقع ہوتا ہے ___ توریہ کی اصل من دری الانسان ہے۔ گویا انسان نے بیان کو اپنی پشت کے پیچھے ڈال دیا ہے۔

۳۱۲ نبط لوگ عبط بن ہانب بن امیم بن لاذین سام بن نوح کے ساتھ منسوب ہیں جو شام سے مدینہ منورہ میں زیتون کا تیل لاتے تھے۔

Marfat.com

وقت آدمیوں کو اونٹ اور نفقہ نہ ہونے کے باعث اس سرزمین میں جانے کی قدرت نہ تھی' جنگ کرنے میں ضعف تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قافلہ ملک شام کی طرف بھیج دیا تھا' اس وقت عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ دوسو اونٹ مع کجاؤں اور پالانوں کے اور سونے کے دوسو اوقیہ موجود ہیں۔''

راوی حدیث عمران نے کہا ہے کہ میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے:

''اس کے بعد عثمان جو عمل کریں گے' وہ ان کو نقصان نہ دے گا۔''

یعنی ان سے کوئی ایسا کام ظہور میں نہ آئے گا جو انہیں نقصان دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے گا۔

لشکرِ عسرت میں عثمان غنی کی سخاوت:

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹوں اور ستر گھوڑوں پر لشکرِ عسرت میں آدمیوں کو سوار کیا۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار دینار اپنی آستین میں لائے۔ جس وقت لشکرِ عسرت تیار کیا ان دیناروں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بکھیر دیا۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹا پلٹا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے ماضر عثمان ماعمل بعداليوم۔ حذیفہ علیہ الرحمہ کی حدیث ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو درہم حضور کی خدمت میں پیش کیے آپ انہیں الٹا پلٹا کر یہ دعا فرماتے تھے:

غفر الله لك ياعثمان ما اسررت وما اعلنت وماهو كاين الى يوم القيامة ما يبالى ماعمل بعدها۔

اس دعا کا خلاصہ یہ ہے جو کہ ایک عظیم بشارت کے طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گناہ کی مغفرت فرمائی ہے یعنی ان سے ان گناہوں کو چھپا دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دعا کی برکت سے ان گناہوں سے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نفقہ کرنے سے باز رکھا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب روانگی کے لیے تیاری کی تو بعض منافقین نے بعض سے کہا کہ حرارت کی شدت میں جہاد کے لیے نہ نکلو۔ چنانچہ یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

لا تنفروا فى الحر قل نار جهنم اشد حرالو كانوا يفقهون

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ اور عرب قبائل کے پاس آدمی بھیجے' آپ ان کا جمع ہونا چاہتے تھے۔ بکاکے لوگ آپ کے پاس جہاد کی نیت سے آئے' آپ سے سواری طلب کرتے تھے۔ وہ:

- ☆ سالم بن عمیر
- ☆ علیہ بن زید
- ☆ ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب المازنی
- ☆ عرباض بن ساریہ
- ☆ ہرم بن عبداللہ
- ☆ عمرو بن عنمہ
- ☆ عبداللہ بن مغفل
- ☆ عبداللہ بن عمرو المزنی
- ☆ عمرو بن الحمام
- ☆ معقل المزنی
- ☆ حرمی بن مازن
- ☆ نعمان

Marfat.com

☆ سوید ☆ معقل ☆ عقیل
☆ سنان ☆ عبدالرحمٰن ☆ ہند بن مقرن ۳۱۳ؔ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزنا ان لا یحدوا ما ینفقون

وہ لوگ ایسے حال میں پلٹ کے گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم سے آنسو بہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ اپنے پاس وہ شے نہیں پاتے ہیں جسے جہاد میں خرچ کریں ــــــ یہ مغلطائی نے کہا ہے کہ یہ لوگ ان اور لوگوں سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے سواریاں طلب نہیں کیں ــــــ بخاری شریف میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ میرے اصحاب نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس لیے بھیجا کہ میں ان کے لیے آپ سے سواری طلب کروں۔ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے اصحاب نے مجھے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں عطا فرمائیں۔''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''واللہ میں لوگوں کو کسی شے پر سوار نہ کروں گا۔''

مسلم شریف اور بخاری شریف میں ایک روایت میں یہ ہے کہ میرے پاس وہ شے نہیں ہے جس پر میں تم لوگوں کو سوار کروں ــــــ ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ میں اپنے اصحاب کی طرف جب پلٹا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سواریاں نہ دینے پر غمگین تھا اور خوف سے مجھے غم تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جان میں مجھ پر غضب کیا ہو ــــــ میں اپنے اصحاب کے پاس پہنچا تو انہیں اس بات کے بارے میں بتایا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہی تھی ــــــ مجھے آئے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ یکایک میں نے سنا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار رہے ہیں:

''عبداللہ بن قیس کہاں ہیں؟''

میں نے انہیں جواب دیا کہ ''حاضر ہوں''

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں بلاتے ہیں' تم حاضر ہو جاؤ۔''

جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا:

''یہ دو اونٹ جو ایک رسی سے بندھے ہیں ــــــ اور یہ دو اونٹنیاں رسی سے ایک جانب بندھی ہیں ــــــ اور دو ملا کر چھ اونٹ لے لو۔''

وہ اونٹ آپ نے سعد سے اسی وقت خرید کیے تھے۔ آپ نے فرمایا:

---

۳۱۳ ہند بن مقرن کا صحابہ میں ذکر نہیں ہے۔ البتہ عبداللہ بن مقرن کا ذکر ہے۔ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل روت سے جنگ کی ہے، عبداللہ بن مقرن میسرہ پر تھے اور ان کے بھائی نعمان میمنہ پر۔

Marfat.com

''انہیں اپنے اصحاب کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان اونٹوں پر سوار کراتا ہے''۔۔۔۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ:

''اللہ کا رسول تمہیں ان اونٹوں پر سوار کرتا ہے' تم لوگ ان پر سوار ہو جاؤ۔''

حضرت علیہ بن زید کا شوق جہاد:

حضرت علیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور رات میں انہوں نے نماز پڑھی اور رو رو کر یہ دعا مانگی:

اللھم انك قد امرت بالجهاد و رغبت فيه ثم لم تجعل عندى ما اتقوىٰ به مع رسولك ولم تجعل فى يد رسولك ما يحملنى عليه وانى اتصدق على كل مسلم بكل مظلمة اصابنى فيها مال اوجدا و عرض

''اے اللہ! تو نے جہاد کے لیے حکم دیا ہے اور جہاد کا شوق دلایا ہے پھر تو نے مجھے وہ شے نہیں دی جس سے میں قوت پاؤں اور تیرے رسول کے ساتھ جہاد میں رہوں۔۔۔۔ اور تو نے اپنے رسول کے ہاتھ میں وہ شے نہیں دی کہ تیرا رسول ہم مجاہدین کو سوار کرائے (یعنی سواری کے لیے اونٹ وغیرہ جانور نہیں دیئے ہیں)۔۔۔۔ میرا یہ حال ہے کہ میں ہر ایک مسلمان پر ہر ایک مظلمہ میں اپنا مال یا اپنا جسم یا اپنی آبرو تصدق کرتا ہوں جبکہ کوئی مسلمان مظلمہ میں میرے پاس آ جاتا ہے۔''

علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح جب بیدار ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آج کی رات میں جو متصدق تھا' وہ کہاں ہے؟''

یہ سن کر کوئی شخص نہیں کھڑا ہوا۔۔۔۔ پھر آپ نے دوسری بار تیسری بار یہی ارشاد فرمایا:

''آج کی رات میں جو متصدق تھا وہ کہاں ہے؟ اسے چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔''

علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے رات کے واقعہ کے بارے میں بتلایا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہیں بشارت ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم نے جو صدقہ دیا ہے' تمہارا وہ صدقہ زکوٰۃ متقبلہ میں لکھا گیا ہے۔''

جہاد سے گریزاں' عذر کرنے والے:

اعراب میں سے جو لوگ اپنی معذوری بیان کرنا چاہتے تھے اور حقیقت میں انہیں کوئی معذوری نہیں تھی بلکہ اپنے بچوں کا حیلہ کر کے عذر پیش کیا تھا۔ تاکہ آپ انہیں پیچھے رہ جانے کے لیے اجازت دے دیں۔۔۔۔ آپ نے ان کا عذر قبول نہیں فرمایا کہ عذر میں وہ جھوٹے تھے' البتہ پیچھے رہ جانے کے لیے اجازت دے دی۔۔۔۔ وہ عذر کرنے والے بنی غفار سے بیاسی حضرات تھے۔۔۔۔ اور منافقین سے دوسرے لوگ بغیر عذر خواہی کے بیٹھ رہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم پر جرات کی علت کو ظاہر کرنا چاہا' اللہ تعالیٰ کا وہ قول یہ ہے:

وقعد الذین کذبو اللہ و رسولہ

وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی۔ وہ منافقین سے تھے جو ایسے وقت میں بیٹھ رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جہاد کا ارادہ فرما رہے تھے اور انہوں نے کسی قسم کی عذر خواہی نہیں کی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ کیا۔

غزوۂ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ پر خلافت:

حافظ زین الدین العراقی نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں شرح التقریب سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کے مواقع میں کبھی تخلف نہیں کیا مگر تبوک میں۔ تبوک میں تخلف کی یہ وجہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مدینہ اور اپنے عیال پر خلیفہ کیا تھا اور اس دن ان سے فرمایا تھا:

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی

اس حدیث سے شیعہ لوگ خلافت علی کا استدلال کرتے ہیں مگر یہ خلافت آپ کے زمانہ حیات میں تھی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو زندگی میں اپنا خلیفہ کیا تھا۔ لانبی بعدی سے یہ ظاہر ہے کہ خلافت نبوت نہیں تھی ــــــ بعض نے کہا ہے کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی اور ان کے ایک سال یا پانچ مہینہ بعد حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی ــــــ حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت نبوت کی خلافت تھی جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت:

☆ مدینہ کی حفاظت

☆ اہل بیت کی خبر گیری اور

☆ احکام دین قائم رکھنے

کی غرض سے تھی ــــــ مدینہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہونے کا واقعہ صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ساع بن عرفط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پر خلیفہ مقرر کیا تھا ــــــ چند لوگ پیچھے رہ گئے ان کو آپ کی نبوت میں کسی قسم کا شک اور ارتیاب نہیں تھا۔ ان میں سے کعب بن مالک ــــــ مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ــــــ ان لوگوں کے حق میں یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا ہے:

وعلی ثلاثة الذین خلفوا

ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دو صحابی رہ گئے تھے ــــــ اس کے بعد یہ دونوں اصحاب آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راستہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ــــــ آپ نے جب ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو فرمایا:

"یہ اکیلے چلتے پھرتے رہیں گے اور قیامت میں اکیلے اٹھیں گے اور اکیلے مریں گے۔" ۳۱۴

Marfat.com

شہر ثمود میں احتیاط کا حکم:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مقام حجر میں پہنچے جو ثمود کا شہر ہے' آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا:
''اس شہر کا کچھ پانی نہ پیو اور تم لوگوں میں سے کوئی شخص ہرگز باہر نہ جائے مگر اس کے ساتھ اس کا ایک دوست رہے۔''
تمام مجاہدین نے ایسا ہی کیا مگر بنی ساعدہ کے دو آدمیوں نے اس کے خلاف کیا:
☆ ایک شخص اپنی حاجت کے لیے نکلا
☆ دوسرا اپنا اونٹ ڈھونڈنے کے۔لیے گیا
جو آدمی رفع حاجت کے لیے گیا تھا' رفع حاجت کرنے کی جگہ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا' وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا ___ اور جو شخص اپنا اونٹ ڈھونڈنے کے لیے گیا تھا اسے ہوا نے اٹھا کر بنی طے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا ___ ایک پہاڑ کا نام اجا اور دوسرے کا نام سلمیٰ ہے ___ اس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔ آپ نے سن کر فرمایا:
''میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کیا تھا۔''
پھر آپ نے اس شخص کے لیے دعا فرمائی جو رفع حاجت کی جگہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ آپ کی دعا سے اس نے شفا پائی۔ دوسرا شخص جسے ہوا نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا' اسے بنی طے نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت بھیج دیا جس وقت کہ آپ مدینہ کو تشریف لائے۔
صحیح مسلم میں ابوحمید کی حدیث سے ہے کہ ہم لوگ جب تبوک میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''آج کی رات پر شدید ہوا چلے گی۔ تم لوگوں میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو جس کسی کا اونٹ ہو وہ اسے مضبوط رسی سے باندھ دے۔''
رات میں تند ہوا چلی' ایک مرد کھڑا ہو گیا' ہوا نے اسے اٹھا لیا یہاں تک کہ بنی طے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا۔
زہری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام حجر میں گئے' آپ نے اپنا چہرہ مبارک پر لپیٹ لیا اور اپنی سواری کے اونٹ کو چلنے پر ابھارا پھر آپ نے فرمایا:
''ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا مگر اس خوف سے گریہ کی حالت میں جو عذاب اہل حجر پر نازل ہوا تھا' وہ تم پر نازل نہ ہو جائے۔''
یعنی ان کی تباہی اور عذاب الٰہی سے ان کے واقعات سے تم کو عبرت ہو۔ ایسے حال میں تم لوگ یہاں سے گزر جاؤ۔

---

۳۱۴ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا ___ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ربذہ میں بھیج دیا۔ ان کی بیوی اور ایک غلام ان کے ساتھ تھا ___ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا گیا۔ اس طرف سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزرا ہوا۔ دریافت فرمایا، یہ کس کا جنازہ ہے؟ ___ معلوم ہوا کہ ابوذر غفاری کا جنازہ ہے ___ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نماز جنازہ ادا کی اور انہیں دفن کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد عالی کی تصدیق کی:
''تنہا چلتے پھرتے رہیں گے اور تنہا مریں گے اور تنہا اٹھائے جائیں گے۔''

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی جب راستہ میں تھے کہ آپ کا اونٹ قصویٰ گم ہو گیا۔ زید بن صلت جو منافق تھا' کہنے لگا:

''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ زعم نہیں کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور تم لوگوں کو آسمان کی خبر سے آگاہ کرتے ہیں ـــــ اور وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ ان کا اونٹ کہاں ہے؟''

یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کہتا ہے ـــــ اور جو کچھ اس نے کہا تھا آپ نے اس کا ذکر کر کے فرمایا:

''واللہ میں نہیں جانتا ہوں مگر وہ چیز جس کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کے لیے میری رہبری فرمائی ہے۔ وہ اونٹ ایک صحرا میں ایسی ایسی گھاٹی میں ہے اس اونٹ کو ایک شجرہ نے اس کی مہار اٹک جانے سے روک رکھا ہے۔ تم لوگ جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔''

صحابہ کرام گئے اور اونٹ کو آپ کے پاس لے آئے ـــــ اس حدیث کو بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

کم پانی والے چشمہ میں کثرت و برکت:

مسلم بن معاذ بن جبل کی حدیث سے یہ ہے کہ صحابہ کرام تبوک کے چشمہ پر اترے اس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ کرام نے اس چشمہ سے چلوؤں میں تھوڑا تھوڑا پانی لیا یہاں تک کہ ایک مشکیزہ میں جمع ہو گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی سے اپنا ہاتھ منہ دھوئے' پھر اس پانی کو اسی چشمہ میں پلٹ دیا۔ چشمہ سے کثیر پانی جاری ہو گیا' لوگوں نے پانی پیا اور بھر لیا۔

مواضعات تبوک نے جزیہ دیا:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک پہنچ گئے تو آپ کے پاس صاحب ایلہ آیا اور اس نے آپ سے صلح کر لی اور اس نے آپ کو جزیہ دیا ـــــ اہل جربا اور اذرح آپ کے پاس آئے۔ یہ دونوں شہر ملک شام میں ہیں' ان میں تین میل کا فاصلہ ہے۔ ان لوگوں نے آپ کو جزیہ دیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

آپ کو یہ خبر ملی کہ ہرقل حمص میں ہے۔ اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی ـــــ

دومۃ الجندل کی فتح:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اکیدر بن عبدالملک نصرانی کی طرف بھیجا۔ اکیدر دومۃ الجندل میں عظیم بادشاہ تھا ـــــ حضرت خالد بن ولید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چار سو بیس سواروں میں گئے۔ یہ سریہ رجب میں گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم اکیدر کو رات میں گائے کا شکار کھیلتے ہوئے پاؤ گے۔''

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیدر بادشاہ تک پہنچ گئے۔ اس وقت اکیدر اپنے قلعہ سے چاندنی رات میں ایک گائے کی طرف

Marfat.com

گیا تھا۔ وہ اور اس کا بھائی حسان اس گائے کو ہانک رہے تھے ـــــ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں نے اکیدر پر حملہ کیا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قید کر لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا۔ ان دونوں کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھاگ گئے اور قلعہ میں داخل ہو گئے ـــــ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیدر کو قتل سے اس شرط پر امان دی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جائیں۔ اکیدر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دومۃ الجندل فتح کرا دے ـــــ اکیدر نے ایسا ہی کیا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکیدر نے دو ہزار اونٹ' چار سو گھوڑے' چار سو زرہوں اور چار سو نیزوں پر صلح کر لی کہ وہ انہیں دے۔

ہرقل روم کو دعوت اسلام:

اسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں ہرقل کو ایک خط لکھا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی ـــــ ہرقل اسلام کی دعوت قبول کرنے کے قریب ہوا مگر ملک اور قوم کے خوف سے دعوت اسلام قبول نہیں کی ـــــ اس نے اپنی قوم کو اطلاع دی' وہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اس نے ان سے معذرت کی کہ میں تمہاری مذہبی آزمائش کرتا تھا پھر دحیہ کی معرفت ایک خط آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں لکھا کہ میں اپنے امر میں مغلوب ہوں اور ہدیہ بھیجا ـــــ آپ نے ہرقل کی نسبت فرمایا:

''اللہ کا دشمن جھوٹا ہے۔''

اور اس کے ہدیہ کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا ـــــ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

سند امام احمد میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا کہ میں مسلمان ہوں ـــــ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہرقل نے جھوٹ کہا ہے' وہ اپنی نصرانیت پر ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے دشمن ہرقل نے جھوٹ کہا کہ میں مسلمان ہوں' وہ مسلمان نہیں ہے۔''

تبوک سے واپسی:

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پلٹ گئے۔ آپ تبوک میں انیس راتیں رہے۔ تبوک میں جنگ نہیں ہوئی ـــــ تبوک میں آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے ـــــ راستہ میں آپ نے سترہ یا بیس مسجدیں بنائیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقامی ذی اوان الحین میں ٹھہرے ـــــ ذی اوان اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک ساعت کی مسافت ہے۔

مسجد ضرار:

ذی اوان پر آپ کے پاس آسمان سے مسجد ضرار کی خبر آئی۔ یہ مسجد اہل قبا کی مسجد کے مضر تھی۔ آپ نے مالک بن الاخشم اور معن بن عدی العجلانی کو بلایا۔ اور ان سے فرمایا:

''تم دونوں اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے بنانے والے ظالم ہیں۔ تم دونوں اسے ڈھا دو اور جلا دو۔''

Marfat.com

وہ دونوں گئے۔ انہوں نے اسے جلا دیا اور ڈھا دیا ـــــ یہ اس کے بعد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں فرمایا:

والذین اتخذوا مسجد اضرارًا و کفرا

''ان لوگوں نے یہ مسجد کفار کے پناہ پکڑنے کے لیے بنائی تھی۔''

ابن عباس' قتادہ اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے مسجد قبا کو نقصان پہنچانے کی نیت سے مسجد بنائی تھی' وہ بارہ آدمی تھے ـــــ واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے منافقین کے گروہ میں کہا:

''ہم ایک مسجد بناتے ہیں۔ ہم اس میں دوپہر کو قیلولہ کریں گے۔ ہم لوگ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے حاضر نہ ہوں گے۔''

مفسرین نے کہا ہے کہ یہ مسجد ان لوگوں نے اپنی اغراض فاسدہ سے اس وقت بنائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے کہا:

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے ایک مسجد بنائی ہے کوئی بیمار ہوگا تو اس میں رہے گا یا جس رات پانی برستا ہوگا تو کوئی وہاں ٹھہرے گا۔ ہم لوگ اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ آپ اس مسجد میں نماز پڑھیں اور آپ ہمارے لیے دعائے برکت کریں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہم سفر میں ہیں جس وقت ہم سفر سے آئیں گے' انشاء اللہ اس مسجد میں نماز پڑھیں گے۔''

جب آپ غزوۂ تبوک سے پلٹے تو ان لوگوں نے مسجد میں آنے کے لیے آپ سے کہا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

مدینہ میں آمد:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ مدینہ سے باہر نکلے تاکہ آپ سے ملاقات کریں۔ عورتیں' لڑکے' لڑکیاں اور باندیاں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع

''ہم لوگوں پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حسن و جمال میں چودھویں رات کا چاند ہیں ـــــ اور وہ چاند ثنیات وداع سے نکلا ہے ـــــ ثنیات پشتہ یا ٹیلے کا راستہ' پہاڑ یا پہاڑی کا راستہ ـــــ ثنیات وداع مدینہ منورہ کے قریب وہ ٹیلے ہیں جہاں مسافروں کو رخصت کرتے ہیں یا مسافروں کا استقبال کرتے ہیں۔

وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع

''ہم لوگوں پر اس چاند کے انوار و برکات کا شکر واجب ہے۔ جب تک کوئی دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا۔''

جہاد سے محروم مریضوں کا حال:

بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک سے پلٹے اور مدینہ کے مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے یہ فرمایا:

Marfat.com

''مدینہ میں بہت سے لوگ ہیں کہ تم کسی راستہ میں نہیں گئے اور تم نے کسی صحرا کو عبور نہیں کیا ــــــ مگر وہ لوگ ارادہ اور نیت سے تمہارے ساتھ تھے۔ انہیں مرض نے روک رکھا تھا۔''

یہ حدیث اس حدیث کے معنی کی تائید کرتی ہے جو وارد ہوئی ہے:

نية المؤمن خير من عمله

مومن کی نیت اس کے عمل سے خیر ہے۔ ان لوگوں کی نیت ان کے اعمال سے ابلغ ہے۔ اس لیے کہ اس نیت نے ان لوگوں کو جو معذور تھے اور اس غزوہ میں نہیں گئے تھے' ان لوگوں کے مرتبہ کو پہنچا دیا جنہوں نے اپنے بدنوں سے عمل کیا تھا کہ کفار سے جہاد کیا تھا ــــــ

حال یہ تھا کہ وہ معذورین اپنے مکانوں میں اپنے بستروں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ اور بڑے درجوں کی طرف سبقت کرنا نیتوں اور ہمتوں سے ہے نہ کہ مجرد اعمال سے ــــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ سے نزدیک ہوئے تو یہ فرمایا:

هذه طابة و هذا احد جبل يحبنا و نحبه

''یہ طابہ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے۔ ہم کو یہ ہر ایک دوست رکھتا ہے ــــــ اور ہم طابہ اور احد پہاڑ کو دوست رکھتے ہیں۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت:

جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کی مدح کروں یا خود اسے پڑھوں۔''

آپ نے ان سے فرمایا:

''پڑھو لا يفضض الله فاك''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

من قبلها طبت فی الظلال وفی   مستودع حيث يخصف الورق

''زمین سے پہلے یا دنیا سے پہلے یا ولادت سے پہلے آپ طیب تھے۔ جنت کے سایوں میں آدم علیہ السلام کی پشت میں اور اس جگہ جنت میں طیب تھے جہاں آدم اور حوا رہتے تھے'' ــــــ

مستودع سے مراد صلب آدم علیہ السلام ہے یا رحم والدہ ماجدہ مراد ہے یہ درست نہیں ہے ــــــ اس لیے کہ بعد ہبوط آدم علیہ السلام آپ حضرت شیث علیہ السلام کے صلب میں آئے تھے ــــــ اس وقت طیب تھے کہ آدم اور حوا پتوں کو اپنے جسم پر چمٹاتے تھے۔ یعنی بہشتی لباس ان کے جسموں سے علیحدہ ہوگیا تھا اور گندم کا دانہ کھانے کی وجہ سے ان کی یہ حالت برہنگی کی ہوگئی تھی کہ آدم اور حوا علیہما السلام اپنے جسموں پر جنت کے درختوں کے پتے چمٹاتے تھے۔ آپ اس وقت طیب تھے اس پر دوسرا شعر دلیل ہے:

ثم هبطت البلاد لا بشر   انت ولا مضغة ولا علق

''پھر آپ شہروں میں یا زمین پر آدم علیہ السلام کی پشت میں اترے۔ اس وقت نہ آپ بشر تھے اور نہ مضغہ تھے اور نہ

Marfat.com

انسان کے خون کا جز۔ یا علق سے مراد علقہ ہے جیسے نطفہ کے حالات ہوتے ہیں کہ ایک حال سے دوسرے حال پر ہوتا جاتا ہے ___ کبھی علقہ اور کبھی مضغة آپ ان مراتب میں سے کسی مرتبہ میں نہیں تھے۔''

بل نطفة تركب السفين وقد   الجم لنسرا و اهله الغرق

''بلکہ اس وقت آپ نطفہ تھے کہ وہ نطفہ کشتی نوح علیہ السلام پر سوار تھا یعنی سام بن نوح علیہ السلام کی پشت میں تھا ___ وہ کشتی پر ایسے حال میں سوار تھے کہ نسر نامی بت اور اس کے اہل کفار' بت پرست کے وہاں تک پانی پہنچ گیا تھا ___ یا غرق ہونے نے نسر بت اور کفاریت پرست کو لگام دے دی تھی ___ یعنی ڈوبنے کے قبضہ میں ہوگئے تھے جیسے کہ گھوڑا لگام کے اختیار میں ہوتا ہے ___ نوح علیہ السلام کی قوم نے جن کو پوجا تھا' ان میں سے ایک کا نام نسر ہے۔

ابن جریر نے ذکر ہے کہ نسر' ود' یعوق اور یغوث' سواع بن شیث علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ جب سواع مر گیا تو اس کے دین کی وجہ سے اس کی صورت بنائی گئی اور اجابت دعا کے لیے وہ اس سے توسل چاہتے تھے ___ جب سواع کے فرزند مر گئے تو سواع کی مورت کی مثل ان سب کی مورتیں اس لیے بنائی گئیں تا کہ ان کے افعال حالحہ کو یاد کریں ___ وہ لوگ ہمیشہ اسی طور پر ان مورتوں سے تعلق رکھتے تھے ___ ان لوگوں کے بعد جو لوگ ہوئے انہوں نے کہا:

''ہمارے باپ دادا نے ان مورتوں کی تعظیم نہیں کی مگر اس لیے کہ یہ مورتی رزق دیتی ہیں اور نفع پہنچاتی ہیں اور نقصان دیتی ہیں۔''

اور ان لوگوں نے ان مورتوں کو اپنا معبود ٹھہرایا اور ان کی عبادت کی ___ بعض نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے پانچ شخصوں کے نام ہیں۔

تنقل من صالب الی رحم   اذا مضی عالم بدا طبق

''وہ نطفہ پشت سے رحم کی طرف منتقل ہوتا تھا جس وقت ایک عالم گزر جاتا اور دوسرا عالم ظاہر ہوتا تھا یا آپ کے ساتھ خطاب ہے کہ آپ اصل سے فروع کی طرف منتقل ہوتے تھے۔''

وردت نار الخليل مكتتما   فی صلبه انت كيف يحترق

''آپ اس آگ میں داخل ہوئے جو خلیل اللہ علیہ السلام کے لیے نمرود لعین نے جلائی تھی اور ان کی پشت میں آپ چھپے ہوئے تھے وہ کیونکر جل سکتے تھے کہ آپ ان کے محافظ تھے۔''

حتی احتوی بيتك المهيمن من   خندف علياء تحتها النطق

''مہیمن کا معنی ہر ایک نقصان سے محفوظ ___ خندف یعنی دوڑنا ___ خندف الیاس بن مضر کی بیوی کا نام ہے جو شرف نسب میں مشہور تھیں ___ یہ لفظ ضرب المثل کے طور پر مقام نسب عالی میں استعمال کیا جاتا ہے ___ نطق' جمع نطاق' کمر بند و منطقہ یعنی آپ کا وہ شرف جو آپ کے فضل پر شاہد ہے واعلیٰ مکان خندف کے نسب سے ہے اور کل خاندان آپ کے گھرانے کے تحت ہیں ___ اور تمام گھرانوں سے آپ کا گھرانا مرتفع اور توسط میں ہے۔ فطق سے مراد اس شعر میں نواح اور اوساط جبال ہے' ان کو اس منطقہ سے تشبیہ دی ہے جسے آدمی کمر سے باندھتا ہے' آدمی کے وسط جسم پر رہتا ہے۔

انت لما ولدت اشرقت الارض   و ضاء ت بنورك الافق

Marfat.com

''آپ جس وقت پیدا ہوئے زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق نورانی ہوگیا یعنی تمام دنیا آپ کے نور سے منور ہوگئی۔''

فحن الی ذلك الضیاء وفی النور   وسبل الرشاد نخترق

''ہم لوگ اب اس ضیا میں ہیں یعنی اس روشنی سے اس راہ کی ہدایت پاتے ہیں جس میں ابدی سعادت ہے اور نور و ہدایت کے راستہ میں چلتے ہیں۔

ہمراہ نہ جانے والوں کا عذر قبول فرمالیا:

وہ لوگ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ آپ کے پاس آئے اور آپ کے روبرو اپنے نہ جانے کے بارے میں حلف کیا۔ آپ نے ان کا عذر قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت چاہی ____ منافقین میں سے ننانوے سے، کم لوگ تھے' جو غزوۂ تبوک میں آپ کے ہمراہ نہیں گئے تھے ____ بیاسی اور مسلمان تھے جو نہیں گئے تھے۔ آپ نے ان سے پھر بیعت لی اور ان کا عذر قبول فرمایا ____ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعب اور ان کے ساتھیوں کے امر کو آخر میں رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ یوں قبول فرمائی:

لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعة العسرة بعد ما كاد تزیغ قلوب فریق منهم ثم تاب علیهم انه بهم رؤف و رحیم

اللہ تعالیٰ نے ان تین مردوں کی توبہ قبول فرمائی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے اور انہوں نے توبہ نہیں کی تھی یہاں تک کہ زمین اپنی ایسی وسعت سے جو ہے وہ ان پر تنگ ہوگئی تھی۔ وہ کوئی ایسی جگہ نہ پاتے تھے کہ اپنے دل کو بے چینی اور پچھتاوے سے تسلی دیں۔ ان کے دل گھٹن اور وحشت سے تنگ ہوگئے تھے کہ انہوں نے توبہ کرنے میں تاخیر کی تھی ____ اور انہوں نے یہ یقین کرلیا تھا کہ اللہ کے عذاب سے کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے مگر اس کی طرف توبہ و استغفار سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان تینوں آدمیوں کو توبہ کرنے کی توفیق دی تاکہ وہ توبہ کریں اور ثابت قدم رہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحیم ہے ____ وہ تین آدمی:

☆ کعب بن مالک   ☆ ھلال بن امیہ   ☆ مرارہ بن الربیع

تھے۔ ان کے علاوہ ابولبابہ بھی غزوۂ تبوک میں نہیں گئے تھے جن کا قصہ غزوۂ خیبر کے ذیل میں گزشتہ سطور میں بیان ہو چکا ہے ____ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے، ارشاد میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے بیان کیا تھا ____ اور اپنی اس غلطی کا احساس ہوتے ہی انہوں نے ازخود تجویز کردہ سزا میں خود کو ستون سے بندھوا لیا تھا ____ ابولبابہ نے سات دن تک اپنے آپ کو ستون سے بندھا رکھا ____ ان کے علاوہ ہمراہ نہ جانے والے سات حضرات اور تھے جنہوں نے خود کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا تھا ____ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت و آخرون اعترفوا بذنوبھم نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرما کر ان کے بندھن کھلوا دیے۔

Marfat.com

ایک اور معاملہ:

راویوں نے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تبوک سے تشریف لائے تو عویمر العجلانی نے اپنی عورت کو حاملہ پایا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مرد اور عورت دونوں کے درمیان لعان کا حکم دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر حج مقرر ہوئے:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب تبوک سے پلٹ کر آئے تو بقیہ رمضان المبارک' ماہ شوال اور ذیقعد میں ٹھہرے رہے۔۔۔۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاجیوں پر امیر مقرر کر کے بھیجا۔

تین سو صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدینہ سے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قربانی کے لیے بیس اونٹ ان کے ساتھ بھیجے تھے۔۔۔۔ بخاری اور مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حج میں جو حجتہ الوداع سے پہلے تھا' آپ نے امیر بنا کر بھیجا۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ کو چند آدمیوں میں یہ منادی کرنے کے لیے یہ یوم نحر میں بھیجا کہ:

''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔۔۔۔ اور کوئی آدمی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔'' ۳۱۵

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال میں آدمیوں کا عہد ایک طرف ڈال دیا۔۔۔۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم وجہہ الکریم کے ساتھ اونٹ پر سوار کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حکم کیا کہ سورۂ برأت کے ساتھ منادی کر دیں۔ انہوں نے اعلان کے ساتھ اہل منیٰ میں برأت کے ساتھ یہ منادی کر دی اور پکار کر کہہ دیا:

''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ رہ کر بیت اللہ کا طواف کرے۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سال عہد آدمیوں کی طرف ڈال دیا اور آئندہ سال جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجتہ الوداع کیا' کسی مشرک نے حج نہیں کیا۔۔۔۔ جس سال میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کا عہد ان کی طرف مطروح کیا' اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

یا ایها الذین امنوا ان المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا

''اے ایمان والو! مشرکین اپنے خبث باطن کی وجہ سے پلید ہیں' اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام اور کل حرم میں داخل نہ ہوں۔''

اس آیت کریمہ نے مشرک کی نجاست پر دلالت کی ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مفہوم نے حدیث صحیح میں دلالت کی ہے۔ المؤمن لاینجس یعنی مومن پلید نہیں ہوتا ہے لیکن مومن کے جسم پر نجاست ہوتی ہے۔ جمہور علماء کا اتفاق اس پر ہے کہ وہ بدن میں نجس نہیں ہے اور نہ ذات میں نجس ہے اور بعض علمائے ظاہر ان کے اجسام کی نجاست کی طرف گئے ہیں۔۔۔۔ ۳۱۶ علمائے ظاہری کا یہ قول ضعیف ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کی ذاتیں نجس ہوتیں جیسے کتا ہے یا خنزیر ہے کہ ذات کے اعتبار سے نجس ہے' مومنوں کو اسلام پاک و طاہر نہ کرتا۔ گویا شرک کے بعد جو مسلمان ہوئے یا ہوتے ہیں' ذات کی نجاست کی وجہ سے پاک نہ ہوتے۔۔۔۔ مسجد حرام میں مشرکوں کو داخل ہونے سے جو ممانعت کی گئی ہے' اس ممانعت میں

---

۳۱۵ دور جاہلیت میں رات کو برہنہ ہو کر طواف کرنا دنیوی علائق سے انقطاع خیال کرتے تھے۔ حقیقت میں یہ کمال بے ادبی تھی۔

۳۱۶ کہا ہے کہ پانی چھونے سے نجس ہو جاتا ہے اور ان سے مصافحہ سے آدمی نجس ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مسجد حرام کے علاوہ جو مسجدیں ہیں وہ بھی اس ممانعت میں برابر ہیں۔ مشرکین سے اجتناب کرنا اس وجہ سے مراد ہے کہ کفر کے سبب ان میں خبث ظاہر ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی رکھنے سے ان میں خبث باطن ہے۔

نسائی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ کے عمرہ سے پلٹ کر مدینہ کی طرف تشریف لائے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کے لیے امیر بنا کے بھیجا۔ ہم لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آئے یہاں تک کہ جس وقت ہم لوگ مقام عرج میں تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں کو صبح کی نماز کے لیے بلایا۔ جب آپ تکبیر کے لیے سیدھے کھڑے ہوئے تو اپنی پیٹھ کے پیچھے اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ تکبیر سے رک گئے اور کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ جدعا کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حج کے بارے میں کوئی امر ظاہر ہوا ہے۔۔۔ شاید وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں' ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں۔''

یکا یک دیکھا کہ ناقہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سوار ہیں۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا:

''کیا آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا قاصد ہیں؟۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بھیجا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''میں امیر نہیں قاصد ہوں۔۔۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ برأت کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اسے آدمیوں کے روبرو مواقف حج میں پڑھوں گا۔''

راوی نے کہا کہ ہم لوگ مکہ معظمہ میں آئے جبکہ ترویہ[۳۱] سے ایک دن پہلے تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آدمیوں میں خطبہ پڑھا اور آدمیوں سے حج کے مناسک بیان کیے جب آپ مناسک حج کے بیان سے فارغ ہوگئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے آدمیوں کے روبرو سورۂ برأت پڑھی یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔۔۔

پھر ہم لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وہاں سے نکلے۔ یہاں تک کہ جس وقت عرفہ کا دن تھا' ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور آدمیوں کو خطبہ سنایا اور انہیں حج کے مناسک تعلیم کیے یہاں تک کہ جس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ سے فارغ ہوگئے پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور آدمیوں کے روبرو سورۃ براۃ پڑھی یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔۔۔ پھر یوم النحر تھا۔ ہم عرفات سے منیٰ جانے اور قربانی کرنے اور حج کے مناسک بیان کیے جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر آدمیوں کے روبرو سورۂ براۃ پڑھی۔۔۔ جبکہ یوم النفر الاول تھا۔۔۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حاجیوں کو خطبہ سنایا اور ان سے یہ باتیں کیں کہ آدمی کیونکر جمع ہوں اور کس طرح رمی جمار کریں۔۔۔ آپ ان باتوں سے آدمیوں کو حج مناسک کی تعلیم کر رہے تھے اور ہر ایک کو سمجھا رہے تھے۔۔۔ جب

---

[۳۱] ترویہ، اونٹوں کو پانی پلانے کا دن۔۔۔ چونکہ کنوئیں وغیرہ نہیں تھے، اس لیے اس دن پانی پلاتے تھے۔

Marfat.com

آپ خطبہ اور مناسک حج کی تعلیم سے فارغ ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر آدمیوں کے روبرو سورۂ برأۃ پڑھی ـــــ اس بار آپ کو تین چار بار سورۂ برأۃ پڑھنا پڑی اس لیے کہ تمام آدمی ایک جگہ جمع نہیں ہوئے تھے ـــــ مختلف مقامات میں جو حاضر ہوئے ان کو سورۂ برأت سنائی۔

راس المنافقین ابی ابن سلول کی موت:

اس سال میں یہ واقعہ ہوا کہ عبداللہ بن ابی سلول مر گیا ـــــ خس کم جہاں پاک ـــــ اس کا بیٹا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس نے یہ سوال کیا:

''آپ اپنی قمیض مبارک اسے عطا فرمائیں تاکہ وہ اپنے باپ کو کفن دے سکے۔''

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی قمیض مبارک عنایت فرما دی ـــــ پھر اس نے یہ سوال کیا کہ:

''آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کھڑے ہو گئے' انہوں نے آپ کا کپڑا لیا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس پر ایسے حال میں نماز پڑھتے ہیں کہ آپ کے رب نے اس پر نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔'' (کہ وہ منافق تھا)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ **استغفرلھم اولا تستغفرلھم ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفراللہ لھم** ـــــ اور میں استغفار پر ستر بار اور زیادہ کروں گا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''وہ منافق تھا۔''

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی:

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم وابااللہ و رسولہ وما توا وھم فاسقون

اس حدیث کو شیخین اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

ازواجِ مطہرات سے ایک ماہ الگ رہنے کا حلف:

سن ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں قسم کھائی:

''میں اپنی بیویوں کے پاس ایک ماہ تک نہ جاؤں گا۔''

گھوڑے سے گرنے کے باعث آپ کے جسم مبارک کے دائیں طرف کی جلد چھل گئی تھی ـــــ شانہ مبارک تھا یا پنڈلی مبارک چھل گئی تھی ـــــ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں ایک بلند غرفہ میں بیٹھ گئے۔ آپ نے اسے کھجور کی شاخوں سے سایہ دار کیا تھا ـــــ آپ کے پاس صحابہ کرام عیادت کرنے کے لیے آئے ـــــ آپ نے بیٹھ کر انہیں نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرام نے قیام کی حالت میں نماز پڑھی۔ آپ نے جب سلام پھیرا تو صحابہ کرام سے فرمایا:

Marfat.com

''امام اس لیے ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جس وقت امام کھڑا رہ کر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو ـــــ اور اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی بیٹھ کر نماز پڑھو ـــــ جب تک امام اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھائے تم بھی اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھاؤ۔''

آپ چاند کی انتیس تاریخ کو اس غرفہ سے اتر آئے۔ صحابہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے قسم کھائی تھی۔ آپ انتیس دن میں اتر آئے۔''

آپ نے فرمایا:

''مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔''

حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یمن روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرمایا۔ یمن میں دو مخلاف ہیں دونوں صحابہ کو مختلف مخلاف میں بھیجا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں صحابہ کرام سے فرمایا:

''سہولت کرنا اور احکام وحقوق کی ادائیگی میں دشواری اور سختی نہ کرنا ـــــ اور انہیں بشارت دینا ـــــ اور اس طرح سے نہ ڈرانا کہ وہ وحشت کریں اور بھاگیں۔''

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو کہ اہل کتاب ہیں۔ جب تم ان کے پاس آؤ تو ان کتابیوں کو اس امر کی دعوت دو کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں ـــــ

☆ اگر وہ لوگ اس کلمہ کی شہادت سے تمہاری اطاعت کریں تو انہیں خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر ہر ایک دن اور ہر ایک رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں ـــــ

☆ اگر ادائے نماز پر تمہاری اطاعت کریں تو ان کو یہ خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر صدقہ فرض کیا ہے۔ تم میں سے جو غنی ہیں' ان سے لیا جائے گا اور تم میں جو لوگ فقیر ہیں وہ صدقہ ان کو دیا جائے گا ـــــ

☆ اگر وہ لوگ صدقہ دینے پر تمہاری اطاعت کریں تو ان کے نفیس اور قیمتی مال سے بچنا' ان کو نہ لینا ـــــ

☆ مظلوم شخص کی بددعا سے ڈرنا' اس لیے کہ اس کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب نہیں ہے۔''

معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن میں بلند جگہ جو عدن کی طرف ہے' بھیجے گئے تھے۔ ان کا عمل مقام جند میں تھا ـــــ یہ یمن کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور جند میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد مشہور ہے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرف بھیجے گئے تھے وہ یمن کی نشیبی سرزمین تھی ـــــ مخلاف اہل یمن کی لغت میں کورہ کو کہتے ہیں۔ کورہ بمعنی ناحیہ ـــــ اس کا اطلاق شہر' اقلیم اور روستا پر کیا جاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نجران روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حجۃ الوداع سے پہلے ماہ ربیع الاول

Marfat.com

سن ۱۰ ہجری میں بھیجا۔۔۔۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی عبدالمدان کی طرف گئے۔ جو نجران میں ایک قبیلہ ہے' وہ لوگ مسلمان ہوگئے۔۔۔۔ نجران یمن کا ایک گاؤں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یمن روانگی:

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماہ رمضان سن ۱۰ ہجری میں یمن کی طرف بھیجا۔ ان کے لیے ایک جھنڈا قائم کیا اور اپنے دست مبارک سے ان کو عمامہ باندھا۔۔۔۔ ابوداؤد' احمد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے ایسی قوم کے پاس بھیج رہے ہیں کہ جس میں اکثر مجھ سے زیادہ عمر کے لوگ ہیں اور میں نوعمر ہوں۔۔۔۔ میں فصل خصومت نہیں جانتا ہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور یہ دعا فرمائی:

اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ

''اے اللہ! نطق حق کے ساتھ علی کو ہمیشہ برقرار رکھ اور ان کے دل میں ہدایت پیدا کر۔''

اور آپ نے فرمایا:

''اے علی! جس وقت تمہارے پاس دو جھگڑا کرنے والے بیٹھیں' ان دونوں کے درمیان حکم نہ دینا جب تک کہ دوسرے کی گفتگو نہ سن لو۔''

حضرت علی تین سو سواروں میں گئے۔ انہوں نے اپنے صحابہ کرام کو اردگرد میں بھیج دیا۔ وہ اصحاب مال غنیمت' عورتیں' لڑکے' اونٹ اور بکریاں وغیرہ لوٹ کے آئے۔۔۔۔ پھر ان لوگوں کی ایک جماعت سے ملے' ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے انکار کر دیا اور تیر اندازی کی۔۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت ان لوگوں پر حملہ کیا۔ ان میں سے بیس مردوں کو قتل کیا۔۔۔۔ وہ بکھر گئے اور بھاگ گئے۔۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طلب سے باز رہے پھر انہیں اسلام کی طرف بلایا۔۔۔۔ ان لوگوں نے جلدی کی اور آپ کی دعوت قبول کر لی۔۔۔۔ ان کے رئیسوں میں سے چند لوگوں نے اسلام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے لوٹ آئے۔۔۔۔ اور مکہ میں آ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری حج (حجۃ الوداع):

اس حج کا نام حجۃ الاسلام اور حجۃ البلاغ ہے۔۔۔۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے کہ اس حج کو حجۃ الوداع کہا جائے۔۔۔۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ جب سے آپ نے اعلان نبوت فرمایا' تب سے وفات تک' آپ نے اس حج کے سوا کوئی حج نہیں کیا۔۔۔۔

حجۃ الوداع سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا تھا۔۔۔۔ آپ ہر سال قربانی

Marfat.com

کرتے تھے۔

☆ ایک مینڈھا اپنی اور اپنے اہل بیت کی طرف سے

☆ اور ایک مینڈھا اپنی امت کی طرف سے

اور جہاد کی جگہوں میں جب سے جنگ کے لیے اجازت دی گئی' آپ نے کفار سے جنگ کی اور لشکر روانہ کیے۔۔۔۔

ماہ ذیقعد سن ۱۰ ہجری میں آپ نے حج کو جانے کے لیے ارادہ فرمایا اور صحابہ کو جمع کیا۔۔۔۔ صحیح بخاری میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انیس غزوہ کیے اور ہجرت سے بعد ایک ہی حج کیا جو حجتہ الوداع ہے' اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا۔۔۔۔ ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ السبعی نے کہا ہے کہ آپ نے مکہ میں دوسرا حج کیا ہے۔ جب آپ مکہ میں مقیم تھے' یہ حج ہجرت سے پہلے ہے۔۔۔۔ یہ روایت بھی ہے کہ قیام مکہ کے دوران آپ نے دو حج کیے ہیں' یہ نبوت کے بعد ہوا ہے۔۔۔۔ نبوت سے پہلے کتنے حج کیے تھے' انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے رب العزت کے۔۔۔۔ صحیح روایتوں سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے بہت حج کیے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۲۵ ذیقعد سن ۱۰ ہجری کو بروز شنبہ مدینہ سے نکلے۔۔۔۔ آپ کی روانگی ظہر اور عصر کے درمیان ہوئی۔۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھی' چار رکعتیں ظہر کی پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں پڑھیں۔

اس حج میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے۔

سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ سریہ بلقا کے ناحیہ مقام شراۃ اہل ابلی کی طرف گیا۔۔۔۔ ماہ صفر کی چھبیس تاریخ تھی اور دوشنبہ کا دن تھا اور ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔۔۔۔ یہ سریہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری سریہ ہے۔ جسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ساز و سامان سے تیار کیا تھا۔۔۔۔ یہ سریہ اول امر ہے جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم کے غزوہ کے لیے روانہ کیا جس جگہ اسامہ کے والد زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔

چار شنبہ کا دن تھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بخار آ گیا اور دردسر شروع ہوا۔ جب آپ پنج شنبہ کی صبح کو اٹھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے جھنڈا قائم کیا۔۔۔۔ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا جھنڈا لیے ہوئے نکلے۔ انہوں نے وہ جھنڈا بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا اور مقام جرف میں لشکر جمع کیا۔۔۔۔

معززین مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر وہ تیزی سے نکلا جن میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔۔۔۔ قوم کے لوگوں نے گفتگو کی۔ عباس بن ابی ربیعتہ المخزومی نے سب سے پہلے یہ طعن کیا:

''یہ لڑکا مہاجرین پر عامل بنایا جاتا ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کرنے والوں کو منع کیا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے ـــــ آپ سن کر نہایت غضب ناک ہوئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر نکلے۔ اس وقت اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد صحابہ سے فرمایا:

''اے لوگو! میں نے اسامہ کو جو امیر بنایا ہے' تم بعض نے جو باتیں اس امیر بنانے کے بارے میں کی ہیں' وہ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں۔ وہ کیا باتیں ہیں ـــــ اگر تم نے یہ طعنہ کیا ہے کہ میں نے اسامہ کو امیر بنایا ہے تو اسامہ کے امیر بنانے سے پہلے میں نے اسامہ کے باپ زید کو امیر بنایا تھا' تم لوگوں نے طعنہ کیا تھا۔

اللہ کی قسم! اسامہ کے باپ زید امارت کے لیے ضرور اہل تھا اور ان کا بیٹا ان کے بعد امارت کے لیے ضرور اہل ہے ـــــ زید میرے نزدیک احب الناس تھے' ان کے بعد اسامہ مجھے احب الناس ہے۔ اسامہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ وہ تمہارے اچھے لوگوں سے ہے۔''

یہ خطبہ پڑھ کر آپ منبر سے اترے اور اپنے گھر میں داخل ہوگئے ـــــ یہ شنبہ کا دن تھا اور ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں' ہجرت کا گیارہواں سال تھا۔

وہ مسلمان جو اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جارہے تھے' آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت کرنے کے لیے آئے تھے اور لشکر میں جرف کی طرف جاتے تھے جبکہ یک شنبہ کا دن تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی ـــــ اسامہ اپنے لشکر سے آ کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ بے ہوش تھے ـــــ وہ وہ دن تھا کہ صحابہ نے اس گمان سے کہ آپ کو ذات الجنب کی تکلیف ہے' عود ہندی زیتون کے تیل میں پگھلا کر آپ کے دہن مبارک میں بے ہوشی کی حالت میں ڈالا ـــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف جھکے اور آپ کو بوسہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت ایسی تھی کہ بات نہیں کرتے تھے۔ آپ اپنے دست مبارک آسمان کی طرف اٹھاتے پھر ان کو اسامہ پر رکھ دیتے تھے ـــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

''آپ کے دست مبارک اٹھانے سے میں نے یہ پہچانا کہ آپ میرے لیے دعا فرماتے ہیں۔''

پھر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر میں پلٹ کر چلے گئے پھر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوشنبہ کے دن حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے کل کے دن روانہ ہو جاؤ۔''

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اور مجاہدوں کو کوچ کرنے کے لیے حکم دیا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پر ملال:

اس دوران کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہونے کا ارادہ کرتے تھے کہ یکا یک ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا بھیجا ہوا آدمی ان کے پاس آیا' وہ کہنے لگا:

''رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وفات پا رہے ہیں۔''

Marfat.com

یہ سن کر اسامہ' عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ـــــ آپ کے پہنچنے تک آپ وفات پا رہے تھے ـــــ جس وقت آفتاب مائل بہ زوال ہوا' آپ نے اس وقت وفات پائی۔ ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر گئی تھیں۔۳۱۸؎

جب مسلمان مکہ سے مدینہ کی طرف پلٹ کر آئے تو اہل مدینہ کی روایت سے تاریخ لکھی۔ چنانچہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعہ کو ہوئی ـــــ اور آخری ذی الحجہ یوم شنبہ' اول محرم یک شنبہ' آخر محرم دوشنبہ ـــــ اوّل صفر سہ شنبہ' آخر صفر چار شنبہ ـــــ اور اول ربیع پنج شنبہ ہو تو بارہویں تاریخ دوشنبہ کے دن ہوگی ـــــ

سلیمان التیمی علیہ الرحمہ نے قطعی طور پر کہا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض کی ابتدا شنبہ کے دن ہوئی ـــــ صفر کی بائیں تاریخ تھی اور آپ نے دوشنبہ کے دن وفات پائی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب وفات پائی تو حضرت اسامہ کے لشکر کے مسلمان مقام جرف سے مدینہ منورہ کی طرف آئے ـــــ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسامہ کے اس پرچم کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمایا تھا' مدینہ میں داخل ہوئے اور اس پرچم کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دروازے پر گاڑ دیا ـــــ

لشکر اسامہ کی روانگی:

مسلمانوں نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ پرچم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر لے جاؤ تاکہ وہ سیدھے چلے جائیں۔

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پرچم مسلمانوں کے لشکر کی اول جگہ پر لے گئے ـــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ ربیع الآخر سن ۱۱ ہجری میں اہل انباء کی طرف گئے۔ ان سے جنگ کی۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے ـــــ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ کا قاتل بھی اس جنگ میں کام آیا۔ مسلمانوں میں سے کوئی شہید نہیں ہوا ـــــ اہل انباء کے مکانات اور درخت جلا دیئے گئے۔ کئی مشرکین غلام بنائے گئے۔

جب اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ لوٹ کر آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اور اہل مدینہ کے ساتھ مسرت سے انہیں ملنے کو تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ زیادہ عالم ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام سریے' چھوٹے بڑے لشکر' آپ کے بھیجے ہوؤں کی تعداد ساٹھ ہے اور آپ کے مغازی ستائیس ہیں۔

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین تمت بالخیر جلد اوّل مواہب لدنیہ

۱۶ ربیع الثانی شریف ۱۴۲۲ھ بروز دوشنبہ صبح ساڑھے پانچ بجے بعد فجر ۹ جولائی ۲۰۰۱ء / ۲۵ ھاڑ ۲۰۵۸ب

o———o———o

---

۳۱۸ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض الموت، مرض کی شدت وکیفیات اور مرض الموت کے دوران آپ کی وصیت، اپنی امت کے لیے دعائیں، ان سب کا تفصیلی حال احقر کی مرتبہ کتاب ''خطبات الناصحین'' مطبوعہ ۲۰۰۱ء شبیر برادرز لاہور میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

جہانگیری
احادیث کی دوسری مستند ترین کتاب خوبصورت کتابت عمدہ طباعت
مفصل تخریج آسان و عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ جو اپنی مثال آپ ہے
متن و ترجمہ
صحیح مسلم شریف
3 جلدیں مکمل
امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری

جہانگیری
فیوضاتِ جہانگیری شرح صحیح بخاری
المعروف بہ
جمال السنۃ
تاریخ میں اپنی نوعیت کی پہلی واحد منفرد شرح
تقریباً 12 جلدیں مکمل

جہانگیری
الموطا
امام مالک
احادیث نبویہ آثار صحابہ اقوال تابعین اور آراء امام مالک
تالیف امام دار الھجرۃ
امام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک المدنی

جہانگیری
احادیث و آثار کا مستند اور قدیم مجموعہ
سنن دارمی
محدث امام دارمی
2 جلدیں مکمل
درود پاک پڑھنے والوں کی ایمانی فراست علمی بصیرت اور ذوق و شوق و محبت میں اضافے کیلئے ایک عظیم نعمت

جہانگیری
ریاض الصالحین
2 جلدیں مکمل
للإمام الحافظ الفقیہ أبی زکریا محیی الدین یحیی النووی الشرفی سنۃ ٦٧٦ ھجریۃ رحمہ اللہ تعالیٰ

جہانگیری
انتخاب
تفسیر جلالین
مشکوٰۃ المصابیح

جہانگیری
اربعین نووی

جہانگیری
2 جلدیں مکمل
انتخاب احادیث
صحیح بخاری و صحیح مسلم

جہانگیری
درس نظامی کے نصاب میں شامل فقہ حنفی کی مستند کتاب کا آسان اور عام فہم ترجمہ
شرح القدوری
2 جلدیں مکمل
امام ابو الحسن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی

جہانگیری
معارفِ درود و سلام
ابن قیم الجوزیہ

جہانگیری
مسند
الامام زید
الإمام زید بن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب

جہانگیری
مسند
الامام الشافعی
2 جلدیں مکمل
ترتیب
الأمیر أبی سعید سنجر بن عبد اللہ الناصری الجاولی

جہانگیری
فیوضاتِ جہانگیری سنن دارمی
المعروف بہ
تحفہ باقیہ

جہانگیری
نحو میر

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
شبیر برادرز اردو بازار ۰ لاہور

Marfat.com